هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

الحمدللہ کہ تصنیفی از تصانیف جناب مستطاب معلی القاب الفاضل الکامل و الحبر الذی لیس لہ مماثل فی الفضائل
التی طار صیتہا الی الآفاق و انعقد علیہا الاجماع والاتفاق عارف الحقائق الحکیم الحاذق ثالث النیرین جناب الحکیم
السید ذاکر حسین حرسہ اللہ رب المشرقین طبیب خاص اعلیحضرت قوی شوکت نواب مستطاب گردون وقار فلک
اقتدار سرکار اجل اکرم افخم نواب نجم الدولہ ممتاز الملک سعزا جعفر علیخان مومن خان بہادر دلاور جنگ نجم ثانی دہلی
نوشیروان ثانی ریاست کھمبایت مسمی بہ

کہ مشتمل است بر اثبات ایمان حضرت ابوطالب بتصحیح سلالۃ الاسلاف والامجاد فاقد الامثال و الانداد جمال الصالحین
عین العارفین المستجمع لجوامع الاوصاف المتصف بالعلم والتقی و العفاف عین الانسان و انسان العین جناب الحکیم السید
رضا حسین لازالت اعلام مناقبہ مشہورۃ ومابرحت آیات فضائلہ بین الانام مشہورۃ
باہتمام داروغہ سید محمد عفا اللہ عنہ

در مطبع تصویر عام طبع لطیف پوشید
لکھنؤ در نو ذی الحجہ ۱۳۲۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم اما بعد واضح ہو کہ یہ دنیا عالم اسباب اسی سبب سے مشہور ہی کہ مسبب الاسباب نے جو کچھ اس مین پیدا کیا ہی وہ کسی نہ کسی سبب سے پیدا کیا ہی یا یون کہین کہ ایک چیز کے پیدا کرنے مین دوسری چیز کو سبب گردانا ہی اور جو چیز سبب ہوئی ہی اُسکے ہونے پر دوسری چیز کا ہونا موقوف ہی کہ اگر وہ نہ ہو تو یہ ہرگز نہ ہو سکے اسی طرح ایک کا ایک سبب پیدا کرتا چلا جاتا ہی یہ امر ایسا عام فہم ہی جسکو حاجت بیان کی نہین اسی قاعدہ کے موافق مجھ حقیر کی راحت و آرام اور عزت و احترام کا سبب مسبب الاسباب نے جناب معلی القاب سکندر حشمت دارا سطوت عدل گستر رعیت پرور امیر باذل حاتم دریا دل دلنواز خاص و عام کارساز کام و مرام حضور سراپا نور خورشید قباب قمر رکاب جناب نواب مرزا **جعفر علی** خان صاحب بہادر المخاطب بہ **نجم الدولہ** ممتاز الملک مومن خان بہادر دلاور جنگ صدر آرائے ریاست کھمبایت دام اقبالہ ومد ظلالہ ولا زالت ملکہ و دولتہ کی مرحمت و مکرمت کو قرار دیا اور اس دربار دُربار کی بدولت دولت ثروت پائی تو جاہ و عزت ہاتھ آئی اور آسائش و آرام ہاتھ آیا تو نام پایا کچھ شک نہین کہ اسی بذل و نوال نے فارغ البال کیا جو بزم اہل قال ہین قیل و قال کیا اور باوجود بے بضاعتی کے ذخائر عاقبت سے مالا مال کیا جسکے شکر مین سوا اسکے کیا ہو سکتا ہی کہ اس توشۂ آخرت کو جو اس فارغ دلی کا مآل اور حسن عاقبت پر دال ہی بہ طریق ہدیہ پیشکش کرکے بارگاہ احدیت مین مستدعی ہون کہ خداوندا اس امیر کبیر کو اور اُسکے فرزند ارجمند کو مادامت الایام واللیالی برقرار رکھ اور فوائد دارین سے سرفراز کر **بیت**

الٰہی تا جہان را نام باشد در جہان باشے
بہ ملک و جاہ و حشمت فیض بخش و حکم باشے

اقل الاطبا

السید ذاکر حسین عفی عنہ

નેક નામદાર નવાબ સાહેબ જાફરઅલી ખાનસાહેબ,
સ્વંસ્થાન-ખંભાત.

تقریظ و توثیق والا جناب فواضل و فضائل مآب حاوی الفروع والاصول ینبوع المعقول والمنقول جامع کمالات الکلام والاصول تالی آیات فصل الخطاب الخطاب المفصول مجتہد العصر والزمن مولانا سید ابوالحسن صاحب دام ظلہ العالی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ شانہ

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب تالیف و تصنیف صاحب اجل المراتب اعلی المناقب ذوالقریحۃ النقادہ والطبیعۃ الوقادہ الحائز من العلوم العقلیۃ والنقلیۃ اوفر نصیب والفائز من الفنون الاصلیۃ والفرعیۃ بالمعلی والرقیب محط رحال ذی العلۃ والمرض موضع امال من لہ السقم عرض الطبیب الماہر بلامین جناب السید ذاکر حسین بلغہ اللہ الی ذروۃ سنام الکمال بمحمد و آلہ خیر آل۔ میری نظر سے گزری نہایت خوبی و عمدگی سے رد کی ہے اور اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام کا بحجج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کیا ہے اگر منصف مزاج تارک جدل و اعتساف بنظر انصاف دیکھے گا تو اسکو کسی طرح کا شک اسلام آباء کرام سید الانام و حضرت ابوطالب علیہ السلام مین باقی نہ رہے گا و من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور جزاہ اللہ عنی و عن جمیع المؤمنین جزاء یشرح بہ الصدور حررہ بنمیاہ الوازرہ خادم الشریعۃ الطاہرہ السید ابوالحسن اوتی کتابہ بیمانہ فی الآخرۃ یوم الاثنین لاثنین خلیا من شہر ذی الحجۃ الحرام ۱۳۱۰ من ہجرۃ افضل الانبیاء العظام۔

تقریظ و توثیق چکیدہ قلم ہدایت شمیم سرکار شریعت مدار نور الانوار قمر الاقمار قدوۃ الابرار قائد الاخیار المولی الرضی الحبر المتقی المنہل الروی الصراط السوی السراج الوہاج

والماء الثجاج والبحر العجاج النير اللائح الطيب الفائح السحاب الهاطل الغيث الهاطل البدر المشرق الغدیر المغدق مجتهد العصر والزمن جناب مولانا مولوی السید آقا حسن صاحب انعم الله علیه بجزیل النعم والمواهب۔

باسمه سبحانه

لقد اعجبنی واطربنی ما حرره السید الجلیل والطبیب النبیل ذی الفخر السنی والشرف البهی البری عن الشین الحکیم السید ذاکر حسین حرسه الله ووقاه من اشرار الناس وحماه وسلک به سبل رضاه ورضی عنه وارضاه من جملته جمیلة وزبدة جلیلة وجوهرة عزیزة فی اثبات ایمان ابیطالب رغما لانوف الجاحدین وقطعا لدابر المخالفین وهی مملوة من نکات الشریفه وحجج منیفه وحقائق حقیقه وهی لائقة بان تکتب بالنور علی وجنات الحور وشفعها باخبار معتمدة رواها الفریقان وخرجها اهل العدوان لتکون اقوی فی الاحتجاج علی من انکر الایمان ونصر بذلک کلها المذهب الاثنی عشری بامتن برهان واطرف بیان فجزاه الله من حماته الحق حق الجزاء واجزل له العطاء واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد واله الطاهرین المعصومین

السید اللہ بکاف عبدہ السید آقا حسن

حرره السید آقا حسن بقلمه

توثیق انیق تائید وثیق عالیجناب فضائل آیاب حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول افضل الافاضل الملقب بصدر الافاضل وممتاز الافاضل الفاصل بین الحق والباطل عمدة المحدثین وحید الزمن مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب دام برکاته وعمت افاداته۔

بسم الله الرحمن الرحیم

لقد اعجبنی واطربنی ما نسجہ بیمناہ المبارکۃ سلافۃ العصر وحکیمہ ومقوّم
الاود ومقیمہ جناب المولوی السید ذاکر حسین حیاہ ربہ ما قرّبہ العین فانہ
وفقہ اللہ کما درء الداء وفاق الاطباء کذلک اوھن ما تقوّلہ بہ حلیف الباطل
وندیمہ واليف الھزل وحمیمہ ونفی ھذا الداء العضال حیث اتی ببیان شاف
یشتفی بہ صریع الریب وسقیمہ ورقی بعزائم براھینہ ما نفث بہ صلۃ الضلال
من نافع السمّ فسلم وبرء منہ سلیمہ وحمی حمی الاسلام فامتنع جنابہ و
حریمہ وسطا سطوۃ البزاۃ الشھب علی البغاث فاصبح الخصم مفحما کان الطیر
علی راسہ وطار ظلیمہ وثبت ثبات الکماۃ الحماۃ عند الحفاظ فانجم ھزیمہ
واشرق شموس تحقیقاتہ حتی اضاء الصبح لذی عینین بعد ما سجی الظلام ووقب
بھیمہ ولمعت اسرۃ الحق وسبحات الصدق کالنور علی قنۃ الطور حینما کلم
کلیمہ وقد ایدہ اللہ بروح القدس حیث نصر ولیہ اباطالب الذی آمن بطھارۃ
ذیلہ حدیث الاسلام وقدیمہ ودان واذعن لغرقۃ القعاء کریم النسب
ولئیمہ وشھد بعلو قدرہ وانارۃ بدرہ الحجر البیت وحطیمہ وباح بکرم اصلہ
المعرق صنوہ وسھیمہ واقر المحب والعدوّ بانہ فاقد الضریب وعدیمہ و
بیضۃ البلد عظیمۃ فلیت شعری کیف یشک فی دینہ ودرۃ صدف
النبوۃ یتیمہ وکیف یرتاب فی دخولہ الخلد وابنہ قسیمہ کلا بل ران
علی قلوبھم فلا یفقھون حتی تزفرھم جحیمہ وینزل بساحتھم من العذاب
الیمہ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کتبہ العبد العاثر

سبط حسن ابن السید وارث حسین

اولھما ربھما الی ظلال عفوہ

تقریظ و توثیق سامع بحر تدقیق سند العلما امام الفضلا بقیۃ الاسلاف فخر الاخلاف

مجمع العلوم والمعارف منبع الحکم والحقائق مستند الفقہا سمی خامس اصحاب الکسا مولانا
ومولی الکونین جناب مولوی سید سبط حسین صاحب دام ظلہ بدام الخافقین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی افاض علینا ودقا صد دارا من سحائب رحمۃ واستمطرلنا جودا مرفرافا
من شآبیب نعمۃ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا نبی الرحمۃ وسراج الامۃ افضل المعادۃ
منبتاً واغر الاروحات مغرسا الطہر المطہرین شیمۃ واجود المستمطرین دیمۃ محمد وآلہ الطاہرین
وابائہ الطیبین الذین ھم عماد الدین وسناد للمسلمین امابعد فقد رایت بعض
المطالب من کتاب فتح الغالب بسلیل الاطائب حاوی المفاخر والمناقب عالی الکعب
فی الفنون العقلیہ طویل الباع فی العلوم النقلیۃ الحری الفائق والطبیب الحاذق
ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حرسہ رب المشرقین فلما استحلیت
عنقردہ وانتقدت نقودہ وعرضت علی النار عودہ واستمطرت جودہ وعودہ
وجدتہ حریا بان یکتب بالنور علی وجنات الحور فان خلاف ما اثبتہ فیہ اقو
من جوف العیر واقفر من جوز القفاء کانہ الاستہلال فی اوائل النہار
حررہ بیمناہ الوازرہ خادم الشریعہ الطیبۃ الطاہرۃ سبط حسین اولے
کنا نہما فی الاخرۃ فی الثامن والعشرین من ذی القعدہ ستۃ الف و
ثلثمائۃ واحدی وثلثین من ھجرۃ من لا نبی بعدہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک فاضل جلیل عالم نبیل العالم العامل والعیلم الکامل الصدر
الشہیر والہمام النحریر الفارع علی اعلام الرشاد السالک نہج الصدق والسداد
مولانا مولوی سید شبیر حسن صاحب دام ظلہ العالی مادامت النہر واللیالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اعلیٰ کلمۃ الحق ورفع منار الدین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الذی
ربی فی حجر عمہ سید الموحدین وبعث رحمۃ للعالمین وعلی آلہ الطیبین

الطاہرین المعصومین لا سیما ابن عمہ امیر المومنین امام المتقین صلوٰۃ زاکیۃ من یومنا ھذا الی یوم الدین۔ اما بعد فقد سرحت برید نظری واجلت قداح بصری فیما ھذا بہ وحلاہ و صنفہ واملاہ ونسجہ واتقنہ وزبرہ و احسنہ زبدۃ الحکماء الحذاق وصفوۃ الاطباء المنوھین فی الآفاق ذو الفضل الراسخ والمجد الشامخ الراسی الحکیم العارف الاسی جناب السید ذاکر حسین صین عن کل شین فوجدتہ خیر مصنف واحسن مؤلف فجزاہ اللہ عن الاسلام خیراً حیث لم یدع من شبہات الخصم الجاھد المتعنت المتحذلق علماً الا نکسہ ولا شاخصاً الا رکسہ ولا سفراً الا سدہ ولا باباً الا ھدہ فترکہ کھشیم المحتظر وغادرہ کالجذع المنقعر واسئل اللہ ربی ان یخصہ بجلائل الائہ وعقائل نعمائہ انہ ھو المنعم المفضال والکریم ذو الجلال۔

وانا العبد المذنب

السید شبیر حسن عفی عنہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک گہر سلک قدسی سمات ملکی صفات الکوکب الدری الذی یہتدی بہ المستہدی القمر السنی والبدر المضی عمدۃ العلماء مولانا ومولی الزمن سید ظفر حسن صاحب دام ظلہ العالی ابن علامۃ الفہامہ الہادی بمواعظہ سائر الانام مجتہد العصر والزمان جناب مولانا سید محمد حسین صاحب قبلہ الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو فی ارضہ وسمائہ معبود۔ لم یکن ولا یمکن مثلہ موجود تلالأ انوار حکمہ فی صدر کل ممکن موعود وصلی اللہ علی خیر خلقہ وسید رسلہ المنزہ من دنس الشرک والکفر من لدن آدمؑ الی ابیہ عبد اللہ من

قبل ابائہ و امہاتہ محمدن المحمود و علی آلہ و عترتہ سادۃ الاسود لا سیما
علی ابن عمہ و وصیہ و وزیرہ و خلیفۃ المنصوص فی غدیر خم صاحب المقام
المحمود الذی ربّاہ علی کتفہ حین ازہاق الباطل رقاہ بالصعود علی ابن ابیطالب
ان الذی حرس رسول اللہ وحفظہ ووقاہ بعد ما امن بہ سرّا من اہل العنق والجحود
و لبعد فقد سرحت النظر فی حدائق فتح الغالب فوجدتہا کالبستان فیہا ازہار
البرہان وفیہا سرر البیان اشرق صدر المصنف بمشارق انوارہ و یعطر مشام
المؤمن بطیب ہارہ فللہ در مصنفہ حیث اتی بتقریرات معجبہ و دلائل انیقہ
و کیف لا وقد الفہ الطبیب الکامل زین المجالس و المحافل و البحر الذی لیس
لہ ساحل النجم الازہر فی سماء الکمال والعلم و الدر الفاخر لصدف الفضل
والحلم ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین صانہ اللہ عن کل شین
و مین و ابقاہ الی بقاء الملوین و انا المذنب السید ظفر حسن عفی اللہ عنہ
و عن ابائہ یوم المحشر بمحمد و آلہ المصطفین۔

تقریظ و توثیق چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ سرکار شریعت مدار الجامع بین رتبتی العلم والعمل المشمر عن
ذیلہ لدفع الزیغ والزلل الذی لا ینقطع مدراہ لا یشق غبارہ ولا تقتفی اثارہ و تجتنی
اثمارہ اللج الذی لا یساحل والنجم الذی لا یحافل الجدیر بان یزم الیہ الرکاب و یدور حولہ
الاقطاب مجتہد العصر ثالث النیرین مولانا السید ظہور حسین حرسہ رب المشرقین عن شر
اہل المین بحق الائمۃ المصطفین۔

بسم اللہ ولہ الحمد

و لبعد فما نثر الجادی ولا سجع الحمام الشادی ولا نسکاب قطر الغادی باطیب
و الطف مما خطر بہ متوسم نظری الفاتر ورائد فکری العاثر من کتاب سغفر بما
زہو معانیہ و راقہما حسن فحاویہ و لطف مبانیہ فجسہما بلطائف ما فیہ
من بغیۃ مرتاد الحق و طا لبیہ من جواہر الفوائد مما انجل اعجاب العرائد

وعجب القلائد فی اجیاد الخرائد کیف لا وقد رصفها ترصیف الدرر فی نحور الحسان من ملک رقاب الفنون وقادها بعنان وقلد اعناق الدهور عقود مآثره وحلی عواطل الایام بدرر مفاخره وانطق الکون بمنطق احواله فاصبحت لسانه لفصیح لعجزها عن عد فعاله وفرع من طرایف المجد هام تلاعه وجاس من تلید الشرف خلال رباعه وارتشف من زلال التحقیق البارد الهنی وارتضع من افاویق التنقید العذب المروی من قصبه السبق الرقیب والمعلی واناف من قصور الفضل المشرف المعلی۔ القاضی بغرار افکاره بین الحق والباطل۔ والممیز بزرق یراعه الحالی من العاطل کریم العنصرین مهذب الاصلین الحاکی نور بصیرته عن سنا القمرین المقتفی اثار ابائه المصطفین الهادی شعاشع نقده لذے عینین المولے المهذب الحکیم السید ذاکر حسین بارک الله تعالی فی عمره الشریف لحمایة دینه المرضی فلا یزال تفصل بالحق ولفصی فانه قد اودعه ما ابان الحق فتجلی ولا کنصف النهار وازاح الباطل فاجتث من اصله وانهار وترک ما زوره الجاحد الاشد فعل الخصم الالد سلو الاحراک یه متمزقا وشتت شمله فذهب تحت کل کوکب مبذدا متفرقا ففتح علی یدیه ما اسسه وزهق ما زخرفه من المحال ودسسه فاصبح باحتوائه باهر المطالب مما یوذن بافول زهر الکواکب و یسوی بین الطالع والغارب فلعمری انه لفتح الغالب حیث اتی علی شرح المطالب مما لفقه ذلک الناصب ازراء لسان مولانا ابی طالب و ادار علیه الفلک فلحق بالاساطیر الذواهب فلا یکاد یلفی رسمه فی لاتبی المشارق والمغارب علی عن فیه من العلوم والمعارف ما یقربه عین الناظر العارف فجزاه الرحمن خیر ما یجزی اهل الاحسان فانه ولی ذلک

حرره الاحقر السید ظهور الحسین

لا اله الا الله القوی
سید ظهور الحسین البارهوی
عبده

تقریظ و توثیق چکیدہ قلم افاضت و افادت شیم سرکار شریعت مدار فخر المحققین صدر المدققین قامع اساس الضالین قاطع اعناق الملحدین المحی لشریعۃ جدہ خاتم المرسلین صاحب المنزلۃ العلیا والمنقبۃ القصوی فقیہ اہل البیت علیہم السلام الدر الفاخر جامع المناقب والمفاخر حضرت باقر العلوم مجتہد العصر مولانا السید محمد باقر ادام اللہ ظل افضالہ علی روس المومنین والطالبین للعلم والیقین واطال لقائہ بحق محمد وآلہ المیامین۔

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

کتاب مستطاب ہدایت نصاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب جو مصنفات شریفہ سے جلیل المراتب سلیل الاطائب ناصر عم النبی العاقب بالفتح الغالب علی کتائب النواصب والمستاصل شاختہم بالحجج القاطعہ التی ھی امضی من مرھفات القواضب الکاء لکل عائب دالحرس شقاقہم بفکرہ الصائب المحلی بکل زین الصاحب ذیل الفخار علی الفرقدین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حماہ اللہ بکل ماتقر بہ العین کے اور مشتمل ہے اثبات ایمان حضرت ابوطالب صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ پر بعض مقامات اسکے نظر قاصر سے گزرے بیانات شافیہ و تقریرات وافیہ کافیہ اسکے مطالعہ کرکے نہایت بہجت ومسرت ہوی الحق جناب مصنف باکمال نے نصرت وحمایت مین ناصر حامی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ کے جو خدمت شائستہ کی ہے وہ نہایت لائق تحسین وآفرین وقابل کمال مدح وثناے اہل دین وارباب یقین ہے حقیقت مین حضرت ابوطالب علیہ السلام نے جو حمایت و حفاظت و نصرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ فرماکے احسان اسلام واہل اسلام پر فرمایا ہے اسکا شکر کسی طرح ادا نہین ہوسکتا اور آنجناب کے جلالت قدر اظہر من الشمس ہے اور قصائد رائقہ شریفہ آنجناب کے شاہد صدق ہین کہ وہ جناب اعلے درجات اسلام وایمان ومعرفت ویقین پر فائز تھے جسطرح آنجناب کا شکر ہر مسلم پر واجب ولازم ہے اسیطرح آنجناب کے ناصر اعنی جناب مصنف عالی مقام کا شکریہ بھی مسلمین ومومنین کو لازم ہے واللہ الموفق۔
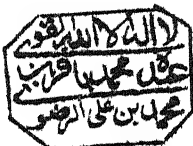
محمد باقر الرضوی عفی عنہ جرائمہ

لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین عبدہ محمد باقر ابن محمد بن علی الرضوی

تقریظ وتوثیق ریختہ خامہ عنبر شمامہ عالیجناب مستغنی عن الالقاب جلالت مآب نجابت انتساب
اعلام رتبت والا منزلت العلامۃ الفہامۃ راس الجہابذۃ الکرام الہادی بمواعظہ سائر الانام
آیۃ اللہ فی العالمین وحجۃ علی الجاحدین مولانا مولوی ابوالمحاسن سید محمد حسین صاحب
الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی دل علی ذاتہ بصنع موجوداتہ وعرف البراھین وخلق الدلائل و
نصب الحاجۃ علی اثبات وجوب وجودہ ونعل العلاء والاثار لثبوت کرمہ وجودہ
تلالأ فی ظلم اللیالی الزواہر بنجومہ الزاہرۃ وتنور علی صفحات الایام لوامع قدرتہ
الباہرۃ لانہ علی کل شئی قدیر والصلوۃ والسلام علی نبینا الذی کان بنورہ فی
الاصلاب الطاہرۃ منتقلا منہا الی الارحام النظیفۃ العفیفۃ المطہرۃ الزاہرۃ
لم ینجسہ ارجاس الکفرۃ وانجاس الشرک فی صلب من الاصلاب الباطنۃ والظاہرۃ
وعلی الہ الاطائب الزاکیۃ الفاخرۃ وعترتہ الذکیۃ التقیۃ النقیۃ الطاہرۃ اما
بعد فلا شبہۃ ولا ریب فی ذالک الکتاب المسمی بفتح الغالب المولفۃ فی رد ما
زعمہ الناصب من کفر مولانا ابیطالب فلعمری ان ذلک لبیان یشفی کل علیل
ویروی کل غلیل اذ ھو کالشمس اللامعۃ فی سماء البرھان وکالدرۃ الفاخرۃ
فی صدف البیان وکیف لا یکون کذلک وقد الفہ الفاضل البصیر والناقد الخبیر
ذو الحسب الباذخ والنسب الشامخ الباسط لوسادۃ الطب علما وعملا والتکی
علی ارائک المعالجۃ لجمیع المرضی فرضا ونفلا فقد کان یعالج الابدان بمثل
الادویۃ النباتیۃ او الاحجار فصار مشتہرا بالطبیب الکامل فی الامصار و
لما رای مرض التعصب والفساد لبعض النصاب الحساد فلم یرض الا ان یعالج
ذلک المریض مع جمیع من یشارکہ فی العلۃ بترکیب ادویۃ البرھان من اجزاء
الایات من القران وبعض معاجین الاخبار والاثار والادلۃ العقلیۃ
والنقلیۃ فلعمری انہ معالجۃ قویۃ یزیل الشکوک اذا استعملہ احد من المنصفین

الطبیب المطبب الکامل البری عن الشین جناب الحکیم السید ذاکر حسین وفقہ اللہ تعالیٰ وسددہ وسلمہ لترویج دین جدہ محمد و آلہ المصطفین علیہ وعلیہم صلوات اللہ رب المشرقین ورب المغربین

و انا العبد السید محمد حسین عفی عنہ

تقریظ و توثیق رشحۂ کلک جواہر سلک سرکار شریعت مدار السید الفقیہ والبحر النبیہ وارث علوم اہل البیت علیہم السلام المقتفی آثار اجدادہ البررۃ الکرام محط رحال العلماء الاعلام ومہبط فیوض اللہ الملک المنعام ملاذ الانام معاذ الایتام ظہیر الاسلام مجتہد العصر مولانا مولوی سید محمد ہادی صاحب ادام اللہ برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب کو حقیر نے بعض مقامات سے دیکھا واقعاً نہایت تقریرات متقنہ اور تحریرات مبرہنہ سے اثبات ایمان حضرت ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا ہے خداوند عالم مصنف کتاب مذکور کو یعنی عالی مراتب جمیل الخصال والضرائب سلیل البہالیل الاطائب ناصر عم النبی الشافع یوم القیام قاطع اعناق النواصب اللئام ومبطل شبہات الملحدین الطغاۃ الطغام مبطل ہفواتہم بالحجج القاطعہ ومرغم انافہم بالبراہین الساطعہ البری عن کل شین مولانا الحکیم سید ذاکر حسین اطال اللہ بقاہ ورزقہ کل ما تقر بہ العین وحشرہ مع محمد کما نصرہ و آلہ المصطفین کو اجر جزیل و ذخر جمیل کرامت کرے اور عوض میں اس نصرت دین کے خیر دنیا و آخرت عطا فرمائے۔ وفقنا اللہ وجمیع المؤمنین للرشاد والارشاد وتحصیل الزاد لیوم المعاد

و انا اقل العباد محمد ہادی الرضوی غفر اللہ لہ

لیوم المعاد

تقریظ وتوثیق ریختہ خامہ ہدایت شمامہ سرکار شریعت مدار نسیج وحدہ و فرید عہدہ ظہیر الشیعہ ظہر الشریعہ صاحب الملکات الملکیہ والقوۃ القدسیہ غر المومنین عز ئین الشامخین منار المهتدین خیر اللاحقین ملجا ءالمومنین مجتہد العصر والزمن مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب ادام اللہ ظلال افضالہ واطال بقائہ بمحمد وآلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحق المبین والصلوۃ علی محمد وآلہ الطاہرین این رسالہ رائقہ انیقہ وصحیفہ فائقہ رشیقہ کہ حجتے است قاطع وبرہانے است لامع مشتمل بر احسن مطالب وتثبت اسلام حضرت ابو طالب علیہ الصلوۃ والسلام بہ کمال خوبی ولطافت وجودت ومتانت مرقوم شدہ است خداوند عالم مولف علام اعنی جناب مستطاب عمدۃ الاجلۃ الاطائب حمید الفرائب زبدۃ الحذاق سابق السباق الطبیب اللبیب والکامل الاریب جناب الحکیم السید ذاکر حسین حسین عن کل شین را اجر جمیل کرامت فرماید ومومنین را از مطالعۂ آن مستفید وشادکام وبرکات رسالہ را عام وتام گرداند

حررہ السید نجم الحسن

مندرجۂ ذیل کتب نور المطابع لکھنؤ سے ملینگی فہرست کلان حسب الطلب روانہ ہوگی

الکاظم - یعنی سوانح عمری حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام مصنفۂ عالیجناب نواب مولوی عالی جواد خان صاحب و تصحیح جناب ممتاز الافاضل مولوی السید سبط حسن صاحب قبلہ صدر الافاضل مدظلہم العالی چھپکر تیار ہے۔ ضخامت ۲۰۶ صفحہ۔ ۲۰×۲۶ تقطیع۔ نہایت خوشخط واضح اور شاندار۔ چھپائی نہایت صاف۔ لوح رنگین بہت خوبصورت جو کئی رنگ سے چھاپی گئی ہے۔ قیمت مجلد عہ۔ جلد خریدیے بہت کم نسخہ باقی رہگئے ہین۔

احسان یہ کتاب اُس سولہ صفحہ والے سوال کے جواب مین ہی جو ولایت حسین صاحب حنفی گیائی نے تمام علماے شیعہ سے کیا تھا اور حسین علی مرتضیٰ کے ایمان و اسلام کا ثبوت خوارج اور اہلسنت اور پھر شیعون کے ہی اصول پر وہ چاہتے تھے اور زور کے ساتھ دعوے کیا گیا تھا کہ تا قیامت شیعہ جواب نہ دیسکین گے۔ بحمد اللہ کہ بار دوم نہایت عمدگی سے طبع ہوئی اور چونکہ مضامین کے طرز تحریر مین مذاق عالمانہ کے علاوہ لطف فسانہ بھی ہے اسلیے ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی صرف چند نسخہ باقی ہین۔ قیمت ۴ر

جواہر المصائب حالات اصحاب حضرت سید الشہداؑ مین یہ تصنیف کتاب نہایت مستند صحیح روایات سے انتخاب کرکے چھاپی گئی ہے اسکو حضرات مجتہدین کاملین دام برکاتہم نے اپنی توثیقات و تقریظات سے مزین فرمایا ہے قیمت علاوہ محصول ۴ر

تہذیب اسلام - یعنی اُردو ترجمہ حلیۃ المتقین مترجمہ جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب قبلہ دام فیضہم قیمت بلحاظ کاغذ قسم اول للعہ قسم دوم سے ر قسم سوم ۶ر علاوہ محصول

جامع عباسی (پنج بابی) مصنفۂ مولانا الشیخ بہاء الدین رح و مختار سرکار شریعتمدار آقا السید محمد باقر صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہم العالی۔ قیمت علاوہ محصول ۴ر

صورة ما قرظه العالم العامل الاديب الكامل ذو المناقب الفاخرة والمحاسن الباهرة الزاهرة جناب المستطاب التقي النقي المسمى بحبيب سبحان النجفي سلمه الله ابده وايده بالنبي الامي العربي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله المبدي المبدع الازلي القديم بارئ البرايا ومحيي العظام الرميم
الذي خلق الخلق ليعرفوه ويوحدوه ودلهم على ذاته بذاته ليعبدوه وخلق لهم
من الآيات في الانفس والارضين والسموات ما فيه عبرة لمعتبر وزاجر لمزدجر
وايد وافاد ما اقتضته العقول لاولي الالباب بشهادة الانبياء والاوصيا
الذين كشف عنهم الحجاب وايدهم بالآيات والبراهين والمعجزات وجعلهم
اكمل خلقه خلقا وافصحهم منطقا وافضلهم حسبا واطيبهم مولدا وآباء
لئلا يطعن فيهم جاحد ويسخر منهم معاند ويجد فيهم للعيب ولما دعوا اليه
مردا ومدفعا والصلوة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين وآله سفن المباهين
الذين اتم الله بهم النعمة واكمل بهم الدين وبعد فنعم كتاب العارف الحكيم السيد
ذاكر حسين ابن حكيم ميرزا احمد حسين صاحب مرحوم المسمى بفتح الغالب في رد
شرح المطالب للناصب فهو لعمري قانون المعارف الحقيقية ومعجون نافع
لجميع الامراض القلبية مع ما فيه من الاشارات الى الدقائق والنكات عن
سائر المفردات والمركبات وهو تذكرة لمن تذكر وشفاء لما في الصدور وعمى
لمن استحب العمى وللمهتدين هدى ونور قد جمع فيه من الآيات المحكمة والاحاديث
المعتبرة والبراهين العقلية والشواهد النقلية ما رغم به انف الحاسد ودمغ به هام
المعاند فهو حقيق ان اقول فيه شعر هذا الكتاب الجاهد الراغب ينتلي لرد الجاحد الناصب
كانه في قمع اهل العمى سيف علي بن ابي طالب انشأته الرحيم قد طوي الشبه والكاذب

صورة تقريظ الفاضل العلامة من اهل السنة والجماعة اعني جناب المستطاب حاوي العلوم حامي انام ماحي
بدعات الليام قدوة النحارير المتكلمين قاطع اساس الضالين قامع اعناق الجاحدين سيد محمد شرف الدين
ابن سيد المرتضى المشهدي ثم الاحمدآبادي لازال افاضاته وافاداته الى يوم الدين في سنة ١٣٢٩هـ

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدك يا من خلق لكل فرعون موسى والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على
النبي المبعوث من اتبع دينه فقد اهتدى وآله وعترته الذين هم كسفينة نوح عم من ركب عليها فقد نجى
واصحابه الذين هم الاحباء الاصدقاء من اهل التقى والنقى اما بعد فيقول العبد المفتقر الى عفو ربه
المقتدر محمد شرف الدين ابن السيد المرتضى المشهدي ثم الاحمدآبادي نصره الله تعالى بعونه
نفسه بحوله غفرانا خبيرا بمن هو ان عادة الله قد جرت وسنة الله قد مضت ان يبعث المحق على
عقبى المبطل الزاهق يقذف به الحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق بناء على ذلك فمن تمام نعمة الله تعالى
لاخوانه الاخيرة من حرارة سوء الادب في جانب حبيب الرسول الذي هو طبيب لدفع امراض
القلوب واوصاف الجهول الطبيب اللبيب الحاذق الذي هو فخر على ابنائه واقرانه فايق جناب حليم
سيدنا ابو الحسين صاحب ابن حليم السيد احمد حسين صاحب مرحوم ادام الله تعالى فيضه على عباده
الى تعاقب الملوين فركب ترياقا المسمى بنقض الغالب في رد شرح المطالب لاستيصال ضعف التمسكات
الموهومة ووهن من بيوت العنكبوتية من ادوية الآيات القرآنية والاحاديث النبوية والبراهين
العقلية والنقلية نسئل الله تعالى ان يشفي شفاء كليا لمصنف شرح المطالب من امراض الغباوة
المحترقة فانه قد احترقت اخلاط عقائده بنار التعصب النفسانية ونشكر الله من هذه النسخة
المنتخبة من اشياء لها مثيله وقرابادين الاطباء الروحانية فمن يستعمل ويستفاد منه واتقى
وصدق بالحسنى فاما من استكبر واستغنى وادبر وتولى وسعى في خلافه وتمادى فقد تعدى
وتغى وتعدى وكذب بالحسنى يبعث يوم الرجعى في طائفة ودعهم الله وقلى ويحشر في
زمرة من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وفقنا الله سبحانه تعالى وسائر اخواننا الاتباع
القربى من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نهى وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا
محمد وآله وصحبه اجمعين الى الابد ـ

محمد مصطفى
المرتضى عن
شرف

صورة ما قرظه الشفيق الرشيد الاديب في ظليص السعيد الاريب الطبيب اللبيب الذي فاز من احسن الترتيب وغاية التهذيب على الحذاقة باوفر نصيب وهو في فنه جري بالترحيب حكيم سيد محمد حسين سلمه الرب السميع المجيب بحرمة النبي الحبيب صلوات الله وسلامه عليه وآله الاطيب الاطهر النجيب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق لكل داء دواء ولكل مرض شفاء فسبحان الذي وهب لنا عقلاً الدراك الشفاء ودرك الشفاء واعطانا احساساً لحسن المواد الفاسدة ونجانا وحمانا من المحمومين المذنبين بقوله للذين امنوا هدى وشفاء والصلوة والسلام على اعدل الاجناس والانواع واشرف الاصناف والاشخاص محمد الذي يداوي بالهداية علل القلوب ويشفي بالشفاعة امراض الذنوب وآله الذين يعالجون اسقام الكفر والعناد ويداوون بتنقية مادة الفضلات والفساد اما بعد قد نشر امراض الشكوك والشوائب وظهر الفساد بين الحاضر والغائب من طبع شرح المطالب في اثبات كفر ابيطالب ثم ما يسير امراض السارى والوباء في مبادى ومجازى البلاد والقرى حتى سمع ولحظ استاذي وملاذي الحكيم الحاذق والطبيب الفائق سيدي وسندي السيد ذاكر حسين ابن الحكيم السيد احمد حسين صاحب مرحوم اللكهنوي ثم الاميٹهوي معالج خاص للنواب نجم الدولة ممتاز الملك مرزا جعفر على خان صاحب دام الله ملكه واقباله فتشخص علتها وعرضها وتوجه بعلاجها وكتب نسخة مسمى بنفع الغالب في رد شرح المطالب وهي لعمري ترياق مركب من ادويات ايات البينات ومعجون مؤلف من اجزاء الاحاديث المحكمات مع الدلائل القاطعات والبراهين الساطعات وهي مفيدة وموثرة في الساعة كمعجون البرء الساعة لانه كتب من مجربات كتب السنة والجماعة اللهم اشف بها شفاء تاما لامراض القلوب القاسيات وفي بها نجاتنا شافياً لما في الصدور من علل الخبائث القاصيات بحرمة النبي وعترته الطاهرات

صورة ما قرظه الاكرم الكريم الجليل الجليل والصديق الخليص النبيل ثمرة فؤاد الرسول قرة عين البتول قمر اقمار الفصاحة شمس سماء البلاغة الحسيب والنسيب السيد الاديب سجاد حسين [illegible] الازال محروساً [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

هر آئينه دل اگرچه آئينه فهم وادراک است مگر چون بصفاى درون دريائى ديده حيران جلا [illegible]

آئین قدرت ایزد پاک است حکیم فهیم عقل کل کجا که جلوهٔ بیچون چرا دریافتن اقرار ما عرفناک
فرماید و بخود فراموشی منصور انا الحق گوئی منظور نماید بیشک چشم اگرچه خود آلهٔ بینش است
مگر چون بچشم بصیرت نگری چشمهٔ حیوان نور حکمت آفرینندهٔ جهان در ظلمات پردهٔ آفرینش است نگرنده
خضر مانند کو که لذت شربت زندگانی جاودانی چشد ولاریب گوش اگرچه خود آلهٔ شنوائی است
مگر چون بگوش هوش شنوی از اندرونش آوازهٔ گوناگون چون صدای واژگون از ارغنون قانون
قدرت بیچون در نغمه سرائی است شنوندهٔ سهیم کلیم کو که مذاق شرب مدام کلام ملک علام گیرد و بکوه چشمی
دیدار خواهان ارنی خر بیخودی حیرت و حیرت بیخودی صدمهٔ برق عتاب لن ترانی نپذیرد
سبب دل و چشم با آگاهی دنگاهے باید و گوش را شنوائی شاید چرا که دیدن و شناختن فرقی دارد و شنفتن
و پذیرفتن تفاوتی آرد چنانچه مولف رسالهٔ کشف الیقین بعلامسه بتشریح المطالب بغوائے لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم
اعین لا یبصرون بها ولهم اذان لا یسمعون بها اولٰئک کالانعام بل هم اضل ۝
اولٰئک هم الغافلون در اثبات کفر ابیطالب نبے انصافی شیرهٔ چشمها بکار برده و روز را
شب و شب را روز شمرده یعنی تصدیق قلبی را که عین ایمان است بتربیت و حفاظت و دلجوئی رسول
از جان و مال گذشته آشکارا نمود بگمان کفر بر حمیت عرب محمول کرده بیکار داشت و هرچه اقرار لسانی لا اصل
اسلام است بر صداقت نبیؐ در اشعار اشعار داده و انشا فرمود بخیال تعلق بر محبت فرزندے گمان برده
رائگان انگاشت ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظیم
مگر آنچنانکه منتقم حقیقی نار نمرودی را به گلزار ابراهیمی مبدل گردانید و جوش فرعونی را به اعجاز موسوی
در تنگنای ابی فرو نشانید و لذت تنگی گور چشانید اینک بمصداق ع مردے از غیب برون آید و کاری بکند
فاضل اکمل و کامل افضل دیبا ریب و طبیب لبیب سیدی سندی معاذی ملاذی استادی نور عینین حسنین
حکیم سید ذاکر حسین ادام الله ذاته و زاد الله افاداته بسبب جوشش کی که از حرارت شجاعت نسبی و نخوت
حمیت عربی در خون داشت دل و دماغ را سرگرم گرمجوشی پیچ و تاب عتاب یافت با تیغ و علم دست و قلم
بمیدان مقابله شتافت و بتحریر رسالهٔ فتح الغالب چون رسالهٔ جنگی تمغاے فتح غالب بر سینهٔ علم کلجنیه یافت
دوران رساله طعن ہاے تیز تر از طعن شمشیر و سنان و ضرب ہاے شدید تر از ضرب تیر و خنجر بر ان
عوض سر و بر دل و جگر زد هر دلیل کار تیغ سلیل نموده و هر سبیل و سیل رای مخاطب را از زیل و ذلیل

نشان دادہ مطالب مخاطب را آنچنان ہر گردانید کہ معنای از ہست کہ بہ ہستظاہر گردید و مقاصد معاند را بدلت
سان معکوس فرمود کہ مفہوم سیہزم الجمعہ و یولون الدبر آشکار را بو دخدا وند در ین جہاد لسانی ہر فقرہ کتاب کشش
را فقرہ تیغ آنکا سفتہ و ہر ضرب ستائش راضرب شمشیر شمرد تا خیر و خوبی کونین کرامت فرما آنچنانکہ عبد شق فاتح
بدر و حنین را بہ تمغاے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار از لسان غیبی بخلعت غیبی ضربۃ
علی یوم الخندق خیر من عبادۃ الثقلین از زبان نبی معزز و ممتاز فرمودی بجاہ محمد خیر المرسلین و عترۃ
الطیبین الطاہرین المعصومین صلواۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین الی یوم الدین

صدرۃ ما قرظہ المکرم الصمیم الامجد و خلیص الاغر الارشد رکن ارکان الفصاحۃ و عین اعیان البلاغۃ الصدیق الصادق السعید ذو الرای السدید الحکیم مرزا علی سلمہ ربی بحرمۃ اہل بیت النبی الامی العربی و لا زال محفوظا من شداید الزمان و ملحوظا بعین عنایۃ الملک المنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نخواہی در سخن گر حرف چینی　　سخن اینست خاموشی گزینی

سخن غلغلہ شہرت صاحب جان است اگر جان سخن باشد و کلام طنطنہ شوکت اہل شان اگر شان کلام
دارد سخن نہ ہر گونہ سخن و کلام نہ ہر نوع کلام بے سخن سخن آنست کہ از خود گنجائش سخن نہ سفتہ باشد و لا کلام
کلام ہمان کہ جاے کلام از خود بر دشتہ باشد الحق کہ سخن حق و کلام مصدق حجہ ٔ صحیفہ صداقت خود تا قیام قیامت
قیام دارد و چون کلام ملک علام در درون اہل ایمان و اسلام مدام مقام دارد نہ آن باطل سخنی کہ سخن فہمان را
نشانہ و نہ آن لغو کلامے کہ در مصحف کلام متکلمان را تار و ز انتقام جاے طعنہ نہ بینے کہ شداد نے بنیاد
در عالم ایجاد از دل نہ بان و ز بان دل سخن باطل دعا و کلام ادعاے باطل نمود آخر کار منصف عدالت
دثار قضا آن ادعا را چہ گونہ فیصلہ فرمود فرعون با ہزاران امداد و عون در اختیار افسون کار سے
روزگارے بکار مکاری بسر برد الا دریا برد آب خاک از دمارش بر آورد بس چون خدا و رسول
خدا را منکران وافی با عقل و فہم کافی نا کافی در جہان پیدا و ہویدا است کہ پیدا و ہویدا مے گردند عجبے
نیست اگر منکرے انکار ایمان جناب ابیطالب نماید و او را مثلے چند چون بخت خود سیاہ نمودہ کتابے
در این حال از قبیل دتمال الفاظ و معانی ناپاید ار سریع الزوال ترتیب داد نجوا لکے واللہ متم

نوره ولو کره الکافرون کلوخ انداز را پاداش سنگ است آن منتقم حقیقی راشاید ان که شخصی چنان صاحب بیان پیدا فرماید که سرکوبیش را چنانچه باید شاید و بطوریکه شاید باید نام کتاب شرح المطالب از گوش می شنیدم اما شکر خدا را که فتح الغالب از چشم خود دیدم آن در اثبات بی ثباتی کفر واین در ثبوت بی سکوت ایمان جناب ابی طالب است ملاحظه فرمائید کدام مغلوب و کدام غالب است

در این دو دان از زمان اول و بیان
همان است فرقی که در کفر و ایمان

آن انوار روز روشن را ظلمت شب تیره و تار و گوهر شب چراغ را بیضه زاغ بنظر مردم کور چشمان در آورده و این شب را شب و روز را روز بر روز داده کالای بد را بهیش صاحبش زده فتح الغالب بحجتهای معقول و منقول شرح مطالب را بدلائل منقول و معقول رد فرمود مایه شرح او در اسرار به شرح مطالب خود ساخته آرسته تا اعتنا یابت بی غایات جناب باری مددگاری نه فرماید این گونه کارنمایان درین میان رد مدعیان به نموداری نمی آید دلائل مدعی را مدعای خود ساختن آسان کاری نیست و شواهدش را گواهان ادعای خود قرار دادن سهل نگاری نی اگر بر این عقل و دانش و بر این فهم و بینش که از سیف علم و عمل قتل و قمع افواج وهم و خلل فرمود مصنفش را هزاران هزار مدح و ستایش نمایم هزار از یک و یک از هزار شمارم لیکن از ترس آنکه مردم نا انصاف صاف بر زبان آرند که مرزا در او صاف اوستاد صاحب اجتهاد خود راه غلو بیهوده و قدم خامه رنگین رقم را از جاده اعتدال آن سوی فرسوده بهتر آن و انسب همان است که مدح و ثنای مصنف را خود بر زبان نیارم و به صاحب نظران انصاف نشان سپارم و دست دعا بر دارم که الهی کتاب شرح المطالب را چنانچه هست تا روز قیامت مغلوب و فتح الغالب را با غلبه که دارد غالب دارد بمحمد و آله الاطهار -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الواجب الواحد القدیم الذی لیس لاولیته نهایة ولا لاخریته غایة
دل وجوب وجوده ممکن الوجود حجة ودلیل وصنع کل مصنوع الی معرفته منهج و
سبیل تبارک الذی تنزه عن الفحشاء وتقدس عن وسم الاهواء قائما بالقسط
جلیل لیس له عدیل عالم غنی بریٔ عن الجهل لیس له مثیل فاعل مدبر کل ما فعل من
القضاء والقدر فهو عین خیر لیس فیه شر وخطر یامر تخییرا بالعدل والاحسان
والبر وینهی تحذیرا عن السوء والفحشاء والمنکر هو الذی ابدع خلقنا بشرا و
وهب لنا عقلا وشرفنا نطقا واولانا من الالاء احساسا لدفع التلبیسات والتحریفات
الواقعة فی اقوال الضال والمضل واعطانا من النعماء ادراکا لرفع التمویهات والاغلوطات
المختلطة بین الحق والباطل واقدرنا علی طاعته فکلفنا بالنواهی والاوامر ولا
یرضی من الکفار بالفواجر کلما یفعل فهو اصلح لا یظلم فیه ولا یجور ولا یجبر ولذا
قال سبحانه تعالی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر سبحان الذی نور قلوبنا بانوار
الکلمات الطیبات واشرق عقولنا بجلایل الحجج الظاهرات وملاء صدورنا بانواع
البراهین الناطقات علی اثبات امامة اطهر (۲)، واطیب عنصر من عترة خاتم
الانبیاء اشرف المخلوقات الذی نقله الله تعالی من اصلاب الطاهرین الی ارحام
المطهرات محمد ن المصطفی خاتم النبیین اجود الموجودات لم یدان فی الحسب
والنسب ومحاسن الشیم احد من الانبیاء المبعوثین الی المخلوقات غیر الذی کان
نفس النبی وجسمه وقلبه ولسانه ودمه فی الکائنات الذی قال خیر المرسلین فی
شانه سید الاصفیاء والاولیاء والاوصیاء وخیر البریات فافضل الصلوة واکمل
التحیات علیه وآله الطیبین المنتقلین من الاصلاب الطاهرة والارحام المطهرة

۱؎ [illegible] کتاب طبع ہو جانے کے خطبہ [illegible] ہوا لہذا اس جگہ سے (۱) سے (۲) تک [illegible] بڑھا کر چھپ گیا ۱۲ [illegible]

عن دنس الکفر و رجس الشرک ونجس السیئات فنشهد ان لا اله الا هو قائم بالقسط
خالق الارض والسموات ونشهد ان محمدا خاتم النبیین خیر المرسلین ارسله
الله بالآیات البینات والمعجزات القاهرات ونشهد ان المنصوص بالولایة و
الخلافة امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب نفس الرسول زوج البتول ابو الحسنین
خیار البریات المبرء والمنزه من البدایة الی النهایة عن الخبائث والنجاسات
الذی کانت ضربته یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین کاسر الاصنام جاذم
اعناق النواصب الاتین بالظلمات ونشهد ان ائمة الدین وخلفاء رب
العالمین من عترة سید المرسلین وسید الوصیین هداة الانس والجن وسائر
الخلیقات فمن الصلوة والسلام والتحیة افضلها واکملها واجملها علیه وعلیهم
بعدد ذرات الارض والسموات وعدد الرمال وقطرات الامطار واوراق
النباتات اللهم صل وسلم وزد وبارک علی محمد وآل محمد کما صلیت وبارکت علی
ابراهیم وآل ابراهیم انک مجیب الدعوات **اما بعد** منصفین اہل اسلام اور
مومنین کرام پر مخفی نہ رہے کہ ایک رسالہ مسمی بشرح المطالب مصنفہ مولوی محمد احمد رضا خان
صاحب بعض احباب نے احمد آباد گجرات سے حقیر کے پاس بھیجا دیکھا مین نے کہ پہلے تو
صاحب رسالہ نے ایک مسئلہ ساکنان گجرات کی طرف منسوب کرکے لکھا اور اسکے جواب مین یہ
مکروزور بھری ہجری تعلیان اور منہ زوریان اور زبان درازیان کرکے جناب ابو طالبؑ کے
کفر پر فتوی دیا ہے اور در پردہ تمام انبیا و اوصیا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین سید النبیین
کے آبا و اجداد طاہرین کو مشرک و کافر قرار دیا ہے فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
اگرچہ علماے گجرات خصوصاً قدوة المتکلمین زبدة المحققین قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس
الضالین جناب السید شرف الدین صاحب لا زالت افاداته الی یوم الدین کہ جو مشہور علماے
سنت وجماعت سے ہین لیکن محب خالص اہل بیت رسالت کے ہین اور کیونکر نہ ہون کہ سلسلۂ
نسب مین اسی خاندان عصمت وطہارت سے ہین انھون نے اس خوبی وخوش اسلوبی سے
جواب ترکی بترکی دیے ہین کہ علماے متعصبین ودشمنان خاندان سید المرسلین ومخاصمین
دین مبین رسول رب العالمین کے ہوش وحواس باختہ میدان مناظرہ مین سپر انداختہ ہوکر
تشیع اور رفض کا الزام لگانے لگے غافل اس سے کہ انھین کے امام شافعی کا قول ہے ان کان
رفضا حب ال محمدؐ فلیشهد الثقلان انی رافضی اور نیز علامہ سیوطی کہ جو حافظ اور
محدث اور امام کے لقب سے مشہور ہین انھون نے چھ رسالے نبوت اسلام ونجات

آباے کرام حضرت خیر الانام و جناب ابو طالب مین لکھے ہان علی قاری نے بعض رسائل علامۂ سیوطی کی رد کی ہی تو اُنکو معاوضہ بھی بمقتضاے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ملا ہی اور عاقبت کی خبر خدا جانے کیا حال ہوا ہی محمد بن فضل اللہ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ اگر قاری نے یہ رسالے نہ لکھے ہوتے تو دنیا اُنکی تالیفات سے مملو ہو جاتی محمد بن مرعشی کا مقولہ ہی کہ ہرات کی سردی نے قاری کے سر مین اثر کیا اُسی سبب سے عقل اُنکی مختل ہو گئی کہ اُسنے تکفیر آباے رسالت مآب صلعم مین رسالے لکھے تنبیہ الضلول تاج المکلل مین لکھا ہی کہ بہت سے اولیا و علما نے مطالعۂ کتب قاری کی ممانعت کی ہی کہ اُسنے بعض کتب مین بڑا تعصب کیا ہی اور بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے تعلیق الممجد مین لکھا ہی کہ علی قاری کی کتابین مفید ہین اگر بعض کتابون مین تعصب نہ کرتا تو بہت ہی مفید ہوتین اور قول مستحسن مین تو قاری کی خوب ہی خبر لی ہی پھر آخر مین لکھتے ہین کہ امر تاب فی اخر عمرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوۃ کے ترجمہ مین اور نیز اُس کی شرح مین لکھتے ہین کہ اما آباے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ آنحضرت صلعم فرمود بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علما آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند و لعمری این علمی است کہ حق تعالی مخصوص گردانیدہ است بآن متاخران را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند و از کلام متقدمین لائح میگردد مقالات برخلاف ان ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء پھر لکھتے ہین کہ خدا جزاے خیر دہد علامۂ سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ و افادہ نمودہ این مدعا را ظاہر و باہر گردانیدہ و حاشا کہ این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بنہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آبا و اورا مخزی و مخذول گردانند و شیخ عبد الحق دہلوی و امام قرطبی و محب طبری و امام غزالی و علامۂ صلاح الدین و علامۂ زرقانی و حافظ عبد العزیز پرہاری و محمد بن فضل اللہ و علامۂ سیوطی و امام ابو نعیم و سید علی ہمدانی شافعی و بیہقی و سبط ابن جوزی و احمد زینی و امام موصلی و علی اجہوری و تلمسانی و امام شعرانی و امام سبکی و امام سحیمی و سید محمد رسول برزنجی و سلیمان رومی و نیز ابن سعد امام المورخین صاحب طبقات و محمد بن اسحاق و واقدی اور ایک جماعت کثیر ائمۂ حدیث و سیر و تفسیر وغیرہم کے افادات و مرویات سے بھی ثابت ہی چنانچہ قرطبی نے کشف البیان مین ادلہ

اور علما نے بک ... لکھی ہی ۱۲ | یعنی باوا دادا [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | کتب قاری [illegible] | ۱۲ ماذی [illegible] | [illegible] | [illegible] | سلم

بغوی نے معالم میں اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اور نیز تفسیر نیشاپوری اور قسطلانی
اور در منثور وغیرہ میں تحت آیۂ وتقلبك فی الساجدین ابن عباس سے روایت کرتے ہیں قال
وتقلبك فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجتك فی هذه الامة یعنی منتقل کیا
تجھ کو اصلاب انبیا میں یہاں تک کہ پیدا کیا تجھ کو اس امت میں واخرج ابن ابی حاتم والبزار
والطبرانی وابن مردویه وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس فی قوله تعالی وتقلبك
فی الساجدین قال من نبی الی نبی حتی اخرجت نبیا واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویه
وابو نعیم عن ابن عباس فی قوله وتقلبك فی الساجدین قال ما زال النبی علیه السلام
تقلب فی اصلاب الانبیاء حتی ولدته امه کذا فی تفسیر الدر فی اواخر السورة الشعراء
تحت قوله تعالی وتقلبك فی الساجدین اور نیز ذیل آیۂ ہذا بکثرت محدثین اعلام اہل سنت وجماعت
نے روایت کی ہے قال رسول الله لم یزل ینقلنی الله من اصلاب الطاهرین الی ارحام
الطاهرات اور بعض میں الی ارحام المطهرات ہے یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہمیشہ بدایت حضرت
آدمؑ سے خالق عالم نے نقل کیا مجھ کو اصلاب طاہرین سے ارحام مطہرات میں یہاں تک کہ پیدا
کیا مجھ کو اس عالم میں **تنبیہ** پس آیۂ مذکورہ اور جو احادیث تحت آیۂ مذکور ہوئے وہ سب نصوص
صریحہ ہیں کہ اصلاب انبیا اور ارحام امہات انبیا پاک اور پاکیزہ ہیں رجس شرک اور خبث کفر
سے اور پیغمبر برحق ہمارے بدایت حضرت آدمؑ سے تا حضرت عبد المطلب اصلاب طاہرین
اور ارحام مطہرات میں منتقل ہوتے ہوئے صلب حضرت عبد اللہ سے پیدا ہوئے اور اوسی
سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر غیر انبیا اور غیر مومنین آبا و امہات آنحضرت ہوتے تو حق تعالی ان اصلاب
و ارحام کو موصوف باوصاف سجود و توحید وطہارت نہ کرتا کہ انما المشرکون نجس نص صریح
ہے انکی نجاست اور رجس وخبث ظاہری و باطنی پر موجود ہے اور یہ بھی بوضاحت ثابت ہو گیا
کہ توحید و سجود سے وہ توحید و سجود مراد ہے کہ جو پسندیدۂ خدا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیب
کی مدح کی ہے پس یہ توحید و سجود مخصوص ہے انبیا اور اوصیاے انبیا اور اولیاء اللہ سے اور نیز
روایات صحیحۂ کثیرہ سے ثابت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ انا و علی من نور واحد یعنی میں اور
علی نور واحد سے ہوں پس وہ ہی نور واحد صلب حضرت آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا تا صلب حضرت
عبد المطلب پہونچا اور وہاں سے دو حصہ ہوا ایک حصہ صلب حضرت عبد اللہ میں اور ایک
حصہ صلب حضرت ابو طالب میں مستقر ہوا اور حضرت عبد اللہ اور حضرت ابو طالبؓ کا موحدین اور
ساجدین سے ہونا اور حامل ہونا اسی نور واحد کا بے غل و غش ثابت ہوا اور یہ بھی بوضاحت
ثابت ہوا کہ یہ نفوس سبحانیہ ارجاس صوری و معنوی سے پاک و پاکیزہ تھے اور مبرا اور منزہ

تھے دنس کفر و رجس و خبث شرک سے پس صرف بر نفوس زاکیہ طاہرہ یا انبیا تھے یا اوصیا سے
انبیا یا اولیاء اللہ پس جو شخص ایسے نفوس مقدسہ کو الزام دے کفر و شرک کا اور انکی شان
مین سوء ادبی کرے اسکے مشرک و کافر سے بدتر ہونے مین کیا شک رہا اب رہا یہ امر کہ فقہ
اکبر کے بعض نسخون مین جو قول تکفیر آباء آنحضرت منسوب بامام ابو حنیفہ ہی اور یہ مذہب خاص اکثر
حضرات سنت و جماعت کا ہی اور اسی پر دار و مدار ہی صاحب رسالہ کا تو وہ کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا
کہ فقہ اکبر کے متعدد نسخون مین یہ قول مذکور نہین ہی اور جن مین یہ قول ہی وہ انکی طرف منسوب ہی
حقیقۃ وہ فقہ اکبر امام کی نہین ہی ہم اس مقام پر زیادہ بحث کرنا نہین چاہتے فقط سیرۃ النعمان
حصہء دوم صفحہ ۱۰۹ کہ جو محمد شبلی نعمانی صاحب کی تالیف ہی ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ فقہ اکبر کو اگرچہ
فخر الاسلام بزدوی و بحر العلوم و شارحین فقہ اکبر نے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے
لیکن ہم مشکل سے اسپر یقین کرسکتے ہین پھر اسی سیرۃ النعمان مین لکھتے ہین کہ امام رازی نے
مناقب شافعی مین تصریح کی ہی کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہین رہی پھر اس قول کو
منسوب کرنا امام ابو حنیفہ کی طرف کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا باایہمہ صاحب رسالہ مسمی محمد
احمد رضا خان صاحب کہ حنفی المذہب ہین وہ تکفیر آباء آنحضرت اور جناب ابو طالب
کیا کرسکتے ہین بجز عوام فریبی اور اغواء جہلا کے پہلے وہ اپنا حنفی المذہب ہونا ثابت
فرمالین پھر تالیف و تصنیف کی ہوس کرین سیرۃ النعمان حصہء دوم کے صفحہ ۱۱۱ مین لکھتے ہین کہ
محدثین کے نزدیک جو بڑے سے بڑے معرکہ آرا مسئلہ ہین ان مین کا یہ پہلا مسئلہ ہی کہ امام صاحب
نے فرائض و اعمال کو جزو ایمان نہین سمجھا پھر لکھتے ہین کہ ایک معمولی سمجھ کا آدمی کہہ سکتا ہی
کہ ایمان اعتقاد کا نام ہی جو دل سے متعلق ہی اور فرائض و اعمال جوارح کے کام ہین اس لیے
نہ ان دونون سے کوئی حقیقت مرکب ہوسکتی ہی نہ ان مین سے ایک دوسرے کا جزو ہوسکتا
ہی صاحب رسالہ اسی پر جان دیے دیتے ہین کہ جسنے اقرار لسانی نہ کیا وہ کافر ہی پھر حنفیت انکی
کہان رہی حاصل کلام یہ ہی کہ رسالہء مذکورہ زبان اردو مین ہی اور ابتدا سے انتہا تک تقریرات
مختلۃ النظام مشتمل بر کذب و اتہام و اباطیل و اوہام و بغض و عداوت خاندان رسول انام
و ہرج سرائی منافقین طغام و خوارج لیام کہ جو بالاتفاق ذریات و اعقاب اہل کفر و شرک
و بدعت سے تھے مملو ہی اور کوئی دقیقہ اصحاب ضالین و غاصبین و خائنین و ناکثین و قاسطین
و مارقین کی طرفداری و جان نثاری و حمایت کا فرو گذاشت نہین کیا اور پردہ پوشی مین انھین
مرتدین اور کفار و مشرکین کہ جو اصلاب و ارحام نجسین و خائبین و خاسرین سے پیدا ہوئی تھی
تمام انبیاء و مرسلین علی الخصوص خاتم النبیین حبیب رب العالمین کو اصلاب نجسین و ارحام

خبیثین سے قرار دینے مین بڑی عرقریزی اور جان فشانی کی ہی اور اثبات کفر و شرک آباے کرام خیر الانام اور توہین و تنقیص اہل بیت عظام مین کوئی مکر و فریب اور اتہام اٹھا نہین رکھا کہ جو موجب اختلال حواس ضعفاے دین اور ہیجان وسواس عوام و جہلاے بے صدق و یقین ہو سکتا ہی لہذا حسبۃ للہ و بجہت اکتساب ثواب ضرور ہوا کہ حقیقت حال اور اہلیت ہر مقال ظاہر کر دی جاوے کہ عوام الناس شر خناس اور فریب و اغواے وسواس یوسوس فی صدور الناس سے بچین اور دھوکا نہ کھاوین مصنف رسالہ نے جن تین آیتون اور پندرہ حدیثون اور ڈیڑھ سو گیارہ کتابون اور اسی صحابہ و تابعین اور ڈیڑھ سو راویون کا نام گنوایا ہی اور اپنے گمان باطل مین جناب ابوطالب اور در پردہ تمام انبیا و آباے آنحضرتؐ کا شرک و کفر ثابت کیا ہی ہم انھین آیات و احادیث و اقوال اور دیگر روایات و اخبار و آثار و اقوال صحابیان ذوی الاقتدار و الاحترام و علماے اعلام و مفسرین مستندین اعلام و کملاے علم کلام و فقہاے عالی مقام کہ جو مشہور و معروف بمذہب سنت و جماعت ہین ان سب کی تحقیق و تدقیق سے اور نیز دلائل و براہین قاطعہ ساطعہ عقلی و نقلی سے افضل ترین اصحاب اور اوصیاے انبیا اور اولیاء اللہ اور مربی رسول اللہ اور عارف کامل اور مومن باذل ہونا جناب ابوطالب کا اور طاہر ہونا اصلاب و ارحام انبیا اور اوصیا کا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین اور سید الوصیین امام المتقین امیر المومنین کا از آدم تا حضرت عبد اللہ و جناب ابوطالب اس صراحت سے ثابت کیے دیتے ہین کہ کسی کو جاے کلام نہ رہے اور مسمی کیا ہم نے اسکو ساتھ **فتح الغالب فی رد شرح المطالب** کے وہا انا اشرع بتوفیق

اللہ و توفیقہ فی المقصود متوکلا علی مفیض الخیر و الجود و بہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ اس مین شک نہین کہ جناب ابوطالب تمام عمر حضور سید الاولین و الآخرین سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ و حمایت و نصرت مین مصروف رہے **اقول** اس مین بھی معاندین و منافقین جو مصداق امنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم کے ہین اور جن کی شان مین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم حق تعالی نے فرمایا ہی اگر وہ شک کرین تو کیا عجب ہی اور القاب مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم [illegible] لفظ سید سے آپ کا کیا منشا ہی کہ آپ نے فقط لفظ سید پر اکتفا فرمائی اور [illegible] فصاحت و بلاغت نہ پہلے تو سید المرسلین رقم فرمایا پھر اس پر ترقی فرمائی کہ

سید الاولین والآخرین اور بعد اسکے جو بلند پروازی کی تو سید الابرار جس سے صاف ظاہر ہی کہ اولین وآخرین مرتبہ مین مرسلین سے بھی افضل ہین پھر سید ابرار فرمایا کہ ابرار اولین وآخرین سے بھی بہتر ہین یعنی مرسلین اولین وآخرین مین شامل ہین اور نیز مرسلین اور اولین وآخرین ابرار نہین ہین سبحان اللہ آپ نے فصحاے زمانہ کا دم بند کر دیا۔ اب کون ایسی عبارت لکھ سکتا ہی اور ایسی مدح جناب رسالت مآب کی کر سکتا ہی **قولہ** اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا **قول** بیشک اپنی اولاد وجان ومال سے زیادہ عزیز رکھا اور کیونکر عزیز نہ رکھتے کہ عارفین وموحدین واوصیاے انبیا علیہم السلام سے تھے جناب عبد المطلب کی وصیت تھی کہ یہ مرتبہ عظیم رکھتے ہین یعنی پیغمبر ہین ان کی حمایت مین مصروف رہنا جیسا کہ کتب تواریخ وسیر وحدیث سے ثابت ہی ورنہ اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھنے کا کوئی سبب نہین ہی اور جہان آپ نے اس سبب کو بیان کیا ہی وہان پر ہم آپ کی زبان سے امر حق ثابت کر دینگے **قولہ** اور اس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا **قول** یہ بھی غلط ہی اسواسطے کہ اس عالم مین تمام قریش اور بنی ہاشم اور اعمام آنحضرت کے بھی شامل ہوے جاتے ہین حالانکہ وہ سب دشمن جان نہ تھے اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے تو فرمایئے کہ جناب ابو طالب کو کیا تخصیص تھی کہ حفاظت وحمایت وکفالت ونصرت مین تمام عمر مصروف رہے مثل تمام اعمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومثل تمام قوم وقبیلہ کے کیون دشمن جان نہ ہوے اور اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھنے کا کیا سبب ای حضرت وجہ یہ ہی کہ وہ حامل وصایاے انبیا اور مستودعین سے تھے کہ وصایاے انبیاے سابقین کو تفویض آنحضرت کیا اور تشبیہ ابو طالب کی ساتھ مومن آل فرعون کے ہی کہ جنکے حق مین حق تعالی یکتم ایمانہ فرماتا ہی **قولہ** اپنے تمام عزیزون قریبون سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا نامرعی نہ رکھا **قول** فی الحقیقت ایسا ہی ہو گیا آپ اسکا بھی انکار کر سکتے ہین اگر آپ سے ہو سکتا تو انکار کیا بلکہ تکذیب ورد کرتے مگر تواریخ وسیر کفار ومشرکین تک ابو طالب کے احوال سے مملو ہین **قولہ** اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے سچے رسول ہین اپنر ایما ن لانے مین جنت ابدی اور تکذیب مین جہنم دائمی ہر بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤگے **قول** یہی یقیناً جاننا ایمان حقیقی ہی کہ آنحضرت افضل المرسلین سچے رسول ہین انکی تصدیق مین جنت تکذیب مین جہنم ہی اور کیونکر بنی ہاشم کو وصیت نہ کرتے کہ ابو طالب وصی انبیا اور مستودعین سے

تھے جو کچھ خدا کی طرف سے اُنپر فرض تھا مرتے دم تک اُسکو ادا کیا فقط بنی ہاشم کو وصیت نہین کی بلکہ
بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سب کو وصیت اور نصیحت کی اگرچہ بنی ہاشم کو خاص کیا اور قریش کو عام طور
سے اگر آپ بھی بنی ہاشم کے مقام پر قریش فرما دیتے تو ماخذ علم آپ کا مخفی رہتا کیا آپ نے معارج
النبوۃ بھی نہین ملاحظہ فرمائی رکن سوم باب سوم فصل دوم واقعات سال دہم نبوت مین ملاحظہ ہو
لکھتے ہین کہ محمد بن کعب قرظی می گوید کہ چون ابی طالب بیمار شد قریش بعیادت او می آمدند اول ایشانرا
بنواخت وبعد ازان بہ نصیحت آن جماعت پرداخت وایشان را بہ تعظیم کعبہ وصلۂ رحم ورعایت
عامل وعطای سائل دلالت کرد وبصدق حدیث وادای امانت مبالغت نمود آنگاہ گفت شما
را وصیت می کنم بہ مطابعت ومعاونت محمد کہ او امین قریش وصدیق عرب است وبہ امری آمدہ کہ دل
قبول آن کردہ وزبان بصدق آن گواہی دادہ وبخدا سوگند کہ من چنان می بینم کہ اشراف آفاق و
سادات وعظما واکابر اطراف واکناف دعوت او را اجابت نمودہ اند وتصدیق قول وبجا آوردہ اند
وتمامی بلاد عرب وعجم مسلم گشتہ وزمام حل وعقد بدست تدبیر او دادہ ومفاتیح ابواب سعادت وحبیب
متابعت او نہادہ ای بنی ہاشم بدو تقرب جوئید بہ نفس ومال معاونت او نمائید حاصل یہ ہے کہ آپ
سچ بولنے کی قسم کھائے ہوئے بیٹھے ہین مگر باوجود اسکے دعواے اسلام ومومنیت رکھتے
ہین ایمان سے فرمائیے کہ یہ قول ابوطالب کا جو صاحب معارج نے نقل کیا ہے کہ "دل قبول آن کردہ
وزبان بصدق آن گواہی دادہ" یہ تصدیق جنانی اور اقرار لسانی نہین ہے تو اسکو کیا کہتے ہین کیا
اسلام وایمان اسی کا نام ہے جو آپ نے اختیار کیا ہے کہ زبان سے اقرار رسالت اور دعواے
سنت جماعت اور دل سے دشمنی آبا و اجداد واعمام بلکہ تمامی خاندان نبوت یہ تو آن دشمنان رسول خدا
کا شیوہ ہے جو فی الظاہر مسلمان اور فی الباطن کافر تھے **قولہ** نعت شریف مین قصائد اُن سے
منقول ہین اور آن مین براہ فراست وہ امور مذکور کہ اُسوقت تک واقع نہ ہوے تھے بعد بعثت شریف
کے ظہور مین آئے یہ سب احوال مطالعۂ احادیث ومراجعت کتب سیر سے ظاہر ہے ایک شعر اُنکا صحیح بخاری
شریف مین تخریج ہوا ہے **اقول** حفاظت وحراست ونصرت وکفالت وفرمانبرداری وجان نثاری
حضرت ابوطالب کی مشہور ہے اور معروف ہے اور جو وصیتین اور نصیحتین قریش اور بنی ہاشم کو کی ہین اور نعت
وثنا اور نظماً جو مدح وثنا وپیشنگوئیان فرمائین اور تصدیق رسالت پناہی اور اتمام نور الٰہی پر تصریحات
کی ہین مثل آفتاب کے نمایان ہین اور کیونکر نہ کرتے کہ موحدین عارفین اوصیاے انبیا یا سابقین سے تھے
اور یہ کلمہ جو آپنے رقم فرمایا کہ "اُن مین براہ فراست وہ امور ذکر کیے جو اُسوقت تک واقع نہوے تھے بعد
بعثت شریف اُسکا ظہور ہوا" یہ آپکی فراست ہے اسواسطے کہ فراست کے معنی عرف میں فہم وادراک وزیرکی ودانائی
وعلم قیافہ کے ہین اور علم قیافہ اُسے کہتے ہین کہ ہر شخص کی صورت سے اُسکی سیرت کو پہچان جائے فراست کے معنی

پیشین گوئی کے نہیں ہیں کاشکے فراست کے مقام پر کہا ہوتا یا اشتقاق سکے فرمایا ہوتا افسوس ہے آپ کی عقل و دانائی پر کیونکہ جو جو پیشین گوئیاں حضرت ابوطالب نے فرمائی تھیں ابتدا تا [illegible] رفتہ رفتہ ان کا ظہور ہوا اور ایسی پیشین گوئی منصب انبیا یا اوصیاے انبیا یا اولیاء اللہ کا ہے کبھی بذریعہ رویاے صادقہ اور گاہ بالہام اور گاہی بنزول ملائکہ میں اسکا ظہور ہوتا ہے فراست کو پیشین گوئی سے کیا علاقہ ہے ہاں کاہن اور نجومی وغیرہ بھی پیشین گوئیاں کرتے ہیں مگر مشکل تو آپ کو یہ ہوئی کہ ابوطالبؑ کو آپ نہ تو کاہن کہہ سکتے ہیں نہ نجومی کیونکہ علاوہ اُن دلائل کے جنکا بیان اس مقام پر باعث طول ہے یہی دلیل کافی ہے کہ کسی مورخ یا صاحب سیر نے جناب ابوطالبؑ کو لفظ کاہن یا نجومی سے خطاب نہیں کیا اسواسطے آپ نے یہ لفظ فراست گڑھا اور ایک شعر حضرت ابوطالبؑ کے قصیدہ کا اور ایک سو دس بیتیں محمد بن اسحٰق مدنی نے بھی نقل کی ہیں تو کیا جائے تعجب ہے کہ قصائد جناب ابوطالبؑ کے مدح و ثناے جناب ختمی مآبؐ میں لاتعد و لاتحصیٰ ہیں **قولہ** شیخ محقق مولانا عبدالحق دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں "دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت"

اقول ابھی گذارش کر چکا ہوں کہ ابوطالب ابتدا سے موحدین عارفین اور اوصیاے انبیا سے یا لنفسہ نبی تھے جیسا خود آپ کے مولانا عبدالحق دہلوی نے جو رقم فرمایا ہے "دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت" تو آپ نے نہ کمال محبت کو سمجھا نہ نہایت معرفت کو اور فی الحقیقت ان امور کی واقفیت کے واسطے مادہ چاہیے وہ آپ میں معدوم اور یہ حق اُن علماے اعلام اور فضلاے عالی مقام کا ہے جو جمیع علوم میں کامل ہیں اور آپ تو مصداق ختم اللہ علی قلوبہم کے ہیں آپکو متاثر ہونا دشوار ہے مگر اتماماً للحجۃ باتباع اہل حق و عرفان و اقوال علماے عالی شان گذارش کرنا ضرور ہے کہ کلام مولانا عبدالحق میں جو کمال محبت کا لفظ آیا ہے اسے سمجھیے محبت ماخوذ ہے حب سے بمعنی میلان قلب اہل لغت کہتے ہیں کہ محبت امر وجدانی ہے امور قلب سے جسکے معنی میلان نفس کا ایک شی کی طرف ہے اور بعض نے معنی محبت ارادہ قلب کے بیان کیے ہیں مثلاً احببت ان افعل ای اردت ان افعل اور بعض نے تعریف کی ہے کہ محبت میل طبع کی جنس سے ہے جیسے احب ولدی بمعنی بمیل قلبی وطبعی الیہ حاصل یہ ہے کہ محبت کو کہ میلان نفس کا نام ہے مضاف کیا طرف قلب کے اور حب القلب کہا تو محبت ایک امر اضافی ہے اور اسکی چند قسمیں ہیں محبت[1] سببی۔ محبت[2] خلقی۔ محبت[3] تکلیفی۔ محبت[4] التزامی پس محبت[1] سببی بسبب اسباب کے ہوتی ہے جیسے قرابتی[1] کہ بوجود قرابت اصلاب و وصلت رحم طبیعت بصورت ترحم ذوی الاصلاب و الارحام کی طرف مائل ہو جاتی ہے شہوانی[2] کہ وہ ایک امر ہے وجدانی لازم حیوانی کہ بالطبع میلان ہوتا ہے طرف اغذیہ و اطعمہ و اشربہ و ازدواج وغیرہ کے صداقتی[3] کہ بسبب حصول صداقت کے رغبت کرتا ہے انسان صدیق کی طرف اور تعظیم و تکریم اسکی پیدا ہوتی ہے غرض کسی سبب سے میلان قلب ہو اسکو محبت سببی کہتے ہیں محبت خلقی کہ بعد استکمال بندہ کے خلائق کے دلوں میں حق تعالی پیدا کرتا ہے کہ بغیر تحصیل صداقت و قرابت و صناعت وغیرہ کے

۱؎ اقسام محبت از ناصر العترۃ مصنفہ جناب سید ابوالقاسم لاہوری صفحہ ۶۳-۶۴ و بعض مقام از لوامع التنزیل جزو ثانی صفحہ ۱۲۰-۱۳۰

میلان اُنکا اُس طرف کو ہوتا ہی اور وہ تعظیم و تکریم اولیا و اصفیا و انبیا و غیرہ کی کرتے ہین اور اُنکے احوال و دلیل
او رتقصیر جانتے ہین اور اُنکی تذلیل و توہین مین معروف رہتے ہین اور اس قسم خلقی کا منہ ... علما نے اس آیۂ کریمہ
کو لکھا ہی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن وُدّا یعنی جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل صالح
کرتے ہین جلد خدا اُسے مہربان گردانتا ہی اُنکے واسطے مودت اور محبت کو چنانچہ نیشاپوری و ثعلبی و زمخشری نے کشاف
مین سبب نزول اس آیہ کا اس طرح لکھا ہی ان النبی قال لعلی قل اللہم اجعل لی عندک عہدا واجعل لی فی
صدور المومنین مودة فانزل هذه الآیة یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے علیؑ سے کہ ای علیؑ کہہ تو کہ بارخدایا کر تو اپنی طرف
سے میرے واسطے عہد اور پیدا کر واسطے میرے صدور قلوب مومنین مین مودت و محبت پس یہ آیہ نازل ہوا تیسرے
محبت تکلیفی اور وہ عبارت ہی اس امر سے کہ حق تعالی نے کافۂ امت کو تکلیف دی کہ اپنے دلون کو مائل کرین اور
رغبت کرین طرف سید الانام اور اُنکی آل کرام کے اور اکتساب کرین محبت کو کہ فائق ہو بہ نسبت محبت اقارب و
ذوی الارحام کے کہ بعد تحصیل اس محبت کے جان اور مال اور اولاد فدا اُنکی کرین اور مصداق اسکا قول حق تعالی
ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی چوتھے محبت التزامی ہی اور وہ دو حال سے خالی نہین یا بہ نسبت
معبود ہی یا عباد ہی جو بہ نسبت معبود ہی اُس سے مراد یہ ہی کہ حق تعالی کسی کی محبت کو اپنی ذات پر لازم گردانے یعنی
معہود کرے مثلاً واللہ یحب المحسنین یہ محبت خدا کی محبت التزامی ہی اسواسطے کہ محبت کے معنی میلان قلب کے
ہین اور حق سبحانہ تعالی قلب اور جسم سے مبرا ہی نسبت دینا محبت قلبی اور بغض قلبی کا خدا کی طرف ممتنع ہی پس
محبت خدا سے مراد معنی مجازی ہین کہ ایصال خیر اور انعام ہی اور جو بہ نسبت عباد ہی وہ متعلق بلزوم قلب ہی پس محبت
التزامی بہ نسبت عباد کے بحسب تفاوت اشخاص متفاوت ہوتی ہی اور اس محبت کے بھی مدارج ہین عام خاص
اخص اور اخص کے بھی دو درجے ہین درجۂ ثانیہ وہ ہی کہ اُس سے زیادہ ممکن نہین اُسکو درجۂ خاتمیت کہتے ہین
محبت عام بندہ بہ نسبت خدا کے عبارت ہی اس امر سے کہ ان العبد بعد تحصیل المعرفة یمیل قلبہ میلا تاما
الی الامور الالہیة حتی لا یفرط فی احدها یعنی بندہ کہ بعد تحصیل کرنے معرفت خدا کے میلان مفرط اُسکے قلب مین
پیدا ہوتا ہی کہ امور الٰہیہ کو ترک نہین کرتا اور ہر وقت مرید اور فاعل اُسکا ہوتا ہی محبت عام معبود بہ نسبت عوام
عباد کے جیسا کہ مطالب السؤل مین ہی ان محبتہ تعالی للمومنین کارادته تعالی باثابته ودفع عقابه
عنه من جهة الایمان والاعمال فهذه الارادة بهذا المعنی رحمة فالمحبة اخص من ذلك خلاصہ یہ ہی
کہ محبت حق تعالی کی عام مومنین کی بہ نسبت ارادۂ الٰہیہ بعطاء ثواب و دفع عقاب من جهة الایمان والاعمال ہی اور
اسی ارادہ کو محبت کہتے ہین اور در اصل محبت اخص ہی ارادہ سے کہ ارادہ فقط میلان ہی محبت خاص بندہ وہ محبت
ہی کہ بندہ بعد حصول کمال معرفت مائل ہوتا ہی بلکہ میلان قوی اُسکا عبادت و طاعت الٰہی پر ہوتا ہی اس طرح
سے کہ ہر فعل صعب کو اسہل و راحت شمار کرتا ہی محبت خاص خدا کی بہ نسبت بندۂ خاص کے عبارت ہی عن
کشف الحجاب عن قلبہ و تمکینہ من ان یطأ علی بساط قربہ لیاخذ ما یوصف سبحانہ بہ مما

یجوز ومما لا یجوز علیہ بالایقان فبذلك یتفوق علی کل فائق یعنی خدا کشف حجاب کرتا ہی اُسکے قلب سے
اور تلقین دیتا ہی اُسکو چلنے پر کہ میرے قرب بساط کی راہ پر چلے واسطے اخذ کرنے اُن اوصاف کے کہ متصف ہی
ساتھ اُن صفات کے ذات باری اور اُن صفتون سے کہ جائز ہی اور اُن صفتون سے کہ جائز نہین ہی اور پر بندہ
کے یقین کے ساتھ اور بعد حصول اس مرتبہ کے فائق ہوتا ہی تائقین پر درجۂ محبت اخص بندہ جو درجۂ اخص کا
اول درجہ ہی وھو عبارۃ عن اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس و
الحضور والوحشۃ ممن سواہ فتصیر ھمومہ ھمًّا واحدا فیسھل لہ الیہ الوصول یعنی قلب بندہ
مین اشد میلان پیدا ہوتا ہی اور وہ میلان مؤید اور موفق ہوتا ہی اور برخواستہ اور آمادہ کرتا ہی کہ ہمیشہ بندہ پا
بہ رکاب رہتا ہی اس دار غرور رفانی سے اور ترقی کرتا ہی اور بلند ہوتا ہی عالم نور اور عالم موانست وحضور کی طرف
اور توحش کرتا ہی جمیع ماسوی اللہ سے اور ہو جاتے ہین ہموم اُسکے ہم واحد اور وصول اُسکا بقرب وتعالی اسہل
ہوتا ہی اول درجہ محبت اخص الہی ھو عبارۃ عن ماھو احسان مخصوص یلیق بحالہ ویمتاز بہ عن جنسہ
بمزایا زایدۃ والنوائل العالیۃ من رضوانہ واخص انعامہ من ازلافہ فبشمولھا ینقاد لہ کلما
ارادہ بارادتہ تعالی یعنی احسان جو مخصوص خداوندی ہی اور لائق بحال بندہ ہی کہ بسبب اُسکے وہ ممتاز ہوتا
ہی اپنے اجناس سے ساتھ مزیت زائدہ کے اور عطایاے عالیہ کے اور رضوان الہیہ کے اور اخص انعام
کبریائیہ کے پس بشمول ان الطاف ربانیہ کے جو کچھ ارادہ کرتا ہی منقاد بارادۂ الہیہ ہوتا ہی یعنی جسوقت اُسکی
نزدیکی سے ندا بجدا کرتا ہی حق تعالی لبیک عبدی کہتا ہی اور جب دعا کرتا ہی مقبول ہوتی ہی اور جو سوال کرتا
ہی حق تعالی عطا فرماتا ہی اور جسوقت حق تعالی سے پناہ طلب کرتا ہی پناہ اُسکو ملتی ہی چنانچہ غزالی وابن ظفر وغیرہ نے
حدیث قدسی روایت کی ہی جو اسی محبت اخص الہی پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث قدسی یہ ہی قال تعالی لا یزال عبدی
یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ و
یدہ الذی یبطش بھا ولسانہ الذی ینطق بہ ورجلہ التی تمشی بھا وان دعانی اعطیتہ وان استعاذنی
اعذتہ یعنی جو بندہ کہ تقرب میرا بنوافل حاصل کرے اُسکا دوست ہوتا ہون مین اور جسوقت کہ اُسکا دوست
ہوا مین پس سمع اُسکا ہون مین جس سے سماعت کرتا ہی وہ اور بصارت اُسکی ہوتا ہون کہ دیکھتا ہی وہ ساتھ
اُسکے اور لسان اُسکی ہون کہ کلام کرتا ہی وہ ساتھ اُسکے اور ہاتھ اُسکا ہوتا ہون کہ مضبوط پکڑتا ہی وہ ساتھ
اُسکے اور پانوئن اُسکا ہوتا ہون کہ چلتا ہی وہ ساتھ اُسکے اور اگر دعا کرتا ہی تو عطا کرتا ہون مین اُسکو اور
پناہ مانگتا ہی تو پناہ دیتا ہون مین اُسکو حاصل یہ ہی کہ اس حدیث سے ثابت ہی کہ حق تعالی اپنے دوست کو
اسقدر دوست رکھتا ہی کہ جو فعل کہ جوارح دوست سے صادر ہوتا ہی اُسکو وہ اپنا فعل جانتا ہی یہ مراد نہین ہی
معاذ اللہ کہ حق سبحانہ تعالی اُسکا جوارح ہو جاتا ہی یعنی اُس شخص موصوف کے اعضا مین حلول کر جاتا ہی
جیسا کہ مذہب حلولیہ کا ہی بلکہ مراد اس سے اشارات اضافیہ ہین مثل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت

رسول اطاعت خدا ہی اسی طرح سے امور مذکورہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے محبت خاتمیت کہ درجۂ ثانوی ہی محبت
اخص کا کہ اسکا فوق ممکن نہین پس یہ من العبد الی اللہ عبارت ہو من ان العبد یغوص فی بحر الوحدۃ
بعد طی ملوک الملکوت واللاھوت والجبروت حتی یصیر فناءً فی اللہ عن قطع شواغلہ کلیۃ عن
جمیع ماسوی اللہ وتطھیر باطنہ عن کدورۃ الدنیا ودفع الحجب عن قلبہ فیستفیض باحوال
شریفۃ ومنایح سنیۃ ومقامات عالیۃ وعلوم ربانیۃ من ازلافہ ولدنہ تعالی حتی یحصل
لہ من العلم عین الیقین کانہ یراہ ویری کل ماسواہ بحیث لایمکن الحصول فوقہ والوصول الیہ
لاحد یعنی بندہ بعد طی کرنے مراحل ملک ملکوت اور لاہوت اور جبروت کے بحر وحدت مین غواصی کرتا ہی
اور فنا فی اللہ ہوجاتا ہی جمیع شواغل ماسوی اللہ کے قطع ہوجاتے ہین اور باطن اسکا کدورت دنیا سے
طاہر ہوجاتا ہی اور حجاب اسکے قلب سے مرتفع ہوجاتے ہین اور کمال وحدت کو پہونچکر قرب حق تعالی سے
مستفیض ہوتا ہی اور علم الیقین اور عین الیقین اسکو حاصل ہوتا ہی کانہ حق تعالی کو مشاہدہ کرتا ہی اور تمام
ثری سے سما تک مشاہدہ کرتا ہی یہ درجۂ خاتمیت بجز انبیا و اوصیا و اولیا کے کسی کو حاصل نہین ہوتا
اولیا سے خدا ہی اس درجہ پر فیضیاب ہوے ہین چنانچہ قول امیر المومنین علی علیہ السلام کہ مجامع عرب مین
مکرر فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی اور لوکشف الغطاء لا ازددت یقینا یعنی اگر کشف غطا ہو جائے
پردے اٹھ جائین تو بھی کچھ میرے یقین مین زیادتی نہ ہو گی محبت خاتمیت من اللہ الی العبد عبارت ہی
من عنایۃ شریفۃ تامۃ من اخص الرضوان تعالی شانہ حاویۃ لھذا العبد فیحصل لہ غایۃ
القرب الذی لایمکن فوقہ ومثلہ لاحد سواہ فیصیر تارۃ خلیفۃ اللہ فی ارضہ وسمائہ واخری
مرتضاہ ومصطفاہ لنفسہ فرضاہ رضاہ وطاعتہ طاعتہ وادراکہ ادراکہ خلاصہ یہ ہو کہ یہ محبت
تامہ الٰہیہ عنایت تامہ شریفہ ہی اخص رضوان اللہ تعالی سے کہ شامل وحاوی اپنے عبد کے ہو کہ اس کو
غایت قرب حاصل ہو اس طرح سے کہ مثل اسکا یا فوق اسکا ممکن نہ ہو اور ایسے شخص کو حق سبحانہ تعالی
کبھی اپنا نائب اور خلیفہ تمام اہل آسمان و زمین پر کرتا ہی اور کبھی برگزیدہ اسکو کرتا ہی کہ بفراغ دلی مصروف
عبادات ومناجات رہے حاصل یہ ہی کہ جب اس درجہ پر فائض ہوا اور یہ درجہ اسکو حاصل ہو تو
رضا اسکی رضاے حق تعالی ہی اور طاعت اسکی طاعت اسکی ہی اور ادراک اسکا ادراک اسکا ہی یہی سبب
ہی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا انا وجہ اللہ وعین اللہ ولسان اللہ وید اللہ اور ترمذی
اور مشکوۃ مین روایت ہی انس سے کہ ایک طیر مشوی آنحضرت کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا اللھم
ائتنی باحب الخلق الیک لیاکل ھذا الطیر معی فجاء علی فاکل معہ اور ابن شافعی نے کہا کہ جب محبت
انکی ثابت ہوئی تو لوازم اسکے بھی ظاہر ہوے اور وہ حدیث راز ہی کہ ترمذی اور مشکوۃ مین موجود ہی
جابر سے ان رسول اللہ دعی علیا یوم الطایف فانتجاہ فقال الناس طال نجواہ مع ابن عمہ

فقال رسول الله ما انتجیته ولکن الله انتجاه اور خود جناب امیر المومنین نے مکرر گروہ مسلمین میں فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی فانی سلونی عن طرق السموات فانی اعلم بہا من طرق الارض اور مثل اسکے حالات انبیا و اوصیا و اولیا واللہ بکثرت ہیں کہ نقل کرنا سب کا باعث تطویل ہی الحاصل جناب ابوطالب کو کمال محبت تھی آنحضرتؐ سے یعنی تمام مدارج محبت کے انکو حاصل تھے چنانچہ محبت سببی تو ظاہر ہی کہ عم رسول مختار تھے اور اگر فقط محبت سببی ہی ہوتی تو ممکن تھا کہ مثل دیگر اعمام کے ابوطالب بھی مخالفت کرتے جیسا کہ آپکا قول ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا جن میں قریش و بنی ہاشم اور بعض اعمام بھی شریک تھے اسواسطے کہ جب ایک سبب پر دوسرا سبب غالب ہو جاتا ہی تو سبب اول مغلوب بلکہ کالعدم ہو جاتا ہی مثلاً برادران حقیقی کہ محبت سببی فی الظاہر رکھتے ہین مگر کبھی بغلبۂ اغراض نفسانیہ اور حب جاہ و ثروت بلکہ ادنی مال دنیوی کے واسطے ایک دوسرے کے دشمن جان ہو جاتے ہین حتی کہ نوبت بہ قتل و قمع پہونچتی ہی اور ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتا ہی محبت خلقی بھی ابوطالب کے واسطے ثابت ہی کہ حق تعالی نے اُنکے دل مین پیدا کر دی تھی جس سبب سے قلباً حضرت سید النبیین خاتم المرسلین پر نثار تھے اور کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم آنحضرت کا فروگذاشت نہین کیا حالانکہ آنحضرت بھتیجے تھے اور خود ابوطالب پرورش و تربیت مین مصروف تھے مربی آنحضرت کے تھے اُنکو عظمت اور اکرام کرنا ضرور نہ تھا پس بالضرور یہ محبت حق تعالی نے حضرت ابوطالب کو عنایت فرمائی تھی اور یہی حال حضرت عبد المطلب کا تھا اور جس وقت عبد المطلب نے آنحضرت کو سپرد ابوطالب کیا تو دوسرے بھائیون نے حضرت ابوطالب کی بھی خواہش کی تھی چنانچہ تواریخ و سیر اس احوال سے مملو ہین مگر عبد المطلب نے حضرت ابوطالب کے سپرد کیا باین شرط کہ مین تو ابوطالب کو لائق اس کام کے جانتا ہون مگر جسکو خود محمدؐ پسند کرے اور اختیار کرے اور آنحضرت کو عبد المطلب نے طلب کیا اور کہا کہ ان مین سے جسے تم اختیار کرو اُسکے سپرد کرون آنحضرت فوراً اُٹھے اور زانوے ابوطالب پر جا بیٹھے اُسوقت عبد المطلب نے فرمایا شکر خدا کہ میرا اختیار کرنا مطابق اختیار محمدؐ ہوا کیون حضرت آجتنک کسی دادا نے اپنے پوتے کا اور پوتا بھی صغیر السن اُسکا یہ اعزاز و اکرام کیا ہی اور یہ قدر و منزلت اُسکی کی ہی کہ اُسکا اختیار کرنا جو مطابق اختیار جد ہوا تو جد شکر خدا بجا لایا حاصل یہ ہی کہ یہ محبت حق تعالی نے ابوطالب کو آنحضرت کی عطا فرمائی تھی اور آنحضرت کو ابوطالب کی محبت تکلیفی کے مصداق بھی ابوطالب تھے کہ جان و دل سے راغب باکہ فریفتۂ رسول انام تھے اور اپنی اولاد و اقارب و ذوی الارحام سے زیادہ سمجھتے تھے اور اسقدر اپنے دل کو مائل کیا تھا کہ فائق اور زائد ہونا اُس سے متخیل و متصور نہین ہو سکتا اسی کا نام محبت تکلیفی ہی کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہین چنانچہ حضرت رسالتمآب فرماتے ہین اہل بیت کی شان مین کہ اس محبت کا اکتساب کرو والذی نفسی بیدہ لا یدخل فی قلب رجل الایمان حتی یحبکم لله و لرسوله اور فرمایا احبوا اهل بیتی بحبی کہ دوست رکھو اور محبت کرو میرے اہل بیت کی میری محبت کے سبب سے اور فرمایا اہل بیت کو واللہ ایمان اُسکے دل مین داخل نہین ہوتا جو تم کو دوست نہ رکھے پس محبت

تکلیفی محبت اکتسابی ہی لیکن مخاطب عالی مقام کو دقائق علوم و عرفان سے کیا علاقہ ہی نفاق قلبی نے عقل کو زائل
کر دیا ہی مصداق افلا یعقلون مین شامل ہین جب کافہ امت محمدؐ کو اکتساب محبت اہل بیت کا حکم محکم بلسان
رسولؐ اور بنص صریح قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ہو کہ بغیر حصول محبت اہل بیت آنحضرت
ایمان مفقود ہی چہ جائیکہ جو شخص اہل بیت اور ذریت مین سے ہو اور ذات بابرکات شفیع المذنبین پر جان و دل سے
شیفتہ ہو اور آنحضرتؐ کی رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہے اپنی جان اور مال اور اولاد سے فدا رہے
مصیبتین اور تکلیفین اٹھائے حتی کہ باتفاق و اجماع اہل سیر و تواریخ پتے درختون کے کھائے اور خواب و خور
اپنے اوپر حرام کر دیے مگر حمایت اور جان نثاری سے باز نہ آئے تو کیونکر ممکن ہی کہ وہ محبت تکلیفی سے خالی اور
ایمان سے محروم رہے چنانچہ جب بلوا کیا کفار نے تو آنحضرت کو شعب مین لے گئے اور مثل قلب و روح کے
ایک ساعت جدا نہ ہوتے تھے اور آنحضرتؐ کے واسطے فرش بچھاتے تھے اور جب شب ہوتی تھی تو اپنے فرزندون
مین سے ایک کو اس فرش پر سلاتے تھے اور آنحضرت کو مخفی دوسرے مقام پر پہونچاتے تھے کہ اگر کچھ ضرر پہونچائین
کفار تو میری اولاد کو پہونچائین مگر آنحضرت محفوظ رہین اور تمام عرب کو عامۃً اور قریش و بنی ہاشم کو خاصۃً وعظ و پند
کرتے تھے اور سعی بلیغ فرماتے تھے کہ دیکھو محمدؐ صدیق ہی دین اسکا خیر الادیان ہی یہ پیغمبر آخر الزمان ہی اسکی اتباع
کرو فلاح پاؤ گے غرض ابوطالب نے کوئی دقیقہ دعوت اسلام اور تصدیق رسالت آنحضرت کا فروگذاشت نہین
کیا باوجود ان سب امرون کے معاذ اللہ وہ کافر رہے اور انکے دل مین ایمان داخل نہ ہوا بلکہ مخاطب والا اسکو مسلم
اور مومن خطاب کرتے ہین کہ جو فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے دشمن خاندان نبوت ہو یہ نہین جانتے
کہ ایسے مسلمین کی شان مین حق تعالی فرماتا ہی کہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ یعنی تم لوگ خواہان
متاع دنیا ہو اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اور ایک مقام پر فرماتا ہی تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی چھپاتے ہو تم لوگ دوستی کفار کی اور مین خوب جانتا
ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی محبت کفار کو تم چھپاتے ہو اور محبت مسلمین تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا ہی وہ
گمراہ ہی راہ راست سے پس جس طرح کفار کی دوستی پوشیدہ کرنے والے اور مومنین کی دوستی ظاہر کرنے والے کو خدا
جانتا ہی اور وہ لوگ موصوف بہ گمراہی ہین اسی طرح ابوطالب نے بضرورت مخفی کیا اپنے ایمان کو اور ظاہر کیا کفر
کو عالم الغیب اور رسولؐ اسکا خوب واقف تھا کہ ابوطالب [illegible] سے تھے محبت الزامی کہ جسکی تین قسمین ہین
عام خاص اخص [illegible] محبت عام عباد کی اس قسم کی
محبت کے مصداق بھی ابوطالب تھے [illegible] معرفت [illegible] عقل [illegible]
حد کو پہونچا کہ میلان مفرط پیدا ہو گیا یہی سبب تھا کہ [illegible] ابلاغ و ایذا احکام
الہی [illegible] آنحضرت سے [illegible] اور [illegible]
[illegible] و [illegible] اور اطاعت و فرمانبرداری مین یکتا تھے کہ مشہور آفاق

ہوگئے پس یہ اول دلیل ہی میلان مفرط کی کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جسنے اطاعت رسول کی کی اُسنے اطاعت خدا کی کی بانیوجہ بھی ابوطالب مطیع خدا قرار پائے پس جب اس قسم محبت التزامی کے ابوطالب مصداق قرار پائے تو مورد محبت عام الٰہی کہ جو بہ نسبت عام عباد کے ہو بالاولیٰ قرار پائے اور مستحق ثواب اور دفع عقاب من جہتہ الافعال والاعمال ہوئے محبت خاص بندہ کی طرف خدا کے اس قسم سے بھی ابوطالب مشرف ہو چکے تھے کہ بعد حاصل کرنے کمال معرفت اور نہایت معرفت کے اسقدر میلان قوی ابوطالبؑ کو حاصل ہوا کہ جس وقت جناب رسالت مآبؐ کے پہلو مین علیؑ کو نماز پڑھتے دیکھا تو فوراً جعفرؑ اپنے فرزند کو بھی حکم فرمایا کہ تم بھی مثل علیؑ اقتدائے آنحضرت مین مصروف رہو اور نماز پڑھو لیکن چونکہ خود آپ نے کتمان اپنے ایمان کا واجب جانا تھا کتمان کیا اور ممکن ہی کہ جس طرح کتمان ایمان فرمایا اُسی طرح عبادات کا بھی کتمان کیا ہوگا اور کیا ہر فعل صعب کو اسہل اور اخف شمار نہین کیا کہ تمام عرب نے داد وستد موقوف کردی بیع وشریٰ مسدود کردیا حتیٰ کہ آب و دانہ تک میسر نہ ہوتا تھا اور اوراق درخت کھا کھا کر بسر کرتے تھے کیا ان صعوبتون سے کوئی زیادہ صعوبت ہی ان سب کو گوارا کیا مگر اطاعت محمدؐ کہ عین اطاعت خدا ہی ترک نہ فرمائی اور حفاظت وحراست وحمایت سے آنحضرت کی دست بردار نہ ہوے یہ سب صعوبات راہ خدا مین گوارا کیے تھے اور اطاعت رسولؐ بعینہ اطاعت خدا ہی پس جو جو سختیان ابوطالب نے جھیلین سب کو اخف اور اسہل شمار کرلیا یہ منصب خاصان خدا ہی کا ہی ابوطالب عبد خاص تھے حق تعالیٰ کے مگر جو لوگ مصداق ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ کے ہین اُنھین کیونکر سوجھے حاصل یہ ہی کہ ابوطالب جب متصف اس قسم محبت کے قرار پائے باوصاف مذکورہ تو محبت اخص الٰہی کے بالضرور مستحق ہوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ حق تعالیٰ ایسی محبت کے عوض مین اپنی رحمت کاملہ سے کشف حجاب کردیتا ہی اور تمکین عطا فرماتا ہی اپنے تقرب پر اور مرتبہ اُسکا فائق ہوتا ہے فائقین پر آپ نے جو بیان فرمایا کہ براہ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اُسوقت تک واقع نہ ہوے تھے بعد بعث شریف اُنکا ظہور ہوا یہ اعطائے باری عز اسمہ تھا کہ کشف حجاب عن القلب ابوطالبؑ کو عطا فرمایا تھا اُسی سبب سے آپ نے پیشین گوئی فرمائی اور وہ ظہور مین آئی اور محبوبین الٰہی مین شامل ہوگئے محبت اخص کے دو درجہ ہین پس درجۂ اول محبت اخص عبد اس درجہ کی تعریف بھی اوپر بیان کردی گئی ہی یہ درجہ بھی حضرت ابوطالب کو حاصل تھا باین دلیل کہ جب ابوطالب کے دل مین اشد میلان اور کثرت محبت پیدا ہوئی تو ترک دنیا ومافیہا فرمادیا اور پا بہ رکاب ہو بیٹھے چنانچہ تمام قبائل عرب آمادہ ایذا رسانی اور قتل پر ہوگئے مگر ابوطالب نے باوجود کثرت کفار کے کچھ خیال نہ کیا اور کہا کہ اے محمدؐ تم اپنے کام مین متوجہ رہو کسی کی مجال نہین ہی کہ میری زندگی مین تمھین کسی طرح کا گزند پہونچا سکے اور اُسی حالت مین آپ نے باعلان بمقابلۂ کفار فرمادیا کہ واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا اور جب یہ مرتبہ بھی ابوطالب پر صادق آیا تو بلاشبہ بلا شک مستحق ہوگئے اول درجۂ محبت اخص الٰہی کے بھی کہ عطایائے عالیہ ورضوان الٰہی واخص نعام کبریائی کے

مستحق ہوکر ممتاز ہو گئے مزید الطاف ربانیہ سے اپنی اجناس مین اور پہونچے اُس درجۂ عالیہ کو کہ جو کچھ حق تعالی سے طلب کرین وہ اُنکو عطا فرمائے چنانچہ بعد عہد نامۂ عرب کے جبرئیل نے جناب آن سرور کو خبر دی کہ صحیفۂ مکتوبہ کو دیمک کھا گئی اور حضرت نے اپنے چچا کو آگاہ کیا جیسا صاحب معارجؒ لکھتے ہین پس حضرت اوران خبر خبر عم پر غم خود رایا گاہانید ابوطالب گفت از بیرون کسی بہ تو نمی آید و تو از اینجا بیرون نمی روی و تا غایت بدروغ منسوب نبودی و ہیچکس ترا خبر نیاوردہ این سخن از کجا می گوئی فرمود قادر مطلق و حاکم برحق جل ذکرہ جبرئیل را فرستادہ مرا خبر داد ابوطالب گفت خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ راست میگوئی بعدہ ابوطالبؑ نے قریش کو خبر دی کہ محمدؐ کہتے ہین کہ تم نے جو عہد نامہ درخانۂ کعبہ پر لٹکا دیا ہی دیمک اُسکو کھا گئی فقط اسم الٰہی باقی ہی اگر یہ بات غلط نکلے تو پھر تم کو اختیار ہی جو چاہنا کرنا اور اگر یہ امر محمدؐ نے سچ کہا ہی تو تم لوگ اپنی کم فہمی اور بے عقلی سے باز آؤ اور اس ظلم کو چھوڑ دو اور آپس کے عہد و پیمان کو توڑ دو سب نے یک زبان ہو کر منظور کیا اور صحیفۂ مکتوبہ کو سقف کعبہ سے اُتارا اور مطابق فرمودۂ ابوطالب کے پاکر حیران ہو گئے اور بعض نے کہا کہ یہ سحر محمدیؐ ہی اُسوقت ابوطالب کھڑے ہوے اور در کعبہ پکڑ کر دعا کرنے لگے اللھم تعلم من ظلم ونحن مظلومون فانصرنا علی من ظلمنا وقطع ارحامنا واخرجنا من دیارنا واستحل ما یحرم علینا حاصل یہ کہ حضرت ابوطالب کو مرتبۂ عبدیت اخص حاصل تھا اور مقربین بارگاہ لم یزلی سے تھے جو کچھ دعا آپ نے فرمائی سب مقبول ہوئی اور نصرت کی حق تعالی نے کہ تاحیات تمام کفار پر غالب رہے کسی کو طاقت نہ رہی باوجود اس کثرت کے کہ کوئی کلمہ خلاف شان آپ کے منھ پر کہہ سکتا بلکہ سب کے سب مغلوب رہے فضل خدا سے دیکھیے اسکو یقین کہتے ہین تصدیق اسکا نام ہی کہ جناب ابوطالب نے فرمایا کہ خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ تو راست میگوئی توحید اور رسالت اور جبرئیل کی تصدیق فرمائی اسی کو ایمان کہتے ہین اب باقی رہا درجۂ دوم اخص کہ اسکو درجہ ختامیہ بھی کہتے ہین کہ اس سے فوق کوئی درجہ باقی نہین ہی یہی کمال محبت کا درجہ ہی یہ بھی حضرت ابوطالب کو حاصل تھا کہ باطن آپکا کدورت دنیوی سے مبرا ہو گیا تھا اور حجاب قلب سے مرتفع ہو گئے تھے اور بحر وحدت مین غوطہ زنی فرماتے تھے اور جمیع شواغل منقطع ہو گئے تھے اور درجۂ علم الیقین سے اور عین الیقین سے حق الیقین تک فائز ہو چکے تھے اور برگزیدگان خدا اور عارفین باصفا مین شامل تھے اسی کا نام ہی کمال محبت اور یہ درجہ انبیاء اور اوصیاے انبیاء اور اولیاے خدا اور برگزیدگان خدا کا ہی پس ان دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ سے ثابت ہی کہ ابوطالب اوصیاے انبیاء بالنفسہ نبی سے تھے اب باقی رہا درجۂ محبت ختامیہ من اللہ الی العبد جو اوپر مذکور ہوا اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ جب یہ مرتبہ ابوطالب کو ملا تو مستحق ہوے محبت ختامیہ من اللہ الی العبد کے پس الطاف ربانیہ اور عنایات بے غایات کبریائیہ شریفۂ نامہ نے گھیر لیا ابوطالب کو اور وہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ تا قیامت کسی فرد کو افراد بشر سے حاصل نہین ہو سکتا چنانچہ مربی وقت خاتم النبیین حامی حبیب رب العالمین حافظ سید المرسلین ابوطالب کو گردانا کیون حضرت اب کسی فرد بشر کو امید اسکے امکان کی ہو کیا پھر جناب ختمی مآب پیدا ہونگے جنکو کوئی پرورش اور تربیت کریگا اور مربی و ناصر و حامی رسول

مدارج رکن سوم باب سوم فصل اول صفحہ ۴۶ سطر ۱۰

گرامی مشہور ہوگا اور تمام عمر آنحضرت کی خدمت اور نصرت مین بسر کریگا اور تمام کفار عرب سے تنہا مقابلہ اور مباحثہ کریگا اپنی جان و مال و اولاد فدائے پائے جناب رسالت کریگا جسوقت کفار آنحضرت کو مجنون و ساحر و شاعر کہین گے تو وہ آنحضرت کو صدیق اور رسول مکوسی باعلان اور آپ کے دین کو خیر الادیان ظاہر کریگا بسا تعجب ہو اُن بے بصیرتون سے کہ جو برگزیدگان کبریا کو متہم بکفر کرتے ہین اور غضب خدا تعالی و رسول سے نہین ڈرتے توہین و تنقیص نبوی کو ایمان تصور کرتے ہین حالانکہ جس طرح خاتم المرسلین پر نبوت ختم ہوئی اور آپ کو خطاب حبیب اللہ خاتم المرسلین سے مخاطب فرمایا اسی طرح اللہ جل شانہ نے ابو طالب پر بھی تمام مدارج محبت کو ختم کیا اب نہ کوئی دوسرا رسول ہوگا جو خاتم المرسلین ہو نہ کوئی ابو طالب ہونگے جو مربی اور ناصر خاتم المرسلین قرار پائین کیا آپ نہین واقف کہ جب پیغمبر خدا کو حق تعالی نے اظہار نبوت کا حکم عطا فرمایا اُسوقت کفار و مشرکین کا کیا حال تھا اور کس مرتبہ بغض و حسد و کینہ اُنکے دلون مین پیدا ہوگیا تھا اور کس طرح آنحضرت کی تکذیب مین مصروف تھے اور کونسی تکلیف ایسی تھی جسکے دینے مین اُن کفار نے کمی کی ہو یہان تک ایذائین دینے کا قصد کیا کہ ابو طالب آنحضرت کو شعب مین لے گئے آپ بتلائیے تو کونسا مسلم تھا جسنے حمایت کی کونسا مومن تھا جسنے جان اپنی فدا کی کس نے اپنے عزیز و اقربا دوست و آشنا بلکہ تمام عرب سے مخالفت کر کے ایسے نازک وقت مین ساتھ دیا اور اپنے عیش اور آرام کو ترک کر کے مصیبتین ایذائین تکلیفین اُٹھائین ترک وطن کر دیا درخت کے پتے کھاکے بسر کی لیکن ترک حمایت و نصرت نہ کی اور ہمیشہ مدح و ثنا مین بسر کی اور اول اول سوا حضرت ابو طالب کے کس نے آپ کے دین کو خیر الادیان کہا چنانچہ جسوقت قریش نے محاصرہ کیا شعب کا تو ابو طالب نے قصیدۂ طولانی انشا فرمایا جسکا ایک شعر یہ بھی ہے الم تعلموا انا وجدنا محمدا + رسولا کموسی خط فی الکتب افسوس ہے کہ ایسے مومن موحد برگزیدۂ خدا حامی و ناصر خاتم الانبیا حبیب رب العالمین کو نسبت کفر دینا اس سے بڑھکر کونسی بدبختی ہوگی کیون جناب اصحاب مہاجر و انصار رسول مختار سے قبل اُنکے اسلام لانے کے کون شخص ایسا ہے کہ ان صفتون مین سے ایک کا موصوف نہین یا تو تکذیب اور توہین کرنے والے اور مجنون و شاعر کہنے والے تھے یا ساکت اور شریک اُن لوگون کے مگر کوئی تصدیق کرنے والا معین و یاور و ناصر نہ تھا بجز ابو طالب کے اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ جھٹلانے والا توہین کرنے والا مجنون و شاعر و ساحر کہنے والا برابر ہو سکتا ہے موحد و کرنے والے تصدیق کرنے والے حمایت و نصرت کرنے والے مدح و ثنا کرنے والے کے اب لیجیے نہایت معرفت جو قول مولانا عبد الحق دہلوی کا ہے اور آپ فرماتے ہین کہ معرفت گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین یہ قول آپکا غور ہے آپ کو مہارت فقہ و حدیث مین بھی نہین تو علم معقول و منقول مین آپکی دستگاہ معلوم تحار بر علما نے ایمان کو کبھی تصدیق و اذعان اور کبھی معرفت سے تعبیر کیا ہے انشاء اللہ اسکا ذکر آگے آتا ہے بحث ایمان مین معرفت ہر علم و فن مین ہے بلکہ ہر شے مین اُسوقت حاصل ہوتی ہے کہ درجۂ کمال کو پہونچے اور بغور و خوض و فکر و تامل کر کے اُسکے تمام جزئیات و ذاتیات و ما یتعلق بہا سے واقفیت حاصل کرے اور کما حقہ اُس سے ماہر ہو جاوے اُسوقت اُسکو نہایت معرفت حاصل ہو سکتی ہے کیا آپنے تو قول

جناب رسالت مآبؐ جو بین الخاص والعام مشہور و معروف ہی نہین سنا کہ فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک
پس حق معرفت بھی نہایت معرفت ہی پس نہایت معرفت نبوت کو آپ نے حق کفار و مشرکین تصور فرمایا ہی
یہ آپ کو نہین معلوم کہ بغیر فکر و تامل و بے غور و خوض و بے حصول معرفت کسی امر کا اختیار کرنا دلیل سفاہت ہے
حق تعالی فرماتا ہی قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنی و فرادا ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ
ترجمہ - کہو ای محمد سوا اسکے نہین کہ نصیحت کرتا ہون مین تم کو ایک بات کی وہ یہ ہی کہ قائم ہو تم یعنی اٹھو تم مجلس
رسول سے واسطے خدا کے دو دو اور ایک ایک واسطے مشورہ کے پھر فکر کرو تم نہین ہی تمھارے صاحب یعنی پیغمبر پر دیوانگی
سے پس فکر و خوض و تامل موجب ایمان تحقیقی ہی کہ زوال پذیر نہین اسی کا نام نہایت معرفت ہی نہ امثال آپ کے
کہ جس حدیث یا آیت کو دیکھ لیا بلا تامل و فکر بے تحقیق و تدقیق زبان سے کہنے لگے اسلام و ایمان سے منحرف ہو گئے
خاندان نبوت کی تذلیل و توہین کو اپنا شیوہ گردانا اجداد و آبا و اعمام رسولؐ انام کو کافر و مشرک کہنے لگے فقط کلمہ
پڑھنے کو ایمان سمجھنے لگے یا حضرت کلمہ پڑھنا چیز دیگر ہی اسلام و ایمان شی دیگر ہی اہل لغت[1] بالاتفاق لکھتے ہین کہ
ایمان تصدیق قلبی کو کہتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی وما انت بمومن لنا یعنی مصدق لنا اور اصطلاح شریعت
مین اختلاف کثیر واقع ہوا ہی بعضون کے نزدیک ایمان بمعنی صلوۃ ہی لقولہ تعالی ما کان اللہ لیضیع
ایمانکم یہان پر ایمان کے معنی صلوۃ کے ہین اور مومن حق سبحانہ تعالی کا نام بھی ہی اور مومن غیر ذوی العقول کو بھی
شباہتہً کہتے ہین جیسے نہر نیل و فرات کو کہ مبداء اسکا جنت ہی اور جنت مقام ہی مومن کا تو ان دونون نہرون کو
مومن اسی شباہت سے کہہ سکتے ہین جیسا کہ در منثور سیوطی مین بروایت ابن عباس مذکور ہی انزلہا اللہ تعالی من
عین واحدۃ من عیون الجنۃ من اسفل درجۃ من درجاتہا علی جناحی جبرئیل فاستودعہا
الجبال واجراہا فی الارض وجعلہا منافع للناس اور بعضون کے نزدیک ایمان کی دو صفتین ہین الایمان
باللہ والایمان علی اللہ ایمان باللہ وہ ہی کہ جو صفتین کہ لائق کبریائی ہین انکی تصدیق کرے اور ایمان علی اللہ وہ ہی
کہ احکام خدا کو بکمال خشوع و خضوع قبول کرے اور بعضون کے نزدیک ایمان تصدیق کرنا انکا اور ان چیزونکا
جو ضروریات دین سے ہین بعضون کے نزدیک محض اقرار لسانی ایمان کا نام ہی معتزلہ کہتے ہین کہ ایمان توحید عدل
و نبوت و معاد و امر و نہی ہی مرجیہ کے نزدیک تصدیق مع اقرار بشہادتین ہی جبائیان کے نزدیک طاعات
مفروضہ و ترک منہیات ہی غلاۃ کہتے ہین کہ ایمان طاعات مفروضہ اور مندوبہ ہی بعضون کے نزدیک محض تصدیق
قلبی کا نام ایمان ہی بعضے تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کو ایمان قرار دیتے ہین بعضے اقرار باللسان اور عمل بالارکان
کو ایمان تصور کرتے ہین بعضے تصدیق جنان اور عمل بالارکان کو ایمان جانتے ہین بعضون نے تصدیق جنان اور
اقرار لسان اور عمل بالارکان ان تینون کو ایمان تصور کیا ہی ما ورای اسکے بہت سے معنی مختلف فرقون مین موجود
ہین مگر سچ تو یہ ہی کہ اختلافات کثیرہ کا رفع کرنا اور امر حق کا نکالنا بغیر نہایت معرفت ممکن نہین اور آپ بلا تامل و

[1] از سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان مصنفہ جناب سید علی بن سید ابو القاسم لاہوری صفحہ ۳۔

فلکر جو کچھ چاہتے ہین فرما دیتے ہین انشاء اللہ ہم اس بحث کو اور اختلافات علما کو مع حوالۂ کتب اور اسماے علماے
اعلام مع توضیح تمام بیان کر کے نافہمی آپ کی ثابت کر دینگے اور مجملاً یہان بھی گذارش کیے دیتے ہین کہ فقط اقرار لسانی
کافی نہین ہے حصول ایمان مین جو آپ سمجھے ہوے ہین اور ظاہر ہے کہ یہی آپ کا مذہب ہے جو حق تعالی لہیون کی شان
مین فرماتا ہے یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم یعنی اقرار کرتے ہین اپنے منھہ سے اس چیز کا کہ قلباً اسکی
تصدیق نہین کرتے یا حضرت بنی نوع انسان کی دو حالتین ہین ایک ساتھہ خالق کے دوسری ساتھہ خلائق کے
حالت اولی مین قلب انسان کا تعلق باطنی خالق کے ساتھہ رکھتا ہے اسی واسطے درمیان انسان اور خالق کے تصدیق
قلبی واجب ہے اقرار لسانی کو کوئی علاقہ نہین کہ عالم الغیب عالم فی الضمیر ہے اور حالت ثانوی مین نوع بنی انسان
کا فیمابین تعلق ظاہری ہے کہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی نہین رکھتے مابین الناس اقرار لسانی ضرور ہے کہ
ایمان اور کفر ہر ایک کا دوسرے پر واضح ہو جائے تاکہ اجراے احکام شرعیہ مین تعطل واقع نہ ہو پس اعتقاد بالقلب
کامل اور اصل ایمان ہے اور اقرار لسانی فرع اسکی ہے عدم فرع مستلزم عدم اصل کی نہین ہو سکتی اور قول حق تعالی اسپر
دال ہے کتب فی قلوبھم الایمان یعنی لکھا انکے دلون مین ایمان دوسرے مقام پر فرماتا ہے ولما یدخل الایمان
فی قلوبکم یعنی داخل نہین ہوا ایمان تمھارے دلون مین پھر ایک مقام پر فرماتا ہے وقلبہ مطمئن بالایمان
یعنی اسکا دل ایمان سے مطمئن ہے پس اس سے ثابت ہے کہ اصل ایمان اور کامل ایمان تصدیق بالقلب ہے اور اقرار باللسان
کاشف اور مبین اس ایمان کا ہے اور عمل بالارکان ثمر اور اثر اسی ایمان کا ہے کہ بعد حصول ایمان خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے
جس طرح سے کہ اصل درخت کی جب قائم ہو جاتی ہے تو ضرور خود بخود وہ درخت میوہ یعنی ثمر دیتا ہے اور دلیل نقلی بھی
مصحح اسی کی ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا وعملوا الصالحات اور یاایھا الذین امنوا اذا قمتم
الی الصلوۃ حق تعالی نے بعد ذکر فرمانے ایمان کے عبادت اور عمل کو عطف دیا اسی ایمان پر اور معطوف علیہ اور
معطوف مین شرط ہے وحدت حکم اور مغایرت ذات کی ورنہ عطف نفس شی کا اوپر نفس اسی شی کے لازم آئیگا اور وہ مہمل ہے
اور آپ خود اپنے نفس پر قیاس فرمائیے کہ دعوی لسانی آپ کا یہ ہے کہ مین پکا سنت جماعت اور محب رسول ہون
مگر قلب آپکا منقلب ہے ایمان حقیقی سے پس ثمر اسکا خود بخود ظاہر ہو رہا ہے اور دلالت کر رہا ہے آپ کی خارجیت پر
چنانچہ یہ رسالہ آپکا کہ عمل بالارکان ہے اس سے کہہ سکتے ہین کہ آپ نے تمام آباے آنحضرت اور اعمام آنحضرت
کو متہم بکفر و شرک کر دیا حدیث شریف جو عام طور پر آنحضرت نے فرمائی ہے اسپر بھی آپ توجہ نہین فرماتے علی
سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے لاتؤذوا الاحیاء بسبب الاموات یعنی ایذا مت دو زندون کو
بسبب اموات کے پس کیا حضرت ابوطالب اموات رسالت مآب سے نہین ہین کیا سب و شتم ابوطالب سے اور
انکو متہم بکفر و شرک کرنے سے ایذا آنحضرت کو نہین پہونچتی اور کیا موذی نبی کا ضرور واجب القتل نہین ہے قولہ مگر
مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہین **اقول** نہ ایمان کو آپ جانتے ہین نہ ان امور کو آپ سمجھتے ہین ورنہ یہی امور
تمام تر دلالت کرتے ہین حضرت ابوطالب کے ایمان پہ آپ ابھی لکھہ چکے ہین کہ یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین

سچے رسول ہین اُنپر ایمان لانے مین جنت اور تکذیب مین جہنم دائمی ہی یا حضرت اسی کا نام تصدیق قلبی ہی پس جب
توجناب ابوطالبؑ نے آنحضرت کی تکذیب نہین فرمائی اگر کہین تکذیب کرنا ثابت ہوتا ہو تو بیان فرمایئے اور
اقرار لسانی وصایاے حضرت ابوطالب ہین جو قریش اور بنی ہاشم کو کیے ہین اور قصائد مدح و ثنا جو نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرتے ہین وہ کہہ رہے ہین اور قیامت تک کہے جائینگے کہ ہم اقرار لسانی ابوطالب
کے ہین جس شخص کو ادنی مہارت علمی ہوگی وہ بھی انکار نہ کریگا کہ حضرت ابوطالب کا کلام تو کمال محبت اور نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرے اور متکلم اُسی کلام کا متہم بعدم اقرار لسانی ہو از براے خدا آپ ہی فرمایئے کہ اقرار
لسانی کے کیا معنی ہین کتب لغت اگر آپ کی نظر سے نہ گذرے ہون تو غیاث یا منتخب ہی اُٹھا کر دیکھ لیجیے کہ اقرار
کے معنی ثابت کردن بر خود چیزی را کے ہین اقرار لسانی ابوطالبؑ کا اگرچہ نظماً و نثراً بہت کچھ ہی مگر اس مقام پر اسی قدر
کافی ہی کہ اُسی قصیدہ مین فرماتے ہین جناب ابوطالب الم تعلموا انا وجدنا محمدا رسولا + کموسی
خط ذلك فی الکتب + وعطیت دینا لا محالة انه + من خیر ادیان البریة دینا پس نہایت
معرفت نبوت تصدیق قلبی ہی اور خود کلام اقرار لسانی ہی کہ خیر الادیان آنحضرتؐ کے دین کو کہا اور محمد رسول اللہ
مثل موسیٰ کے ہین یہ کتب سماوی سے ثابت ہی اسکا اقرار کیا اب رہا ثمرہ اور اثر اُس تصدیق کا اور اقرار کا وہ
خود بخود مثل آفتاب کے چمک رہا ہی کہ جواب عباس مین آنحضرت نے فرمادیا کل الخیر ارجو من ربی **فرد**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ **قولہ** کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر
ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے **اقول** کاش آپ مسلم و مومن ہوتے
اور خلل دماغی آپ کو نہ ہوتا تو آپ سمجھ لیتے کہ سب اقوال و افعال اُسی تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا ثمرہ ہین
جسے آپ نے اس کلمہ سے "یقیناً جانتے تھے" خطاب فرمایا ہی اور اشعار قصائد کے لکھے ہین اور مولانا عبد الحق
دہلوی نے نہایت معرفت نبوت کا اطلاق فرمایا ہی اور آپ کو ناگوار نہ ہو کہ خلل دماغی کا لفظ آپ کی شان مین
آیا بلکہ خلل دماغی کا ثبوت یہ ہی کلام مختل النظام آپ کا ہی کہ آپ تحریر فرماتے ہین "مجرد ان امور سے ایمان
ثابت نہین ہوتا کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ
سے بھی افضل قرار پاتے" پہلے تو آپ نے ایمان کی نفی کی اور تمنی ظاہر فرمائی کہ یہ اقوال و افعال حالت اسلام مین
صادر ہوتے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ نہ آپ ایمان کو سمجھتے ہین نہ اسلام کو جانتے ہین ایمان کے معنی تو ہم اوپر
مجملا عرض کر آئے ہین اسلام کو بھی عرض کردیتے ہین اگرچہ اسلام اور ایمان کے معنی اور فرق بہتیرا [illegible] کتب [illegible] ہین جب
اُن کتب سے آپ کو فائدہ نہ بخشا تو کیا یہ چند سطور کی تحریر کیا فائدہ دیگی لیکن تبرعاً عرض کرتا ہون کہ اسلام کے معنی
لغت مین گردن نہادن اور فروگذاشتن کے ہین اور ہوسکتا ہی کہ اصل اسلام کی تسلیم ہو اسواسطے کہ تسلیم قبول و
اذعان امر اللہ ہی پھر وہی اہل لغت کہتے ہین کہ تسلیم سلامت سے ہی اسواسطے کہ اُس مین جمیع فسادات سے سلامتی
حاصل ہوتی ہی تفسیر کبیر مین معنی اسلام کے تین طور پر لکھے ہین اول اسلام عبارت ہی دخول فی الانقیاد و متابعت

جیسا کہ قولہ تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا ثانی بمعنی دخل فی السلم ثالث مسلم بمعنی
مخلص خدا اطاعت مین عبد الرؤف مناوی صاحب عن القدیر معارج جامع کبیر وکنوز الحقائق مناوی او ر ضیاوی
مین فرمایا ہی الاسلام ھو التوحید والتدرع بالشرع الذی جاء بہ محمد کما قال اللہ تعالی رضیت
لکم الاسلام دینا اور قتادہ نے کہا ہی کہ اسلام شہادت کلمۂ لا الہ الا اللہ واقرار بجمیع ماجاء بہ محمد من عند اللہ
ہی بعضے کہتے ہین کہ اسلام محض اقرار بشہادتین ہی پس ایمان جسکے واسطے ثابت ہی اسلام بالضرور ضمناً اُسکے واسطے
موجود ہی اور جو شخص کہ مسلم ہی ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اب آپ اپنی عبارت کو دیکھیے کہ مجرد ان امور سے ایمان ثابت
نہین ہوتا کاش یہ افعال واقوال حالت اسلام مین صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ سے بھی افضل
قرار پاتے اب آپ ہی فرمایئے کہ سیدنا عباس و حمزہ آپ کے نزدیک مومن نہ تھے بلکہ فقط مسلم تھے کہ آپ نے اپنی
تمنا فقط مسلم ہونے پر ظاہر فرمائی اور ہم مثل ہونا حضرت ابو طالبؑ کا جناب عباسؓ و حمزہ سے بیان فرمایا مگر ہم
تو اس مقام پر اتنا ہی عرض کرینگے کہ مجرد تحریر سے اس رسالہ کے آپ کا سنت جماعت ہونا ثابت نہین ہوتا کاش
یہ تحریر آپ سے حالت اسلام مین صادر ہوتی تو آپ خارجی اور وہابی سے افضل قرار پاتے **قولہ** اور افضل اعمام
حضور افضل الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والسلام کہلائے جاتے **اقول** اگرچہ افضل الاعمام حضور افضل الانام
کہلائے نہین گئے مگر آنحضرتؐ تو ابو طالبؑ کو افضل اعمام بلکہ افضل انام اُس وقت سے جانتے تھے کہ جب عبد المطلب
نے فرمایا ای محمدؐ تم اپنے اعمام مین جسکو اختیار کرو اُسکو سپرد کرون پس آنحضرت فوراً زانوے مبارک جناب ابو طالبؑ
پر آ بیٹھے اور حضرت ابو طالب کے ایمان حقیقی سے بھی واقفیت رکھتے تھے اور مربی و ناصر و حامی اپنا جانتے تھے
کہ وصایاے انبیاؑ کو تفویض آنحضرتؐ فرمایا تھا اور خوب واقف تھے کہ ابو طالبؑ اوصیاے انبیا سے ہین اور مرتبہ
مین اعلی ہین مومن آل فرعون سے جنکی شان مین یکتم ایمانہ حق تعالی نے فرمایا ہی **قولہ** تقدیر الٰہی نے بر بنا اُس
حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول انھین گروہ مسلمین وغلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا
فاعتبروا یا اولی الابصار **اقول** اس تقدیر الٰہی سے آپ کی کیا مراد ہی اُس مراد کو بھی کاش آپ نے ظاہر فرما دیا
ہوتا ظاہر اسباب تو یہ ہی کہ تقدیر الٰہی سے اسم ذات الٰہی مراد لین یا مراد لین نصیب جو کہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا
پس معنی اول یعنی تقدیر الٰہی کہنا اور مراد ذات باری لینا خاص آپ کا ایجاد ہی آج تک تو نہین سنا کہ کسی نے تقدیر
الٰہی سے مراد ذات باری لی ہو یا اس معنی مین یہ لفظ بولا ہو اور معنی ثانی تقدیر الٰہی کے لینا جو نصیب کہ خدا کی طرف
سے مقرر ہوا تھا جسکو تقدیر کہتے ہین درست نہ ہونگے اسلیے کہ پھر آپ رقم فرماتے ہین کہ تقدیر الٰہی نے بر بناء اُس
حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول جب تقدیر الٰہی کے معنی ذات الٰہی نہ ہوے تو اب نصیب کے معنی لین
تو مراد یہ ہوئی کہ نصیب الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے کہ ضمیر اُسکا مرجع اور وہ کا مرجع وہی تقدیر الٰہی ہوگا یعنی
تقدیر الٰہی جانے یا تقدیر الٰہی کا رسول اُنھین یعنی ابو طالبؑ کو گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا
منظور نہ فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ کیا فصیح اور پر معنی عبارت ہی المعنی فی بطن الشاعر تو مشہور تھا یہ عبارت

تو اُس سے بھی بڑھ گئے کا شکے دو ایک رسالے قواعد اُردو کے ہی ملاحظہ فرمائے ہوتے کہ مبتدا اور خبر اور ضمائر سے تو آگاہی ہو جاتی اگرچہ تقریر عالمانہ ہی صحیح [illegible] انتقریر آپکا [illegible] آتی ہین گذرا ہی نہ تھا اور تقدیر ابو طالب ہی مین نہ تھا کہ وہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب ہوتے اور سہین کوئی حکمت ہوگی جسے ہم نہین جانتے خدا تعالیٰ جانتا ہی یا اُسکا رسول یس یا حضرت خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہی اُسنے اپنے رسول کو بھی آگاہ کیا ہوگا اور ہم کو عقل عطا فرمائی ہی جو امور کہ عقلی ہین اُنھین عقل سے دیکھنا چاہیے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب نہ ہونے کا سبب معائنہ کتب سیر و تواریخ اور علم عقلی سے اور نقلی سے ظاہر ہی کہ وصایاے انبیا کو تفویض آنحضرت فرمائین اور پرورش و تربیت و کفالت و نصرت و حمایت کر سکین صداقت و امانت کو آنحضرت کی مشہور کر سکین تصدیق نبوت و رسالت مین قصائد فرما سکین یہ ایک سبب ہوا کہ حق تعالیٰ نے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا اگرچہ وہ سید المومنین اور مربی شفیع المذنبین تھے دوسرا سبب یہ تھا کہ ابو طالب آباے شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے ہین غلامان شفیع المذنبین مین کیونکر شمار کیے جاتے تیسرا سبب یہ تھا کہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین امثال آپ کے بھی شمار کیے جاتے ہین کہ جنکی شان مین حق تعالیٰ نے فرمایا ہی یقولون بافواہہم ما لیس فی قلوبہم اور وہ لوگ بھی تھے جنکی شان مین یہ آیہ آیا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین اور وہ لوگ بھی تھے جو مصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا کے تھے جو راہ دین و ایمان سے پھر گئے گو بظاہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے رہے اور وہ لوگ بھی غلامان اور گروہ مسلمین مین تھے اور ہین جنکی شان مین خود جناب رسالت مآب صلعم فرماتے ہین ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیامۃ کما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہی کہ تم لوگ حرص امارت کی کروگے اور یہ امر تمھارے لیے روز قیامت موجب سراسر ندامت کا ہوگا اور غلامان و مسلمین مین وہ لوگ بھی تھے کہ جنکی شان مین حق تعالیٰ فرماتا ہی فلا تولوہم الادبار ومن یولہم یومئذ دبرہ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر یعنی اے مسلمانو جب صف جنگ مین کفار سے ملاقات کرو تو اُنکو پیٹھ نہ دو اور جو شخص پیٹھ دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ اُسکی جہنم ہی اور کیا بُری بازگشت ہی غرض حالات گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین اگر لکھے جائین تو ایک مطول تیار ہو جائے بس کیونکر جناب ابو طالب گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے اور حق تعالیٰ اُنکا شمار کیا جانا منظور فرماتا بمقتضاے الحق یعلو ولا یعلی خود آپ کی زبان پر باوجود نفاق کلمۂ حق جاری ہو گیا ہی کہ شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا یس ممکن ہی کہ کہین کہ حق تعالیٰ اور اُسکے رسول نے شمار کیا مگر بوجوہات مذکورۂ بالا شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا دیکھیے آپ بھی لسانی اقرار لا الہ الا اللہ کرتے ہین اور دعواے مومنیت بھی ہی لیکن قلب آپ کا مملو بکفر ہی کہ تکفیر مین حضرت ابو طالب کی تصنیف فرمائی حالانکہ ایک جماعت علماے اعلام او محققین علام اور ائمہ کرام نے مثل امام احمد بن حسین حنفی موصلی مشہور بہ ابن وحشی اور ائمہ مالکیہ سے علی جہوری نے فتاوی مین

[illegible] ۱۲۰۸

اور تلمسانی نے شرح شفاء عیاض مین نقل کیا ہے ان بغض ابی طالب کفر لانہ حامی النبی وناصرہ ومویدہ فذمہ
ذم النبی وایذائہ ایذاء النبی ومؤذی النبی ومن یذمہ فہو کافر وجب قتلہ وعند المالکیۃ وان تاب
یجب قتلہ یعنی بغض ابی طالب کفر ہے کہ وہ حامی اور ناصر اور مربی نبی ہین مذمت اُنکی مذمت نبی کی ہے اور ایذا اُنکی
ایذا نبی کی ہے مذمت کرنیوالا اور ایذا دینے والا نبی کا کافر ہے واجب ہے قتل اُسکا اور نزدیک مالکیہ کے اگرچہ توبہ
بھی کرلے واجب القتل ہے اور یہی قول ہے ابو طاہر کا کہ من ابغض ابا طالب فہو کافر بھیجیے آپ لاکھ بار زبان سے
لا الہ الا اللہ فرمائیے مثل مرتدین ومنافقین امنا فرمائیے مگر مصداق ثم ازدادوا کفرا کے ہین دیکھیے باوجود
دعوائے ہمہ دانی بے دینی اور بے ایمانی آپ کی ہویدا و آشکار فی لیل والنہار ہوگئی یہ معاوضہ ہے دنیا مین
بغض وعداوت آبا و اجداد واعمام رسول انام کا اور عاقبت مین خدا جانے کہ کون سے قعر جہنم مین مقر ہوگا
فاعتبروا یا اولی الابصار قولہ معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہین دانستن وشناختن اور چیز ہے اور اذعان
وگرویدن اور اقول ان الفاظ کی تحقیق اور مقامات استعمال کو آئندہ ہم توضیح سے عرض کرینگے مگر اس مقام پر اسی قدر
کافی ہے کہ بے کمال معرفت ایمان حقیقی جسکو تصدیق قلبی کہتے ہین حاصل نہین ہو سکتا بغیر دانستن وشناختن اذعان
وگرویدن آپ جیسے مسلمانون کا کام ہے کہ ایمان آپ کے امثال کا برائے نام ہے قولہ کم کافر تھے جنھین رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اقول سچ فرمائیے یہ فقرہ کہ "کم کافر تھے" آپ نے
کہان سے استنباط فرمایا کاشکے کسی کتاب کا نام ہی لکھ دیا ہوتا کہ آپ بری الذمہ ہو جاتے خلاف قول خدا اور
رسول و برعکس علم معقول ومنقول بے سمجھے بوجھے جو ذہن مین آیا رقم فرمایا کلام مجید مین جحدوا بہا واستیقنتہا
انفسہم دیکھ لیا اور ضمیر جمع سے کم کافر تھے مراد لے لی حالانکہ اول تو یہ قصہ حضرت موسی کا ہے کہ جب تسع آیات
یعنی نو معجزے دیکر بھیجے گئے فرعون کی طرف پس حضرت موسی مصر کو روانہ ہوے اور سب معجزے فرعونیون کو
دکھائے کہ تھین وہ دلیلین مبصرۃ روشن اور ظاہر مبصرۃ حال واقع ہوا ہے یعنی ایسی ظاہر تھین وہ دلیلین اور
معجزے کہ سب دیکھتے تھے اور جانتے تھے کہ انسان کی قدرت سے یہ خارج ہین اُسپر قالوا ہذا سحر مبین کہتے
تھے یہ سحر ہے ظاہر وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اور انکار کیا اُنھون نے اُن معجزون کا اور جھٹلایا اور
یقین کیا اُن معجزون کا اُنکے نفسون نے ہرچند ظاہر مین وہ انکار کرتے تھے لیکن دل مین خوب جانتے تھے کہ یہ
معجزے ہین جادو نہین ہے ظلما وعلوا واسطے ستمگاری کے اور تکبر کے کیا خوش فہمی ہے آپ کی کہ قصہ حضرت موسی
اور مشاہدہ فرعونیون کا اور یقین کرنا معجزون پر اور پھر انکار کرنا اُنکا آپ نے تمام کفار عرب کو قیاس فرمایا اور اُنمین
حضرت ابو طالب کو شامل فرمایا حالانکہ ابتدائے ثابت ہو چکا اور آئندہ بھی مثل شمس رابعۃ النہار آشکار ہو جائیگا کہ
حضرت ابو طالب نے تاحیات آنحضرت کی تصدیق اور رسول برحق ظاہر کرنے مین سعی کی اور آپ کے دین کو
خیر الادیان فرمایا اور انا وجدنا محمدا رسولا کموسی خطاب فرمایا نسبت سحر وجنون معاذ اللہ آنحضرت کو
کب دی کس وقت جھٹلایا اگر پس پشت یا روبرو آنحضرت کے کفار قریش یا بنی ہاشم یا اپنے اخوان یا ابنا یا اقوام

بشریین سے کس کے ساتھ آنحضرت کی تکذیب فرمائی ہو اُسکا نشان دیجیے کوئی دلیل لنگ ہی سہی بیان فرمائیے
باذلیس فلیس حاصل یہ ہی کہ حق تعالی نے سب فرعونیون سے خطاب فرمایا اور آپ مقر ہین کہ کم کافر تھے
جنھین یقین نہ تھا ثانیاً اگر آپ یہ رقم فرماتے کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور وہ انکار
بھی کرتے تھے اور ساحر و مجنون بھی کہتے تھے تو بھی غنیمت تھا ثالثاً اگر آپ تطبیق کرین اس قصہ کے ساتھ قصہ جناب
رسول خدا کے اور کہین کہ جیسا کہ حضرت موسی اور فرعونیون مین واقعہ ہوا ویسا ہی کفار عرب اور آنحضرت مین معاملہ ہوا
اور بفرض محال ہم تسلیم بھی کرلین تو بھی آپ کا کلام کلام باری کے مخالف ہی حق سبحانہ تعالی تو فرماتا ہی کہ جب موسی
فرعونیون کی طرف گئے اور اُنکو معجزات ظاہرہ اظہار فرمائے تو اُن سب نے کہا ھذا سحر مبین یہان تو حق تعالی نے
ضمیر جمع کے ساتھ سب کافرون کو فرمایا اور آپ فرماتے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا
یقین نہ تھا یعنی بہت کافرون کو سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور کم کو نہ تھا آپ فرمائیے کہ آپکا کلام سچا ہی یا خدا
کا ثالثاً عقل یک ادنی عاقل کی بھی آپ کے کلام کی تصدیق نہ کرے گی کہ آپ نے عموماً کل کافرون کو اپنے
کلام مین احاطہ کرلیا ہی کاش کفار عرب ہی فرماتے اگرچہ کفار عرب سب بجمیع الوجوہ لیاقت ہی پہچاننے کی نہ رکھتے
تھے بلکہ بعضے دہقانی تو مثل وحوش کے تھے اور بعض دیگر جاہل و یہ امر تو ظاہر ہی کہ معرفت نبوت بالاجمال تھی
نہ بالتفصیل اگر بالتفصیل ہوتی تو تمام حلیہ اور صورت اور تعین زمان و مکان و خلقت و صفت و نسب
و قبیلہ وغیرہ مذکور ہوتا تو محال تھا اہل توراۃ و زبور و انجیل پر اخفا اور انکار علی الدوام کرسکنا کہ اجتماع و
تواطو برخلاف معلوم اور تکذیب و انکار محالات سے ہی پس معرفت نبوت بالاجمال تھی نہ بالتفصیل حاصل یہ کہ
بشارات سابقہ اور بعض اوصاف مکتوبہ اور معجزات باہرہ سے معرفت حاصل ہوئی تھی نہ نبی کی اور رسول کی
صورت سے پس کیونکر ممکن ہی کہ دہقان اور جہلاء کفار عموماً آپ کو پہچانتے تھے بلکہ دہاقین عرب اور جہلاء کو کہ
جنکو تمیز رطب و یابس تک نہین تھی وہ کس طرح پہچان سکتے تھے ہان علماء اہل کتاب مین کم ایسے تھے کہ اوصاف
اور نعوت اور بشارات مکتوبہ سے آپ کے سچے رسول ہونے کا یقین نہ رکھتے ہون رابعاً اور کیون نہین ممکن ہی
کہ آپ جس دلیل سے کم کفار کی عدم معرفت اور عدم یقین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا بیان فرمائین گے
ہم اکثر کی نسبت اُسی کا ثبوت دینگے خامساً اگر آپ فرمائینگے کہ بیان آیہ سے ہماری مراد یہ ہی کہ محض ایقان نفس سے
ایمان ثابت نہین ہوسکتا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ تصدیق قلبی مع کتمان حق بغیر ضرورت لاحقہ شرعیہ یا عقلیہ جبتک
آپ ثابت نہ فرمائینگے ایقان نفس عند اللہ مصداق ایمان قرار پائیگا **قولہ** اور علماء اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے
تھے حتی کہ یہ امر اُنکے نزدیک کالعیان سے بھی زائد تھا معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی تھی اور یہان کسی طرح کا شبہہ و احتمال
نہ تھا قال جل علا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم و قال فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی
الکافرین و قال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل **اقول** سبحان اللہ کیا فصاحت
اور بلاغت ہی اور کیسے کیسے دلائل و براہین قاطعہ ہین کہ جسسے عموماً علماء اہل کتاب کو آپ نے کافر قرار دیدیا اور

ثابت کر دیا کہ آیات ثلثہ دلالت کر رہے ہین ان سب کے کفر پر ضرور ہی کہ ابوطالب بھی کافر ہون اب ہم آپکی عبارت
کو اور آیات کو علیحدہ علیحدہ کر کے آپ کی خوبی تحریر و تقریر اور عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کو کالعیان سے
بھی زیادہ روشن اور ظاہر کیے دیتے ہین قولہ علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے اور قبل اسکے آپ
فرما چکے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اولاً تو علماے اہل کتاب ہی
آپ کی پہلی عبارت سے مستثنی ہو گئے تھے کہ کفار عرب ہین علماے اہل کتاب ہی کم تھے جب آپ نے توضیح فرمائی علماء
اہل کتاب کی کہ وہ سب جزم کلی رکھتے تھے تو اب اُن کم کی تصریح فرمائیے ثانیاً علماے اہل کتاب کو جب آپ نے
کفار سے الگ بیان فرمایا تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ کفار نہ تھے ثالثاً علماے اہل کتاب کی طرف نسبت عموماً جزم کلی
کی فرمائی حالانکہ جزم کبھی مطابق واقع نہین ہوتا اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور کبھی مطابق واقع بھی ہوتا ہی مگر
تشکیک مشکک سے زائل ہو جاتا ہی اُسکو تقلید کہتے ہین پس اس تحریر نے آپ کی علماے اہل کتاب کو بری الذمہ
کر دیا کہ ان سب کو درجۂ یقین حاصل ہی نہ تھا رابعاً اگر مراد آپ کی یہ ہی کہ علماے اہل کتاب عموماً جزم کلی رکھتے
تھے یعنی درجہ یقین کا رکھتے تھے اور سب نے انکار کیا اور جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اُسپر صادق آیا
تو یہ وہم باطل و خیال خام ہی کیونکہ بکثرت علماے اہل کتاب اسلام سے مشرف ہوے ہین جیسے ہم انشاء اللہ
تحت تفسیر آیۂ ہذا اقوال مفسرین سے ثابت کیے دیتے ہین خامساً عبارت مذکورۂ بالا کے تحت مین ان آیات
کا رقم فرمانا یہ آپ کا جہل مرکب ہی قولہ معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی ہی اور یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا
اقول ہوش وحواس درست فرماکر ہدیۂ سعیدیہ یا ہدایۃ الحکمۃ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ تعریف مشاعر خمسہ ظاہری
اور باطنی سے تو آگاہی ہو جائے دیکھیے ہدیۂ سعیدیہ مین مولوی محمد فضل الحق اور ہدایۃ الحکمت مین مولوی
عبد الحق خیرآبادی بعد بیان فرمانے اختلاف اقوال در مذاہب حکما کے لکھتے ہین فالحق ان فی الات الابصار
روحاً مضیئۃ اذا قابلہا المرئی مع تحقق الشرائط وارتفاع الموانع ینکشف المرئی عند المدرک
انکشافاً وقیاً الخ پس حق یہ ہی کہ آلات ابصار مین ایک روح مضیئہ ہی جسوقت کہ مقابل ہوتی ہی وہ مری
سے ساتھ تحقق شرائط کے اور ارتفاع موانع کے تو وقت ادراک مری منکشف ہو جاتی ہی انکشاف شروقیا کرکے
دیتوہم عند الابصار مخروط شعاعی وہمی اور شعاع مخروطی عند الابصار متوہم ہوتے ہین ثم للابصار
شروطا تمتنع الابصار بدونہا ویجب معہا یعنی ابصار کے واسطے شرطین ہین کہ بدون اُن شرطون کے
ابصار ممتنع ہی اور اُن شرطون کے ساتھ واجب ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ امتناع اور وجوب متضاد ہین جمع
نہین ہو سکتے پس معائنہ مین باوجود تحقق شرائط اور ارتفاع موانع کے غلطی کا وجود ہی معدوم ہی اسی طرح
عدم شرائط اور وجود موانع کا مانع ابصار ہی بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہی یہ کہنا ہی مہمل و بیکار ہی وہ شروط
یہ ہین منہا مقابلۃ المرئی للرائی او کونہ فی حکم المقابل کما فی رویۃ الانسان وجہہ فی المرآۃ
بعض اُن شرطون مین سے مقابلہ ہو رائے کا مرئی سے یا ہونا اُسکا حکم مقابل مین جیسا کہ انسان دیکھتا ہی اپنے

منھ کو ہم یقین ومنہا عدم البعد المفرط وھذا الشرط مما یتفاوت بحسب قوۃ البصر وضعفہ وبحسب
عظم المرئی وصغرہ وبحسب اشراق لونہ وکمودتہ - اور بعض شرطون سے ایک عدم بعد مفرط ہی اور یہ
شرط متفاوت ہوتی ہی بحسب قوت بصر اور ضعف بصر کے اور بحسب عظم مرئی اور صغر مرئی کے اور موافق اشراق
اور کمودت مرئی کے ومنہا عدم القرب المفرط اور بعض انہین سے شرط عدم قرب مفرط کی ہی ومنہا عدم الصغر
المفرط وھذا ایضا یتفاوت بحسب قوۃ البصر وضعفہ وقرب المرئی وبعدہ اور بعض انہین سے عدم
صغر مفرط ہی اور یہ بھی متفاوت ہوتی ہی بحسب قوت اور ضعف بصر کے اور قرب وبعد مرئی کے ومنہا عدم الحجاب
بین الرائی والمرئی والمراد بالحجاب الجسم الکثیف المانع من نفوذ الشعاع لا الجسم الملون والمضی
فان الزجاج الملون لا یحجب عن الابصار والارض مع عدم اللون والضوء حاجبۃ اور بعض شرطون
سے عدم حجاب ہی بین الرائے والمرئی اور حجاب سے مراد جسم کثیف ہی کہ مانع ہو نفوذ شعاع کا نہ جسم ملون یا مضی
کہ زجاج ملون حاجب ابصار نہین ہی اور ارض باوجود عدم لون اور ضوء کے حاجب ہی ومنہا ان یکون المرئی
مضیئا اما بالذات او بالغیر اور بعض ان شروط سے مرئی کا روشن ہونا ہی بالذات یا بالغیر ومنہا ان لا یکون المرئی
لطیفا فی الغایۃ کالسموات وکرۃ النار والہواء الصافی اور بعض انہین سے یہ ہی کہ مرئی فی الغایۃ لطیف نہو
مثل سموات اور کرۂ نار اور ہواء صاف کے ومنہا سلامۃ الحاسۃ اور بعض انہی کا سالم ہونا حاسہ کا ہی ومنہا
القصد الی الاحساس اور بعض ان شرطون مین سے قصد ہی طرف احساس کے اور دیگر علما نے مبصرات کے
جسم یا عرض یا جہت کا ہونا بھی ضرور جانا ہی پس باوجود پائے جانے ان شروط کے محال ہی کہ بصر معائنہ مین
غلطی کرے اب یہ رقم فرمانا آپ کا کہ بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہی یہ آپ کی خوش فہمی ہی اور کیا عرض کرون بعد
اسکے آپ رقم فرماتے ہین کہ یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا یہ بھی مہمل ہی اسواسطے کہ شبہہ اور احتمال عقلا
علما جہلا سب کو لاحق ہوتا ہی ان مین محققین متشابہات اور احتمالات اور مجہولات کو یقینیات اور معقولات اور
معلومات سے دریافت کیا کرتے ہین اور انکو درجۂ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہوتا ہی اور یہ
امر تو بالاتفاق ثابت ہی کہ معرفت نبوت آنحضرت صلعم اہل کتاب کو بالاجمال حاصل تھی نہ بالتفصیل جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا
پس جب معرفت نبوت بالاجمال حاصل تھی تو بعضون کو یقین اور بعضون کو شبہہ اور بعضون کو احتمال تھا آپ کو
نہ نظر کتب کلامیہ پر ہی نہ منقول ومعقول پر ورنہ آپ خود ہی انصاف فرما لیتے کہ آپ کے امیر المومنین عمر ابن الخطاب
نے جنکے مراتب اور مناقب اور فضائل سے آپ کے کتب مملو ہین جنکی مدح مین جناب رسالت مآب صلعم فرماتے ہین
ان[1] الشیطان یفر من ظل عمر جنکی شان مین اشداء علی الکفار نازل ہوا جنکے حق مین رسول برحق نے فرمایا ما لقیک
الشیطان[2] سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک یعنی نہین ملتا تجھ سے شیطان اس حالت مین کہ تو راہ چلتا ہی
مگر چلتا ہی اور راہ مین سوائے راہ تیری کے جنکی شان مین جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ فرمایا جنکے باب مین
بیہقی نے دلائل النبوۃ مین لکھا ہی وعن علی[3] قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر یعنی روایت ہی

[1] مشکوٰۃ باب مناقب عمر صفحہ ۵۵۶ مطبوعہ مطبع احمدی ... ۱۲ [2] مشکوٰۃ ایضاً ۱۲ [3] مشکوٰۃ ایضاً ۱۲

علی سے کہ تم تھے ہم بعید جانتے اس بات کو کہ سکینہ جاری ہو زبان پر عمر کی جنکی شان مین لوکان نبی بعدی لکان عمر
فرمایا ہے وہ ہر وقت صحبت آنحضرت مین موجود رہتے تھے حالانکہ مشیر آنحضرت سے تھے معجزات باہرہ متواترہ مشاہدہ
فرمائے تھے اسلام کو قبول کر چکے تھے روز حدیبیہ فرمایا السنا علی الحق جسکے بعد خود کہتے تھے ماشککت منذ
سلمت الا یومئذ شارح نووی نے تاویل کی ہی کہ یہ کہنا حضرت عمر کا از راہ دین حالت غیظ و غضب مین تھا نہ
براہ شک لیکن خود حضرت عمر کی زبان فیض ترجمان سے لفظ شک تو نکلا جو پھر جب اصحاب خاص آنحضرت کہ آپ کے
نزدیک سارکن ایمان اور باعث ترقی اسلام تھے جنکو درجۂ عین الیقین اور حق الیقین حاصل تھا جب اُنکو شک
عارض ہوا تو علماے اہل کتاب کہ معرفت اُنکو بالاجمال بعض اوصاف اور نعوت مرقومہ کتب سلف سے حاصل ہوئی تھی
بعض کو علم الیقین اور بعض کو شبہہ اور احتمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہی پس عموماً کفار کو کہنا کہ کم کافر تھے جنھین
آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اور علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے دلیل سفاہت نہین ہی
تو کیا ہی اور زاد علی لتنبو نغمہ کہ یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال بھی نہ تھا جناب بندہ جن لوگون کو شبہہ اور
احتمال نہ تھا اکثر وہ ہی مشرف باسلام ہوے اور یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم کے مصداق بھی وہی تھے
اہل حق کب انکار کرتے ہین آپ نے اس آیہ سے کفر جمیع اہل کتاب تصور فرمایا ہی آپ کی سمجھ کا قصور ہی پوری پوری
آیت رقم فرمائیے اور اُسکی تفسیر ملاحظہ فرما کر امر حق کا اظہار فرمائیے لا تقربوا الصلوٰۃ سے ترک صلوٰۃ کا حکم نہ فرمائیے
حق سبحانہ تعالی قرآن مجید اور فرقان حمید مین فرماتا ہی الذین اتیناھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم
وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون ترجمہ وہ لوگ کہ جنکو دی ہین نے کتاب (مراد اہل کتاب سے یہود و
نصاری ہین الذین من حیث اللفظ عام ہی اور من حیث المعنی خاص کہ وصف اُنکا یعرفون کے ساتھ فرمایا)
یعرفونہ یعنی پہچانتے ہین اُسکو (ضمیرہ سے مراد حکم قبلہ ہی یا قرآن ہی یا محمد حلیہ اور صفات سے) جیسا کہ پہچانتے ہین
اپنے بیٹون کو اور تحقیق ایک فریق اُنمین سے چھپاتے ہین حق کو (کہ وہ صفات پیغمبر کے ہین) اور وہ (یعنی فریق مذکور
علماے یہود و نصاری) جانتے ہین بغوی اپنی تفسیر مین الذین اتیناھم الکتب کی تفسیر یون رقم فرماتے ہین یعنی
مومنی اھل الکتاب عبد اللہ بن سلام واصحابہ یعرفونہ یعنی یعرفون محمدا کما یعرفون ابناءھم بین
الصبیان یعنی مومنین اہل کتاب عبد اللہ ابن سلام اور اصحاب اُنکے پہچانتے تھے آنحضرت کو جس طرح سے کہ اپنے لڑکونکو
دوسرے لڑکون کے درمیان مین پہچانتے ہین بعد اسکے نقل کرتے ہین امام محی السنۃ قال عمر بن الخطاب لعبد اللہ
ابن سلام ان اللہ قد انزل علی نبیہ الذین الی ابناءھم فکیف ھذا المعرفۃ یعنی کہا عمر ابن الخطاب نے عبد اللہ
ابن سلام سے کہ تحقیق نازل ہوئی ہی یہ آیت پس کس طرح ہی یہ معرفت قال عبد اللہ یا عمر لقد عرفتہ حین ایتہ
کما عرفت ابنی عبد اللہ ابن سلام نے کہا کہ ای عمر بتحقیق کہ مین پہچانتا ہون اُنکو جیسا کہ پہچانتا ہون مین اپنے بیٹے
کو ومعرفتی بمحمد اشد من معرفتی بابنی اور معرفت میری ساتھ محمد کے اشد ہی معرفت سے میرے بیٹے کی
مجکو فقال عمر کیف ذلک کہا عمر نے کس طرح سے یہ پہچان ہی فقال اشھد انہ رسول حق من اللہ تعالی وقد

نعتہ اللہ تعالی فی کتابنا پس کہا کہ گواہی دیتا ہون کہ بہ تحقیق کہ وہ رسول برحق ہین حق تعالی کی طرف سے اور تحقیق
تعریف کی ہی اللہ نے اُنکی ہماری کتاب مین ولا ادری ماتصنع النساء اور نہین جانتا مین کہ کیا صنعت کی ہی عورتون
نے مطلوب یہ ہی کہ اُسکی مان نے درباب حمل خیانت بھی کی ہو اُسوقت کہا عمر نے وفقک اللہ تعالی یا ابن سلام
صدقت وان فریقا منہم لیکتمون الحق یعنی صفت محمدؐ اور امر کعبہ کو اور وہ جانتے ہین یا حضرت ملاحظہ فرمایئے
کہ حق تعالی نے صاف صاف فرمادیا کہ ایک فرقہ اُن مین کا باوجود علم کتمان حق کرتا تھا نہ سب وہ لوگ کہ جن پر یعرفون
صادق آتا ہی پس کتمان حق کرنے والے کافر ہین مثل آپ کے کہ تمام اوصاف اور نعوت اور اقرار لسانی اگرچہ قصیدہ کیون
نہ ہون اور تصدیق قلبی ابوطالب کے مقر ہین اور پھر زمرۂ کفار مین ملحق فرماتے ہین اور باعث ایذاے آنحضرتؐ ہوتے
ہین اور کچھ خیال نہین کرتے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات افسوس ہی کہ آجتک اُن حضرت
کی ایذادہی سے باز نہین آئے الحاصل حق سبحانہ تعالی نے علماے اہل کتاب کے دو فرقے فرمائے ایک وہ کہ جنکا وصف
یعرفون کے ساتھ فرمایا اور پھر فرمایا کہ دوسرا فرقہ اُن مین کا کتمان حق کرتا ہی جان کر پس وہ فرقہ جو کتمان حق نہین کرتا دو
حال سے خالی نہین یا وہ مشرف باسلام ہوے یا نہین ہوے منجملہ ایمان لانے والون مین کے عبداللہ ابن سلام اور
کعب الاحبار اور لبیث اور احزاب اُنکے تھے کہ یہ لوگ حضرت رسالت کو پہچانتے تھے اور ایمان بھی لائے تھے اور
اُنکے ایمان لانے مین اختلاف بھی نہین ہی اور جو لوگ ایمان نہین لائے اور دانستہ کتمان حق کرتے تھے وہ آج تک
ضال و مضل موجود ہین حاجت بیان نہین پس یعرفونہ کما یعرفون سے اسلام ابوطالب ثابت ہوتا ہی کہ
تحقیق مومن تھے اور کما یعرفون ابناءھم جو حق تعالی نے فرمایا ہی تو آنحضرتؐ فی الحقیقت ابناء ابوطالب
مین تھے اور باوجود تنہائی اور کثرت کفار کے ابوطالب اظہار نبوت اور رسالت مین کمی بھی نہ فرماتے تھے کتمان
کیسا اور حمایت اور نصرت اور اتمام نور الہی مین سعی بلیغ فرماتے تھے جو معائنہ کتب سیر و حدیث سے آشکار ہی شبہہ
و احتمال از سرتاپا بیکار ہی محصل تقریر یہ ہی کہ حق تعالی نے و فریق منہم فرمایا کہ ایک فریق اُن مین کا کتمان حق جان کر
کرتا تھا اور آپ علماے اہل کتاب کو عموماً کفار مین شامل فرمائین اور کانہین حق مین شمار کرین اور حضرت ابوطالب
کو اُن مین شامل فرماوین حالانکہ آپ خود اور تمام اہل سیر و تواریخ و حدیث رقم فرماتے ہین ابوطالب کے قصائد
اور اشعار اور اقوال اور افعال اور اوصاف کہ جن سے بصراحت ثابت ہی کہ ابوطالب نے کوئی دقیقہ جان نثاری
اور فرمانبرداری اور اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا بعد اس آیہ کے آپ رقم فرماتے ہین **قولہ** وقال عز من
قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین پس جسوقت آیا وہ یعنی محمدؐ اُنکے پاس یعنی یہودیون
کے پاس کہ وہ توریت سے حقیقت آنحضرت کو پہچانتے تھے کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے پس لعنت خدا
کی ہی کافرون پر **اقول** آیۂ اولی مین بیان ہی عارفین کا اور ایمان لانے والون کا اور بعض کتمان کرنے والونکا اور اس مین
خطاب ہی یہودیون کی طرف کہ وہ کہتے تھے صفات اور نعوت محمدؐ کو دیکھ کر توراۃ مین کہ ہم نصرت کرینگے پیغمبر آخر الزمان
کی پس جب مبعوث ہوے آنحضرتؐ غیر بنی اسرائیل مین سے اور پہچانا اوصاف اور نعوت مرقومۂ توراۃ سے آنحضرتؐ کو

تو کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے اس آیت سے کوئی تعلق جناب ابوطالب کو نہین ہی نہ وہ بنی اسرائیل سے ہین
نہ اُنھین شامل ہین اگر آپکی مراد یہ ہی کہ الف لام فین ہین کافر ہوئے ہین تو یہان علمارشتہ سے مراد علمائے اہل کتاب ہین
اور یہ آیہ تو خاص واسطے علمائے یہود کے ہی کہ بنی اسرائیل سے نہ ہونا آنحضرت کا اُن لوگون پر شاق ور دشوار ہوا
کہ جناب ختمی مآب اولاد اسمعیل سے تھے اب آپ فرمائیے کہ ابوطالب کو کس پر عناد و حسد تھا بلکہ باعث فخر تھا کہ
کہ ابوطالب بھی اولاد اسمعیل ہی سے تھے پھر آپ رقم فرماتے ہین تیسری آیہ تو یہ آیہ کلام مجید یجدونہ مکتوبا عندھم
فی التوراۃ والانجیل ترجمہ پاتے ہین اسکو یہود و نصاریٰ اُسکی صفت اور نام کو لکھا ہوا جو نزدیک اُنکے ہی توراۃ
و انجیل مین اقول آپ آپ ہی فرمائیے کہ یہ آپکی سفاہت ہی یا نہین اور اوصاف یہود مین یحرفون الکلم عن
مواضعہ بھی ہی یا نہین آیہ کلام مجید کو ابتدا اور نہ انتہا سے آپنے ترک کرکے اپنے مطلوب کے الفاظ چن لیے
یہ عام فریبی نہین ہی تو کیا ہی اور تمام آیہ آپ کیونکر نقل فرماتے کہ وہ الفاظ آیہ دلالت کرتے ہین جناب ابوطالب
کے اوصاف ممدوحہ پر لیجیے وہ آیہ پوری پوری یہ ہی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا
عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم
علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ
واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ترجمہ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہین رسول کی کہ نبی
امی ہی وہ نبی امی کہ پاتے ہین یہود و نصاریٰ اُسکے نام اور صفت کو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین حکم کرتا ہی
مومنین کو نیکی کا اور منع کرتا ہی اُنکو برائی سے اور حلال کرتا ہی اُنکے واسطے پاکیزہ چیزونکو اور حرام کرتا ہی اُنپر
ناپاک چیزون کو اور اُتار لیگا بوجھ کو مراد بوجھ اُتارنے سے یہ ہی کہ اُمت پر سخت احکام جاری نہین کرتا اور اُتار لیگا
طوقون کو کہ تھے اُنپر زمانہ موسیٰ سے یعنے جو احکام کہ زمانہ موسیٰ مین سختی کے تھے اُنکو اُتار لیگا پس علیھم تک تو
اس آیہ سے یہہ بات ثابت نہین ہوئی کہ یجدونہ الخ سے مراد کفار ہین آگے چلے الذین امنوا پس وہ لوگ
کہ ایمان لائے ہین اُسکے ساتھ خواب غفلت سے بیدار ہو جیسے الذی سے مراد ابوطالب ہین ایمان سے مراد
ایمان حقیقی ہی نہ ایمان ظاہری جو آپ کا مشرب ہی وعزروہ اور قوت دی ہی اُنھون نے اُس نبی کو ونصروہ اور
مدد و نصرت کی ہی اُنھون نے اُس نبی کی واتبعوا پیروی کی ہی اُنھون نے اُس نور کی کہ نازل کیا گیا ہی ہمراہ اُسکے
وہ ہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین آپ کو قسم دیتا ہون کہ سچ فرمائیے تصدیق قلبی کی اور اقرار لسانی کی تو
مفسرین اور محدثین بھی قائل ہین اگرچہ آپ ایمان ظاہری کو ایمان تصور کیے ہوئے ہین مگر یہ تو فرمائیے کہ وہ
کون شخص تھا سوائے ابوطالب کے جسنے قوت دی اُسوقت مین کہ کوئی قوت دینے والا سوائے خدا کے نہ تھا
اور کسنے نصرت کی بجز ابوطالب کے کہ تمام کفار سے مقابلہ کیا ابوطالب ایک طرف تھے اور کفار عرب ایکطرف
اور کس نے یہہ کلمہ کہا بجز ابوطالب کے کہ جب تک مین پیوند زمین نکر دیا جاؤنگا اُسوقت تک مین نصرت اور
حمایت کو نہ چھوڑونگا اور کس نے پیروی کی اور تصدیق نبوت کی اور جو کچھ کہ آنحضرت پر اُسوقت تک نازل

ہوا تھا اُسکو سچا مانا سوائے ابوطالب کے حتیٰ کہ بعد خدیجہ کبریٰ اور علی مرتضیٰ کی اتباع کی جب جناب ابوطالب
نے نماز پڑھتے دیکھا تو جعفر کو حکم فرمایا کہ تو بھی پیروی کر اور شریک ہو جسطرح سے کہ علیؑ شریک ہی اور کوئی بھی ایسا
تھا سوائے ابوطالب کے جسنے پیغمبر کی پیغمبری کرکے اتمام حجت کیا ہو کفار پر اور کہا ہو کہ دیکھو محمدؐ نے خبر دی ہی
اور اُسکو خدا نے خبر دی ہی کہ تمھارے صحیفہ کو دیمک کھا گئی بجز اسم جلالہ باری عز اسمہ باقی نہین ہی دیکھیے اسکا نام
ہی تصدیق بیقین اسکو کہتے ہین کہ ابوطالب نے بھی اس صحیفہ کو نہین دیکھا مگر فقط آنحضرت کے فرمانے سے کس
استقلال سے فرمایا کہ اگر یہہ بات سچی ہی تو حق محمدؐ کیطرف ہی تم لوگ کیون ظلم کرتے ہو اور اگر یہہ امر غلط ہی تو تم کو
اختیار ہی جو چاہو کرو پھر حق تعالےٰ فرماتا ہی اولئك هم المفلحون یعنے وہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین تمام
ہوا ترجمہ مگر آپ گرداب ضلالت و غوایت مین غوطہ زن ہین افلا ینصرون کے مصداق بنئے عام فریبی
نہ فرمایئے کہ جناب ابوطالب و آبائے نبوی کو مومن کہنے والے رافضی ہین تا بھلا آپ کو بڑا عالم اور سچا سنی
سمجھین بغض و عداوت خاندان نبوت سے کرنا دشمنان خدا و رسولؐ کا کام ہی اگر رافضیون نے جناب ابوطالب
و آبائے نبوی کو مومن کہا تو کیا مضائقہ وہ خدا کو بھی خدائے واحد کہتے ہین اور رسولؐ برحق کو خاتم
المرسلین بھی کہتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُنکا بھی کلمہ ہی یہ ضرور نہین کہ رافضی جو کچھ کہتے ہون وہ آپ
نہ کہین اسکو ایمان آپ تصور فرماتے ہین تو لاچاری ہی یہہ ایمان آپ کو مبارک ہی اہل حق کا یہہ ایمان نہین ہی
جناب ابوطالب کا بعینہٖ الفاظ لا الہ الا اللہ کہنا آپ پر ثابت نہین آپ آنکھین بند کرکے کافر فرمائے دیتے ہین
غافل اسے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخادعون
اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے
حمایت اور نصرت اور اطاعت کی آنحضرت کی اُسنے حمایت اور نصرت اور اطاعت کی خدا کی وہ مومن حقیقی
محب خدا و رسولؐ ہی اور دشمن اُسکا دشمن خدا و رسولؐ ہی جگہ اُسکی درک اسفل ہی **قولہ** بعض کور چشم بد باطن
وہابیہ عصر کہ اسمین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین اگر اہل کتاب کے یہان حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیون
نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا اور رسولؐ کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ کی حمایت و تصدیق کر بیٹھے
ہین اعوذ باللہ من وسواس الشیطان **اقول** جن وہابیہ عصر کا مقولہ آپنے رقم فرمایا فی الحقیقت وہ تو مورد
لعن ہین مگر ہم تو آپ کی عبارت کی تعریف کرتے ہین آپنے وہابیہ کی تعریف مین لفظ بد باطن کیون رقم فرمایا بد باطن
سے آپ کو کیا علاقہ آپ کا مذہب تو نیک بد فی الظاہر یہ ہی اور قصور معاف نصوص قاطعہ سے تو آپ بھی انکار
فرما رہے ہین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور حامی اور ناصر و مصدق رسولؐ انام کو تو علانیہ آپ کافر فرما رہے ہین پھر
یہود و نصاریٰ کی تصدیق و حمایت کرنیوالے کو کیونکر بد کہہ سکتے ہین جب ابوطالب کو کہ حامی و ناصر و مصدق
رسولؐ تھے آپ باعلان کافر فرما رہے ہین تو حامی و ناصر و مصدق یہود و نصاریٰ بالضرور مومن قرار پائینگے
اعوذ باللہ من وسواس الشیطان مگر ہم تو وہابیہ عصر اور اُن لوگون سے کہ مطلب کے ثابت کرنیکے

واسطے فقرات آیات اور احادیث اور مفسرین کی عبارتون مین تحریف کرتے ہین کہین تحریف لفظی اور کہین تحریف معنوی
فرماتے ہین ہم پناہ مانگتے ہین بسا تعجب ہی کہ آپ نصرت اور حمایت اور تصدیق نبوت اور مصائب حمایت وحراست
وکفالت واطاعت کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے حالانکہ جناب ابوطالب نے اپنی جان ومال واولاد فدائے پائے
آنحضرت فرمائی آپ کے دین کو خیر الادیان فرمایا صدق وامانت کو آنحضرت کے اعلان دیا آنحضرت کی اتباع
کی تحریص لوائی حضور کو رسول مثل موسی کے خطاب فرمایا اور قصائد مین اپنی تصدیق قلبی کا اظہار فرمایا کہ
تا قیام قیامت یہہ قرار باقی رہے قصائد بیشمار آنحضرت کی مدح مین انشا فرمائے یہہ سب رائیگان اور بیکار ہی فقط
لا الہ الا اللہ کو تلفظ نہ فرمایا سامنے کفار کے تو کافر ہوئے اور پھر حمایت وتصدیق یہود ونصاری کو آپ مذموم بھی فرماتے
ہین پس صاحبان انصاف اور ماہرین اوپر اطاعت جناب ابوطالب پر مثل شمس ہویدا اور آشکار ہی یہہ کہ ابوطالب ابتدا
سے انتہا تک ناصر ومعین وحامی ومصدق رسول رہے بجز رضامندی اور اطاعت کے تکذیب یا مخالفت آنحضرت
کی نہین فرمائی بلکہ ہر حال مین معین ومددگار رہے پس ان آیات کا لعنوان مذکورہ وارد کرنا آپ کا بجز تحریف اور
افترا علی اللہ کیا ہو سکتا ہی بعض آیات کی دلالت عرفان اور ایمان پر ہی بعض کی باوجود معرفت کفر پر اور بعض آیات
شان یہود ونصاری مین ہین لیکن آپنے کہین تحریف لفظی فرماکر مطلب براری کی ہی کہین تحریف معنوی فرماکر
اعوذ باللہ من وسواس الشیطان اور اوپر عرض کرچکا ہون کہ مبغض ابوطالب بعینہ مبغض رسول انام ہی
اور مبغض رسول مبغض خداوند علام ہی اور مبغض خدا ورسول کافر واجب القتل ہی اور ابوطالب مہاجرین اور
انصار سے رسول مختار کے ہین **قولہ** شرح عقائد نسفی مین ہی لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب
نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من غیر اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع
علیہ اسم التسلیم علی ما صرح بہا امام الغزالی **اقول** اولاً عقائد نسفی کی عبارت جو آپنے رقم فرمائی
آپ کے مفید مطلب نہین ہی کہ یہہ عبارت گویا تصدیق کی تعریف ہی نہ ایمان واسلام کے اور تعریف تصدیق
مین اختلاف واقع ہی بین المتقدمین والمتاخرین مع ھذا اگر اسی تعریف کو ہم بھی قبول کرلین تو بھی
آپ کو کیا نفع پہنچیگا اسواسطے کہ اس تعریف مین اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا ذکر ہی نہین ہی جس سے آپ
کفر ثابت کرسکین اور باقی رہا بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم اسمین بھی
کوئی شرط ظاہر وباطن کی نہین ہی بلکہ وقوع اسم تسلیم کی قید ہی پس ہم قبول کرتے ہین کہ حقیقت تصدیق کی
اذعان اور قبول بھی سہی پھر یہہ تعریف تصدیق کی جناب ابوطالب کو کیا نقصان دیتی ہی کہ تصدیق قلبی جناب
ابوطالب کی باتفاق اہل سیر وتواریخ وعلم حدیث وتفسیر ثابت ہی جسکی توضیح عنقریب ہوئی جاتی ہی مگر پہلے
ہم تعریف تصدیق اور تصور اور دانستن اور شناختن اور معرفت اور گرویدن کو عرض کردین تا معلوم ہوجائے
کہ ان الفاظ کے مفہوم مین کیا فرق ہی اور کس کس معنی پر اطلاق کی جاتی ہین اور ہر ایک کی کیا تعریف ہی تاکہ
محصل تقریر آپ کا ہر شخص پر ہویدا اور آشکار ہوجائے اسواسطے کہ کسی مقام پر آپ کمال معرفت کو تعریف

ایمان سے خارج کیے دیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے بعض قدریہ ہین کہین آپکا قول ہی کہ دانستن اور شناختن اور چیز ہی اذعان وگرویدن اور کسی مقام پر معنی تصدیق کے شرح عقائد سے نقل فرماتے ہین کسی مقام پر بعض قدریہ کا مقولہ الایمان ہو المعرفت شرح عقائد سے نقل فرماتے ہین تاکہ عوام جہلا آپکی تحریر کی قدر کرین اور لاجواب تصور کرین حالآنکہ ایسی تحریر مشوش سے بجز تضییع اوقات کوئی فائدہ نہین متصور ہوتا شناختن اور دانستن اور دریافتن یہہ الفاظ فارسی ہین عربی مین انھین کو معرفت اور علم اور ادراک کہتے ہین کبھی یہہ الفاظ ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہین تو ان الفاظ کو مترادف کہتے ہین کبھی ہر واحد انکا معنی جداگانہ پر اطلاق کیا جاتا ہی پس معنی معرفت اور علم اور ادراک کے الصورۃ الحاصلۃ عند العقل ہین یعنے وہ صورت کہ انسان کی عقل کے نزدیک حاصل ہوئے ہی اور عقل ایک جوہر ہی مجرد مادہ سے ذاتا اور فعلا اور کبھی اطلاق عقل کا ذہن پر ہوتا ہی جو مقابل مین خارج کی ہی اور ذہن کا اطلاق مشاعر پر ہوتا ہی اعم اس سے کہ عقل مجرد ہو یا حواس خمسہ ہون اور حواس خمسہ ظاہری ہون یا باطنی حاصل یہہ ہی کہ ذہن ایک قوت مدرکہ ہی کہ جسمین صورتین اشیا کی حاصل ہوتی ہین اور مراد صورت سے یہہ ہی کہ بعینہ وہ شی نہ ہو لیکن موافق اسی شی کے ہو جسطرح کہ آئینہ وغیرہ مین صورت ہر شی کی حاصل ہوتی ہی اور محققین کے نزدیک مطلق موافقت کافی نہین ہی بلکہ موافقت حقیقت اور ذات اور معنی مین جسوقت پائی جاوے وہ معتبر ہی اس وجہ سے تمثیل آئینہ وغیرہ کی بسبیل توضیح قرار پائیگی نہ بسبیل تحقیق اسواسطے کہ جو صورتین انسان یا حیوان وغیرہ کی آئینہ مین یا مثل آئینہ کے براق چیز وغیرہ مین پائی جاوینگی وہ موافق نہ ہونگی حقیقت انسانیت اور حیوانیت وغیرہ مین بلکہ ظاہر شکل مین موافقت پائی جائیگی اور صورت حاصلہ کہ جسکو علم کہتے ہین فقط موافقت [illegible] نہین رکھتے بلکہ حقیقت اور ذات اور معنی مین موافقت رکھتی ہی اور دلیل اس امر پر کہ صورتین اشیا کی ذہن مین حاصل ہوتی ہین اور بغیر حقیقت اور ذات اور [illegible] سکتے ہین یہہ ہی کہ جو اشیا کہ ہم دیکھ چکے ہین اور وہ ہمسے غائب ہین انکو ہم اسی نفس مین مشاہدہ کرتے ہین حالآنکہ وہ عین اشیا ہمارے نفس مین داخل نہین ہین بلکہ کوئی چیز کہ ان اشیا [illegible] موافقت [illegible] وہ ہم مین حاصل ہوگئی ہی اور وہ صورتین انھین اشیا کی ہین اور [illegible] تنہا ہمارے [illegible] حاصل نہین ہوئی ہین بلکہ ساتھ حقیقت اور ماہیت کے [illegible] اسواسطے کہ اگر تنہا وہ [illegible] حاصل ہوئی ہوتین جیسے آئینہ وغیرہ [illegible] ہوتی ہین تو ممکن [illegible] حقیقت اشیا [illegible] معلوم کر سکتے حالآنکہ کنہہ اور حقیقت بعض اشیا کی [illegible] بالیقین ہمکو معلوم ہی مثلاً گرمی وسردی اور روشنی وتاریکی اور روشنی انھین کے بالیقین ہمکو معلوم ہی کہ جسمین احتمال بھی کسیطرح کا نہین ہو سکتا بلکہ جو شخص ان امور مذکور کا یقین نکرے تو قابل اعتنا بھی نہ ہوگا یہہ تو مفہوم مشترک ان الفاظ کا ہی اور اطلاق ہر واحد کا معنی مختص پر یہہ ہی کہ کبھی معرفت اور شناختن بولتے ہین اور اشیا بسیط کا جاننا مراد ہوتا ہی اور دانستن اور علم [illegible] جاننے

اشیاء مرکبہ کے بولتے ہین اسیوجہ سے خداشناسی کو شناخت اور معرفت کہتے ہین دانش اور علم کا اطلاق نہین
کرتے اور کبھی ایک چیز معلوم شدہ فراموش ہوجاتی ہی اور بار دوم معلوم ہوتی ہی اس بار دوم کے معلوم
ہونیکو شناخت اور معرفت کہتے ہین اور کبھی علم و دانش کو شئ معلوم پر اطلاق کرتے ہین اعم اس سے کہ ابتدا
سے معلوم ہو یا بار دوم بعد فراموش ہونیکے معلوم ہو اسی سبب سے حق تعالے کو عالم کہتے ہین عارف نہین
کہتے اسیطرح ادراک کے تکلم سے جاننا جزئیات کا اور محسوسات کا مطلوب ہوتا ہی اور ادراک کے مقابل
مین علم و نطق و عقل ہی کہ کلیات و مجردات کے جاننے کیواسطے استعمال کرتے ہین اسی وجہ سے حیوانات
کو مدرک کہتے ہین اور استعمال لفظ ادراک کا حیوانات پر لیا جاتا ہی لیکن عالم و ناطق و عاقل نہین کہتے اور
فرق علم مین اور عقل اور نطق مین یہہ ہی کہ علم کو معنی اعم پر اطلاق کرتے ہین یعنی کلیات اور جزئیات پر
مگر عقل اور نطق کو غیر معنی مذکورہ مین اطلاق نہین کرتے یہی باعث ہی کہ ناطق فصل ممیز انسان کی ہی سائر
حیوانات سے پس یہہ الفاظ مترادفہ یعنی معرفت و علم و ادراک کہ ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہین بالکی حقیقت
مین اختلاف واقع ہوا ہی قول مشہور ہی کہ العلم حصول صورۃ الشئ فی العقل بعض کا مقولہ ہی ہو الصورۃ
الحاصلۃ من الشئ عند العقل بعض کا قول ہی العلم التصور الحاضر عند المدرک بعض نے کہا ہی
ہو حصول الصورۃ من الشئ عند العقل فیکون العلم من مقولۃ الاضافۃ بعض کا مقولہ ہی
العلم قبول النفس لصورۃ بعض کا مقولہ ہی کہ العلم من مقولۃ الکیف فہو اسم الحالۃ
الادراکیۃ التی قال بہا المحقق الدوانی یعنی الصورۃ الحاصلۃ من الشئ عند العقل
یہہ قول محقق دوانی کا ہی کہ علم صورت حاصلہ ہی شئ سے عند العقل اور وہ نفس صورت سے
اور مقولہ کیف سے ہی [illegible] اور یہہ تعریف علم کی جامع [illegible] و مذہب منصور ہی اور
ادراک سے غرض علمی بھی متعلق ہی اور کاسب تکتسب بھی یہہ ہی معنی ہین انکشاف بھی اسی سے حاصل
ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ صورت حاصلہ صورت حاضرہ عند المدرک ہی اعم اس سے کہ تصور اس صورت کا بالذاتیات
ہوا ہو یا بالعرضیات اور اعم ہی کہ ہو یہہ صورت حاصلہ نفس صورت خارجیہ یا غیر صورت خارجیہ اور اعم ہی کہ
یہہ صورت حاصلہ قائم ذات مدرک میں ہو یا آلات مدرک مین کہ حواس خمسہ باطنہ ہین باعانت حواس
خمسہ ظاہرہ اور اعم ہی کہ عین مدرک ہو یا غیر مدرک یہہ معرفت و علم و ادراک کہ مترادف ہین ایک ہی معنی
پر اطلاق کیے جاتے ہین یعنی صورت حاصلہ بتقابل پر اگر وہ صورت حاصلہ اذعان اور حکم ہی برابر ہی کہ ہو
حکم اثبات کا یا سلب کا تو اس علم یعنی صورت کو تصدیق کہتے ہین جیسے زید نویسندہ ہی پس نویسندگی کو زید کیواسطے
ثابت کیا یا زید نویسندہ نہین ہی پس نویسندگی کی نفی کی زید سے یا زید نویسندہ ہی یعنی یہہ قضیہ موجبہ صادق
ہی یا زید نویسندہ نہین ہی یعنی یہہ قضیہ سالبہ صادق ہی اور حکما نے اتفاق کیا ہی کہ تصدیق بسیط ہی اور وہ
اذعان اور حکم ہی اور اختلاف واقع ہوا ہی اس امر مین کہ متعلق اذعان یا نسبت خبریہ ثبوتیہ ہی یا سلبیہ یا وقوع
ای تسلیم

شرح سلم التعلیق العجیب ص ٣٢٢

ملا جلال ص ١٦ سطر ٩ مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ

تحفہ شاہجہانی ص [illegible] حاشیہ میر زاہد [illegible] مطبوعہ [illegible]

نسبت تقییدیہ یا لا وقوع اسکا ہی متقدمین نے قضیہ مین ثلث اجزا کا اعتبار کیا ہی یعنے محکوم علیہ اور محکوم بہ اور نسبتہ
تامہ جزئیہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور متاخرین تربیع اجزا کے قائل ہین یعنے محکوم علیہ و محکوم بہ اور نسبت تامہ خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور متاخرین
تربیع اجزا کے قائل ہین یعنی محکوم علیہ و محکوم بہ و نسبتہ تقییدیہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور چوتھا نام نسبت حکمیہ ہی جو مورد حکم ہی چوتھے حکم
ہی یعنے وقوع نسبتہ خبریہ یا لا وقوع ہمکا خلاصہ یہ ہی کہ کبھی تصدیق سے مراد لی جاتی ہی متلبس بکیفیۃ اذعانیۃ جو من قبیل ادراک
ہی تو اس حالت مین تقسیم اسطرح کرتے ہین العلم اما تصور او تصدیق متلبس بکیفیۃ
اذعانیۃ اور متکیف ہونا بکیفیۃ اذعانیۃ من قبیل الادراک ہی اور علامہ تفتازانی نے فرمایا ہی انہ ادراک
ان النسبۃ واقعۃ اولیست بواقعۃ یعنے تحقیق کہ وہ ادراک ہی اسکا کہ تحقیق کہ نسبتہ واقع ہی یا نہین
ہی واقع اور اس تعریف مین تخییل اور شک اور وہم شامل ہوئے جاتے ہین کہ ہر واحد انکا بھی ادراک ہی
وقوع نسبتہ اور لا وقوع نسبتہ کا اسواسطے کہ اگر قضیہ حاصل ہو ذہن مین لا عن وجہ الحکایۃ عن
الواقع اور نیز مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کا اعتبار نہو یعنے صورت قضیہ کی ذہن مین حاصل ہو
کہ موضوع قضیہ اور محمول قضیہ اور نسبتہ تامہ خبریہ ہی فقط بغیر تردد اور تجویز کے تو اسکو تخییل کہتے ہین اور اگر
اس قضیہ مین اعتبار نسبت حکایت عن الواقع کا ہو اور حادث ہو نفس مین ایک حالت کہ جسکو تعبیر کرین ساتھ
انکار کے تو اسکو تکذیب کہتے ہین اور اگر اس قضیہ مین حالت تکذیب حادث نہو بلکہ حاصل ہو ذہن
مین ایک کیفیت احتمالیہ کہ تجویز کرے عقل اس کیفیہ سے مطابقت للواقع اور عدم مطابقت للواقع کی اور یہ تجویز
مساوی ہو یعنے ادراک نسبتہ کا تردد اور تجویز مین مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کی مساوی ہو تو
شک ہی اور اگر تجویز کرے عقل اس کیفیت احتمالیہ سے مطابقت یا لا مطابقۃ کو راجح اور غالب پس جانب
مقابل اسکا کہ مرجوح و مغلوب ہی اسکو وہم کہتے ہین اور راجح و غالب کو ظن کہتے ہین اور یا حادث
ہوگی ذہن مین وقت حصول قضیہ کے کیفیت خبریہ کہ جسمین احتمال اور تجویز باقی نہ رہے تو اسکو جزم کہتے
ہین اور وہ جزم اگر مطابق للواقع کے نہین ہی تو جہل مرکب ہی اور اگر مطابق واقع کے ہی مگر ازالہ مزیل سے
اور تشکیک مشکک سے زائل ہو جائے تو تقلید ہی اور اگر ثابت رہے اور زوال پذیر نہو تو یقین ہی پس
فی الحقیقت تخییل و تکذیب و شک و وہم تصورات مین شامل ہین اور ظن و جہل مرکب و تقلید و یقین تصدیقات
مین پس یہہ تعریف تصدیق کہ انہ ادراک ان النسبۃ واقعۃ او لیست بواقعۃ مانع نہین بسبب دخول
تخییل و تکذیب و وہم و شک کے اس تعریف مین اور کبھی مراد لیتے ہین تصدیق سے کیفیت اذعانیہ کہ وہ من
قبیل ادراک نہین ہی بلکہ لواحق ادراک سے ہی پس تقسیم علم اس حال مین اس طرح کی ہی العلم اما تصور ساذج او تصور
معہ تصدیق پس تصدیق سے مراد کیفیت اذعانیہ ہی او ایسا ہی واقع ہوا ہی شفا مین اور اشارات مین تو تصدیق
لواحق ادراک سے قرار پائیگی اور یہہ ہی قول محقق نصیر الدین طوسی کا ہی کہ وہم و شک اور تمنی و ترجی و استفہام لواحق
ادراک سے ہین اور نیز تصدیق منطقی بعینہ تصدیق لغوی ہی اور کلام شیخ سے بھی یہہ ہی ظاہر ہوتا ہی اور اسکی

میر زاہد ص ۷۵ سطر ۱
ایضاً سطر ۲

نام کتاب میرزاہد ص ۵۷ سطر ۹

تصریح کی ہی بہت سے محققین نے جیسے علامہ شیرازی شیخ قطب الدین نے درۃ التاج مین اور علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین جسکا خلاصہ بیان یہ ہی کہ ان للتصدیق فی اللغۃ ثلثۃ معان الاول ماخوذ من الصدق بمعنی وصف القضیۃ وھو عبارۃ عن الاذعان بصدق القضیۃ ای التصدیق بان معنی القضیۃ مطابق للواقع و یعبر عنہ بالفارسیۃ براست داشتن و صادق داشتن یعنے تصدیق کے تین معنی ہین لغت مین اول تصدیق ماخوذ ہی صدق سے کہ جو معنی ہین وصف قضیہ کے ہر اور وہ عبارت ہی صدق قضیہ کے اذعان سے یعنی تصدیق باین طور کہ معنی قضیہ مطابق للواقع ہین اور فارسی مین براست داشتن اور صادق داشتن سے تعبیر کرتے ہین پس اذعان متعلق ہوا ایک قضیہ سے کہ موضوع اُسکا یہ قضیہ ہی اور محمول اُسکا صادقہ ہی مثلاً کہین کہ القضیہ صادقۃ یعنے یہ قضیہ صادق ہی تو موضوع مثلاً زید قایم یہ سارا قضیہ ہی اور صادقۃ محمول پس صدق قضیہ کا اذعان یہ ہی تصدیق ٹہرا والثانی ماخوذ فی اللغۃ من المعنی الاول وھو عبارۃ عن الاذعان بمعنی القضیۃ ای التصدیق بان المحمول ثابت للموضوع مثلا

ای بحذف لفظ الوصف ۱۲ — ای بدون لفظ الوصف ۱۲

فی الواقع و یعبر عنہ فی الفارسیۃ بگرویدن و باور کردن اور دوسرے معنے لغت مین ماخوذ ہین معنی اول سے اور عبارت ہی اذعان سے کہ جو معنی مین قضیہ کے ہی یعنے تصدیق باین طور کہ محمول ثابت ہی واسطے موضوع کے مثلاً فی الواقع اور فارسی مین گرویدن اور باور کردن کہتے ہین پس اس قسم ثانی مین اذعان اور تصدیق متعلق ہی نفس قضیہ سے یعنے حکم سے جو قضیہ مین ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر یعنی اذعان باین طور کہ محمول ثابت ہی واسطے موضوع کے واقع مین اور اسی کا نام تصدیق منطقی ہی و ھو یحصل قبل حصول معنی الاول اور وہ حاصل ہوتی ہی قبل حاصل ہونے معنے اول کے اسواسطے کہ اول ماخوذ صدق سے ہی جو بمعنی وصف قضیہ ہی یعنے قضیہ صادقہ ہی اور یہ ماخوذ ہی صدق سے جو بمعنی ذات قضیہ ہی یعنے حکم جو ذات قضیہ مین ہی صادق ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر پس حصول ذات مقدم ہی حصول وصف پر مثلاً زید قایم ہی یعنی زید قائم ہی پس اگر تصدیق کو متعلق کرین نفس قضیہ سے تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہوا ہی قیام زید سے یعنی قیام زید صادق ہی ای قائم محمول زید موضوع پر صادق ہی اور اگر تصدیق کو متعلق کرین وصف قضیہ سے جو صدق قضیہ کا ہی تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہی وصف قضیہ سے یعنے زید قائم قضیہ ہی اسکو موضوع گردانین اور صادق کو محمول اور کہین کہ یہ کل قضیہ صادق ہی پس نفس قضیہ کا صدق پہلے حاصل ہوگا یعنی زید قایم مین حکم قائم زید پر پہلے صادق ہوگا پس یہہ تصدیق متعلق بہ نفس قضیہ ہی مثلاً قیام زید صادق ہی بعد اُسکے اس قضیہ کو یعنے زید قائم کو موضوع قرار دینگے اور کہینگے زید قائم صادق ہی پس زید قائم موضوع ہی اور صادق اسکا محمول ہی پس یہ تصدیق حاصل ہوئی وصف قضیہ سے بعد تصدیق حاصل ہونے کے نفس قضیہ سے والثالث ماخوذ من الصدق بمعنی وصف القائل وھو عبارۃ عن التصدیق بان القائل مخبر عن کلام مطابق للواقع و یعبر عنہ بالفارسیۃ براست گوئی دانستن و حق گوئی دانستن اور تیسرے معنے

تصدیق کے ماخوذ ہین صدق سے کہ جو معنی ہین وصف قائل کے ہین اور عبارت ہی تصدیق سے اسطرح پر کہ قائل خبر دینے والا ہی کلام مطابق للواقع سے اور فارسی مین اسکو راست گوئی دانستن اور حق گوئی دانستن کہتے ہین پس جو تصدیق معتبر ہی ایمان مین وہ دو تصدیقین ہین ایک تو تصدیق کی معنے ثانی یہ ہی تصدیق نفس حکم کی ہی ایسا حکم کی خبر دی ہی اُسکی حقیقت لینے اور اُسکے رسول نے اُسکو فارسی مین گرویدن اور باور کردن کہتے ہین اور دوسری تصدیق ثالث یعنی جو صفت معتبر ہی ... انحق ان الیقینیۃ الاذعانیۃ التی تحصل بعد التصورات علم بل ہو اقوی ... یہ علم ہی بلکہ اقوائے مراتب علم ہی پھر بعد ایک سطر کے فرماتے ہین مقام ثانی ہین ... ان التصدیق علم فیہا ثلث مذاہب یعنے جب یہ ثابت ہوگیا کہ تصدیق علم ہی پس اسمین تین مذہب ہین مذہب اول صاحب کشف اور مطالع وغیرہ کا ہی وہ کہتے ہین کہ ان التصدیق ہو التصور بشرط الحکم یعنے تصور بشرط حکم کو تصدیق کہتے ہین مذہب ثانی مذہب فخر رازی کا ہی وہ کہتے ہین کہ تصدیق مرکب ہی تصورات ثلثہ اور حکم سے مذہب ثالث مذہب ہی متقدمین کا وہ کہتے ہین کہ تصدیق عین اذعان ہی اور وہ بسیط ہی اور تصورات شروط ہین اور نہین ہی اذعان کیفیت ملاحظہ سے بلکہ وہ ایک قسم ہی علم کی اور حکم اور اذعان اور اعتقاد اور تصدیق تعبیرات ہین کہ جنکا معنون واحد ہی تعلیق عجیب مین محمد عبد الحی صاحب نے مقامات مذکورہ کو نہایت تحقیق اور بسط سے لکھا ہی جسکا خلاصہ گذارش کیا گیا اس مقام پر ہم دفع توہم بھی آپکا کردین جس وجہ سے کہ آپکے ذہین مین آیا ہی کہ دانستن و شناختن اور چیز ہی اور گرویدن و اذعان اور شاید اقوال متقدمین آپکی نظر اقدس سے گذرے ہون اور قریب ہی عوام کے ہر وقت آپ کی مرکوز خاطر ہی یا فہم معانی سے ادراک آپ کا قاصر ہی اس سبب سے یہ الفاظ مہملہ اپنے فرمائے وہ اقوال متقدمین یہ ہین سمجھیے اور اور جہل مرکب سے نکلیے وقال المتقدمون التصدیق نوع من العلم متغائر بالذات والحقیقۃ یعنے کہا متقدمین نے کہ تصدیق ایک نوع ہی علم کی متغائر بالذات والحقیقت تصور سے پس اس مقام پر مغائرت ذاتیہ سے مراد مغائرت نوعیہ ہی اسواسطے کہ اتحاد جنسی مابین تصور و تصدیق تو ظاہر ہی کہ علم کے دو نوع ہین ایک تصور دوسرے تصدیق بلکہ مغائرت نوعی کا اعتبار محققین نے اشد اور اضعف مین بھی قرار دیا ہی اور کہا ہی کہ للاشد نوع آخر مخالف للاضعف اور اسی بنا پر اقسام تصدیق بھی مثل ظن اور جہل مرکب اور تقلید اور یقین کے کہ یہ بھی مختلف بالنوع ہو سکتے ہین پس تصور و تصدیق بطریق اولی لائق اختلاف نوعی کے ہین مگر ایسی مغائرت سے آپ کو کوئی نفع نہین حاصل ہو سکتا اسواسطے کہ آپ تو معرفت اور علم کو مغائر تصدیق قرار دے رہے ہین حال آنکہ معرفت اور علم کو اتحاد ذاتی ہی تصور و تصدیق دونون سے کہ تمام مشترک ہین دونونمین اب ہم حقیقت تصور اور اُسکے اقسام بھی مختصراً عرض کردین کہ جسطرح علم اور معرفت اور ادراک مترادف ہین اسیطرح تصور بھی مرادف انکا ہی کہ تصور عبارت ہی عن الصورۃ

تعلیق عجیب عبد الحی صفحہ ۳۰ سطر ۲۵

قطبی صفحہ ... قطبی صفحہ ۸ سطر ۱۱

الحاصلة من الشئ عند العقل خلاصہ یہ ہی کہ اگر اعتبار کرین تصور کو بشرط شئ یعنی بشرط اذعان اور حکم تو تصدیق
ہی اور اگر اعتبار کرین بشرط لا شئ یعنی شرط عدم اذعان اور حکم کے کرین تو تصور ساذج ہی اور اگر اعتبار کرین لا بشرط
شئ کا یعنی کوئی شرط اذعان اور حکم کی یا عدم اذعان اور عدم حکم کی نہ لگائین تو مطلق تصور ہی پس وہ تصور کہ مغائر
اور مقابل تصدیق کے ہی تصور بشرط لا شئ ہی یعنی وہ تصور کہ جس مین شرط عدم اذعان اور عدم حکم کی ہی جسکو تصور ساذج
کہتے ہین اور مطلق تصور یا شرط تصدیق کی ہی یا شطر ہی تصدیق کی علی اختلاف الرای پس[له] تصور ساذج کی چند
صورتین ہین ایک یہ کہ ادراک امر واحد کا ہو مثل تصور زید کے یا امور متعددہ کا بدون نسبت کے مثل زید عمر خالد ولید
وغیرہ کے یا ادراک نسبت کا ہو مگر وہ نسبت غیر تامہ ہو جس پر سکوت صحیح نہ ہو مثل غلام زید کے اسکو نسبت تقییدیہ
کہتے ہین یا نسبت تامہ انشائیہ کہ تعلق اذعان قبول نہ کرے مثل تصور اضرب یا ولا تضرب واز یدا قائم و
لیت الشباب یعود کے یا تعلق اذعان قبول کرے مگر اذعان حاصل نہ ہو مثل تخییل و تکذیب و شک و
وہم کے اب فرمائیے کہ دانستن و شناختن و دریافتن یہ الفاظ مترادفہ فارسی ہین یا نہین اور عربی مین انکو
علم و معرفت و ادراک کہتے ہین یا نہین اور اذعان و گرویدن ایک قسم اسی علم و معرفت و ادراک کی ہی یا
نہین اور یہ قول آپکا کہ دانستن اور شناختن اور چیز ہی اور اذعان و گرویدن اور مہمل ہی یا نہین چنانچہ
شارح عقائد نسفی بعد لکھنے تعریف تصدیق اور علی ما صرح بہ الامام الغزالی کے یہ عبارت رقم فرماتے ہین وبالجملة
المعنى الذی یعبر عنہ بالفارسیة بگرویدن هو معنى التصدیق المقابل للتصور حیث یقال فی
اوائل علم المیزان العلم اما تصور او تصدیق صرح بذلک الرئیس ابن سینا یعنی حاصل کلام یہ ہی کہ وہ معنی
کہ تعبیر کیے جاتے ہین فارسی مین بگرویدن وہ تصدیق مقابل تصور ہی جیسا کہ اوائل علم میزان مین کہا گیا العلم
اما تصور واما تصدیق اور اسی طرح تصریح کی ہی ابن سینا نے اور ہم اوپر عرض کر آئے ہین کہ علم اور معرفت
مترادف ہین پھر معرفت کو کہنا کہ گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین بے ایمانی ہی پھر شارح فرماتے ہین فلو حصل
هذا المعنى لبعض الکفار کان اطلاق اسم الکافر علیہ من جهة ان علیہ شیئا من امارات التکذیب
والانکار یعنی پس اگر یہ تصدیق حاصل ہو کفار کو تو اُسکو کافر اس سبب سے کہینگے کہ امارات تکذیب و انکار سے
کوئی شئ اُن مین پائی جاوے اسکی مثال مین شارح فرماتے ہین کہ امارات تکذیب و انکار مثل شد زنار بالاختیار
کے اور سجدہ صنم بالاختیار کے یعنی زنار باندھنا اور بتون کو سجدہ کرنا بالاختیار ہو پھر فرماتے ہین فاعلم ان
الایمان فی الشرع هو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ ای تصدیق النبی بالقلب یعنی شرع مین ایمان
اُسی تصدیق قلبی کا نام ہی کہ جو تصدیق کرے نبی کی ساتھ اُن چیزون کے کہ من عند اللہ لائے ہین اجمالا فانہ
کاف از روے اجمال کے پس وہ کافی ہی ایمان کے لیے اب رہا اقرار باللسان جسکی نسبت شارح فرماتے ہین
ان التصدیق رکن لا یحتمل السقوط اصلا والاقرار قد یحتمل یعنی تصدیق رکن ہی احتمال سقوط اُس مین
نہین ہو سکتا اور اقرار مین احتمال سقوط ہی والاقرار مذهب بعض العلماء یعنی اقرار لسان بعض علما کا

[له] [illegible]

مذہب ہو و مذہب جمہور المحققین الی انہ ہو التصدیق بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا یعنی جمہور محققین کا یہ بھی مذہب ہی کہ ایمان تصدیق بالقلب ہی اور اقرار شرط اجراے احکام ہے فمن صدق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فہو مومن عند اللہ وان لم یکن مومنا فی احکام الدنیا ومن اقر بلسانہ ولم یصدق بقلبہ کالمنافق فبالعکس وہذا ہو اختیار الشیخ ابی منصور رح و النصوص معاضدۃ لذلک پس جس شخص نے تصدیق بالقلب کی اور اقرار بلسان نہ کیا پس وہ مومن ہی عند اللہ اگرچہ وہ مومن فی احکام الدنیا نہین ہی اور جسنے اقرار باللسان کیا اور تصدیق بالقلب نہ کی مثل منافق کے وہ مومن فی احکام الدنیا ہی اور عند اللہ کافر ہی اور یہ مذہب مختار شیخ ابی منصور ماتریدی کا ہی اور نصوص اسی کو قوت دیتے ہین بعد چند سطور کے شارح عقائد فرماتے ہین فظہر ان لیست حقیقۃ الایمان مجرد کلمۃ الشہادۃ علی ما زعمت الکرامیۃ پس ظاہر ہوا کہ مجرد شہادتین حقیقت ایمان نہین ہی جیسا کہ مذہب کرامیہ ہی کہ وہ محض کلمتین کو ایمان جانتے ہین پس ہم نہین سمجھتے کہ شارح عقائد نے کہان فرمایا کہ معرفت ایمان نہین اور کلمتین شہادتین یعنی اقرار باللسان حقیقۃ ایمان ہی بلکہ شارح نے تو بدلائل قطعیہ ثابت کر دیا کہ فقط التصدیق قلبی ایمان ہی عند اللہ و ہو المطلوب اسی بحث مین شارح فرماتے ہین والنبی ومن بعدہ کما کانوا یحکمون بایمان من تکلم بکلمۃ الشہادۃ کانوا یحکمون بکفر المنافق فدل علی انہ لا یکفی فی الایمان فعل اللسان یعنی نبی صلعم اور بعد آنحضرت صلعم جس طرح کلمہ پڑھنے والوں کو مومن جانتے تھے اسی طرح حکم کرتے تھے کفر منافق پر بھی پس معلوم ہو گیا کہ فعل لسان کافی نہین ہی ایمان مین فقط **قولہ** اسی مین ہی بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ لان اہل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما کانوا یعرفون ابناءہم مع القطع بکفرہم لعدم التصدیق ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکر عنادا واستکبارا قال اللہ تعالی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم **اقول** سبحان اللہ کیا کہتا ہی آپ کی سمجھ کا تصدیق کی تعریف جو شارح عقائد نسفی نے بیان کی اس عبارت سے آپ یہ سمجھے کہ بعض قدریہ مطلق معرفت کو ایمان جانتے ہین اور آنکھین بند کرکے آپنے فرما دیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہین ہو سکتی اور قول کے معتبر ہونے کے واسطے اس مین یعنی شرح عقائد نسفی مین ہی رقم فرمایا اچھا اُسی مین ہی اور وہی صحیح ہی مگر آپ کے مفید مطلب نہین آپ اُنکی عبارت کو سمجھتے نہین فقط اتنی عبارت آپکے ذہن مین مطابق آپ کی راے کے واقع ہوئی کہ بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ آپ بھول گئے کہ معرفت کو ایمان کہنا بعض قدریہ کا مذہب ہی تو معرفت ایمان نہین ہو سکتی کہان تک آپ کی تحریر کے لیے مغز پاشی کی جائے پھر سن لیجیے کہ معرفت اگر لا بشرط شی ہی تو مطلق تصور ہی اور وہ یا شرط تصدیق ہی یا جز تصدیق ہی اور اگر بشرط لا شی ہی یعنی لا شی کی شرط لگی ہوئی ہی یعنی عدم حکم کی شرط ہی تو تصور ساذج ہی کہ مقابل مین تصدیق کے ہی اور اگر معرفت بشرط شی ہی تو تصدیق ہی اب صراحۃ شارح عقائد نے بیان کر دیا کہ قدریہ اُس معرفت کو کہ جس مین لا شی کی شرط لگی ہوئی ہی اُسی کو ایمان جانتے ہین اور ایسی معرفت کافی نہین ہی

نہ یہ کہ شارح نے انکار کیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کی ہو ایمان نہیں جیسا کہ آپکا مقولہ ہی اگر آپ فرمائیں کہ شارح عقائد نے معرفت کو مقید نہیں کیا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ شارح نے بسبب فاسد ہونے اس تعریف کے جو بعض قدریہ کے نزدیک الایمان ھو المعرفۃ ہی دلیل بیان فرمائی کہ ہمارے علما نے اتفاق کیا ہی اس تعریف کے فاسد ہونے پر بسبب عدم تصدیق کے اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ بعض قدریہ معرفت مقید بعدم التصدیق کو ایمان جانتے ہیں اس سبب سے وہ کافر ہیں اگر آپ کو نہ سوجھے تو اُسکا کیا قصور اب غور سے عبارت کو ملاحظہ فرمایئے کہ شارح عقائد نسفی رقم فرماتے ہیں بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم لعدم التصدیق پس اتفاق علما بسبب عدم تصدیق کے ہی اگر عدم تصدیق کا عدم ہوتا تو معرفت عین ایمان قرار پاتی یہ جواب ہمارا اُس وقت ہی کہ اس عبارت کو ہم مطابق آپ کی تحریر کے قرار دیں ورنہ فی الحقیقت شارح نے بعد تعریف تصدیق کے احترازاً بعض القدریۃ ذھب الخ کو بیان کیا اور اسی طرح احترازاً ولان من الکفار الخ کو بھی بیان کیا تا واضح ہو جائے کہ یہ تعریف جو تصدیق کی ہمنے بیان کی ہی یہ جامع اور مانع ہی کہ مذہب بعض قدریہ اور بعض کفار کہ معرفت حق اُنکو یقیناً حاصل تھی اور انکار اُنکا بسبب عناد و استکبار کے تھا یہ سب اس تعریف سے خارج ہو گئی اسپر بھی آپ نہ سمجھیں تو شارح کا کیا قصور ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ اور ناگوار خاطر عاطر عالی نہ ہو کہ نسبت نا فہمی کی حقیر نے دی ہی بلکہ جو شخص آپ کی تقریر کو بنظر دقیق دیکھیگا وہ ضرور کہیگا کہ محرر رسالہ سمجھا نہیں شرح عقائد نسفی کی عبارت جو آپ نے رقم فرمائی ہی لیست حقیقۃ التصدیق الخ مکرم بندہ اس تعریف میں تین امر مذکور ہیں ایک تو واقع ہونا نسبت صدق کا قلب میں بغیر اذعان اور قبول اور وہ تصدیق نہیں ہی دوسرے تصدیق اذعان اور قبول ہی تیسرے اذعان اور قبول اس حیثیت سے ہو کہ اُسپر اسم تسلیم واقع ہو بعد اسکے شارح کا مقصود ہی کہ یہ ایسی تعریف ہی تصدیق کی کہ جس سے مذہب بعض قدریہ کا نکل جاتا ہی کہ بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ ولان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم لعدم التصدیق یعنی بعض قدریہ وقوع نسبت صدق خبر فی القلب کو جو بغیر اذعان و قبول ہی اُسی کو ایمان کہتے ہیں اور یہ مقولہ اُنکا ہمارے اس کہنے سے خارج ہوتا ہی کہ لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من غیر اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول پھر اتفاق علما کو بیان کیا کہ ایسے عقیدہ کرنے والے کا ایمان فاسد ہی اور احترازاً اہل کتاب کا بھی ذکر کیا کہ ان سب کو معرفت بطور وقوع نسبت صدق خبر فی القلب حاصل تھی اور یہ سب کافر تھے مومن نہ تھے لعدم التصدیق حاصل یہ ہی کہ جو معرفت مع عدم التصدیق ہی یعنی بغیر اذعان و قبول ہی وہ ایمان نہیں ہی دیکھو ہماری تعریف تصدیق نے بعض قدریہ اور بعض اہل کتاب کو بھی خارج کر دیا پھر دوسرے مقام پر احترازاً بیان کر دیا کہ بعض کفار ایسے تھے کہ اُنکو اذعان یعنی معرفت حق یقیناً حاصل تھی اور اذعان تصدیق ہے تو

چاہیئے تھا کہ وہ مومن ہوں مگر ہم نے ایسی قیدیں تصدیق کی تعریف میں لگائی ہیں جنکی شان میں جحدوا بھا و
استیقنتھا انفسھم نازل ہوا ہی وہ بھی نکل گئے کہ وہ لوگ انکار کرتے تھے عناداً و استکباراً اسواسطے ہم نے
تصدیق کو مقید کر دیا بحیثیت نبیھ علیہ السلام اور آپ کا رقم فرمانا اُس میں ہی فقط اسواسطے کہ اوپر آپ
کہہ آئے ہیں کہ معرفت گو کیسے ہی کمال کے ساتھ ہوا کافی نہیں اس مطلب سے آپ نے اپنے نزدیک شرح عقائد نسفی
سے ثبوت دیا تا کہ عوام کا [illegible] کلام کی قدر کریں کہ شرح عقائد جو بہت بڑی معتبر کتاب ہی اُس میں لکھا ہی
کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے خبط قدر رہے ہیں حالانکہ یہ وہ شوو سبب خیر کہ خدا [illegible] آپ نے اپنی مطلب برآری
کے واسطے نقل عبارت شرح عقائد کی فرمائی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ معرفت جو وقوع نسبت صدق خبر فی القلب
مع اذعان و قبول ہو وہ بھی ایمان نہیں ہی بلکہ مراد ہماری وہ اذعان و قبول ہی کہ جسپر اسم تسلیم [illegible] اور اسی کا
نام کمال معرفت ہی اور یہی کمال معرفت ایمان ہی محققین کے نزدیک کا شکے آپ نے بعد اکتساب علم قصد تالیف
کیا ہوتا آپ کی تحریر دلالت کرتی ہی کہ معرفت علم آپ کو بلا کسب حاصل ہوئی ہی شارح عقائد علامہ تفتازانی جنھوں
بیان فرمائے معنی تصدیق اور اقوال مختلفہ کے فرماتے ہیں کہ مذہب جمہور اور مذہب حق یہی ہی کہ فقط تصدیق
قلبی ایمان ہی بعد اسکے رقم فرماتے ہیں کہ بحث اخر وھوان بعض القدریہ قد ذھب الخ پھر بعض مشایخ
کے کلام سے فرق معرفت احکام اور استیقان احکام میں اور تصدیق احکام اور اعتقاد احکام میں بیان کرکے
ذکر فرمایا کہ ان التصدیق عبارۃ عن ربط القلب علی ما علم من اخبار المخبر یعنی تصدیق عبارت ہی ربط
قلب سے اُن چیزوں میں جو جانی گئیں اخبار مخبر سے وھو امر کسبی مثبت باختیار المصدق یعنی وہ ایک امر
کسبی ہی کہ ثابت ہوتا ہی مصدق کے اختیار سے بخلاف معرفت کے فانھا ربما تحصل بلا کسب کمن وقع
بصرہ علی جسم تحصل لہ معرفۃ انہ جدار او حجر وھذا ذکرہ بعض المحققین یعنی یہ معرفت کبھی بلا کسب حاصل
ہوتی ہی مثلاً کوئی شخص کسی جسم کو دیکھے تو اُسکو معرفت حاصل ہو گی کہ یہ دیوار ہی یا پتھر اور یہ مقولہ بعض محققین
کا ہی کہ جو نسبت قلب میں باختیار واقع ہو وہ تصدیق ہی اور جو بلا کسب و اختیار ہو وہ معرفت ہی شارح فرماتے
ہیں ھذا مشکل یعنی نسبت کسبیہ اختیاریہ کو تصدیق کہنا اور بلا کسبیہ اور اختیاریہ کو معرفت کہنا نہایت مشکل ہی
لان التصدیق من اقسام العلم وھو من الکیفیات النفسانیۃ دون الاختیاریۃ اسلیے کہ تصدیق اقسام
علم سے ہی اور وہ کیفیت نفسانیہ ہی سوائے افعال اختیاریہ کے اسلیے کہ جب ہم تصور کریں دو شیئوں کے درمیان
میں ایک نسبت کا اور شک کریں کہ یہ نسبت بالاثبات ہی یا بالنفی اور پھر اُسکے ثبوت پر دلیل قائم کریں پس جو چیز
کہ ہم کو دلیل سے حاصل ہو وہ ہی اذعان اور قبول اس نسبت کا ہی اور یہی معنی ہیں تصدیق اور حکم اور اثبات و ایقاع
کے پھر فرماتے ہیں کہ تصدیق تو کیفیات نفسانیہ سے ہی مگر مراد یہ لی جائے کہ حصول اس کیفیت کا بالاختیار ہوتا ہی
پس جو معرفت کہ بلا کسب و اختیار حاصل ہوئی تھی وہ تعریف ایمان میں معتبر نہیں اور جو باکسب و اختیار
حاصل ہوئی وہ معتبر ہی پھر شارح فرماتے ہیں نعم یلزم ان تکون المعرفۃ الیقینیۃ المکتسبۃ بالاختیار

تصدیقا ولا باس بذلک لانہ حینئذ یحصل المعنی الذی یعبر بالفارسیۃ بگرویدن ولیس الایمان الا التصدیق سوی ذلک یعنی لازم ہی کہ معرفت یقینیہ مکتسبہ باختیار تصدیق ہو کہ معنی گرویدن اسوقت مین حاصل ہونگے اور ایمان و تصدیق کے یہی معنی ہین شارح تو فرمائین کہ لیس الایمان والتصدیق سوی ذلک اور آپ فرمائین کہ معرفت گو کیسے ہی کمال کی ہو ایمان نہین ہو سکتی جب تک اتباع ان کی عبارت رقم فرمائی جائے اور انکے معنی سمجھے جائین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا کہ آپ کے علماء کیا جو کہیں تحریر کا **قولہ** محقق دوانی شرح عقائد عضدی مین فرماتے ہین والتلفظ بکلمتی الشہادتین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل بہ فہو کافر مخلد فی النار ولا تنفعہ المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ عنادا واستکبارا کما قال اللہ تعالی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا **اقول** یہ اپنا دعویٰ مکرر فریب آپ فرمائینگے اور اقوال مختلفہ علماے اعلام اور فقہاے کرام کی نقل فرمائینگے مگر حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو سر بر ہونے نہ دیگا اور آپ کے مفید مطلب نہ ہوگا الحق یعلو ولا یعلیٰ مشہور ہی محقق دوانی نے تلفظ کرنے کو کلمہ شہادتین کے مشروط مع القدرت کہا ہی اذا فات الشرط فات المشروط تو مشہور ہی جب عدم قدرت کا تحقق ہوگا تلفظ کرنا بالضرور فوت ہو جائیگا بلکہ ممنوع قرار پائیگا ہم مکرر بیان کر چکے ہین تواریخ وسیر وحدیث وتفسیر سے کہ جناب ابوطالب اگر فی الظاہر ایمان لاتے اور باعلان شہادتین کا تلفظ فرماتے حمایت وحراست وحفاظت سے آنحضرت کی ہاتھ اٹھاتے اگر آپ یہان پر فرماوین کہ فی الظاہر اور باعلان تلفظ نہین فرمایا تو فی الباطن اور باخفا ہی کیا ہوتا تو جواب ہم سکا یہ ہی کہ جناب ابوطالبؑ نے ایسی معجز بیانی سے اقرار اور تلفظ فرمایا ہی کہ بس یہ فی الباطن اور باخفا اور فی الظاہر اور باعلان دونون صادق آتے ہین اور حفاظت اور اعانت وغیرہ مین کوئی آپکو مانع نہ ہوسکا اور کس شد ومد سے نثرا اور نظماً توحید اور نبوت کا اعلان فرمایا حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو خیر الادیان اور آنحضرت کو رسول کموسیٰ خطاب فرمایا نہ کبھی توحید باری عز اسمہ کا انکار کیا نہ نبوت رسالت مآب کا اور انکار تلفظ شہادتین سے بسبب عدم قدرت کے تھا محقق دوانی کے کلام نے آپ کو کیا نفع بخشا **قولہ** آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متواترہ متظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپسین ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہی جس مین کسی سنی کو مجال دم زدن نہین **اقول** آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ متظافرہ جب تک آپ بیان نہ فرمائینگے دعویٰ بے دلیل مسموع نہ ہوگا اور کفر پر انتقال کرنا جناب ابوطالب کا ممکن نہین کہ آپ ثابت کر سکین کہ وہ اوصیاے انبیا اور عارفین باخدا مین سے تھے اور دم واپسین کا ایمان تو ایمان یاس ہی وہ معتبر ہی نہین ہی جناب ابوطالب تو سید المومنین تھے اور موحدین اور عارفین سے تھے اور ناصر اور حامی رسول رب العالمین تھے مرتبہ مین افضل تھے مومن آل فرعون سے اور اس کلمہ کے مصداق تو بجمیع الوجوہ آپ خود ہین کہ آپکا عاقبت کار بعد تحریر رسالہ شرح المطالب اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی مسلم کو مجال دم زدن نہین کہ آپ معاندین اور مبغضین مین آبا واعمام آنحضرت

کے خصوصًا مبغضین بین ابو طالب کے محسوب ہو گئے اور مورد لعن اور واجب القتل قرار پائے کہ امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور ائمۂ مالکیہ سے علی اجہوری اور تلمسانی وغیرہم نے نقل کیا ہو کہ بغض ابی طالب کفر لانہ حامی النبی وناصرہ ومربیہ فذمہ ذم النبی وایذاءہ ایذاء النبی وموذی النبی ومن یذمہ فہو کافر وجب قتلہ وعند المالکیۃ وان تاب یجب قتلہ **قولہ** ہم یہان کلام کو سات فصل پر منقسم کرین **اقول** سبحان اللہ کیا طرز بیان ہو آپ کس سے پوچھتے ہین کہ ہم یہان کلام کو سات فصل پر منقسم کرین جناب بندہ پہلے آپ کلمہ کی طرف متوجہ ہو جائیے اور تحقیق کر لیجیے کہ آپ کے حصہ مین بھی آیا ہو یا نہین بعد تحقیق کلام کی تقسیم مین رائے لیجیے ہم کو کیا ضرور ہو کہ آپ کو رائے دین کہ سات فصل پر منقسم کرین یا چودہ پہ مگر ہم اپنے اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور چند فصول پر مرتب کرتے ہین

مقدمہ بیان معنی فترت اور معنی ایمان وکفر وما یتعلق بہا مین

منتخب اور صراح اور قاموس اور منتہی الارب فی لغات العرب مین فترت بفتح فا بمعنی سستی اور وہ زمانہ کہ درمیان دو پیغمبرون کے ہو تفسیر بیضاوی مین تحت آیۂ علی فترۃ من الرسل مین مرقوم ہو ای جاءکم علی حین فتور من الارسال وانقطاع من الوحی یعنی آیا تمھارے پاس پیغمبر فتور ارسال اور انقطاع وحی کے وقت اور حاشیۂ بیضاوی پر لکھتے ہین الفترۃ من فتر الشئ اذا سکنت حدتہ فسمیت الفترۃ النبی بین الانبیاء فترۃ لفتور الدواعی الی العمل تتہتک الشرائع اور ابن جریر کا قول ہو انقطاع الرسل بعد مجیئہم یعنی رسولون کے آنے کے بعد انقطاع رسل ہونا فترت ہو پس فترت نہ پائی جائیگی جب تک کسی رسول کی دعوت مقدم نہ پائی جاوے اور اسپر ایک زمانہ دراز نہ گذرے یہان تک کہ وہ دعوت مفقود ہو جائے اور صاحب سراج الدین لکھتے ہین کہ الفترۃ ماخوذ من الفتور فان کل شئ لہ کمال سورۃ وشدۃ ثم یفتر ذلک الی ان ینقطع یعنی فترت ماخوذ ہو فتور سے پس تحقیق کہ جس شئ کے واسطے کمال و تیزی اور شدت ہو بعد وہ سست ہو جاتی ہو یہان تک کہ منقطع ہو جاتی ہو پس معنی فترت یہ ہوے کہ سست ہو جائے دین یہان تک کہ معرفت اُسکی باقی نہ رہے اور خبر اُسکی منقطع ہو جائے اور کوئی پہچاننے والا اُس دین کا باقی نہ رہے قال الابی فی شرح المسلم اہل الفترۃ ہم الامم الکائنۃ بین ازمنۃ الرسل الذین لم یرسل الیہم الاول ولا ادرکہا الثانی کالاعراب الذین لم یرسل الیہ عیسی ولا لحقوا محمدؐ والفترۃ بہذا المعنی والتفسیر یشمل ما بین کل رسولین ابی نے شرح صحیح مسلم مین بیان کیا کہ اہل فترت وہ امتین ہین جو درمیان ہین ازمنۂ رسل کے تھین ایسی امتین کہ نہ اُنکی طرف پہلا رسول بھیجا گیا اور نہ اُنھون نے دوسرا رسول پایا جیسے کہ عرب کہ نہ اُنکی طرف عیسی بھیجے گئے اور نہ محمدؐ سے لحق ہوے فترت باین معنی شامل ہو کل رسولون مین سے دو رسولون کے درمیان کے زمانے کو لیکن عادت فقہا کی ہو کہ جب وہ گفتگو کرتے ہین فترت مین تو حضرت عیسیٰ اور آنحضرتؐ کے درمیان کا زمانہ مراد لیتے ہین اور امالی مین ابن عبد سلام نے بیان کیا کہ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا سوا ہمارے نبی کے اسی سے ثابت ہوتا ہو کہ ہر نبی کی قوم کے سوا جو لوگ

ہین وہ اہل فترت ہین مگر بزرگ ہمارے نبی کے یعنی آبا و اجداد کہ وہ مخاطب بہ بعثت سابقہ تھے اور چونکہ وہ نابود اور
کہنہ ہوگئے تھے اسوجہ سے وہ سب اہل فترت مین شامل ہوگئے اور بعض کا قول ہی کہ اور رسولون کی رسالت اُنکی حیات
تک باقی رہی اُنکی وفات کے بعد پھر وہ رسالت منتہی اور منقطع ہوگئی اسی کو برزنجی نے ابن حجر سے نقل کیا
ہی اور کہا کہ اگرچہ مین نے اُسکو دوسرے کے کلام سے صراحت نہین دیکھا مگر بعض بات چند جو سداد الدین
مین مرقوم ہین توجیہ اُسکی پائی جاتی ہی اہل فترت کی تین قسمین ہین قسم اول وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنی عقل و بصیرت
سے توحید کو حاصل کیا اور پہچانا مگر کسی نبی کی شریعت مین داخل نہ ہوے جیسے قیس بن ساعدہ اور زید بن عمر
ابن نفیل اور بعض اُن مین سے شریعت حقہ قائمۃ الرسم مین داخل ہوے مثل تبع اور اُسکی قوم کے قسم ثانی وہ ہین
کہ اُن لوگون نے شریعت حقہ کو متغیر کرڈالا اور توحید کو ترک کردیا شرک و کفر کرنے لگے خود اپنی عقلون سے شریعت
نکالی اور احکام حلال و حرام جاری کیے اور خود اُسپر عمل کرنے لگے مثل عمر ابن لحی کہ اول ول عرب مین اصنام پرستی
کو جاری کردیا اور بتون کے لیے وصیلہ اور سائبہ اور بحیرہ اور حامی قرار دیا کہ یہ سب نذرون کے نام ہین اور بعض
نے اسپر زیادتی کرکے جن و ملک کی پرستش کرنا شروع کردیا حق سبحانہ تعالی کے اولاد اناث قرار دی اور اکثر بتخانہ
مقرر کیے اور خدام و حجاب اُنکے لیے معین کیے اور اُنکو رشک کعبہ ٹھہرایا مثل لات و منات و عزی کے قسم ثالث وہ
ہین کہ نہ اُنھون نے شریعت مقرر کی نہ شرک کیا نہ توحید جانی نہ کسی پیغمبر کی شریعت مین داخل ہوے نہ کوئی دین
اپنے واسطے قرار دیا بلکہ تمام عمر غفلت مین بسر کی اور زمانہ جاہلیت مین اکثر ایسے ہی لوگ تھے پس اقوال علماے
محققین اور فضلاے مدققین سے ثابت ہی کہ مستحق عذاب نہین ہین مگر اہل فترت قسم ثانی کے اور سورہ بنی اسرائیل
مین حق تعالی فرماتا ہی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ نہین ہین ہم عذاب کرنے والے جب تک کہ نہ
بھیجین ہم رسول کو یعنی جب تک رسول حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک عذاب اُنپر نہ ہوگا پھر حق تعالی فرماتا ہی کلما
القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر جب ایک جماعت جہنم مین ڈالی جاویگی اُن سے خازن جہنم سوال کرینگے
کہ کیا تمھارے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا نہین آیا اس سے بھی ظاہر ہی کہ اہل فترت کہ جنکے پاس پیغمبر نہین بھیجا وہ
لوگ جو صحراؤن مین پہاڑون مین مثل وحشیون کے ہین وہ معذور ہین کہ نہ اُنھون نے کسی پیغمبر کو دیکھا نہ اُن تک
کوئی پیغمبر پہونچ سکا حتی کہ اطفال و مجنون دائمی بھی معذور ہین لیکن شیخ اشعری کا یہ مذہب ہی کہ حق سبحانہ روز
جزا ان سب کا امتحان لیگا اور حکم کریگا کہ جہنم مین جاو جو اطاعت حکم کریگا ناجی ہوگا جو اطاعت نہ کریگا داخل
جہنم ہوگا یہی مقولہ مختار بیہقی اور علماے اعلام ہی اور تفسیر جامع البیان مین علامہ معین الدین نے بھی اسی کو
ذکر کیا ہی اور سورۂ فاطر مین وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم
ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر یعنی وہ فریاد کرینگے دوزخ مین کہ اے پروردگار ہمارے نکال تو
ہم کو دوزخ سے اور دنیا مین بھیج کہ نیک عمل کرین ہم سوا اُسکے کہ تھے ہم عمل کرتے دنیا مین حق تعالی اُنکے جواب
مین فرماتا ہی کیا نہ عمر دی تھی مین نے دنیا مین تم کو اسقدر کہ نصیحت قبول کرے اور سوچے جسکو کہ نصیحت لینا

اور سوچنا ہو اور آیا تمھارے پاس ڈرانے والا یعنی پیغمبر اور نصیحت کرنے والا اقوال مفسرین سے اور احکام رب العالمین سے احتجاج حق سبحانہ تعالی بے جا کہ النذیر ثابت ہوا اور یہی دلیل ہی کہ اہل فترت معذب نہ ہونگے جب تک کہ کوئی پیغمبر اُنکی طرف بھیجا نہ جائے اور خلود فی النار کی علت نذیر کا آنا ہی جب نذیر اُنکی طرف بھیجا نہ گیا تو کیونکر ہمیشہ دوزخ مین رہینگے کذا فی سداد الدین اور سیوطی نے اختلاف اصحاب کی توضیح کی ہی اور کہا کہ احسن اس مین یہی امر ہی کہ اہل فترة ناجی ہین اور سبکی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی اور علما مین سے ایک قوم کا یہی مذہب ہی بہ نسبت والدین آنحضرت کے اور بعض اصحاب کا قول ہی کہ وہ مسلم ہین اور غزالی نے حکم مسلم مین شمار کیا اور کہا کہ بہ تحقیق وہ معنی مسلم مین داخل ہین امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ جس طرف علماے محققین گئے ہین وہ یہی مذہب صحیح ہی اور وہ یہ ہی کہ اطفال مشرکین داخل بہشت ہونگے اور قول حق سبحانہ تعالی سے دلیل لائے ہین وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ جب بالغ معذب نہ ہوے تو اطفال بدرجۂ اولی مستحق عذاب نہ ہونگے اب رہی قسم ثانی اہل فترت تو وہ البتہ مستحق عذاب ہین کہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے منقول ہی قال قال رسول اللہ رایت عمرو ابن عامر خزاعی یجر قصبته فی النار کہا فرمایا رسول برحق نے کہ دیکھا مین نے عمر ابن عامر خزاعی کو کہ کھینچتا تھا آنتین اُسکی نار مین اہل فترت اور اُسکی اقسام وغیرہ اقوال محققین اور فقہاے مستندین سے لاعصر (؟) الانقیتہ گوش گذار کیے اب اسلام اور ایمان اور کفر اور بعض احکام اُسکے عرض کیے دیتے ہین تاکہ فرق مراتب آپ پر واضح ہو جائے اور یہ امر بھی ظاہر ہو جائے کہ فقہا اور علما نے معرفت کو ایمان کہا ہی یا نہین تاکہ جو شخص معائنہ کرے بے ساختہ لعنة اللہ علی الکاذبین زبان پر جاری کرے قال صاحب سداد الدین ان الایمان تصدیق الرسول فیما جاء به یعنی ایمان تصدیق کرنا ہی رسول کی اُن چیزون مین کہ وہ لائے ہین یعنی جو کچھ خدا سے رسول کی معرفت آیا ہو اُسکی تصدیق کرنا ایمان ہی اور امام عضد الدین کی مواقف مین ہی کہ الایمان هو عندنا التصدیق الرسول فیما علم مجیئه به ضرورة یعنی ایمان ہمارے نزدیک تصدیق رسول ہی اُن چیزون مین کہ معلوم ہوا ہو لانا اُسکا بالعلم ضروری یعنی بھی ایسا ہی ذکر ہی اُسکی عبارت آگے مذکور ہی سید شریف شارح مواقف نے شرح کی کہ مراد عندنا سے اتباع امام ابو الحسن اشعری ہی امام غزالی نے احیاء العلوم مین اسی کو ثابت کیا ہی یہی قول امام الحرمین کا ہی یہی مقولہ اشاعرہ ہی یہی قول قاضی باقلانی کا ہی اور یہی استاد ابو اسحق اسفرائینی کا ہی اور تفتازانی نے اسی کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہی یہی تفتازانی شارح ہین عقائد نسفی کے لکھتے ہین کہ ماتن نے عقائد نسفی مین جو ذکر کیا کہ ایمان تصدیق اور اقرار ہی سو یہ بعض علما کا مذہب ہی کہ جسکو اختیار کیا ہے امام شمس الائمہ اور فخر الاسلام نے اور محققین کا یہی مذہب ہی کہ ایمان فقط تصدیق قلبی ہی اور اقرار شرط ہی اجراے احکام کے واسطے دنیا مین محشی شرح عقائد نظم الفرائد مین لکھتے ہین کہ جب شرط ہی اجراے احکام کے لیے تو اظہار کرنا بعض پر کافی ہو نہ تمام خلق پر اور اگر تمام خلق پر ظاہر کرنا شرط ہوگا تو جو لوگ اقرار کو رکن قرار دیتے ہین اُنکے نزدیک احکام جاری نہ ہونگے اُس شخص پر جسنے مخفی طور سے اقرار کیا ہو بعض کے نزدیک جمہور نے توجیہ کی ہے

کہ اقرار شرط ہی اجراے احکام کے واسطے کہ تصدیق قلب امر باطنی ہی [illegible] کوئی علامت ہونا شرط ہی پس جس نے تصدیق کی بقلب اور اقرار نہ کیا عند اللہ وہ مومن ہی اگرچہ دنیا مین اوسپر احکام مومن کے جاری نہ ہون نظم الفرائد مین محشی لکھتے ہین کہ جمہور محققین سے مراد تمام اشاعرہ [illegible] ماتریدیہ ہی اور [illegible] شرح مقاصد مین مرقوم ہی تحقیق ایمان مین فی الشرع اختلاف [illegible] ہی کہ ایمان فعل قلب کا نام ہی یا فعل لسان کا یا دونون کا یا ساتھ تمام جوارح کے پس اول یعنی ایمان فقط فعل قلب کا نام ہی [illegible] تصدیق کرنا نبی [illegible] ہیں کہ بعلم ضروری انکا آنا معلوم ہوا ہو مثلاً صانع کا واحد ہونا [illegible] اور مثل اسکے پس سوال کے وقت اگر توحید کا انکار کرے یا وجوب نماز کا یا حرمت شراب کا تو [illegible] ہی اور اسی پر جمہور ہین شرح مقاصد کے محشی ملک احمد لکھتے ہین کہ تصدیق قلب کا نام ایمان ہونا یہی مشہور ہی اور اسی پر جمہور ہین دوسرے ایمان فعل لسان کا نام ہو یعنی جو کچھ رسول خدا کی طرف سے لیکر آئے اسکی حقیقت کا اقرار کرنا ایمان ہی رقاشی کا مذہب ہی کہ باوجود اقرار لسانی کے معرفت قلب شرط ہی بغیر معرفت قلب فقط اقرار ایمان نہ ہوگا کرامیہ فقط اقرار لسانی کو ایمان کہتے ہین یہان تک کہ اگر کسی نے پوشیدہ کیا کفر کو اور ظاہر کیا ایمان کو تو مومن کہلائیگا مگر مستحق خلود نار کا ہی اور اگر ایمان کو پوشیدہ کیا اور اظہار کیا کفر کا تو کافر کہلائیگا مگر مستحق جنت ہی تیسرے ہو ان یکون اسما لفعل القلب واللسان فہو اسم التصدیق مع الاقرار وعلیہ کثیر من المحققین وھو المحکی عن ابی حنیفۃ و کثیرا ما یقع فی عبارات الکبار من العلماء مکان التصدیق تارۃ المعرفۃ وتارۃ العلم وتارۃ الاعتقاد فعلی ھذا من صدق بقلبہ ولم یتفق لہ الاقرار باللسان فی عمرہ مرۃ لا یکون مومنا عند اللہ ولا یستحق دخول الجنۃ ولا النجاۃ من الخلود فی النار تیسرے یہ ہی کہ ایمان نام ہی فعل قلب اور لسان کا یعنی تصدیق مع الاقرار کا یہی مذہب ہی اکثر محققین کا اور اسی کو بیان کیا ہی امام ابو حنیفہ نے اور بڑے بڑے دانشمند علماء کی عبارتون مین اکثر تصدیق کے مقام پر کبھی لفظ معرفت اور کبھی لفظ علم اور کبھی لفظ اعتقاد واقع ہوا ہی پس اسی وجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ جسنے تصدیق کی ساتھ قلب کے اور ایک بار بھی اسکو اتفاق اقرار باللسان نہ ہوا تو وہ نہ مومن ہی عند اللہ نہ مستحق دخول جنت کا ہی اور نہ نجات ہی خلود فی النار سے محشی ملک احمد نے خلود فی النار پر حاشیہ لکھا ہی کہ اس تعریف سے ایمان کے دو رکن قرار پاتے ہین اور فوت ایک رکن کا مستلزم ہی فوت کل کو فقط یعنی ایک رکن کے فوت سے کل کا فوت لازم آتا ہی شارح مقاصد لکھتے ہین بخلاف ما اذا جعل اسما للتصدیق فقط فان الاقرار شرط لاجراء الاحکام علیہ یعنی بخلاف اس امر کے کہ جسوقت ٹھہراوین ایمان کو نام فقط واسطے تصدیق کے پس تحقیق اسوقت اقرار شرط واقع ہوگا واسطے اجراے احکام کے دنیا مین اوسپر نماز جنازہ پڑھنا اور اوسکے پیچھے نماز پڑھنا اور مقابر مسلمین مین دفن کرنا اور مثل اسکے احکام جاری کرسکین اور شرط لاجراء الاحکام پر محشی ملک احمد نے حاشیہ لکھا ہی کہ مراد یہان پر شرط سے علامت ہی اور یہ معنی حدیث مین بھی وارد ہوے ہین ومن اشراط القیامۃ یعنی علامات قیامت فالشرط علامۃ علی وجود العلۃ وانتفاء العلۃ لا یدل علی انتفاء المعلول یعنی شرط ایک علامت ہی

تصدیق ہو جو جنت کے واسطے اور انتفا سے علت دلالت نہین کرتی انتفا معلول پر فمن صدق بالقلب و لم
یتفق منہ الاقرار فی العمر مرۃ یکون مومنا و یخرج من النار و یدخل الجنۃ لان ادمن لا یخلد فیہا یس جسنے
دل سے تصدیق کی اور تمام عمر میں ایکبار بھی اسکو اتفاق اقرار کا نہوا جب بھی وہ مومن ہوا ور نجات پائیگا جہنم سے
اور داخل ہوگا جنت مین کہ مومن بالتحقیق داخل جہنم ہمیشہ نہوگا واما الرابع فہو ان یکون الایمان اسما لفعل القلب
واللسان والجوارح فقد یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان و داخلا فی الکفر والیہ ذہب الخوارج
چوتھے یہ ہی کہ ایمان نام ہی تصدیق قلب و اقرار لسان اور عمل بالارکان کا بس کبھی تارک عمل کو خارج کرتے ہین ایمان سے
اور داخل کرتے ہین کفر مین یہ مذہب خوارج کا ہی او غیر داخل فیہ وہو القول بالمنزل بین المنزلتین والیہ
ذہب المعتزلہ یا داخل نہین کرتے کفر مین اور یہ ایک منزلت ہی بین المنزلتین یعنی درجہ اوسط ہی درمیان مین
کفر اور ایمان کے اور یہ مذہب ہی معتزلہ کا او غیر لا یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان بل یقطع بدخول
الجنۃ وعدم خلودہ فی النار وہو مذہب اکثر السلف وجمیع ائمۃ الحدیث وکثیر من المتکلمین
والحکی من المالک والشافعی والاوزاعی او کبھی تارک عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے بلکہ قطعی حکم کرتے ہین
دخول جنت اور عدم خلود فی النار کا اور یہ مذہب ہی اکثر سلف کا اور جمیع ائمہ حدیث کا اور اکثر متکلمین کا اور اسی کو نقل کیا
ہی امام مالک نے اور امام شافعی نے اور اوزاعی نے تمام ہوا بیان ایمان کا اور اقسام اسکے اب ہم بیان کرتے ہین
تعریف کفر کو اگرچہ اکثر علما نے ایمان و کفر کو ساتھ ہی بیان کیا ہی اور اقوال سے انھین علما کے تعریف کفر کو الگ کرکے
گذارش کرتا ہون واسطے زیادتی توضیح اور بصیرت کے قول سعد الدین ان الکفر ہو تکذیب الرسول فی شی مما
جاء بہ یعنی کفر تکذیب رسول کی ہی اسکی لائی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز مین صاحب مواقف لکھتے ہین کہ کفر
ایمان کا خلاف ہی فہو عندنا عدم تصدیق الرسول فی بعض ما علم مجیئہ بہ ضرورۃ یعنی کفر ایمان کا خلاف
ہی پس وہ ہمارے نزدیک عدم تصدیق ہی رسول کی بعض ان چیزون مین کہ معلوم ہوا ہی لانا انکا بعلم ضروری اور شارح
مقاصد نے لکھا ہی فاختلف الاداء فی تحقیق الایمان اور بعد اسکے چار طریق ایمان کے بیان کیے اول یہ کہ ایمان
فعل قلب کا نام ہی یعنی تصدیق بالقلب کا تو عدم تصدیق بالقلب کفر ہوئی اور طریق دوم الایمان ہو اسم لفعل
اللسان یعنی اقرار باللسان کا نام ایمان ہی تو عدم اقرار کفر قرار پایا بعض لوگون نے معرفت قلب کی شرط لگائی ہی اقرار
باللسان کے ساتھ انکے نزدیک بغیر معرفت قلب فقط اقرار لسان ایمان نہین ہی تو وہ بھی کفر مین شامل ہی باوجود اقرار
کے جن لوگون نے تصدیق اور اقرار دونون کو ایمان قرار دیا ہی اور دونون کو رکن تصور کیا ہی تو ایک رکن کے فوت ہونے
سے کل کا فوت لازم آئیگا وہ بھی کفر ہوا اور جن لوگون نے تصدیق قلب اور اقرار لسان اور عمل بالارکان کو ایمان
تصور کیا ہی ان مین سے جو لوگ تارک عمل کو ایمان سے خارج کرتے ہین اور داخل کرتے ہین کفر مین وہ خوارج ہین
اور جو ایمان سے خارج کرکے کفر مین داخل نہین کرتے بلکہ درجہ اوسط بین الکفر والایمان جانتے ہین وہ معتزلہ ہین
اور جو تارک عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے بلکہ قطعی دخول جنت اور عدم خلود فی النار کے قائل ہین وہ جمیع اہل حدیث

اور کثیر متکلمین میں امام بغوی معالم التنزیل میں تفسیر آیۃ ان الذین کفروا سواء علیہم میں کفر کی چار قسمیں بیان
کرتے ہیں اور یہ عبارت انکی ہے والکفر علی اربعۃ انحاء کفر انکار و کفر جحود و کفر عناد و کفر نفاق فکفر الانکار
ھو ان لا یعرف اللہ اصلا ولا یعترف بہ و کفر الجحود ھو ان یعرف اللہ بقلبہ ولا یقر بلسانہ ککفر ابلیس
و کفر الیہود قال اللہ تعالی فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ و کفر العناد ھو ان یعرف اللہ بقلبہ و یعترف
بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب حیث یقول ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا
لولا الملامۃ او حذار مسبۃ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا واما کفر النفاق فھو ان یقر باللسان ولا یعتقد
بالقلب و جمیع ھذہ الانواع سواء فی ان من لقی اللہ تعالی بواحد منھا لا یغفر لہ ترجمہ یعنی کفر کی چار
قسمیں ہیں کفر انکار کفر جحود و کفر عناد و کفر نفاق کفر انکار وہ ہے کہ اصلا اللہ کی معرفت نہ رکھتا ہو نہ اسکا معترف ہو
کفر جحود وہ ہے کہ دل میں اللہ کی معرفت ہو اور اپنی زبان سے اعتراف نہ کرے مثل کفر ابلیس و یہود کے فرمایا
حق سبحانہ تعالی نے پس جسوقت آئے انکے پاس وہ چیز کہ وہ پہچانتے تھے (یعنی محمد) کفر کیا اسکے ساتھ کفر عناد
وہ ہے کہ دل سے خدا کو پہچانے اور زبان سے اقرار کرے اور دین پر نہ چلے مثل کفر ابی طالب کے کہ وہ کہتے ہیں
اور تحقیق کہ جانا میں نے ہے کہ دین محمد خلق کے سب دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت اور خوف دشنام نہ ہوتا تو
پاتا تو مجھکو جوانمرد اس کام میں ظاہر کرنے والا کفر نفاق وہ ہے کہ اقرار زبان سے کرے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے
اور یہ تمام قسمیں برابر ہیں اس امر میں کہ جو شخص جائیگا آگے اللہ کے ایک قسم کفر کے ساتھ ان اقسام اربعہ سے
تو نہ مغفرت ہوگی اسکی چونکہ امام بغوی کا مذہب شافعی ہے اور انکے نزدیک تصدیق بالقلب و اقرار باللسان
اور عمل بالارکان ایمان ہے تو ان تین رکنوں سے کوئی بھی فوت ہوگا تو مستلزم فوت کل کا ہوگا پس امام بغوی و شافعین
کے نزدیک مسلمان صحیح الایمان اگر نماز کو عمدا ترک کرے تو کافر ہے امام شافعی کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ عمل بالارکان رکن
ایمان ہے دوسرا یہ کہ اصل ایمان کا رکن نہیں بلکہ کمال ایمان کا رکن اور جزء ہے لیکن علما نے جس کفر کی تعریف کی ہے وہ کفر دو
حال سے خالی نہیں یا کفر حقیقی ہے یا کفر شرعی ہے کفر حقیقی وہ ہے کہ وجود حق سبحانہ تعالی و اسکی توحید اور کل انبیا یا انمیں
سے ایک کی بھی تصدیق نہ کرے بلکہ تکذیب کرے اور کفر شرعی وہ ہے کہ وجود حق تعالی اور توحید اور کل انبیا کی تصدیق کرے
اور زبان سے اقرار بھی کرے اور دین حق کو تمامہ میں قبول نہ کرے پس وہ چار قسمیں کفر کی جو صاحب معالم التنزیل
نے بیان کیں ان میں سے کفر انکار میں تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونوں مفقود ہیں تو کفر حقیقی اور شرعی دونوں
جمع ہیں کفر جحود میں اگرچہ تصدیق قلبی ہے مگر اقرار لسانی نہیں بلکہ انکار لسانی موجود ہے تو کفر حقیقی اور کفر شرعی
دونوں موجود ہیں اسلیے کہ تصدیق قلبی بسبب لاحق ہونے انکار کے باطل ہوئی کفر عناد میں تصدیق قلبی اور اقرار
لسانی دونوں موجود تو کفر حقیقی اور کفر شرعی دونوں مفقود بلکہ اسلام شرعی موجود ہے جو ضد کفر شرعی ہے کفر نفاق میں
عدم تصدیق قلبی موجود ہے کہ کفر حقیقی ہے اور کفر شرعی مفقود ہے کہ اقرار لسان ہے اور کفر شرعی کا ضد کہ اسلام شرعی ہے
موجود ہے ایمان اور کفر آپس میں متضاد ہیں مجتمع نہیں ہوسکتے پس کفر عناد میں مطابق ایک قول شافعی کے بسبب

عدم یقین کے لفظ کا فر کا صادق آئیگا مگر عدم مغفرت اور ابدی ناری ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کہ ابدی ناری ہونا
مخصوص ہے اُن کفار سے جو کفر حقیقی کے مرتکب ہیں عام اس سے کہ کفر شرعی ہو یا نہ ہو اور کفر عناد میں حقیقی اور شرعی
دونوں مفقود ہیں تو اس کفر والے کے واجب النجات ہونے میں کیا شبہ ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکملۃ الایمان
میں رقم فرماتے ہیں الایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان ایمان اعتقاد کردن بیگانگی خالق و برسالت
پیغمبر بدل و گفتن خالق را بہ یکتائی و رسول را برسالت بزبان و گواہی دادن بدان و حقیقت ایمان ہمان تصدیق قلب
است و اقرار لسانی علامت است مر آن تصدیق را تا بروی اجرای احکام اسلام کنند چہ تصدیق امر باطن است و پنہان در دل است و نیز اگر کسی
گنگ باشد یا کسی را اکراہ کنند بتکلم بکلمہ کفر با وجود تصدیق [illegible] و اقرار در این صورت
شرط نباشد و ایمان نزد جمہور اہل سنت و جماعت عبارت از تصدیق بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان ست ایشان
میگویند الایمان تصدیق بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان و در حقیقت اختلافی در میان نیست
ایمان کامل ہمین ست کہ ایشان می گویند [illegible] و لیکن اصل ایمان ہمان تصدیق ست ایمان را
بمثابہ درختی دان کہ تنہ وی تصدیق ست و اعمال و طاعات ثمرات و نتائج آن تصدیق اند بمنزلہ شاخ و گل و برگ
و میوہ ہستند پس درخت بی شاخ و برگ و میوہ و گل درخت ست [illegible] از وی بر نیافتند اما درخت برخوردار
کہ کار آمدنی بود ہمان ست کہ [illegible] باشد ہمچنین ایمان کامل ہمان ست کہ مقرون بعمل صالح باشد چہ ایمان
بے عمل ناقص بود و لیکن اسم ایمان و حقیقت آن از وی بر نیافتد و دلیل برین سخن نص قرآن مجید ست کہ حق تعالی
می فرماید ان الذین امنوا وعملوا الصالحات یعنی آن کسانی کہ ایمان آوردہ اند و بآن عمل صالح نیز کردہ اند
سیاق این کلام دلالت برآن میکند کہ اصل ایمان تصدیق ست و عمل صالح علاوہ و برای کمال وی ست اور سید ابو محمد
ارتضیٰ صاحب نے حاشیہ تکملہ میں لکھا ہے [illegible] کہ ایمان عبارت ست از تصدیق قلبی فقط و اقرار لسانی
شرط اجرای احکام ظاہری ست بروی این معنی مروی ست از امام ابو حنیفہ و مختار امام حافظ شیخ ابو منصور
ماتریدی و توابعین اوست پس درین صورت تصدیق یک رکن شد و دیگر شرط و اما بر روایت دیگر از امام ابو حنیفہ
و مختار فخر الاسلام و شمس الائمہ و فقہاے حنفیہ و مذہب شیخ ابو الحسن اشعری و ہم نزد شیعہ اینکہ ایمان نیز دو رکن
میدارد یکی تصدیق بدل و دوم اقرار بزبان درین صورت اقرار زبانی ہم یک جزو شطر ایمان شدہ دران صورت
اگر کسی اعمال بجا نیاورد یعنی نماز و روزہ و زکوۃ و حج با وجود مکلف بودنش با اینہمہ آن کس از ایمان بر نیاید بلکہ
او را مومن خواہند گفت غایۃ الامر اینکہ او را مومن ناقص گفتہ شود نہ کافر و اگر با وجود تاکید کسی بر نیاید یا بر ملا
مخالفت مومنین می کند فاسق ہست اما باید ازین کس انکار و نفرت تامہ کردہ باشند تا از ان باز آید و در عمل کوشد تا آنکہ
در مشاعر اہل اسلام داخل شدہ باشد پس صلح اختیار کنند اتفاق است بر آن ست کہ ایمان فرض عین است لیکن عمل
بالارکان ایمان کامل است یہ عبارت بحروفہ تکملہ اور اسکے محشی کی ہے پھر محشی تکملۃ الایمان نے رقم فرمایا کہ ایمان
در لغت تصدیق ست یعنی اذعان حکم مخبر و قبول کردانیدش صادق در خبر آوردن مشتق از امن ست چون بر

تکملۃ الایمان [illegible]

حاشیہ تکملۃ الایمان [illegible]

پیغمبر کسی ایمان آورد و امن داد خود را از تکذیب و مخالفت پس حقیقت تصدیق بنسبت صدق و خبر و مخبر با ذعان و قبول آن در دل ثابت کردن ست و آن بتسلیم ہم نام توان نہاد بموجب تصریح امام غزالی رح اور محشی نے غضب تو یہ کیا ہی کہ ایک حدیث علی ابن ابی طالب سے نقل کی ہی کہ فرمایا الایمان معرفۃ والمعرفۃ تسلیم والتسلیم تصدیق پس آپ تو معرفت کو اسلام سے اور ایمان سے خارج کیے دیتے ہین پھر قول علی ہی کہ قول رسول ہی آپ ہرگز معرفت کو ایمان نہ کہینگے اور اگر معرفت ہی ایمان ہی تو آپ ضرور ایسے ایمان کو سلام کہینگے اب ہم بعض احکام ایمان و کفر کو اقوال فقہا اور محدثین سے عرض کرتے ہین بگوش دل سنیے سواد الدین ہین مرقوم ہی کہ ابی مطیع نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص زمین شرک مین مجملا اسلام کا اقرار کرے اور وہ علم نہ رکھتا ہو کسی شی کا فرائض اور شرائع اور کتاب سے اور مر جائے تو اسکا کیا حکم ہی کہا کہ مومن ہی پھر سوال کیا کہ ایک ذرہ کوئی شی نہ جانتا ہو اور نہ عمل کرے فقط مقر ایمان ہو اور مرجائے فرمایا مومن ہی تفسیر کبیر مین طبرانی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہی قال قال رسول اللہ من علم ان اللہ ربہ وانی نبیہ صادقا عن قلبہ حرم اللہ لحمہ علی النار کہا فرمایا رسول اللہ نے کہ جو شخص جانتا ہی کہ بہ تحقیق اللہ رب اسکا ہی اور مین نبی اسکا ہون صادق اپنے قلب سے حرام کیا ہی اللہ نے اسکا گوشت اوپر نار کے یعنی وہ آتش جہنم مین نہ جلیگا علامہ عینی شرح بخاری مین فرماتے ہین کہ اقرار لسانی فقط اجراے احکام کے لیے ہی جیسے تصدیق کی رسول اللہ کی ان چیزون مین کہ جو خدا نے اپنے رسول کی معرفت بھیجا ہی پس وہ عند اللہ مومن ہی اگرچہ زبان سے اقرار نہ کیا حافظ الدین نسفی فرماتے ہین کہ یہ کل مروی ہی امام ابو حنیفہ سے اور امام ابو حنیفہ کی ان دونون روایتون سے صحیح تر یہ روایت ہے کہ اسنی المطالب مین لکھتے ہین کہ یہی مذہب ہی امام ابو الحسن اشعری کا اور ابو منصور ماتریدی کا سالمی نے کتاب تمہید مین امام ابو حنیفہ سے روایت نقل کی ہی کہ انہ قال ان الموحد اذا لم یظہر منہ الا قرارا ولم یعلم کیفیۃ الاقرار او اظہر الکفر تقیۃ فہو مومن عند اللہ وکافر عند الناس سقانے شرح تمہید مین امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہی کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہی سید احمد دحلان لکھتے ہین کہ یہ روایت نہایت صحیح ہی فرمایا جناب رسول مقبول نے الاسلام علانیۃ والایمان فی القلب یعنی اسلام ظاہر ہی اور ایمان فی القلب ہی بعضے کہتے ہین کہ درمیان اسلام اور ایمان کے نسبت عموم خصوص مطلق کی ہی کہ جو شخص ایمان رکھتا ہی بالضرور اسلام اس مین موجود ہی اور جو شخص اسلام رکھتا ہی ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اور صاحب سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان صاحب مناوی اور بیضاوی فرماتے ہین کہ الاسلام ہو التوحید والتدرع بالشرع الذی جاء بہ محمد یعنی اسلام توحید اور تدرع اور تلبس شریعت محمدی کا ہی قتادہ کہتا ہی کہ اسلام شہادت بکلمہ لا الہ الا اللہ ہی اسنی المطالب مین ہی کہ کبھی اسلام و ایمان دونون مجتمع ہوتے ہین جیسے کوئی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار بھی کرے اور کبھی اسلام ایمان سے جدا ہو جاتا ہی یہ اس وقت مین ہی کہ زبان سے اقرار کرے اور ظاہر مین احکام کا پابند بھی ہو مگر دل مین تصدیق نہ کرے اسی کو منافق کہتے ہین اور کبھی ایمان اسلام سے جدا ہو جاتا ہی کہ دل مین

بنقولہ اسنی المطالب

اسنی المطالب صفحہ

اسنی المطالب صفحہ

تصدیق کرتا ہی مگر زبان سے اقرار نہین کرتا اور افعال ظاہر شرع کا پابند نہین ہوتا اگر یہ عدم اقرار اور پابندی
نہ کرنا بسبب بغض و عناد کے ہی جیسے کہ ایک فریق علماے یہود و نصاری کہ باوجود معرفت کے تکذیب کرتے
تھے بجہت بغض و عناد ایسا ایمان باطنی اُنکو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا اور اگر یہ عدم اقرار اور عدم پابندی
بسبب کسی عذر شرعی اور عقلی کے ہی نہ از روے بغض و عناد کے تو وہ ایمان باطنی مومن کو عند اللہ دار الآخرت
مین نفع پہونچائیگا اگرچہ بحسب احکام دنیا اُسکو کافر کہہ سکتے ہین اور جو عذر کہ اطاعت ظاہری سے مانع ہوسکے
کئی سبب ہوتے ہین ازانجملہ خوف ظالم ہی کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر میرا اسلام و ایمان ظاہر ہو جائیگا تو مین قتل کیا
جاؤنگا یا مجھے ایسی ایذا دی جائیگی جسکا مین متحمل نہ ہونگا یا میرے عزیز و اقارب اور اولاد سے کسی کو آزار
پہونچیگا پس ایسی حالتون مین اسلام کا پوشیدہ کرنا جائز ہی چنانچہ عمار یاسر پر مکہ معظمہ مین کفار نے جبر کیا اور
کلمات کفر زبان پر جاری کرنے پڑے جیسا کہ سورۂ نحل مین ہی من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن
بالایمان تفسیر بغوی مین سبب نزول اس آیت کا یون مرقوم ہی ابن عباس سے کہ پکڑا عمار یاسر کو اور اُنکی
مان کو کہ نام اُنکا سمیہ تھا اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم کو پس عذاب کیا اُنکو اور سمیہ کو دو اونٹون کے
بیچ مین باندھ دیا اور اُنکی قُبل پر اسقدر مارا کہ شہادت پائی بعدہ یاسر کو شہید کیا چنانچہ مروی ہی کہ اول یہ دونون
اسلام مین یہی درجہ شہادت پر فائض ہوے ہین قتادہ کہتے ہین کہ پکڑا مغیرہ نے عمار کو اور غوطہ دیا اُسی
کنوئین مین کہ جسکا نام میمون تھا اور کہا کہ کفر کرو تم ساتھ محمد کے عمار نے دیکھا کہ جان کا بچنا محال ہی لاچار
بالاکراہ و اجبار کلمات کفر زبان پر جاری کیے جیسا کہ اُن لوگون کی خواہش تھی اور مدح و ثنا اُنکے معبودون کی کی
لوگون نے جناب رسالت مآب کو خبر دی کہ عمار کافر ہو گئے اُسوقت جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ ہرگز نہین
ہوسکتا یہ تحقیق کہ عمار از سرتا پا ایمان سے مملو ہی اور ایمان عمار کے گوشت و خون مین مختلط ہی بعدہ عمار گریہ کنان
آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے پوچھا آنحضرت نے کیا گذری تم پر عرض کی کہ یا حضرت کفر کیا مین نے
آپ کے ساتھ اور اُنکے معبودون کی تعریف کی جواب دیا آنحضرت نے کہ اے عمار تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو
جواب دیا عمار نے کہ مطمئن آنحضرت نے آنسو پونچھے اور فرمایا یا عمار ان عادوا علیک فعد لھم یعنی ای
عمار اگر پھر وہ جبر کرین تم سے تو تم اسی طرح پھر عمل کرنا پس یہ آیہ نازل ہوا دیکھیے یہان حضرت عمار کو حکم فرمایا
کلمہ کفر زبان سے ادا کرنے کا اور اُنکے معبودون کی تصدیق اور مدح کرنے کا اور اپنی مذمت کرنے کا پس کیا مقابلہ
ہی حضرت ابوطالب سے عمار یاسر کو کہ جناب ابوطالب نے بجز مدح و ثناے آنحضرت کبھی مذمت نہین کی اور
اظہار نبوت آنحضرت مین اور آپ کے رسول برحق ہونے مین کیا کیا کوششین کین اُنکے معبودون کی کبھی تعریف
نہین کی آنحضرت کے دین کو خیر الادیان کہا اگر اخفا کرنا ابوطالب کا ثابت ہوتا ہی تو اسی قدر کہ کلمہ علانیہ سامنے
کفار کے بلفظہ نہین فرمایا ورنہ معنی تو گویا بعینہ اقرار توحید و رسالت کو زبان سے ادا فرمایا اور صحیح بخاری
اور صحیح مسلم مین عثمان بن عفان سے روایت کی ہی کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نے کہ جو شخص مر گیا اور جانتا تھا کہ سوا

خدا کے کوئی معبود نہین ہی وہ داخل جنت ہوگا طبرانی نے سلمہ ابن نعیم اشجعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جو شخص ملاقات کریگا اپنے پروردگار سے اس حال مین کہ کبھی شرک نہ کیا ہو وہ داخل جنت ہوگا سلمہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ اگرچہ اسنے زنا و چوری کی ہو آپ نے فرمایا کہ گو اسنے زنا اور چوری بھی کی ہو علامہ برزنجی لکھتے ہین کہ شفاعت کی حدیثوں مین بہت سی حدیثین ہین یہان تک کہ بیان کیا گیا ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص کے دل مین چھوٹی سے چھوٹی رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ آتش جہنم سے نکالا جائیگا اور لفظ ادنی ادنی تین بار فرمایا ابن حجر شرح اربعین مین بیان کرتے ہین کہ ائمہ اربعہ مین سے ہر ایک کا قول ہی کہ تارک اقرار شہادتین مومن عاصی ہو اور یہ قول اکثر علما کا اور بعض محققین حنفیہ کا ہی اور محقق کمال ابن ہمام وغیرہ نے بالتصریح بیان کیا کہ اقرار فقط اجراے احکام کے لیے ہو اور علامہ برزنجی نے اختلاف علما کو دربارہ اقرار شہادتین بیان کیا ہو کہ انھین الفاظ مقررہ سے اقرار شہادتین شرط ہو یا غیر الفاظ مقررہ سے بھی کافی ہوسکتا ہی بعض کے نزدیک یہی الفاظ شرط ہین اور غالب اقوال یہ قول ہو کہ خصوصیت الفاظ معروفہ کی شرط نہین ہی وہی سب مین لکھا ہو اور اسے سب کی طرف منسوب کیا ہو اور حلیمی سے اپنی منہاج مین نقل کیا ہی کہ ایمان بغیر ان الفاظ معروفہ کے بھی منعقد ہوسکتا ہی اگر کوئی لا الہ الا اللہ کے مقام پر لا الہ غیر اللہ یا لا الہ ماعدا اللہ یا لا الہ ما سوی اللہ یا ما من الہ الا اللہ یا لا الہ الا الرحمن یا لا رحمن الا اللہ یا لا رحمن الا الباری اور مثل اسکے سب لا الہ الا اللہ کے برابر ہین اور اسیطرح اگر کہے محمد نبی اللہ یا مبعوث یا امین یا الماحی یا اور اسی طرح کے اسما یا ان الفاظ کو زبان عجمی مین ادا کرے تو اسلام اسکا صحیح ہو اور حکم مسلم کا اسکے لیے ہوسکتا ہی قال ابوحنیفہ عن عطا ابن ابی رباح یعنی ابوحنیفہ عطا ابن ابی رباح سے نقل کیا ہی کہ عبد اللہ ابن رواحہ کی بکریان ایک حبشن چرانی تھی اُن بکریون مین ایک بکری بہت فربہ ہوگئی تھی اور اُسکی نگہبانی کی نہایت تاکید کی تھی ایک روز اتفاقاً بھیڑیا آیا اور اُسی بکری کو اٹھا لیگیا اُسنے عبد اللہ کو خبر کی عبد اللہ نے اُس حبشن کو ایک طمانچہ مارا بعدہ خود اپنے دل مین نادم ہوے اور یہ ذکر جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت مین عرض کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا تم نے برا کیا کہ ایک مومنہ کو طمانچہ مارا عرض کی عبد اللہ نے کہ وہ ایک حبشن جاہلہ تھی آنحضرت صلعم نے اُسکو طلب کیا اور اُس سے سوال کیا کہ اللہ کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ آسمان مین فرمایا مین کون ہون کہا آپ رسول ہین اُسوقت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بہ تحقیق یہ مومنہ ہی روایت کیا ہی اس حدیث کو مسلم و ابوداؤد و نسائی نے معاویہ ابن حکم سے **قولہ (فصل اول)** آیات قرآنیہ (آیت اولی) قال اللہ تبارک و تعالی انک لا تہدی من احببت و لکن اللہ یہدی من یشاء و ہو اعلم بالمہتدین اے نبی تم ہدایت نہین دیتے جسے دوست رکھو ہان خدا ہدایت دیتا ہی جسے چاہے وہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہین مفسرین کا اجماع ہی کہ یہ آیۂ کریمہ ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی ہی معالم التنزیل مین ہے نزلت فی ابی طالب جلالین مین نزلت فی حرصہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ایمان عمہ ابی طالب مدارک التنزیل

میں ہے قال الزجاج اجمع المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب کشاف زمخشری وتفسیر کبیر میں ہے قال الزجاج
اجمع المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں اجمع
المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعہم علی ہذا الزجاج وغیرہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف
میں ہے لقولہ تعالی فی حقہ باتفاق المفسرین انک لا تہدی من احببت **اقول** فصل اول میں آپ نے
آیات قرآنیہ کا ذکر فرمایا اور آیۂ اولی یعنی فی ذالک سب الزامی ہیں کے اولی ہوتے ہیں اور آپ کے ترجمہ میں جو جو خوبیاں
ہیں بیان نہیں کی جاتیں کہ مشتے نمونہ از خروارے بیان ہو چکا ہے آپ نے جو جو تحریفیں فرمائی ہیں کہاں تک ہم اسکا
اظہار کیا جائے چنانچہ تفسیر کبیر اور کشاف زمخشری کا نام بھی رقم فرمایا کہ ان دونوں میں قال الزجاج اجمع
المفسرون ہے مگر دو لفظوں کی تحریف کیوں فرمائی اس میں تو موجود ہے المسئلۃ الاولی ہذہ الآیۃ لا دلالۃ فی
ظاہرہا علی کفر ابی طالب ثم قال الزجاج الخ ہے مگر آپ کیا کریں کہ آپ کے مطلوب کے مخالف ہے اور آپکو
نام کتابوں کے گنوانا ہیں کہ ہم نے اتنی کتابوں سے کفر ثابت کیا ہے شاید اسی سبب سے تحریف فرمائی بہر نوع ہم
آپ کی تحریر کو قبول بھی کر لیں کہ شان ابو طالب ہی میں یہ آیت نازل ہوئی تو اس آیت سے نہ کہیں کفر ثابت ہوتا ہے
نہ کسی طرح [illegible] فضیلت اور رفعت مرتبت اور کامل الایمان محب رسول مقبول ہونا ثابت ہوتا ہے اور نفس
صریح ہے انکے [illegible] انشاء اللہ عنقریب ہم بیان کر دینگے تا آپ کی دل نشینی ہو جائے لیکن حدیث صحیح
جو آپ نے سبب نزول [illegible] رقم فرمائی وہ آپ کے حصول مطلب کے منافی ہے **قولہ** - حدیث - اول صحیح حدیث میں
ہے [illegible] حضور اقدس سید المرسلین نے ابو طالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے
کو ارشاد فرمایا [illegible] قریش عیب لگائینگے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا ورنہ حضور
کی خوشی کر دیتا [illegible] رب العزت تبارک و تعالی نے یہ آیۂ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب تم اسکا غم نہ کرو تم اپنا منصب
تبلیغ ادا کر چکے [illegible] دیا اور دل میں نور ایمان پیدا کرنا یہ تمھارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور اسے
خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دیگا کسے محروم رکھیگا صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں
سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ وزاد مسلم فی اخری عند الموت قل لا الہ الا اللہ اشہد
لک بہا یوم القیامۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علی ذلک الجزع لاقررت عینک
فانزل اللہ عزوجل انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء معالم ومدارک وبیضاوی
وارشاد العقل السلیم وخازن وفتوحات الٰہیہ وغیرہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا
اقول اولا حدیث اول لکھ کر جو آپ نے عبارت رقم فرمائی ہے کہ جب آنحضرت نے کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا
تو جناب ابو طالب نے صاف انکار کیا پھر آپ صحیح مسلم اور ترمذی سے حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا
حاصل یعنی انکار کرنا ابو طالب کا نیچے اس آیت کے ذکر کیا اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مفسرین تو تحت آیت
حاصل اس حدیث کا ذکر فرماتے ہیں کہ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کیا اور پھر انھیں مفسرین میں سے

تفسیر کبیر جزو ۱۱ صفحہ ۷۸ مطبوعہ مصر

سورۂ بقر کی ابتدا مین آیات الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کی تفسیر مین
جو کچھ رقم فرماتے ہین وہ بھی بنظر اقدس سے گذرا ہی یا نہین صاحب معالم نے الکفر علی اربعۃ انحاء لکھ کر
کفر و عناد کی تعریف مین ہو ان یعرف اللہ بقلبہ ویقر بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب رقم فرمایا
ہو جسکو ہم بیان کفر مین بخوبی بیان کر آئے ہین ایک مقام پر مفسرین نے اعتراف کیا اقرار ابوطالب کا
اور تمثیلاً انکے اشعار کا اعلان فرمایا اور دوسرے مقام پر انکار ابوطالب حدیث صحیح سے ثابت فرمایا
اقرار و انکار آپس مین متضاد ہین مجتمع نہین ہوسکتے علی الخصوص وہی مفسرین ایک مرتبہ اقرار کا اقرار کرین
اور وہی مفسرین دوسری مرتبہ اقرار کا انکار کرین تو تفسیر حدیث کے مخالف ہی اور حدیث تفسیر سے
متضاد ہذا لشیء عجاب پس اگر مفسرین کا اعتراف کرنا اقرار ابوطالب پر صحیح ہی تو حدیث صحیح کی صحت
غائب ہوئی جاتی ہی اور اگر حدیث صحیح کی صحت کا یقین کیا جاتا ہی تو مفسرین کا قول پایۂ اعتبار سے ساقط
ہوا جاتا ہی اب آپ کو اختیار ہی یا حدیث صحیح کی صحت کو قبول فرمائیے اور اجماع مفسرین سے دست بردار
ہوجائیے یا اجماع مفسرین کا اقرار فرما کر صحیح حدیث کی صحت سے انکار فرمائیے بہتر تو یہ ہی اذا تعارضا تساقطا
تساقطا پر عمل فرمائیے اور دونون سے ہاتھ اٹھائیے اور راہ راست پر آئیے ورنہ پھر آپ کو آیات و احادیث
متواترہ متظافرہ ڈھونڈھنا پڑینگی اور مثل عنقا کہین پتہ نہ لگے گا ثانیاً اجماع مفسرین کو ہم تسلیم بھی کرلین
کہ یہ آیت خاص ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی تو بھی منافی ایمان جناب ابوطالب نہین ہوسکتی بلکہ بوجوہات
چند دلالت کرتی ہے تکمیل ایمان جناب ابوطالب پر اور انکے ناجی ہونے پر اسواسطے کہ آیت مین کسی
مقام پر نہ کافرین کا ذکر ہی نہ منکرین کا بلکہ مہتدین کا ذکر ہی اور ہدایت کے دو معنی ہین ایک ہدایۃ الطریق ای
اراءۃ الطریق الموصل الی المطلوب اور دوسرے الایصال الی المطلوب اور یہی معنی شیخ عبدالحق دہلوی
نے تکملۃ الایمان مین رقم فرمائے ہین باین عبارت کہ ہدایت دو معنی دارد راہ راست نمودن و براہ راست بردن
و بمقصد رسانیدن و این معنی دوم مخصوص بجناب کبریای الٰہی ست از دیگر نیاید و ہدایت بمعنی اول قرآن و رسول
را ثابت باشد کہ بیان طریق مستقیم می کنند و راہ راست می نمایند ولیکن براہ راست بردن و بمقصد رسانیدن از
خدا ست پس انک لا تہدی من احببت کے معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ تو ای محمد ہدایت نہین کرسکتا یعنی مقصد
کو نہین پہونچا سکتا تیرا کام راہ نمائی ہی نہ بمقصد رسانی من احببت جسکو دوست رکھتا ہی تو راہ نمائی کرتا ہی
مگر مقصد تک نہین پہونچا سکتا ولکن اللہ یہدی من یشاء لیکن اللہ مقصد تک پہونچا دیتا ہی جسکو چاہتا
ہی وھو اعلم بالمہتدین اور اللہ دانا تر ہی مہتدین کے حال سے نہ کہین ضالین کا ذکر ہی نہ مشرکین کا پس
ابوطالب کا مہتدین سے ہونا ثابت ہوتا ہی اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے ہدایت کے معنی حاشیہ ملاجلال پر
بعد بیان کرنے اختلافات کے اور نقص بعض آیات کے رقم فرمایا ہی ان الاراءۃ وان صدرت عنک
بحسب الظاہر لکنہا غیر صادرۃ منک حقیقۃ لخروج اثر ہذا الفعل عن طوق البشر علی طبق قولہ

۵ بحاشیہ ملاجلال الصغریٰ
مطبوعہ مطبع علوی

تعالی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اذ الرمی الی الکفار وان صدر عنہ حسا لکنہ سبحانہ نفی
عنہ باعتبار عدم اقتدارہ علی ترتیب اثرہ فالمنفی ہو الارادۃ المقدورۃ لا الارادۃ الظاہرۃ التی ہی
شان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فلا نقض للمعنی الاول بالآیۃ الثانیۃ یعنی انک لا
تہدی من احببت الخ ترجمہ تحقیق کہ ارادۃ اگرچہ صادر ہو تجھ سے بحسب ظاہر لیکن غیر صادر ہی تجھ سے حقیقۃً
واسطے خارج ہونے اثر فعل کے طاقت بشر سے موافق قول اللہ تعالی کے اور نہین پھینکا تو نے جس وقت
پھینکا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا اسلیے کہ پھینکنا طرف کفار کے اگرچہ صادر ہوا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے دیکھنے مین لیکن نفی کی خدا نے اُس سے عدم قدرت کے اعتبار پر اسکے اثر کی ترتیب پر پس منفی وہ ارادۃ
مقدورۂ خدا ہی نہ ارادۃ ظاہرہ جو شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پس نہین نقض واسطے معنی اول کے
ساتھ آیت ثانیہ کے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ابوطالب کو تصدیق قلبی جو اصل ایمان ہی موافق مذہب حنفیہ کے
حاصل تھی اور اقرار لسانی حضرت ابوطالب کا اُنکے قصائد اور اشعار سے ظاہر ہی کہ آجتک پکار پکار کر
خبر دے رہا ہی کہ اسکا نام تصدیق لسانی ہی جب اشعار کو مفسرین ممدوحین نے مثل صاحب معالم التنزیل
وغیرہ کے بیان کیا ہی اور تصدیق جنانی اور اقرار لسانی کا ثبوت دیا ہی پس حق سبحانہ تعالی عالم ما فی الضمیر ہی
اُسنے اپنے حبیب کو خبر دی کہ ای حبیب جس کام پر تم مامور تھے یعنی اراءۃ الطریق وہ تم کر چکے تم رنجیدہ نہ ہونا
اللہ عالم بالمہتدین ہی یعنی ابوطالب مہتدین مین ہین اُنکو ہدایت دے چکا ہون یعنی ایصال الی المطلوب میرا
کام ہی مین کر چکا ہون اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جب حبیب رنجیدہ ہوتا ہی تو حبیب کا حبیب دلاسا تشفی دیتا ہی
کہ اُسکا رنج مبدل بخوشی ہو جائے پس حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیب کو رنجیدہ دیکھ کر خوشخبری دی کہ
جس شخص کے لیے تم دوست رکھتے ہو کہ صراط المستقیم کی راہنمائی کر دو اُسے مین نے مقصود تک پہونچا دیا
یعنی صراط مستقیم تک اور اگر معاذ اللہ آپکے مذاق کے تصور کیا جائے کہ حبیب رب العالمین تو دوست
رکھتے تھے کہ ابوطالب ایمان لائین اور حق سبحانہ تعالی نے یہ آیت اُتاری اور اُس سے یہ مراد لین کہ ای حبیب
تم اسکا غم نہ کرو ابوطالب کبھی ایمان نہ لائینگے بلکہ کافر رہینگے تو غم آنحضرت کا زیادہ ہوتا یا کم کہ ابوطالب نے
بالغرض لا الہ الا اللہ کہنے سے عذر کیا اور جناب رسالتمآب نے بھی فرمایا قل یا عم لا الہ الا اللہ مگر کسی طرح
ثابت نہین ہو سکتا کہ حضرت مایوس ہو گئے ایمان ابوطالبؑ سے اسواسطے کہ ومن یقنط من رحمۃ ربہ
الا الضالون یعنی کون شخص نا امید ہو سکتا ہی رحمت سے اپنے پروردگار کی مگر جو لوگ کہ گمراہ ہین جنھون نے
خدا کو نہین پہچانا بلکہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ آنحضرتؐ جب اپنا منصب تبلیغ ادا کر چکے اور دیکھا
کہ ابوطالبؑ نے وہ کلمہ نہ کہا تو فوراً حق تعالی نے اپنے حبیب کو خوشخبری دی کہ تم رنجیدہ نہ ہونا اس امر سے کہ
تبلیغ رسالت مین تم سے کمی ہوئی بلکہ تم نے اپنا منصب ادا کیا اگرچہ ابوطالبؑ نے ابھی عذر کیا ہی مگر وہ مہتدین
مین سے ہی اُسے ہم ہدایت دے چکے ہین اور یہ مقولہ تو مشہور و معروف ہی کہ حبیب کا حبیب حبیب ہوتا ہی

ابوطالب حبیب خدا کے حبیب تھے اور محبت ابوطالبؑ کی بہ نسبت جناب رسول خدا کے مشہور اور سیر و تواریخ
مین مسطور ہی مگر محبت رسول خدا کی ابوطالب سے خود حق تعالی نے ظاہر فرما دی اور یہ بھی کلام ناطق مین
وارد ہوا ہی کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور حدیث رسول بھی موجود ہی کہ من احبنی فقد احب اللہ
ابوطالب تو رسول خدا کے حبیب تھے کیونکر خدا کے حبیب نہ ہوتے اور جب حبیب خدا کے حبیب قرار پائے
تو ان سے زیادہ کون صاحب ایمان ہو سکتا ہی حاصل یہ ہی حق تعالی نے خبر دی اپنے حبیب کو کہ تمھارا
حبیب میرا حبیب ہی تم مشقت نہ کرو مین ایصال الی المطلوب کر چکا ہون تمپر بھی ظاہر ہو جائیگا چنانچہ ایسا
ہی ہوا کہ قریب وفات جناب ابوطالب حضرت عباس نے خبر دی کہ یا حضرت آپ کے عم نے وہ کلمہ کہا جسکا
آپ حکم فرماتے تھے ثانیاً حق سبحانہ تعالی اپنی کتاب عزیز مین فرماتا ہی لاتجد قوماً یومنون باللہ والیوم
الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ دوسرے مقام پر فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین
اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلوا اللہ علیکم سلطاناً مبیناً تیسرے مقام پر فرماتا ہی
یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض و من یتولہم منکم فانہ
منہم نہین پائیگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لائی ہو خدا پر اور روز قیامت پر دوست رکھنے والی اس شخص کو
کہ جو مقابلہ کرتا ہی خدا اور اسکے رسول سے ای لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو کافرون کو دوست سوا مومنین
کے آیا تم چاہتے ہو یہ کہ کردو تم واسطے اللہ کے اوپر تمھارے غلبۂ ظاہر یعنی الزام خدا تم پر اور فرمایا خدا
نے جو دوست رکھیگا انکو تم مین سے پس تحقیق وہ انھین مین سے ہی پھر کس طرح ممکن ہی کہ رسول برحق دوست
رکھتے اپنے چچا کافر کو بلکہ آیۂ انک لاتہدی من احببت دلالت کرتی ہی فضل و علو مرتبت ابوطالب خصوصاً
ایمان و ہدایت مین اسوجہ سے کہ ابوطالب کو ہدایت حاصل ہوئی اللہ کی طرف سے کہ سوائے خدا کے کسی سے
ہدایت حاصل نہین کی حق تعالی خود متولی ہدایت ابوطالب ہوا باین تقدیر حاصل آیۂ شریفہ یہ ہی کہ ابوطالب
ایسے ہین تو ای محمدؐ انکو دوست رکھتا ہی اور بذاتہ انکو ہدایت نہین کرتا بلکہ اللہ متولی ہدایت ابوطالب ہوا
ہی اور پہلے ہی سے انکو ہدایت ہو چکی ہی اور اللہ مہتدین کے حال سے واقف ہی اور ایسی ہدایت مخصوص ہی
انبیا اور اوصیا اور اولیاء اللہ کو اور جب یہ معنی مراد لین تو معصومیت آنحضرت کی محفوظ رہتی ہی اور مرتکبین نہی
الٰہی مین شامل بھی نہین ہوتے اور دوست رکھنا اپنے چچا ابوطالب کا کہ جسکا اظہار حق تعالی نے فرما دیا کوئی
نقصان آنحضرت کے مرتبۂ رسالت کو بھی نہین پہونچاتا اور مومن ہونا اور سابق الہدایۃ من اللہ ہونا ابوطالب
کا ثابت ہوتا ہی **رابعاً** یہ تو ثابت ہی کہ موحدین اہل فترت داخل جنت ہونگے معذب نہونگے مگر موحدین
اہل فترت کو باوجود اس امر کے کہ انبیا اور مرسلین سابقین کے قائل مگر پیغمبر زمان کے منکر ہونے کی وجہ سے
حق تعالی عذاب کریگا اور حق تعالی نے انکو کفار مین شامل کیا ہی اس سبب سے کہ میرے اس رسول کی تصدیق نہین
نہین کرتے اگرچہ میری توحید اور انبیاے سابقین کی تصدیق کرتے ہین سبحان اللہ حق تعالی تو اپنے نبیون

اور رسولون کا بہ حفظ مراتب کرے اور اُن منکرین کو جہنم واصل کرے اور خالدین فیہا فرمائے کہ ہمیشہ آگ مین جلتے رہین گے مگر وہ انبیا اور رسول اپنے خالق اور رب کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرین اور دشمنان خدا یعنی کفار و مشرکین کو دوست رکھین خصوصًا ہمارے پیغمبر کہ حبیب الہ العالمین ہین اور کفار کو دوست رکھین کہ جو دشمن خدا ہون باوجود نہی فرمانے حق سبحانہ تعالی کے یہ ممکن نہین اور دوست رکھنا رسول خداصلعم کا ابوطالب کو خود حق تعالی نے فرمادیا پس جناب رسالت مآبؐ ابوطالب کو دوست رکھتے تھے پس سبب اُنکے کمال ایمان کے وہ کافر ہو سکتے ہی نہین خامسًا برزنجی اور زینی اسکا جواب اس طرح رقم فرماتے ہین پس اگر مان لین ہم کہ آیت جناب ابوطالبؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے پس تحقیق وہ مان لینا نہین منع کرتا ایمان لانے سے ابی طالبؑ کے اور جز این نیست کہ دلالت کرتی ہی یہ آیت کہ تحقیق تو ای محمدؐ نہین ہدایت کر سکتا ہی تو اُسکو ولیکن خدا ہدایت کر سکتا ہی جسے چاہے پس برزنجی فرماتے ہین فنقول پس ہم کہتے ہین کہ تحقیق کہ خدا نے ہدایت دی ہی اُنکو اپنی مہربانی سے اور قبل اسکے مذکور ہوا کہ تحقیق کہ حضرت عباسؓ نے خبر دی پیغمبرصؐ کو کہ تحقیق ابی طالبؑ نے گواہی دی یعنی کلمہ شہادت پڑھا اگرچہ جواب دیا آنحضرت نے اُنکو کہ مین نے نہین سنا پس جز این نیست کہ کہا آنحضرت نے واسطے عباس کے وہ ظاہر حال پر نظر کرکے اور فرمانا آنحضرت کا کہ نہ سنا مین نے مانع نہین ہی ابوطالب کے ایمان لانے کو اِسلیے کہ تحقیق کہ اللہ نے خبر دی پیغمبرصؐ کو اُنکے ایمان لانے پر بعد اُسکے اور اسی واسطے فرمایا آنحضرتؐ نے بعد ابوطالبؑ کی موت کے عباسؓ کے جواب مین کل بہتری کی امید رکھتا ہون مین واسطے ابوطالب کے اپنے رب سے روایت کیا ہی اُسکو طبقات مین اور اُنکی امید واجب الحصول ہی پس نہین امید رکھتے آنحضرت کل چیز کی مگر واسطے مومن کے اور نہین جائز ہی یہ کہ مراد لی جائے اس سے تخفیف ایک جز عذاب کی پس تحقیق کہ وہ نہین خیر بذاتہ چہ جائیکہ ہو وہ کل خیر اور جز این نیست کہ تخفیف عذاب تخفیف شر کی ہی اور بعض شر اہون ہی بعض سے اور حصول کل خیر کا جز این نیست کہ ہوتا ہی ساتھ داخل ہونے جنت کے فلو سلمنا فانہ لا یمتنع من ایمانہ وانما دلت علی انہ لا تہدی بہ ولکن اللہ یہدی من یشاء فنقول ان اللہ قد ھداہ بلطفہ وتقدم ان العباس خبر النبیؐ بانہ اقر بالشہادۃ وان قال لہ لم اسمعہ فانما قال لہ ذلک نظرا الی ظاہر الحال وذلک لا یمتنع لان اللہ اطلعہ علی ایمانہ بعدہ ولذلک قال بعد موتہ فی جواب العباس کل الخیر ارجوہ من ربی ورواہ فی الطبقات ورجاءہ محقق فلا یرجو کل الخیر الا المومن ولا یجوز ان یراد بہذا تخفیف جزء من العذاب فانہ لیس خیرًا بذاتہ فضلا عن ان یکون کل الخیر وانما تخفیف العذاب تخفیف الشر وبعض الشر اہون من بعض وحصول کل الخیر انما یکون بدخول الجنۃ انتہی یعنی اگر تسلیم کرلین ہم کہ یہ آیت شان مین ابوطالبؑ کے نازل ہوئی ہی پس یہ آیت منع نہین کرتی ہی ایمان لانے کو ابوطالب کے بلکہ دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ تو ای محمدصؐ ہدایت

سوال ۵ [illegible] سید ابوالقاسم [illegible] جواب ثالث برزنجی ۱۲

نہین ہو سکتا لیکن خدا اُسکو ہدایت کر سکتا ہی اور اللہ دانا تر ہی ہدایت پانیوالون سے پس حق تعالیٰ نے آخر وقت ظاہر
کر دیا ہدایت کو کہ زبان سے بھی تلفظ کیا کلمہ کا حالانکہ ہدایت نہین ہوا اور قول آنحضرت کا جواب عباس مین لہ اسمع یعنی
ظاہر حال تھا کہ پیغمبر نے اپنے کان سے تلفظ اُس کلمہ کا نہ سنا تھا کہ ادائے شہادت باستماع خود عند اللہ کریکے
نہیں خلاف تھا اور نے اطلاع اُس سے بخشی کہ انک لا تھدی من احببت اسی سبب سے پیغمبر خدا نے عباس
کے جواب مین فرمایا کل الخیر ارجو لہ من ربی اور یہی مروی ہی طبقات مین اور رجائے نبی محقق واجب الحصول
ہی بغیر تاخیر کے پس آنحضرت کی امید حق تعالیٰ سے کل خیر کی نہین ہو سکتی مگر خاص واسطے مومن مخلص کے اسواسطے
کہ کافر مستحق نہین ہی مگر عذاب کا اور یہ گمان کرنا لوگون کا کہ استغفار نبی باعث تخفیف عذاب کا ہوئی لہ جہت
باطل ہی اسواسطے کہ تخفیف عذاب سے مراد تخفیف جزئی ہی پس ایک جز عذاب اگر باطل کر دیا جائے تو ہم اور
حد عذاب سے خارج نہین ہوتا اس تخفیف کا نام خیر تو ہو سکتا نہین کل الخیر کیسا تخفیف عذاب تخفیف بعض شر
کی ہی کہ بعض شر اہون من البعض ہوتے ہین پس حصول کل خیر ممکن نہین مگر ساتھ نجات پانے کل مضرات کے اور
داخل ہونے جنت کے سادساً احمد بن زینی دحلان اسنی المطالب مین رقم فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا وقت وفات
ابو طالب کے پاس تشریف لے گئے وہان ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ مخزومی بھی موجود تھے فقال رسول اللہ
لعمہ قل لا الہ الا اللہ الخ یعنی حضرت نے فرمایا کہ چچا تم فقط لا الہ الا اللہ کہدو کہ مین خدا کے سامنے گواہی
دون اور حجت گردانون اُسے تو ابو جہل و عبد اللہ بن ابی امیہ بولے کہ ای ابو طالب کیا تم عبد المطلب کی
ملت سے پھرتے ہو اور یہی کہے چلے گئے یہان تک کہ ابو طالب نے تنگ آکر اُن سے گفتگو کرنے مین آخری
بات اپنی زبان سے یہی نکالی کہ مین ملت عبد المطلب پر ثابت قدم ہون اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار
کر دیا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جب ابو طالب نے دیکھا کہ پیغمبر خدا بہت اصرار کرتے ہین تو کہا کہ ای
جان عم اگر مجھے قریش سے تیرے بارے مین خیال و خوف نہ ہوتا تو مین یہ کلمہ کہدیتا اور ایک روایت مین یون
وارد ہوا کہ بسبب ننگ و عار و ملامت قریش کے نہین کہتا کہ وہ لوگ طعنہ زن ہونگے ورنہ آپکی آنکھین
اس کہنے سے روشن کر دیتا احمد زینی لکھتے ہین کہ اس مین تو کلام ہی نہین ہی کہ اُنکا عذر اقرار شہادتین نہ کرنے
مین ایمان کو اُنکے کوئی ضرر پہونچاتا ہی نہین اور یہ جو زینی نے رقم فرمایا ہی مؤید اُسکے وہ روایات صحیحہ ہین
جو ہم بحث کفر و ایمان مین بیان کر آئے ہین اور جلد اول مسلم مین عثمان بن عفان سے بھی منقول ہی قال قال
رسول اللہ من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ جو مر جائے اور یہ
جانتا ہو یعنی مفہوم لا الہ الا اللہ کو تو داخل جنت ہوگا بعد اسکے زینی لکھتے ہین کہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ ابو جہل و عبد اللہ
ابن امیہ کے سامنے حضرت ابو طالب نے محض اس لالچ سے انکار کیا ہو کہ حفاظت نبی مین خلل نہ آئے اور بعد
میرے مرجانے کے آنحضرت کو کوئی آزار نہ پہونچا سکے اُنھین خوب معلوم تھا کہ قریش کے دلون مین قدر و منزلت
بعد وفات بھی اُسی صورت مین رہ سکتی ہی جب وہ لوگ جانے کہ وہ ہمارے دین پر ثابت قدم رہا اُسی جہت

ہو تنطیم ستھ باعث ممکن ہے کہ نبی کو آزار نہ پہونچے اگر ابوطالب کا قصد یہی تھا تو اُنکو معذور سمجھا جائے اور بیشک
یہ جواب اُنھین دیا تھا محض اُنکی خاطر کے طور پر تھا کہ اُنھین نفرت نہ پیدا ہو اور خدشہ یہ بھی لگا ہوا تھا کہ بعد
میری وفات کے آنحضرت کو آزار نہ پہونچے انتہی اور مسلم نے جو زیادہ کیا ہے عند الموت تو یہ سب واقعۂ عند الموت
ہوے اور آخر یا کلمہ بہ جور وایات مین وارد ہوا ہے یعنی آخر بات اُن سے یعنی ابوجہل ورُانکے ساتھیون سے
کہی تھی وہ وہی تھی یعنی علی ملت عبد المطلب مگر آخر یا لتکلم یہ نہین ہے کہ آخر کلمہ جو اُنکی زبان سے نکلا وہ وہی
تھا بلکہ آخر کلمہ جو نکلا وہ لا الہ الا اللہ تھا جو قول عباس سے ثابت ہے اس بحث کو انشاء اللہ بالتفصیل ہم آگے
بھی بیان کرینگے جن مقامون پر آپ نے تعارض کیا ہے فقط سا یقا حضرت ابو طالب تو آنحضرت کی
صغر سنی سے پرورش اور تربیت اور نصرت و حمایت مین مصروف تھے جیسا کہ آپ بھی معترف ہین اور آپ کا اعتراف کیا بلکہ تمام
کتب تواریخ و سیر و احادیث بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ ابوطالب نے آنحضرت کی پرورش و تربیت اور
حمایت و نصرت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اپنے فرزندون سے زیادہ حضرت کو دوست رکھتے تھے
اور تاحیات آنحضرت سے جدا نہین ہوے پس کون مانع تھا کہ جناب رسالتمآب نے ابتدا سے وقت
موت تک ابوطالب کو ہدایت ایمان کی نہ فرمائی حالانکہ حق تعالی نے وانذر عشیرتک الاقربین فرما دیا
چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسالتمآب نے بنی ہاشم وغیرہ کو جمع کیا باختلاف روایات چالیس
یا پینتالیس شخص تھے مردون مین سے تھے اور وہ تھوڑے تھے اور طعام قلیل تھا بقول علی بن ابی طالب علیہ السلام
جو معارج النبوۃ رکن سوم باب اول فصل چہارم مین موجود ہے فرمایا علی بن ابی طالب نے کہ قسم ہے خدا کی
کہ جان علی کی اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے اُستقدر وہ مقدار طعام کی تھی کہ ایک شخص اُسکو کھا لیتا اور اُسی قدر
دودھ بھی تھا آنحضرت نے ایک پارچہ گوشت اُسمین سے اُٹھا کر کچھ تھوڑا سا تناول فرمایا اور اُس مین رکھدیا
اور فرمایا کھاؤ بسم اللہ تعالیٰ بعدہ تمام مہمانون نے اُس طعام کو کھایا اور سب سیر ہوگئے بعد انفراغ
طعام آنحضرت نے چاہا کہ کچھ فرماوین کہ ابولہب نے کلام مین مبادرت کی اور کہا کہ یہ سحر محمدی ہے الغرض سب کو
اُس لعین نے متفرق کر دیا آنحضرت بہت آزردہ ہوے پھر دوسرے روز اُسی طرح سب کو جمع کیا اور اُسی
مقدار قلیل مین سب کو کھلا دیا اور وہ سب سیر ہوگئے پھر آنحضرت نے آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین کی تلاوت
فرمائی اور کلمات ہدایت فرما کر فرمایا انا ادعوکم الی کلمتین فقام علی بن ابی طالب و قال انا یا رسول اللہ
اور بروایت جعفر ابن عبد اللہ قبل از امیر المومنین علی حضرت ابوطالب نے جواب مین مبادرت کی اور کہا کہ ای محمد
مجکو کوئی امر زیادہ تیری اعانت سے محبوب نہین ہے اور نیز اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اور یہ سب
ابنائے پدری تیرے ہین اور مین ایک اُنمین کا ہون اگر تیرے قول کو قبول اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم
کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون اور اگر انکار کرین تو مین دین عبد المطلب پر ہون اور تو جس امر پر مبعوث
اور مامور ہوا ہے قیام کر اور افشائے ملت اور ابلاغ رسالت کو روز بروز ترقی دے واللہ جب تک مین زندہ

رہونگا تیری محافظت کرونگا اور تیری حمایت مین اپنی جان نثار کرونگا اس طولانی تقریر کا ماحصل یہ ہی کہ
جناب رسالتمآب کو قول جناب ابوطالبؑ سے ثابت ہو چکا تھا کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین ایمان یا اعلانات
لانے کو موجود ہون اور سب پر سبقت کرتا ہون بشرطیکہ یہ سب قبول کرین ورنہ مین دین عبدالمطلب پر
ہون اب آپ یہان پر فرما دیجئے کہ ابوطالب کا انکار کرنا یہان بھی ثابت ہوتا ہی مگر یہ کہنا اپنا مطابق فہم
اُنھین لوگون کے ہوگا جو ابوطالب کے ساتھ اس مجمع مین تشریف لائے تھے اور تا دم مرگ بعض ان مین کے بحالت کفر
مین فی النار ہوگئے ورنہ جناب ابوطالب کا فرمانا کہ اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اگرچہ یہ نسبت
سب کے ہی مگر قائل اس قول کا کون ہی جناب ابوطالب ہین اور یہ بھی ثابت ہی کہ اُن مین سے کوئی اس نیت
سے نہ آیا تھا بلکہ جس نیت سے جناب ابوطالب تشریف لائے تھے اُسکا اُنھون نے اظہار فرمایا کہ شاید
اُن مین سے کوئی میرے قول کی تصدیق کرے اور کہے کہ ہم بھی اسی نیت سے آئے ہین پھر فرمایا اگر تیرے
قول کو قبول کرین اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ورنہ مین دین عبد
المطلب پر ہون یا حضرت توجہ فرمایئے کہ ابوطالبؑ نے آنحضرت کی رسالت کا بھی اعلان کر دیا کہ یہ رسول
ہین اور خود اقرار کرنا بھی ثابت ہوگیا اور یہ قول جناب ابوطالب کا کہ اگر یہ سب قبول کرین تو مین سب پر
سبقت کرتا ہون ظاہرا اس مین بھی شرط سب کے قبول کرنے کی ہی مگر سبقت کا وجود معدوم ہوا جاتا ہی کہ
جب سب نے قبول کر لیا تو پھر سبقت کیسی بلکہ مراد ابوطالب کی یہ تھی کہ اُن مین سے کوئی بھی قبول کریگا
اگرچہ اس وقت قبول نہ کرین تو میرا سابق الاسلام ہونا سب پر صادق آجائیگا پس جناب ابوطالب نے
اپنی نیت اُس صحبت مین آنے کی اور اقرار رسالت اور سب پر سابق الاسلام ہونا ثابت کر دیا اور اگر بفرض
محال قبول کر لیا جائے کہ ابوطالب نہ قبول کرنے کے قصد سے آئے تھے نہ آپ نے اقرار رسالت کیا نہ
اعلان رسالت کیا نہ سبقت کی مگر بتقاضائے طبع تو آپ کا آنحضرت پر ثابت ہو گیا پھر اُس وقت سے تا عند
الموت کہ ایک مدت دراز گذر گئی ابوطالب کے تاخیر فرمانے کا کیا سبب کیا کوئی وقت ایسا نہ ملا آنحضرت کو کہ فرماتے
کہ قل یا عمو لا الہ الا اللہ بلکہ ابوطالب موحدین اور اوصیاے انبیا بالنفسہ نبی تھے اور جناب رسالتمآب کی
رسالت کو قبول فرما چکے تھے اور سابق الاسلامی اپنی مجمع عام مین ظاہر فرما چکے تھے ابوطالب محرم اور رازدار آنحضرت
کے تھے اور آنحضرت بھی کمال ایمان ابوطالب سے واقف تھے اور کیا یہ ممکن نہین ہی کہ جن وجہون سے ابوطالبؑ
نے اخفا فرمایا تھا اُنھین سبھون سے پیغمبر برحق کو بھی مخفی رکھنا ایمان ابوطالب کا منظور ہو کہ ایمان حضرت عباس
کو بھی آنحضرت نے تا بہ جنگ بدر اسقدر مخفی رہنے دیا کہ اصحاب مین سے بھی کوئی واقف نہ ہوا تھا یہان بھی
ایسا ہی تصور کرنا چاہیے کہ آنحضرت بخوبی واقف تھے کہ اگر ابوجہل وغیرہ کفار قریش پر ثابت ہوگیا کہ ابوطالبؑ
نے ایمان کو قبول کر لیا ہی اور مسلم ہو کر ترک ملت کفر کر کے وفات فرمائی تو اُن سب کے نزدیک قدر و منزلت
ابوطالب کے کلام کی باقی نہ رہیگی اور پاس ولحاظ وصایاے ابوطالب کا باقی نہ رہیگا اور سب کفار یکایک

مجھپر نزع کرینگے اور مصائب عظیم کا سامنا ہوگا اس سبب سے مجمع کفار مین عند الموت فرمایا قل یا عم لا اله
الا الله کہ ابو طالب نور راز دان مصطفوی تھے سمجھ گئے کہ میرے ایمان اور اسلام سے تو جناب ختمی مآب واقف
ہین اسوقت جو ایسا سوال فرمایا ہے مصلحت ہے فورًا ابو طالب نے جواب مین فرمایا یا ابن اخی قد علمت انك
صادق ولکنی اکرہ ان یقال جزع عند الموت ولولا ان یکون علیك وعلی بنی ابیك ذلت عضاضة
ومسبة بعدی لقلتها ولا قررت بها عینك عند الفراق لما اری من شدة وجدك ونصحك
ولکنی سوف اموت علی ملة الاشیاخ عبد المطلب وهاشم وعبد مناف الا انکم عند الموت تو ابو طالب
اپنے مراتب کا مشاہدہ فرماتے ہونگے اور یہی سبب ہی کہ اخیر کلمہ لا اله الا الله ہوا جسکو حضرت عباس
نے ظاہر فرمایا اگرچہ اسکو بھی آنحضرت نے لم اسمع فرماکر سکوت کیا ورنہ عند الموت دعوت اسلام و ایمان
فرمانا آنحضرت کا اور انکار کرنا ابو طالب کا دونون امر محالات سے ہین تکملۃ الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کو ملاحظہ
ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا رقم فرماتے ہین عبارت تکملہ کی بجرو فہا یہ ہی ایمان الباس غیر مقبول باس در لغت
بمعنی شدت و عذاب آید و مراد درینجا سکرات موت و معائنہ احوال آخرت است کہ در وقت حضور موت حاصل
گردد و در اخبار آمدہ است کہ ہریکی در وقت موت جای خود را می بیند مومن در بہشت و کافر در دوزخ پس چون
کافر درین حالت ایمان آرد ایمان وی معتبر نباشد چہ ایمان باید کہ بغیبت و باختیار و قصد امتثالی امر مولی و بجا
آوردن حکم صاحب و اطاعت فرمان وی تعالی باشد و ایمان درین حالت ایمان بغیبت و باختیار نبود اضطراری
بود چنانچہ روز قیامت تمامی کافران فریاد برآرند کہ ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون
خداوندا دیدہ ما بینا شد و گوش ما شنوا گشت و بیقین دانستیم کہ آنچہ پیغمبران تو خبر دادہ بودند و کتابہای تو بدان
ناطق بود حق است ما را بدنیا باز فرست تا عمل صالح کنیم و مستحق ثواب شویم این ایمان و اقرار و اعتراف بحق دران
وقت فائدہ ندارد و تمام اہل حق از اول تا آخر اتفاق دارند کہ ایمان باس مقبول نیست و در حدیث آمدہ است
ان الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر غرغرہ کنایہ از حالت موت و شدت سکرات و رسیدن روح در حلقوم
است و در قرآن مجید می فرماید فلم یك ینفعهم ایمانهم لما رأوا بأسنا یعنی ایمان در ہنگام دیدن باس و عذاب
الہی نفع نکند و جای دیگر می فرماید ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم
الموت قال انی تبت الآن ولا الذین یموتون وهم کفار نیست توبہ مر اوشان را کہ می کنند بدیہا تا آنکہ چون
در آید یکی از ایشان را موت بگوید بدرستی کہ من توبہ میکنم اکنون و نیست اوشان را توبہ کہ بمیرند و اوشان کافران اند
الحاصل شاید کہ استدلال باین آیہ صحیح تر و صریح تر باشد چہ احتمال دارد کہ مراد برویت باس در آیت سابقہ
مشاہدہ علامات قیامت و طلوع شمس از مغرب باشد چنانچہ بعض مفسرین این آیہ کریمہ را بدین تفسیر کردہ اند و
این آیہ اخیر کہ ما بر خواندیم صریح ندامی کند بعدم قبول توبہ و ایمان در وقت حضور موت کما لا یخفی و بد انچہ از دلیل
و نصوص ذکر کردیم ظاہر شد کہ توبہ معاصی نیز در حالت باس و غرغرہ مقبول نباشد چنانچہ ایمان و مذہب اکثر

تکملۃ الایمان صفحہ

از اشاعرہ و ماتریدیہ وعلما و فقہا نیز ہمی رست و نزد بسیاری از علماتوبۂ یاس مقبول است ولیکن ایمان یاس بالاتفاق و اجماع مقبول نیست جب بالاتفاق ثابت ہوا کہ ایمان وقت موت کا مقبول نہین ہی تو کس طرح ممکن ہی کہ ایسے وقت مین جسکو محدثین آخر ما کلمہم اور آخر ما تکلم سے خطاب کرین اسکو اُس وقت مین جناب رسالت مآبؐ فرماتے کہ تم ایمان لاؤ اور ایسے وقت کا ایمان لانا کیا نفع دیتا کہ قصد امتثالی امر مولی و اطاعت فرمان وی تعالی دونون معدوم تھے پس اب جو فرمانا جناب رسالت مآبؐ کا بجمع کفار مین عند الموت جناب ابو طالب کو تھا تو کسی مصلحت سے اور انکار حضرت ابو طالب بھی مصلحت تھا ورنہ کیا ممکن ہی کہ ابو طالب کافر ہوتے اور اپنی جگہ دوزخ مین دیکھتے اور پھر انکار کرتے اور جگہ بھی وہ جگہ کہ عموماً کفار ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل کہینگے ابو طالب اُس مقام کو مشاہدہ کرین اور انکار کرین ایمان سے پس بالضرور ثابت ہوتا ہی کہ انکار جناب ابو طالب کا بہ مصلحت تھا اور سوال جناب رسالت مآبؐ بھی بمصلحت لیجیے حدیث صحیح کی صحت بھی باقی رہتی ہی اور اسلام و ایمان جناب ابو طالب بھی ثابت کہ مابین حبیب و محبوب کلمات راز واقع ہوے اور جب طرفین سے محبوبیت ثابت ہوئی تو طرفین حبیب خدا قرار پائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب حبیب خدا تھے اور ابو طالب حبیب رسول تو بالضرور ابو طالب بھی حبیب خدا ہوے اُنکے مومن ہونے مین کسی طرح کا شک و شبہہ باقی نہین رہتا و ما علینا الا البلاغ آیۃ ثانیہ قال جل جلالہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم رو نہین نبی اور ایمان والون کو کہ استغفار کرین مشرکون کے لیے اگرچہ وہ قرابت والے ہون بعد اسکے کہ اُنپر ظاہر ہوچکا کہ وہ بھڑکتی آگ مین جانے والے ہین یہ آیہ کریمہ بھی ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی تفسیر امام نسفی مین ہی ہو علیہ الصلوۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی جلالین مین بھی نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعمہ ابی طالب امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین قال الواحدی سمعت ابا عثمان الحیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج یقول فی ہذہ الآیۃ اجمع المفسرون انہا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر مین بسند خود ابو اسحق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہی کہ یہ آیۃ ابو طالب کے حق مین اُتری **اقول** آیۃ ثانیہ جو آپ نے رقم فرمائی ما کان للنبی والذین امنوا الخ نہین روا ہی پیغمبر اور مومنین کو یعنی یہ کام پیغمبر اور مومنین کا نہین ہی کہ طلب مغفرت کرین واسطے مشرکین کے اگرچہ وہ رشتہ دار ہون جب اُن مومنین پر ظاہر ہوچکا کہ وہ اصحاب دوزخ ہین بعد اسکے آپ نے اجماع مفسرین کا ذکر فرمایا اول تو اجماع مفسرین حجت نہین ہوسکتا کہ علامہ محمد کہ ملقب بحنفی ہین شرح رسالہ سید شریف مین جو علم اصول حدیث مین ہی رقم فرماتے ہین وقد اخطأ المفسرون ای وقعوا فی خطاء کالواحدی المفسر وغیرہ بین المفسرین فی ایداعہا ای فی ایرادہ الاحادیث الموضوعۃ و درجہا فی تفاسیرہم الا من عصمہ اللہ تعالی کصاحب المدارک مثلاً اور یہ تحقیق

کہ خطا کی ہی مفسرون نے یعنی اُن سے خطا واقع ہوئی مثل واحدی وغیرہ کے کہ وارد کیا اور درج کیا اپنی اپنی تفسیرون مین احادیث موضوعہ کو مگر وہ شخص کہ بچایا اُسکو اللہ تعالی نے مانند صاحب مدارک کے مثلاً جب مفسرین کی تفسیرین مملو ہین اُن احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور آحاد سے تو اُنکا اجماع اگر ثابت بھی ہو جائے تو حجت نہین ہی اور اجماع اہل بیت کو آپ قبول نہ کرینگے کہ حضرت ابوطالب اور تمام آباے نبوی کا ایمان قبول کرنا پڑیگا قول ابن اثیر از جامع الاصول وغیرہا سے کاشفی از دلائل النبوت اورده کی کرده نسبت از اہل بیت کہ ایشان اتفاق دارند برآنکہ ابوطالب با ایمان رفتہ معارج رکن دوم باب سوم فصل دوم صفحہ ۶۹ ابن اثیر نے اپنی کتاب جامع الاصول مین کہا لم یسلم من اعمام النبی الا حمزۃ وعباس واھل البیت یزعمون ان اباطالب مات مسلما یعنی نہین اسلام لائے اعمام نبی سے مگر حمزہ اور عباس اور اہل بیت گمان کرتے ہین کہ تحقیق ابوطالب نے انتقال کیا در انحالیکہ مسلم تھے دیکھیے اجماع اہل بیت کو اسلام ابوطالب پر ابن اثیر نے بیان کر دیا اور اجماع اہل بیت حجت ہو سکتا ہی بلکہ حجت ہی کہ وہ احد الثقلین ہین جناب رسالت مآبؐ نے اُن سے تمسک کا حکم فرمایا ہی چنانچہ ترمذی وغیرہ مین ابوذر اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن یمان اور جابر انصاری سے روایت کی ہی کان رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب ویقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی خلاصہ یہ ہی کہ رسول خدا نے حج مین روز عرفہ کہ ناقہ قصوی پر سوار تھے خطبہ فرمایا اور فرمایا کہ ای گروہ مردم چھوڑتا ہون مین تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کروگے تم یا عمل کروگے تم ساتھ اُسکے تو پھر گز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا ہی دوسری عترت میری ہی صحیح مسلم مین بہت سی سندون کے ساتھ مروی ہی کہ پیغمبر خدا نے روز غدیر خطبہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللہ یعنی تم مین دو چیزین گرانبہا چھوڑتا ہون مین ایک قرآن مجید کہ اُس مین نور اور ہدایت ہی اُسپر عمل کرو تم دوسرے اہل بیت میرے ہین تم کو خدا کی یاد دلاتا ہون تین مرتبہ تاکیداً اس کلمہ کو فرمایا مشکوۃ مین احمد بن حنبل سے روایت ہی ان مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف ھلک و فی المشکوۃ عن ابی ذر انہ قال ھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی یقول الا ان مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح الخ ہی یعنی بہ تحقیق کہ مثال میرے اہل بیت کی اس امت مین مثال سفینۂ نوح کی ہی پس جو شخص کہ سفینۂ آل محمدؐ پر سوار ہوا نجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا دریاے ضلالت اور طوفان اختلاف مین غرق و ہلاک ہوا ترمذی مین روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما فرمایا جناب رسول خدا نے مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہوگے تم ساتھ اُسکے ہرگز

گمراہ نہ ہوگے تم ایک اُن دونون مین سے بزرگتر ہی دوسری سے کتاب خدا ہی مانند ریسمان ممدود کے آسمان سے زمین تک دوسرے اہل بیت میرے ہین اور ہرگز جدا نہو نگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہون تامل کرو تم کہ کیا سلوک و معاملہ کرتے ہو تم بعد میرے قرآن اور اہل بیت کے ساتھ حاصل یہ ہو کہ اجماع اہل بیت حجت ہی پھر جب اجماع اہل بیت ثابت ہوا اسلام جناب ابوطالب پر تو وہ اجماع حجت ہو سکتا ہی اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ امور بیت کو اہل بیت ہی خوب جانتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کے حال سے جیسا وہ واقف ہو سکتے ہین اُنکا غیر ہرگز واقف نہین ہو سکتا اور جب تو اتر احادیث سے مرقومہ بالا ثابت ہی تو واجب التمسک اہل بیت قرار پاتے ہین اُنکا اجماع حجت ہی آپ چاہین قبول فرمائین چاہین نہ فرمائین جب بقول جناب رسالت مآب قرآن اور اہل بیت آپس مین ایک دوسرے سے اعظم ہین تو اُنکا اجماع بہ نسبت اجماع مفسرین کے بھی اعظم ہی بلکہ واجب التمسک ہی ثانیاً اگر ہم بفرض محال تسلیم بھی کر لین کہ اجماع مفسرین ہی صحیح ہی تو کلام مفسرین مین تعارض و تضاد واقع ہوا ہی چنانچہ کچھ ہم ادیر بحث آیہ انک لا تہدی من احببت مین عرض کر آئے ہین پھر بھی گذارش کرتے ہین کہ یہی مفسرین تفسیر آیہ ان الذین کفروا سواء علیہم مین اقسام کفر رقم فرما کر کہتے ہین کہ جناب ابوطالب کا کفر کفر عناد تھا اور اسکی تعریف مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا اقرار فرما کر بعدم تدین سے کفر ثابت کرتے ہین پھر وہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ انک لا تہدی من احببت الخ شان ابوطالب مین نازل ہوئی اور حدیث صحیح سے حجت لیتے ہین کہ جناب ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کیا کیا اسی کا نام اقرار لسانی ہی لیجیے پہلے اقرار لسانی کا اقرار تھا اب انکار اسکو ہم اوپر بحث آیہ مذکورہ مین بیان کر چکے ہین اب پھر یہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ آیہ ماکان للنبی بھی جناب ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی سبحان اللہ کیا اجماع ہو مفسرین کا اور کیا سمجھ ہی آپ کی دیکھیے تو کہ یہان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون بالائے طاق اور شرک کا وجود دست بستہ موجود کبھی تو یہی مفسرین کفر و عناد کے قائل ہوتے ہین کبھی انکار لسانی پر اجماع فرماتے ہین کبھی شرک پر اجماع فرماتے ہین آخر بیچارہ ایک جناب ابوطالب اور اوپر تمام اقسام کفر اور شرک کہ آپس مین مغائرت تامہ رکھتے ہین کس طرح ثابت ہو سکتے ہین اور جب اجماع مفسرین ثابت ہے تو اس اجماع کو ہم بھی تسلیم کیے لیتے ہین مگر یہ اجماع واقع ہوا ہی اجتماع ضدین اور تعارض پر کہ جو محال بالضرورۃ ہی اب ہم اس آیہ کے نزول کو مطابق اجماع مفسرین کے جناب ابوطالب ہی کے باب مین قرار دیتے ہین مگر ان مفسرین نے سبب نزول مین اس آیہ کے جو حدیث رقم فرمائی وہی حدیث سبب نزول آیہ انک لا تہدی مین وارد کی ہی کہ جس حدیث سے انکار کیا بلکہ اقرار پایا جاتا ہی شرک کا ذکر ہی کیا ہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے پہلے آپ شرک ابوطالب ثابت فرمائیے پھر اجماع مفسرین سے دلیل لائیے یہ آیۃ توصریح مشرکین کے حق مین نازل ہوئی ہی اور جناب ابوطالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل

نہین کی گئی کہ اُنھون نے کسی بت کو اپنا خدا مانا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع
کیا ہو یا یہ کہا ہو کہ اے محمدؐ تم ہمارے خداؤن کو برا نہ کہو بلکہ جبؐ کفار قریش نے آکر ظاہر کیا کہ اے ابو طالب ہم نے
آپ سے مکرر التجا کی کہ آپ پیشوا اور سردار ہمارے ہین مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اب ہم مین طاقت باقی نہین
کہ آپ کا بھتیجا محمدؐ سب و شتم ہمارے خداؤن کی کرتا ہے ہمارے بزرگون کی مذمت کرتا ہے ہم کو کافر کہتا ہے ہم
سب نے اتفاق کیا ہے کہ ہم اُسکو ایذا دین اور سب کا یہ قول ہے کہ یا وہ مکہ مین رہے یا ہم جناب ابو طالبؑ نے
پہلے تو سمجھایا اور سختی سے گفتگو کی وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے اُسوقت جناب ابو طالبؑ نے رسالت مآبؐ کو
طلب کیا اور کہا کہ تمام قوم یکدل ہو گئی اور سب نے دشمنی پر عہد کیا ہے اب وہ اس امر پر راضی ہین کہ تم اُنکے
خداؤن کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت کی اُنکو نہ دو جناب رسالت مآبؐ کو گمان ہوا کہ ابو طالب میری حمایت
و حراست سے تنگ ہو گئے فرمایا اے عم اگر ایک ہاتھ مین آفتاب اور ایک مین ماہتاب دین اور کہین کہ اس
کام کو ترک کرو تو بھی مین ترک نہ کرونگا اُس وقت تک کہ دین اسلام ظاہر کرون یا اجل میری آجائے یہ فرما کر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور آب دیدہ ہو کر چلے جناب ابو طالب نہایت پشیمان ہوئے اور آنحضرت کو بلایا اور
بہت تسکین دی اور فرمایا کہ جس طرح تم چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تمھاری حمایت اور امداد سے
دست بردار نہ ہونگا اور یہ اشعار فرمائے ؎ واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب
دفینا + فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ + وابشر وقر بذاک منک عیونا خلاصہ یہ ہے کہ جناب
رسولؐ خدا سے ابو طالب نے انکار قریش وغیرہ کا مقولہ بیان کیا کہ اُنکے خداؤن کو بد نہ کہو یہ بھی نہین کہا کہ ہمارے
خداؤن کو بد نہ کہو اور جب دیکھا کہ آثار آزردگی چہرۂ مبارک آنحضرتؐ پر ظاہر ہوئے تو فرمایا کہ اے جان عم تم
آزردہ نہ ہو جس طرح چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تم کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا پھر کسی طرح
ثابت ہو سکتا ہے کہ جناب ابو طالب مشرک تھے جب تک آپ شرک جناب ابو طالبؑ کا ثابت نہ فرمائینگے نزول
آیہ ما کان للنبی جناب ابو طالب کے حق مین ثابت ہونا محال ہے ثانیاً برزنجی فرماتے ہین[2] انی تتبعت اسباب
نزولہا فوجدتہا منقسمۃ الی ثلثۃ اوجہ یعنی برزنجی فرماتے ہین کہ مین نے بہت تتبع کیا سبب نزول مین
اس آیت کے اور جتنی حدیثین اس آیت کے نزول مین وارد ہوئی ہین سب دیکھین اُنھین تین قسم پر منقسم
پایا وجہ اول یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارے مین نازل ہوئی وجہ دوم والدۂ جناب
رسالت مآبؐ کے لیے اُتری وجہ سوم یہ نسبت آبائے مردم کے اُتری کہ وہ حالت کفر مین مر گئے
تھے اُنکی اولاد مسلمین اُنکے لیے استغفار کرتی تھی اما وجہ الثانی طعیف جدا وجہ ثانی نہایت ضعیف ہے
کہ قبل بعثت نبوی اُنکا انتقال ہوا مع ہذا وہ مشرکہ نہ تھین بلکہ ملت ابراہیم پر تھین وجہ اول کہ شان ابو طالب
مین نازل ہوئی ہے اسکے راویون نے اسے پورا پورا نہین بیان کیا اور درمیان رواۃ حذف و اختصار واقع
ہوا ہے وجہ ثالث یہی ہے یہی صحیح ہے اور استدلال اسپر چند وجہ سے ہے اول علماء استدلال یہ علی صحتہا ان الایۃ

[1] معارج النبوۃ مطبوعہ مطبع نامی رکن ۳ باب اول فصل ۴ صفحہ ۲۶ سطر ۱۸

[2] اسنی المطالب مجبوب الرغائب مطبوعہ حیدرآباد صفحہ ۱۰۹ سطر ۵

نزلت بالمدينة والسورة مدنية بعد تبوك وموت ابي طالب كان بمكة قبل نزول الاية بنحو اثنی عشر
سنة دلیل ول اُس چیز پر ہی کہ استدلال کیا جاتا ہی صحت وجہ ثالث پر یہ ہی کہ مدینہ مین بعد جنگ تبوک یہ آیت
نازل ہوئی اور وفات ابو طالب بارہ برس قبل واقع ہوئی دلیل ثانی لم ینقل عن ابی طالب بطریق صحیح
انہ اتخذ صنما الہا او حجرا او نہی النبی عن عبادۃ ربہ فغایتہ انہ ترک النطق بالکلمۃ المخصوصۃ
وترک بعض الواجبات ومع ذلک قلبہ مشحون بتصدیق النبی وھذا من اقوالہ وافعالہ بالنبی
ظاھر ومثل ھذا ناج فی الاخرۃ علی مقتضی دیننا فلا یلیق بالحکمۃ ولا بمحاسن الشریعۃ ولا
بقواعد الائمۃ من اھل الکلام ان یکون ھو وازر مع ابراھیم فی قرن واحد ھا شاھن کرم اللہ
تعالی ومن ھنا قال حسان امن یھجو رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سواء یعنی حضرت ابو طالب
کے باب مین کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل نہین کی گئی کہ انھون نے شرک کیا ہو یا کسی بت کو خدا کہا ہو یا
پتھر کی پرستش کی ہو یا اپنی مدۃ العمر مین پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع کیا ہو غایۃ ما فی الباب انسے بڑی
بڑی جو بات سرزد ہوئی وہ یہی ہوئی کہ بلفظہ کلمہ طیبہ نہین کہا یا بعض واجبات فرعیہ ترک کیے ہون اور
باوجود اسکے دل انکا توحید خالق اور تصدیق نبی عربی اور اس قسم کی باتون سے پر تھا ایسے وہ بمقتضاے
دین مالبصر در آخرت مین نجات پاینگے اور یہ بات لائق نہین ہی بحکمت الہی اور نہ بمحاسن شرعی نہ بقواعد ائمہ کلامی
کہ ابو طالب اور آزر مع ابراہیم ایک ساتھ ہون یعنی معاذ اللہ حضرت ابو طالب اور آزر کو ایک
درجہ مین سمجھا جائے اسی سبب سے حسان فرماتے ہین کیا وہ شخص جو تم سے ہجو کرے رسول کی اور وہ شخص
جو حضرت کی مدح و نصرت کرے برابر ہو سکتا ہو مراد ہجو کرنے والے سے ابو سفیان اور اسکے امثال ہین
اور مراد نصرت کرنے والے سے حضرت ابو طالب ہین الغرض حضرت ابو طالب نے بچپن مین رسول خدا کو پرورش
کیا تربیت کے صغر سن سے کبر سن تک اپنے پاس اپنی حراست و حفاظت مین رکھا ابتدا سے انتہا تک
یاری اور مددگاری و عزت و توقیر آنحضرت کی کی اور دفع اعدا مین جد و جہد کی اور مدح و ثنا مین قصائد
بے بہا انشا کیے اور اتباع آنحضرت کی تحریص و ترغیب اپنون اور بیگانون کو کیا کیے اپنی اولاد کو حکم اتباع
آنحضرت دیا اور جو اتباع آنحضرت کرتا تھا اس سے بھی نہایت خوش ہوتے تھے پس صاحب مدح و ثنا
اور صاحب ہجو برابر نہین ہو سکتے ابن جریر نے بطریق شبل عمرو ابن دینار سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے
فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا درحالیکہ وہ مشرک تھا مین بھی اپنے چچا ابو طالب کے لیے
استغفار کیے جاؤنگا تا آنکہ خداوند عالم مجھے منع کر دے اصحاب رسول نے کہا کہ جس طرح پیغمبر اپنے چچا کے
لیے مغفرت طلب کرتے ہین ہم بھی اپنے آباؤ اجداد کے واسطے مغفرت طلب کرین پس یہ آیت نازل ہوئی
اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک
کے لیے استغفار کیا تو مین اپنے چچا ابو طالب کے لیے کیون استغفار نہ کرون کہ وہ تو مشرک نہین تھے تو بکی

خطاب مین سوا مشرکین کے ... ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جناب رسول مختار کو ممانعت بھیجی ہے
فرمائی اگر جناب رسول مختار کو ... تو ... کیا ہوتا ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ ... یہ ہے کہ مشرکون کے لیے استغفار کرین اور
... اپنے چچا کے لیے استغفار ... نہ تھا ... اس سے بھی ہوتی ہے جو در منثور مین
بطریق ابن جریر قتادہ سے وارد ہوا ہے ... بعض نے رسول خدا سے اپنے والدین کے بارے مین
استغفار کرنے کے لیے پوچھا ... رسالت مآب نے فرمایا قسم خدا مین اپنے عم کے لیے استغفار کیے جاؤنگا
جس طرح ابراہیم نے اپنے ... کے لیے استغفار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ماکان للنبی پھر رسول خدا نے
فرمایا میرے پاس ایسے کلمات بذریعہ وحی بھیجے ہین جو میرے کانون مین پڑکر کھپ گئے ہین کہ مجھے حکم
دیا گیا ہے کہ جو مشرک مرے مین اسکے لیے استغفار نہ کرون پس پہلے تو آنحضرت نے فرمایا کہ مین اپنے چچا
کے لیے استغفار کیے جاؤنگا اور صحابہ سے یہ نہ فرمایا کہ مجھے ابوطالب کے استغفار سے ممانعت ہوئی ہے بلکہ
یہ فرمایا کہ جو شخص مشرک مرا ہو اسکے استغفار کی ممانعت ہوئی ہے اس مین ایک اشارہ خفی ہے کہ میرے چچا
ابوطالب مشرک نہ تھے اور ایسے اشارات جناب رسول خدا نے اکثر بضرورت فرمائے ہین کہ سائل کا جواب
بھی پورا پورا ہو جائے کہ وہ مطمئن اور خوش رہے چنانچہ ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک
اعرابی آیا اور جناب رسالت مآب سے عرض کی کہ میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور صفات حسنہ رکھتا تھا اور
مشرک مرگیا یوم القیامۃ وہ کہان ہوگا حضرت نے فرمایا دوزخ مین اس اعرابی کو نہایت ناگوار ہوا
اسنے غصہ مین آکر کہا کہ پھر آپ کے چچا کہان ہونگے حضرت نے جواب دیا کہ تو جس کافر مشرک کی قبر کے پاس
سے ہوکر نکلے اسے بشارت دے آتش جہنم کی وہ اعرابی اسلام لایا اور اسکا قول تھا کہ مین جس مشرک کی
قبر کے پاس سے ہوکر نکلتا ہون اسے بشارت جہنم دیتا ہون پس جناب رسول برحق نے اس اعرابی کو جواب
بھی دیا اور جناب ابوطالب کو مشرک بھی نہ کہا ورنہ صاف صاف جواب تو یہ تھا کہ میرا چچا بھی دوزخ مین
ہوگا یا بہشت مین مگر بہ مصلحت آنحضرت نے دونون امرون سے اعراض کیا اور ایسا جواب دیا کہ جس مین
توریہ اور ایہام تھا اور کلام بھی سچا تھا حقیقت کو صاف صاف بیان بھی نہ کیا کہ اسکے مرتد ہونے کا
خوف تھا اور جبلی اور فطرتی بات ہے کہ نفوس اپنے مخالف سے نفرت کرتے ہین اور عرب کے تو خمیر مین ظلم
اور سختی پڑی ہوئی تھی اسی سبب سے ایسا جواب دیا کہ مطمئن ہوگیا یہ روایت اس قبیل کی دوسری روایتون
سے مقدم ہے جنکو راویون نے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بدل ڈالا ہے مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے فرمایا جہنم مین وہ منہ پھیر کر چلا حضرت نے اسے بلایا اور کہا
کہ میرا عم اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین یہ روایت منکر ہے اور علما نے اس مین بہت کچھ کلام کیا ہے جسکا خلاصہ
زرقانی نے شرح المواہب مین لکھا ہے کہ یہ امر بہت درست ہے کہ راویون نے اس مین تصرف کیا ہے اور ان کی

رائین مختلف ہوگئی ہین مگر صحیح وہی پہلی روایت ہو یعنی حیث ما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار راویون نے
یہ سمجھ لیا کہ عم رسول خدا بھی اس مین شامل ہین اور اسے بدل ڈالا اور اسکو معنی کے مطابق جو اُنکے خیال مین
آیا رکھدیا اور رکھدیا ان ابی وابائک فی النار اور ابی سے مراد عمی لے لی اور یہ جو آیا ہو کہ آذر عم ابراہیم
تھا اُنکا باپ نہ تھا نہایت صحیح قول ہو **ثالث** دلیل ثالث مین برزنجی فرماتے ہین ثم ما بینا ان علیا رضی
عنہ من طرق صحیحۃ رواھا الائمۃ احمد والترمذی والطیالسی وابن ابی شیبۃ والنسائی و
ابو یعلی وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی
وغیرھم ان السبب فی نزولہا استغفار ناس لآبائھم المشرکین قال علی سمعت رجلا
یستغفر لابویہ وھما مشرکان الخ پس ان سب ائمہ مذکورین نے ساتھ تصحیح کے اس حدیث شریف کو
حضرت امیر المومنین علیؑ سے روایت کی کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہوا کہ لوگ استغفار کرتے تھے اپنے
آبائے مشرکین کے لیے چنانچہ فرمایا علیؑ نے کہ ایک شخص کو مین نے سنا کہ اپنے والدین مشرکین کے لیے استغفار
کرتا ہی مین نے پوچھا کہ تو استغفار کرتا ہی اپنے والدین مشرکین کے لیے اُسنے جواب دیا کہ کیا ابراہیمؑ نے اپنے
آبائے مشرکین کے لیے استغفار نہین کی مین نے یہ ذکر جناب رسول خداؐ سے کیا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی
یہی روایت صحیح اور صریح ہو کہ مراد ما کان للنبی سے یہان پر ابراہیم ہین اور والذین امنوا سے مومنین صحابہ
استغفار کرنے والے نہ حضرت خاتم الانبیا ہین وقد وجدنا لہا شاھدا بروایۃ صحیحۃ من حدیث ابن عباس
ایضا رواھا ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانوا یستغفرون لآبائھم حتی نزلت
ھذہ الآیۃ فلما نزلت امسکوا عن الاستغفار لاموتھم ولم ینہوا ان یستغفروا للاحیاء حتی یموتوا
ثم انزل اللہ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ یعنی استغفر لہ ما کان حیا فلما مات ازر امسک
عن الاستغفار لہ ثم قال وھذا شاھد صحیح اخر فحیث کانت ھذہ الروایۃ اصح کان العمل بہا ارجح
فالارجح انہا نزلت خاصۃ فی استغفار ناس لآبائھم المشرکین لا فی ابی طالب انتہی یعنی تحقیق کہ پایا ہم نے
شاہد واسطے روایت مضمون بالا کے کہ بحدیث صحیح مروی ہو ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن عباس سے کہ
ایک جماعت مردم استغفار کرتی تھی اپنے پدران مشرکین کے لیے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی پس جب یہ
آیت نازل ہوئی وہ لوگ باز رہے اور امساک کیا استغفار سے بہ نسبت آبائے اموات مشرکین کے اور
نہی وارد نہ ہوئی اقارب مشرکین زندہ کے لیے تا وقت موت پھر یہ آیت نازل ہوئی وما کان استغفار
ابراھیم لابیہ یعنی استغفار کرنا ابراہیم کا آزر مردہ کے لیے نہ تھا بلکہ زندگی آزر مین تھا اس امید پر کہ شرک و
کفر کو ترک کرے اور مستحق نجات ہو جائے جب آزر مر گیا ابراہیم نے زبان استغفار بند کر لی پس جس مقام پر
اصح الروایات ثابت ہو عمل اصح پر کرنا چاہیے کہ اصح ارجح ہو صحیح سے اور اصح وارجح یہی روایت ہو کہ یہ
آیت در بارہ مستغفرین آبائے اموات مشرکین مردم مین نازل ہوئی ہی نہ در بارہ منع پیغمبر ما تنبیہ پس کلام برزنجی

اور برزنجی سے ثابت ہوگیا کہ مراد ماکان للنبی سے حضرت ابراہیمؑ خلیل ہین اسواسطے کہ سائل نے سوال
کیا تھا کہ آیا ابراہیم نے استغفار نہ کی تھی پس یہ آیت اُسکے جواب مین نازل ہوئی اگر معترض کہے کہ لفظ نبی
مبہم ہی اور اکثر شان رسالت مآب مین اطلاق ہوا ہی تو جواب اُسکا یہ ہی کہ لفظ نبی علی الظاہر مبہم تھا اسی لیے
اُسکی تفسیر دوسری آیت مین کہ ماکان استغفار ابراھیم لابیہ ہی ہوگی اور یہی ثابت ہوگیا اُن دونون
آیتون سے کہ ابو طالب نہ کافر تھے نہ حالت کفر مین انتقال کیا نہ جناب رسولؐ خدا نے اُنکے لیے مغفرت
طلب کی اور جو روایتین کہ استغفار کرنے پر بہ نسبت ابو طالب کے دلالت کرتی ہین مثل روایت واقدی
کے وجعل النبی یستغفر لہ ایاما لا یخرج من بیتہ تو اُسکا جواب قول برزنجی اور زینی سے اوپر مذکور
ہوا کہ شاید بعض واجبات فرعیہ ابو طالب سے ترک ہوے ہون اور اُسی کے واسطے آنحضرتؐ نے استغفار
بھی کیا ہو دوسرا جواب اور یہ بھی برزنجی اور زینی کے کلام سے اور اُن حدیثون سے نکلتا ہی جو
دلالت کرتے ہین کہ وقت وفات آنحضرت نے ابو طالب سے قل یا عم لا الہ الا اللہ فرمایا اور ابو طالب نے
بجہت حفاظت وصیانت نبوی قریب موت تک اظہار شہادتین بلفظہا روبرو ابوجہل وغیرہ کے نکیا لیکن آخر
وقت جو حدیث عباس سے ثابت ہی پس یہ ممکن ہی کہ استغفار آنحضرت کا واسطے تاخیر اظہار کلمہ طیبہ بلفظہا کے
واقع ہوا ہو اگرچہ اظہار آخر وقت بھی کفارہ سابق ہو سکتا ہی تیسرا جواب یہ ہی کہ یہ دونون جواب مذکورۂ
بالا مطابق راے برزنجی اور زینی ہین کہ اُنکے کلام سے پائے جاتے ہین اور یہ جواب اُس وقت پر منحصر ہے کہ
استغفار کرنا جناب رسالت مآب کا بنظر تاخیر کلمہ طیبہ یا ترک کرنے بعض واجبات فرعیہ کے واقع ہوا ہو
اور اسقدر بھی حضرت ابو طالب کو خاطی تصور کرلین اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ جناب رسول مختار نے اسی
سبب سے استغفار کیا ورنہ استغفار کرنا انبیا علیہم السلام کا اپنے نفسون کے واسطے واقع ہوا وہ کس
غرض سے تھا حالانکہ انبیا معصوم ہین پس جو جواب استغفار انبیا لانفسہم کا واقع ہوگا وہی جواب ہمارا ہے
بہ نسبت استغفار کرنے آنحضرتؐ کے ابو طالب کے واسطے پھر علامہ زینی اور برزنجی فرماتے ہین کہ اس صحیح روایت
مین جو اوپر مذکور ہوئی اور اُس روایت مین کہ حضرت ابو طالب کے بارہ مین نازل ہوئی اجتماع ہوجائے اور
پھر بھی ہمارا مطلب حاصل ہو کہ وہ روایت جو دلالت کرتی ہی کہ یہ ابو طالب کے بارہ مین نازل ہوئی پوری
پوری نہین بیان کی گئی اور اس مین حذف و اختصار واقع ہوا ہی کہ راوی نے آخر روایت مین کہا لاستغفرن
لک ما لم انہ عنک فنزلت ماکان للنبی اور راوی نے یہ نہ کہا فقال المسلمون ان رسول اللہ یستغفر
لعمہ لنستغفرن لآبائنا فاستغفروا لآبائہم فنزلت فی حقہم کہ مسلمانون نے کہا کہ رسول خدا اپنے چچا
کے لیے استغفار کرتے ہین ہم بھی اپنے آبا و اجداد کے لیے استغفار کرین پس یہ آیت نازل ہوئی چونکہ یہ جملہ محذوف
ہوگیا تھا راوی نے گمان کیا کہ یہ آیت ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی اگر یہ جملہ مذکور ہوتا تو برابر کہتا کہ یہ آیت
ان لوگون کے بارہ مین نازل ہوئی جو اپنے بزرگون کے لیے استغفار کرتے تھے کیفیت اُس روایت کی یہ ہی کہ

پیغمبر خدا نے ابوطالب سے روبروے ابوجہل و عبداللہ بن ابی امیہ کے کہا کہ ای عم کہو لا الہ الا اللہ [illegible] انھون نے انکار
کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین تمھارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جہان تک کہ حق تعالی مجھے منع کرے مسلمانو نے
دیکھا کہ رسول خدا اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین [illegible] استغفار کرین اپنے آباو اجداد مشرکین کے لیے
پس استغفار کرنا شروع کیا انھون نے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی یہ آخری جملہ اس مین سے حذف کردیا
تھیں یہ امر غور طلب ہی اگر بنظر دقیق دیکھین تو حدیث اور آیت دونون سے پایا جاتا ہی کہ جب جناب رسالتمآب صلعم
نے فرمایا لاستغفرن لک ما لم انہ عنک اسوقت یہ آیت نازل نہین ہوئی اگر اسوقت نازل ہوئی ہوتی تو
دوسرے مومنین آیت مین شامل نہ ہوتے اور یہ ممانعت بدرجۂ اولی مومنین کو بھی شامل رہتی اسی سے بوضاحت
ثابت ہی جب مومنین نے استغفار کرنا شروع کیا اسوقت نزول اس آیت کا ہوا و ما کان للنبی والذین
امنوا حق تعالی نے فرمایا یعنی شان ابراہیم سے بعید ہی پس نزول آیت حق مین مومنین کے ہوا نہ بہ نسبت جناب
ابوطالب کے پھر زینی اور یہ بھی کہتے ہین کہ اسی طرح اجتماع پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث جو ابن ابی حاتم اور
ابو الشیخ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت ہی کہ جب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین استغفار کیے جاؤنگا یہان تک کہ
خدا مجھے منع کردے مسلمان بولے کہ یہ محمد اپنے چچا کے لیے استغفار کرتا ہی اور ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار
کیا تھا وہ بھی استغفار کرنے لگے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی ما کان للنبی پھر یہ نازل فرمائی وما کان استغفار
ابراھیم لابیہ ان سب احادیث اور اخبار مذکورہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سبب نزول وحی استغفار کرنا مومنین
اور مسلمین اور صحابہ کا ہوا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جس روایت مین سبب نزول ابی طالب کو قرار دیا ہی اس مین
بہ سبب اختصار کے شبہہ پڑگیا ہی یہان تک کہ راویون کو گمان ہوگیا کہ یہ آیت ابوطالب ہی کے واسطے
نازل ہوئی اور دراصل ایسا نہین ہی اور جب ان حدیثون کے ساتھ حضرت علی ع کی پہلی حدیث صحیح ملائی جائے
اور وہ سب دلیلین ملائی جائین جو اسکے گواہ اوپر مذکور ہین اور یہ بھی دیکھا جائے کہ یہ سارا سورہ مدنی ہی
بعد جنگ تبوک نازل ہوا ہی اور وفات ابوطالب کی بارہ برس پہلے ہوچکی تھی تو لازم نہین ہی کہ ان دلیلون کو لغو
سمجھ لین اور اسی کو ترجیح دین کہ یہ آیت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی اگرچہ صحیحین مین کیون نہ مذکور ہو اور
اصول حدیث مین صراحۃً ثابت ہوچکا ہی کہ حدیث غیر صحیحین کو ترجیح ہوسکتی ہی جب ایسی باتین پائی جائین جو
اسکے مقتضی ہین محدثین کا قول ہی کہ حدیث صحیحین کا یا ان مین سے ایک کا تقدم مطلقاً نہین ہی اس اجتماع کی تائید
اس سے بھی ہوتی ہی کہ ابراہیم کے باپ سے مراد انکے چچا ہین اور اسپر اہل مصحف اور اہل توریت اور اہل انجیل
کا بھی اجماع ہی کہ حضرت ابراہیم کا چچا وہ آزر تھا جو بتون کو اپنا خدا جانتا تھا اور ان بتون کو مانتا تھا جیسا کہ
حق تعالی نے اسکا قصہ بیان کیا ہی کہ وہ حضرت ابراہیم سے کہا کرتا تھا کہ ای ابراہیم کیا تم میرے خداؤنکو برا
کہتے ہو اور ان سے متنفر ہو اب دلیل ثانی جو اوپر مذکور ہوئی کہ ابوطالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے ثابت
نہین ہوتا کہ انھون نے کسی بت کو خدا کہا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو عبادت خدا سے منع کیا ہو اُن سے بڑی سے بڑی بات جو ہوئی وہ یہ ہے کہ اقرار شہادتین رو برو ابو جہل وغیرہ کے بخیال حفاظت وحراست آنحضرت نہ کیا اور اُسکے کہنے مین تاخیر کی وہ معاذ اللہ کسی طرح مشرک نہین قرار پا سکتے پس کسی طرح یہ امر ثابت نہین ہو سکتا کہ یہ آیت ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی اور وہ مشرک تھے بلکہ بجمیع الوجوہ اُنکا مسلم اور مومن ہونا اور یوم القیامۃ ناجی ہونا اور آیت کا آبا سے مومنین کے حق مین جو مشرک تھے نازل ہونا مثل آفتاب کے روشن ہو نقد بر تقصیر ملا بیگا تفسیر کبیر مطبع مین امام فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین اعلم انہ تعالی لما بین من اول ہذہ السورۃ الی ہذا الموضع الخ خلاصہ یہ ہو کہ جان تو حق تعالی نے ظاہر فرمایا اول سورہ سے یہان تک کہ بجمیع الوجوہ اظہار برائت کفار ومنافقین سے واجب ہو اور اس آیت مین ظاہر فرمایا کہ بیزاری کرنا اُنکے اموات سے واجب ہو اگرچہ وہ قرابت مین انتہا سے زیادہ قرب رکھتے ہون مثل ماں اور باپ کے جیسا کہ واجب ہو بیزاری کرنا اُنکے زندون سے اور مقصود اس سے بیان کرنا ہو کہ واجب ہو قطع کرنا محبت کا اُن سے انتہا سے غایت کو اور مواصلت اُن سے کسی جہت سے کیون نہو ممنوع ہو بعدہ رقم فرماتے ہین وفیہ مسائل اور اس مین کئی مسئلہ ہین **اول** اس مسئلہ مین وجوہات اسباب نزول بیان کی وجہ اول یہ بیان کی قال ابن عباس لما فتح اللہ تعالی مکۃ سال النبی ای ابویہ احدث بہ عہدا قیل امک فذہب الی قبرہا ووقف دونہ ثم قعد عند راسہا وبکی فسالہ عمر وقال نہیتنا عن زیارۃ القبور والبکاء ثم زرت وبکیت فقال قد اذن لی فیہ فلما علمت ما ہی فیہ من عذاب اللہ وانی لا اغنی عنہا من اللہ شیئا بکیت رحمۃ لہا کہا ابن عباس نے کہ جب فتح مکہ حق تعالی نے عطا فرمائی تو پوچھا نبی نے کہ کون ہی میرے دونون ماں باپ مین سے کہ جسکی وفات متاخر ہوئی ہو جواب دیا گیا کہ آپ کی ماں پس تشریف لے گئے آپ اُنکی قبر کی طرف اور قریب اُسکے ٹھہرے پھر بیٹھے سرہانے اور روئے اُسوقت پوچھا عمر نے اور کہا کہ منع کیا آپ نے ہم کو زیارت قبور سے اور رونے سے پھر آپ نے خود زیارت کی اور روئے جواب دیا آنحضرت نے کہ مجکو اذن دیا گیا اس امر مین پس جسوقت جانا مین نے اس امر کو کہ جو اُس مین ہی عذاب خدا سے اور بہ تحقیق کہ مین دور نہین کر سکتا اُن سے کسی شی کو جو اللہ کی طرف سے ہی یعنی مین اُن سے عذاب خدا کو دور نہین کر سکتا رو یا مین از روے رحمت کے واسطے اُنکے ماں کے انتہی ایسی روایت کا ماحصل صاحب معالم نے ابی ہریرہ اور بریدہ سے نقل کیا ہو **وجہ ثانی** روی عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب الوفات قال لہ الرسول یا عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ تعالی فقال ابوجہل وعبد اللہ ابن ابی امیہ اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا فقال علیہ الصلوۃ والسلام لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فنزلت ہذہ الایۃ وقولہ انک لا تہدی من احببت قال الواحدی وقد استبعدہ الحسین ابن الفضل لان ہذہ السورۃ من اخر القران نزولا ووفات ابی طالب کانت بمکۃ فی اول الاسلام واقول ہذا الاستبعاد وعندی مستبعد فای باس ان یقال ان النبی علیہ الصلوۃ

والسلام یبقی یستغفر لابی طالب من ذلک الوقت الی وقت نزول ھذہ الاٰیۃ فان التشدید مع الکفار
انما ظھر فی ھذہ السورۃ فلعل المومنین کان یجوز لھم ان یستغفروا لابویھم من الکافرین وکان
النبی ایضا یفعل ذلک ثم عند نزول ھذہ السورۃ منعھم اللہ منہ فھذا غیر مستبعد فی الجملۃ فقط
ترجمہ وجہ ثانی مین روایت کی گئی ہی سعید ابن مسیب سے اُسنے اپنے باپ سے کہا جسوقت ابو طالب کا وقت وفات
آیا فرمایا واسطے اُسکے رسول اللہ نے ای عم لا الہ الا اللہ کہو کہ حجت کرون مین واسطے تیرے ساتھ اُس کے
نزدیک اللہ پس کہا ابوجہل اور عبد اللہ ابن ابی امیہ نے روگردانی کرتے ہو تم ملت عبد المطلب سے پس کہا مین ملت
عبد المطلب پر ہون ہمیشہ اُسوقت فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ البتہ مین استغفار کرونگا مین واسطے تیرے جب تک
کہ منع کیا جاؤن مین تجھ سے تو یہ آیت نازل ہوئی قولہ انّک لا تھدی من احببت اور کہا واحدی نے
یہ تحقیق استبعاد کیا اُس سے حسین ابن فضل نے اسواسطے کہ بہ تحقیق یہ سورہ آخر قرآن سے ہی نزولاً اور وفات
ابوطالب مکہ مین ہوئی اول اسلام مین اور کہتا ہون مین کہ استبعاد میرے نزدیک مستبعد ہی پس کیا خوف ہی
اگر کہا جاوے کہ تحقیق کہ نبی استغفار کرتے تھے ابوطالب کے لیے اُس وقت سے اس وقت تک کہ نزول اس
آیت کا ہوا پس بہ تحقیق کہ سختی کافرون پر نہین ظاہر ہوئی مگر اس سورہ مین پس شاید کہ مومنین کو جائز تھا کہ استغفار
کرین اپنے آباء کفار کے لیے اور تھے نبی بھی ایسا ہی کرتے بعدہ وقت نزول سے اس سورہ کے منع کیا
اُنکو اللہ نے استغفار سے پس یہ غیر مستبعد ہی فی الجملہ تمام ہوا ترجمہ وجہ ثانی کا **اس وجہ ثانی مین**
بحث ہی کہ روایت سعید بن المسیب مین فرمانا پیغمبر خدا کا قل یا عم لا الہ الا اللہ اور اصرار کرنا ابوجہل وغیرہ کا
اور اُنکو جواب دینا جناب ابوطالب کا کہ انا علی ملۃ عبد المطلب ابداً دلالت کرتا ہی اُنکے صدق مقال اور
توحید باکمال اور اُنکے اسلام پر اسواسطے کہ مودۃ رابع عشر مین سید علی ہمدانی فرماتے ہین قال علی بن
ابی طالب قال رسول اللہ یا علی ان عبد المطلب ما کان مستقسما بالازلام ولا یعبد الاصنام ولا یاکل
ما ذبح علی النصب وکان علی ملۃ ابراھیم منقول ہی علی بن ابی طالبؑ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے ای علیؑ
بہ تحقیق کہ عبد المطلب نہ تھے مستقسم بالازلام یعنی عمل عبد المطلب کا تقسیم تیر ہاے قمار پر نہ تھا کہ جو کفار
عرب مین جاری تھا اور نہ کبھی عبادت اصنام نہین کی اور نہ کھاتے تھے اُسکو جو ذبح کیا جاتا تھا نُصُب پر اور
ملت ابراہیم پر تھے نُصُب بضمتین نام ہی بتون کا کہ جاہلیت مین اُنکے واسطے ذبح کرتے تھے اور خون اُنکا اُن
بتون پر ملتے تھے اور اُسکی عبادت کرتے تھے اور اُس گوشت کو آپس مین تقسیم کر لیتے تھے پھر اُسی مودۃ رابع عشر
سید علی ہمدانی مین روایت ہی علی بن ابی طالبؑ سے عن المرتضی عن رسول اللہ قال یبعث عبد المطلب
یوم القیامۃ امۃ واحدۃ علیہ بہاء الملوک وسیماء النبوۃ علی مرتضی سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
کہ مبعوث ہونگے روز قیامت عبد المطلب امت تنہا بشوکت وشان سلاطین اور آثار وعلامات نبوت
رکھتے ہونگے امت کا لفظ لغت اور حدیث مین شخص واحد پر اطلاق کیا جاتا ہی اور یہ امر بھی بین العلما متفق ہی

سطر
کتاب البشری
یعنی فتح الباری
المودۃ فی القربی
جناب سید ابو
القاسم صاحب
جلد ... صفحہ ...
سطر ...
کتاب البشری
... صفحہ ...
سطر ...

کہ وقت بعثت آنحضرت بھی ملت ابراہیمی پر تھے سیرۃ حلبیہ مین ابن عباس سے مروی ہے قال صلعم یبعث
جدی عبد المطلب یوم القیامۃ فی زی الملوک وابہۃ الاشراف فرمایا جناب رسول خدا نے کہ میرے جد
عبد المطلب قیامت کے روز زی بادشاہان اور عظمت شریفان رکھتے ہونگے دوسری خبر مین وارد ہے ان
عبد المطلب یعطی لہ نور الانبیاء وجمال الملوک ویبعث امۃ واحدۃ یعنی یوم القیامت عبد المطلب
کو عطا کیا جائیگا نور انبیا کا اور جمال بادشاہون کا اور مبعوث ہونگے امت واحدہ ان تمام حدیثون سے
صاف ظاہر ہے کہ عبد المطلب توحید پر مستقل تھے ملت ابراہیمی پر تھے اوصیاے ابراہیم سے تھے پس فرمانا
ابوطالب کا انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا دلالت کرتا ہے کہ ابوطالب ملت عبد المطلب پر اور عبد المطلب
ملت ابراہیم پر تھے جس طرح عبد المطلب نے پرستش اصنام کی نہین کی مستقسم بالازلام نہین ہوتے ما
ذبح علی النصب کو تناول نہین فرمایا جناب ابوطالب نے اسکا ایکا فرمایا اور لفظ ابدا دلالت کرتا ہے کہ ہمیشہ
سے ملت عبد المطلب پر تھے اور ملت عبد المطلب فی الحقیقت موافق فرمودہ رسول برحق ملت ابراہیمی
تھی تو جناب ابوطالب بھی ملت ابراہیمی پر تھے اور دین اسلام دین وملت ابراہیمی کا نام ہے اور اسی ملت
کی متابعت پر ہمارے پیغمبر اور کل امت آنکی تا قیام قیامت مامور ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے فاتبعوا
ملۃ ابراہیم حنیفا مسلما پس فرمانا جناب ابوطالب کا کہ مین ملت عبد المطلب پر ہون دلالت کرتا ہے
کہ وہ مسلم تھے اور لازم نہین ہے کہ ملت عبد المطلب مخالف اور مغائر ملت رسول بجمیع الوجوہ ہو بخلاف شرک کے
کہ وہ بجمیع الوجوہ مخالف اور مغائر ملت نبوی اور ادیان الٰہی ہے اور جب شرک جناب ابوطالب کا ثابت نہ ہوا
تو نزول آیہ ما کان للنبی شان ابوطالب مین بعید از قیاس ٹھہرا بس یہ آیۂ شریفہ نازل نہین ہوئی مگر آباے
مشرکین صحابہ کے حق مین اور اس آیہ کے نزول سے شان ابوطالب مین استبعاد کرنا حسین ابن فضل کا ہے کہ وفات
ابوطالب کی مکہ مین ابتداے اسلام مین ہوئی اور سورۂ آخر قرآن ہے از روے نزول کے اور امام محمد فخر الدین
رازی رقم فرماتے ہین کہ ہذا الاستبعاد عندی مستبعد یہ رقم فرمانا آنکی جلالت شان سے مستبعد ہے کہ مسئلہ
ثانیہ مین خود مقر ہین کہ قول حق سبحانہ تعالی کا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک یعنی
جب حق سبحانہ تعالی نے خبر دی کہ بہ تحقیق اللہ نہ بخشیگا اُن لوگون کو کہ شرک کرتے ہین ساتھ اُس خدا کے
اور بخشیگا سوا اُنکے اور بہ تحقیق وہ اصحاب جہنم ہین تو طلب غفران قائم مقام ہے طلب خلف وعدہ وعید الٰہی کے
یعنی جو وعدہ خدا نے فرمایا ہے اُس وعدہ کے مخالف کا طالب ہوتا ہے اور یہ جائز نہین ہے اور جب وعدۂ الٰہی
سابق گذر چکا کہ وہ اصحاب جحیم ہین پس طلب غفران کرنے والے صرف دین خدا مین شامل ہونگے یعنی وہ مغفرت
مقبول نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ امر باعث نقصان اور گر جانے درجۂ نبی کا ہے حاشا کہ آنحضرت نے مشرکین کے
لیے یا اپنے چچا مشرک کے لیے طلب مغفرت فرمائی ہو اور اگر آنحضرت طلب مغفرت فرماتے تو بالضرور مقبول بارگاہ
ایزدی ہوتے کہ حق سبحانہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے قال اللہ تعالی ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو قبول کرونگا

ہین واسطے تمھارے کس طرح ممکن ہی کہ خود وعدہ فرماوے کہ ہین تمھاری دعا قبول کرونگا اور خلف وعدہ
فرماوے کہ دعاے رسول مقبول نہ ہوا اگر ایسا ہی ہو اور اسکے نزول کو درباره جناب ابوطالب قبول کرین
تو بالضرور بہ نسبت آنحضرت کے مخالفت احد النصین کی لازم آتی ہی اور یہ کسی طرح جائز نہین ہی پس باوجود
ان شواہد مذکورہ بالا کے تمام سورہ مدنی ہی بعد جنگ تبوک نازل ہوا ہی اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتداے
اسلام مین واقع ہوئی ہی بارہ برس کا فاصلہ وفات ابوطالب اور نزول آیہ مین واقع ہی بہت بعید ہی نبی کی شان
سے کہ ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی بارہ برس تک ایک مشرک چچا کے لیے استغفار فرمائی اور
ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کا وعدہ خدا فرماچکا ہو اور منزہ ہی ذات حق تعالی کی کہ ادعونی استجب لکم
فرماکر اپنے حبیب کی دعا بارہ برس تک سنے اور قبول نہ فرماوے پس استبعاد حسین بن فضل کے جواب مین
امام محمد فخر الدین رازی کا فرمانا ہذا الاستبعاد عندی مستبعد آسکی جلالت شان سے بعید ہی اور بطرہ
آسپر یہ فرمایا ہی کان النبی ایضا یفعل ذالک اور تھے نبی بھی ایسا ہی کرتے یعنی جیساکہ صحابہ اپنے آباے
مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے ایسا ہی نبی بھی کرتے تھے بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی تو کیا جناب سالتمآب
کو مثل دیگر صحابیون کے قیاس کر سکتے ہین یا مدارج آنحضرت کو مثل مدارج صحابہ قرار دے سکتے ہین یا جناب
رسالت مآب کو یہ نسبت دے سکتے ہین کہ آنحضرت نے مخالف وعدہ و وعید حق تعالی خواہش فرمائی یا دعا
نبی غیر مقبول ہو سکتی ہی و اذ لیس فلیس اور امام فخر الدین رازی نے یہ جو قید فی الجملہ لگادی ہی اگر کہا جاے
کہ امام فخر الدین رازی نے عندی مستبعد فقط اسی سبب سے کہا کہ حسین ابن فضل نے فقط سورہ کو
آخر قرآن سے از روے نزول کے ہونا اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتداے اسلام مین واقع ہونا
بیان کرکے استبعاد کیا اور اسی کو علت استبعاد قرار دیا اور اپنے استبعاد کو اسی امر مذکور پر منحصر کر دیا اگر حسین بن
فضل دیگر وجوہات بیان فرماکر ایک وجہ یہ بھی شامل فرماتے تو ضرور امام فخر الدین رازی اس استبعاد سے
استبعاد نہ فرماتے **الثالث** وجہ ثالث مین امام فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین ویروی عن علی انہ سمع رجلا
یستغفر لابویہ المشرکین قال فقلت لہ انستغفر لابویک وہما مشرکان فقال الیس قد استغفر ابراہیم
لابویہ وہما مشرکان فذکرت ذلک لرسول اللہ فنزلت ہذہ الایۃ روایت کی گئی علیؑ سے کہ تحقیق کہ سنا
ایک مرد کو کہ استغفار کرتا تھا اپنے والدین مشرکین کے لیے فرمایا علیؑ نے کہ کہا مین نے اس سے آیا مغفرت طلب
کرتا ہی واسطے اپنے ابوین کے اور وہ دونون مشرک تھے پس جواب دیا اُسنے کہ آیا نہین استغفار کیا ابراہیم نے
اپنے ابوین کے لیے اور وہ دونون مشرک تھے پس ذکر کیا مین نے اسکا رسول سے پس نزول اس آیت کا ہوا
تمام ہوا ترجمہ وجہ ثالث کا **اس وجہ ثالث مین کئی امر لائق شرح ہین امر اول** سماعت فرمانا
علیؑ کا کسی شخص کو کہ وہ اپنے ابوین مشرکین کے لیے استغفار کرتا ہی اور پوچھنا آپ کا کہ انستغفر لابویک
وہما مشرکان پس جناب علی بن ابی طالب کا سماعت فرماکر متعجبانہ سوال کرنا کہ آیا تو اپنے ابوین مشرکین

کے لیے دعا کرتا ہی دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ علی بن ابی طالب واقف تھے ان اللہ لا یغفران یشرک بہ و یغفر ما
دون ذلک سے یعنی تحقیق کہ اللہ مغفرت مشرکین کی نہ کریگا اور سوائے مشرکین کے مغفرت ہوگی پس جب جناب
امیر المومنین علیؑ کا واقف ہونا ثابت ہی تو شان حضرت رسالت مآبؐ تو ارفع اور اعلی ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ
اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار فرماتے اصو ثانی یہ ہی کہ خود جناب علی بن ابی طالب تشہد میں اپنے ابوین
کے لیے استغفار فرماتے تھے کس طرح ممکن ہی کہ خود اپنے ابوین کے لیے دعا فرمائیں اور دوسرے شخص کو استغفار
کرتے سن کر متعجبانہ اُس سے فرمائیں انستغفر لابویک وھما مشرکان اور وہ تشہد یہ ہی السلام علی
نبی اللہ والسلام علی انبیاء اللہ و رسلہ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم السلام
علی محمد بن عبد اللہ السلام علینا وعلی المومنین والمومنات من غاب منہم ومن شہد اللہم
اغفر لمحمد وتقبل شفاعتہ واغفر لاھل بیتہ واغفر لی ولوالدی وما ولدا آقائے عیاض نے
اپنی کتاب الشفا فی حقوق المصطفی میں بلفظہ اسی تشہد کو رقم فرمایا ہی اور ملا علی قاری نے اسی کی شرح میں فرمایا
ہی اس تشہد کی شرح کا خلاصہ ترجمہ یہ ہی کہ السلام علی نبی اللہ یعنی سلام نازل ہو نبی خدا پر السلام علی انبیاء اللہ
و رسلہ سلام خدا کا ہو کل انبیاء اللہ اور رسولوں پر اُسکے سب انبیا اور رسولوں پر آنحضرت کو مقدم کیا کہ آپ
اشرف اور افضل ہیں اُن سب سے السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سلام نازل ہوا وپر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آخر میں جو آنحضرت کا وصف برسالت فرمایا تو اشارہ یہ ہی کہ رسالت
آنحضرت کی مؤخر بحسب الزمان واقع ہوئی کہ آپ خاتم الرسل ہیں السلام علی محمد بن عبد اللہ سلام
نازل ہو محمد ابن عبد اللہ پر مکرر فرمایا سلام آنحضرت پر ساتھ آپ کے نام و نسب کے واسطے تاکید کے
السلام علینا وعلی المومنین والمومنات من غاب منہم ومن شہد سلام نازل ہو ہم پر اور مومنین
اور مومنات غائب و حاضر سب پر اللہم اغفر لمحمد وتقبل شفاعتہ خداوندا بخشدے تو محمد کو اور مقبول
کر اُسکی شفاعت کو واغفر لاھل بیتہ اور مغفرت کر واسطے اہل بیت آنحضرتؐ کے واغفر لی ولوالدی و
ما ولدا اور مغفرت کر میری اور میرے والدین کی اور اُن دونوں کی اولاد کی شارح نے ولوالدی کی شرح
میں بالتشدید بھی لکھدیا ہی کہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ فقط والدتی فرمایا تحریر میں غلطی سے دت رہ گئی اسوجہ سے
بالتشدید لکھدیا کہ والدین مراد ہیں اور ما ولد کی شرح میں یشمل اقاریہ المسلمین وحواشی نسبہ بھی رقم
فرما دیا ہی پس اگر والدین جناب علیؑ میں سے ایک بھی کافر یا مشرک ہوتا تو کبھی استغفار نہ فرماتے اور متعجبانہ
اس شخص سے نفرماتے کہ انستغفر لابویک وھما مشرکان **امر ثالث** جواب دیا اس شخص نے جو دعا کرتا تھا
الیس قد استغفر لابویہ وھما مشرکان کیا نہیں استغفار کیا ابراہیمؑ نے اپنے ماں باپ کے لیے اور
وہ دونوں مشرک تھے لازم تو یہ تھا کہ وہ شخص جواب دیتا کہ کیا آپ نہیں اپنے والد مشرک کے لیے دعا کرتے
ہیں الا کیا پیغمبر خدا نہیں اپنے چچا مشرک کے لیے دعا کرتے ہیں مگر اُس شخص نے ایک پرانا قصہ سیکڑوں

شرح الشفا فی حقوق المصطفیٰ لملا علی قاری

برہے گا یا وکیا اور جواب دیا کہ کیا ابراہیم نے اپنے ابوین مشرکین کے لیے دعا نہیں کی پس یہ جواب بھی اسکا
دلالت کرتا ہی کہ یا جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا پیغمبر خدا نے انکے واسطے استغفار نہ فرمایا تھا امور رابعہ
جناب علی فرماتے ہین کہ فذکرت ذالک لرسول اللہ فنزلت ھذہ الآیۃ پس ذکر کیا مین نے جناب رسالتمآب
سے اس سبب کا یعنی اپنے سماعت فرمانے کا اور سوال کرنے کا اور اُسکے جواب کا اُسوقت یہ آیہ نازل ہوئی
کہ مومنین اپنے اقارب مشرکین کے لیے طلب مغفرت نہ کرین اور ابراہیم نے جو طلب مغفرت کی تھی اسکا سبب
وعدہ تھا کہ اُنہون نے وعدہ کیا تھا ایمان لانے کا اسواسطے حضرت ابراہیم استغفار فرماتے تھے جب اُن پر
ظاہر ہوگیا کہ وہ عدو اللہ ہین یعنی دشمن خدا ہین [illegible]
جاتا ہی کہ استغفار کرنا اقارب مشرکین کے لیے [illegible]
آتی ہی اگر اس درجہ ثالث کو آپ قبول فرمائین تو کیسی کیسی [illegible]
رسالتمآب کا مخالف وعدہ وعید حق تعالیٰ طلب استغفار کرنا کہ جو سبب ہی [illegible]
اور آپ کے مرتبہ کے گر جانے کا دوسرے جناب رسالتمآب کی طلب مغفرت شامل ہوئی جاتی ہی طلب
مغفرت آبا سے مشرکین ہین اور وہ بالضرور مردود ہی کہ سابقاً ارادہ خدا اُنکے عذاب دائمی پر قائم ہوچکا
ہی کسی طرح وہ استغفار کرنا مقبول نہین ہوسکتا تیسرے وعدہ خدا جھوٹا نہین قرار پاتا کہ اُسنے اپنے پیغمبر
سے وعدہ کیا ہی ادعونی استجب لکم پس بارہ برس تک جناب رسالتمآب کا استغفار کرنا اور خداوند عالم
کا قبول نہ کرنا مخالف وعدہ خدا ہی چوتھے استغفار کرنا آنحضرت کا عبث اور معصیت قرار نہین پاتا اور یہ
دونون امر سبب ہین نقصان منصب آنحضرت کے کہ فعل عبث کے مرتکب ہون یا معصیت کے بلکہ اکابر انبیا کے
لیے بھی جائز نہین ہی پانچوان آبا سے نبوی اور علوی کو مشرک کافر کہنے سے سمجھتے ہین اور یہ کہنا سبب ہی ایذا
نبی کا اور موذی نبی واجب القتل بلا خلاف ہی مگر آپ ان سب کو گوارا فرمائینگے مسلم سے مرتد کافر مشرک بننا
قبول فرمائینگے مگر آبا سے آنحضرت اور حضرت ابوطالب کو مشرک کہے جائینگے اعوذ باللہ من وسواس الشیطان

المسئلۃ الثانیہ امام فخرالدین رازی نے اس مسئلہ ثانیہ مین معنی آیات اور جو جو اختلافات واقع ہوئے
ہین اور کس طرح کے معنی بننے مین کیا کیا خوبیان اور کیا کیا برائیان ہین اسکو بیان کیا ہی **قولہ** ماکان للنبی والذین آمنوا ان
یستغفروا للمشرکین یحتمل ان یکون المعنی ماینبغی لھم ذلک فیکون کالوصف وان یکون معناہ
لیس لھم ذلک علی معنی النھی فالاول معناہ ان النبوۃ والایمان یمنع من الاستغفار للمشرکین والثانی
معناہ لاتستغفروا والامران متقاربان مسئلہ ثانیہ مین قول حق تعالیٰ ماکان للنبی الخ احتمال رکھتا ہی کہ ہون
معنی ماکان کے ماینبغی لھم ذلک یعنی نہین لائق ہی واسطے اُنکے یہ پس ہوگا مثل وصف کے اور یا یہ کہ
ہون معنی ماکان کے لیس لھم ذلک یعنی نہین ہی واسطے اُنکے یہ پس ہوگا اوپر معنی نہی کے پہلا مل کے
معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ نبوت اور ایمان منع کرتے ہین استغفار کرنے سے واسطے مشرکین کے اور دوسرے

معنی یہ ہونگے کہ طلب مغفرت نہ کرو اور دونوں امر قریب قریب ہیں اور سبب اس منع کا وہی ہے جو ذکر کیا ہے
حق تعالی نے اپنے قول میں من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم اسلیے کہ ظاہر ہوا انکے واسطے
کہ وہ اصحاب جحیم ہیں اور نیز فرمایا حق تعالی نے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک کہ تحقیق کہ
اللہ مغفرت نہ کریگا اسکی جو شرک کرے ساتھ اسکے اور بخشیگا اسکے سوا اسکو جسکو چاہیگا سوا مشرک کے جسکو چاہیگا
بخشیگا والمعنی انہ تعالی لما اخبر عنہم انہم یدخلون النار فطلب الغفران لہم جار مجری طلب ان
یخلف اللہ وعدہ ووعیدہ وانہ لا یجوز اور معنی تحقیق کہ حق تعالی نے جب خبر دی ان لوگوں سے کہ یہ تحقیق
داخل کریگا انکو نار میں پس طلب کرنا مغفرت کا ان لوگوں کے لیے قائم مقام اس امر کے ہے کہ حق تعالی اپنے
وعدہ وعید کے خلاف عمل کرے اور یہ جائز نہیں وایضا لما سبق قضاء اللہ تعالی بانہ یعذبہم فلو طلبوا
غفرانہ لہم لصاروا مردودین وذلک یوجب نقصان درجۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام وحط مرتبتہ
اور نیز جب سابق ہوا ارادہ خدا کہ انکو عذاب کرے پس اگر طلب کریں مغفرت انکی تو طلب کرنے والے مردود
ہونگے اور یہ موجب نقصان درجہ نبی کا ہے اور انکے مرتبہ کے گرجانے کا ہے وایضا قال ادعونی استجب
لکم وقال عنہم انہم اصحاب الجحیم فہذا الاستغفار یوجب الخلف فی احد ہذین النصین وانہ
لا یجوز اور نیز فرمایا حق تعالی نے دعا کرو مجھ سے قبول کرونگا میں اور کہا ان سے کہ تحقیق کہ وہ اصحاب جحیم ہیں
پس یہ استغفار واجب کرتا ہے خلف احد النصین کا اور یہ تحقیق کہ یہ جائز نہیں وقد جوز ابو ہاشم ان یسال
العبد ربہ شیئا بعد ما اخبر اللہ عنہ انہ لا یفعلہ واحتج علیہ بقول اہل النار ربنا اخرجنا منہا
مع علمہم بانہ تعالی لا یفعل ذلک اور جائز رکھا ہے ابو ہاشم نے کہ سوال کرے بندہ اپنے رب سے کسی
شے کا بعد اس امر کے کہ تحقیق کہ خبر دی اللہ نے اسے کہ تحقیق وہ نہ کریگا اسکو اور دلیل لایا ابو ہاشم اس پر قول
اہل نار سے کہ اے رب ہمارے نکال تو ہم کو اس جہنم سے باوجود جاننے اہل نار کے کہ حق تعالی نہ کریگا ایسا امام
فخر الدین رازی فرماتے ہیں وہذا فی غایۃ البعد من وجوہ اور یہ نہایت ہی بعید ہے کئی وجہوں سے الاول
ان ہذا مبنی علی مذہبہ ان اہل الآخرۃ لا یجہلون ولا یکذبون وذلک ممنوع بل نص القرآن یبطلہ
وہو قولہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین انظر کیف کذبوا علی انفسہم وجہ اول
تحقیق کہ یہ مبنی ہے اسکے مذہب پر یعنی ابو ہاشم کے مذہب پر کہ اہل آخرت جاہل نہیں اور جھوٹے نہیں اور اہل
آخرت کا جھوٹا اور جاہل نہ ہونا ممنوع ہے بلکہ نص قرآن باطل کرتی ہے اسکو اور وہ قول حق تعالی کا ہے ثم
لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ما کنا مشرکین پھر نہ ہوگا بہانا انکا مگر یہ کہ کہینگے قسم ہے خدا کی
ہمارے نہ تھے ہم شرک کرنے والے انظر کیف کذبوا علی انفسہم دیکھ تو کیونکر جھوٹ بولا انھوں نے
اپنے نفسوں پر پس اس وجہ اول سے کذب اور جہل اہل آخرت کا ثابت ہے والثانی ان فی حقہم یحسن
ردہم عن ذلک السوال واسکاتہم دوسری وجہ یہ ہے کہ تحقیق ان لوگوں کے حق میں کہ جو سوال کریں رب العزۃ

سے ایسی شی کا کہ جسکی خبر اُسنے دی ہو کہ نہ کریگا اُسکو خواہ وہ سوال ازروے جہل کے ہو خواہ ازروے کذب کے
رد ہونا اُنکا اُس سوال سے حسن ہو اور چپ کرنا اُنکا امافی حق الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فغیر
جائز لانہ یوجب نقصان منصبہ لیکن حق رسول مین غیر جائز ہو بلکہ موجب نقصان منصب رسول ہو خلاصہ
یہ ہو کہ کافرین اور جاہلین کا سوال کرنا اور رد و اسکات اُسکا اُنکے حق مین حسن ہو مگر رسول کے حق مین
جائز نہین کہ موجب نقصان منصب رسول ہو **والثالث** ان مثل ہذا السوال الذی یعلم انہ لا فائدۃ
فیہ اما ان یکون عبثا او معصیۃ وکلاہما جائزان علی اہل النار وغیر جائز بن علی اکابر الانبیاء
علیہم السلام تیسرے مثل ایسے سوال کے کہ بے فائدہ ہونا اُسکا معلوم ہو تو وہ یا عبث ہو یا معصیت
اور یہ دونون امر اہل نار کے لیے جائز ہین اکابر انبیا کے لیے جائز نہین **المسئلۃ الثالثۃ** اس مسئلہ مین
سبب مانع استغفار اور چند مسائل اُس سے متعلق ہین وہ مذکور ہین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ اندتعالی
لما بین ان المانع من ہذا الاستغفار ہو تبین کونہم من اصحاب النار یعنی جب حق تعالی نے
بیان کیا کہ تحقیق کہ مانع استغفار وہی ظاہر ہونا ہو اُنکا اصحاب نار سے یعنی اصحاب نار سے ہونے کا ظہور
مانع استغفار ہو وہذہ العلۃ لا تختلف بان یکونوا من الاقارب او من الاباعد اور یہ علت مختلف نہین ہوتی
بایں طور کہ ہون وہ اقارب سے یا اباعد سے فلہذا السبب قال تعالی ولو کانوا اولی قربی پس اسی سبب سے
کہا حق تعالی نے اگرچہ ہون وہ لوگ صاحب قرابت یعنی اقارب ہون کہ اباعد جب اصحاب نار سے ہو اُنکا نا
ہوا تو یہ ہی علت مانع استغفار ہو وکون سبب النزول ماحکینا یقوی ہذا الذی قلناہ اور ہونا سبب نزول کا
وہ جو حکایت کی ہم نے قوی کرتا ہو اسکو کہ کہا ہم نے اُسکو **اس مسئلہ ثالثہ مین چند امر لائق توضیح**
ہین اول یہ کہ امام فخر الدین رازی نے بعد تحریرات مذکورہ اعلم کہہ کے بیان کیا کہ اول سورہ سے یہان تک
حق سبحانہ تعالی نے بیان کیا کہ اظہار براءت کفار و منافقین سے من جمیع الوجوہ واجب ہو **ثانی** اور اس آیہ
مین بیان فرمایا کہ جس طرح اُنکے زندون سے اظہار براءت واجب ہو اُنکی اموات سے بھی واجب ہو اگرچہ
وہ اموات غایت قرب رکھتی ہون مثل مان اور باپ کے **ثالث** مقصود حق تعالی کا اس بیان سے یہ ہی
کہ قطع محبت کر و اُن سے انتہا سے درجہ پر کہ کوئی درجہ انقطاع محبت مین باقی نہ رہے اور مواصلت اُنسے
کسی وجہ سے کیون نہ ہو ممتنع ہو **رابع** علت مانعہ اقارب اور اباعد مین مختلف نہین بلکہ یہ ہی علت اقارب
اور اباعد دونون کے استغفار سے مانع ہو **خامس** جب حق سبحانہ تعالی کا مقصود قطع محبت اور منع
مواصلت بجمیع الوجوہ ظاہر کرنا قرار پایا تو یہ ہی مقصود حق تعالی سبب نزول بھی ہو اور علت مانعہ استغفار
کی تبین کونہم من اصحاب النار ہو اور تمام عیوب لاحقہ اور مخالفت لضین کبریا اور منافیات مناصب انبیا
اور اسولہ عبث و معاصی سے عصمت اکابر انبیا علیہم السلام خصوصاً شفیع المذنبین حبیب رب العالمین کے
محفوظ اور مصئون رہتی ہو اور مقصود حق تعالی بلا تکلف سبب نزول قرار پاتا ہو اور یہ سبب بجمیع الوجوہ ایسا

تو یہی ہو کہ کوئی سبب اسکے بعد ہو سکتا ہی نہیں کہ یہ سبب کسی سبب کا مخالف نہیں اور سبب اسباب ایک دوسرے
سے مخالفت اور منافرت رکھتے ہین اور تمام ارکان اور اعتبار سے مثل کلام باری تعالیٰ ہی الحمد یعنی اور
رسالت کے معاندین میں ہوتے ہین و منتفع نہیں ہو سکتے ہین تجرا ہی پھر امام فخر الدین رازی فرماتے ہین وما فق لہ
تعالیٰ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ لیکن قول حق تعالیٰ کا اور نہ تھا
استغفار حضرت ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ دیا تھا خاص کر کے اسکو یعنی
حضرت ابراہیم نے مشرک چچا کے لیے استغفار نہیں کیا مگر اسوجہ سے کہ یا خود وعدہ استغفار کیا تھا یا آزر نے
وعدہ اسلام لانے کا کیا تھا تحت آیۃ ہذا امام فخر الدین نے چند مسائل بیان کیے ہین جنکا خلاصہ یہ ہی کہ یہ آیت
اپنے ماقبل کی آیت سے تعلق رکھتی ہی بچند وجہ **وجہ اول** یہ ہی کہ متوہم نہ ہو انسان کو کہ ممنوع ہوے
استغفار سے مشرکین کے خصوصاً اپنے چچا کی استغفار سے حضرت محمد مصطفیٰ اور ماذون تھے حضرت ابراہیم
باوجود اس امر کے کہ جناب رسالت آب صلعم ادر اکمل تھے اپنے منصب مین اکابر انبیا سے بجمیع الوجوہ جب ماذون
ہوتا حضرت ابراہیم کا ثابت ہوا تو آنحضرت بالضرور ماذون قرار پاتے ہین ورنہ منقصت منصب آنحضرت
ہوتی ہی **وجہ ثانی** سبب اتصال کا ماقبل سے مبالغہ ہی وجوب انقطاع مین کہ مشرکین زندہ و مردہ سے
انقطاع واجب ہی پھر حق تعالیٰ نے بیان کیا ہی کہ یہ حکم مختص بدین محمد صلعم نہیں ہی بلکہ مبالغہ ہی اس امر مین
کہ وجوب انقطاع کا دین ابراہیم مین بھی مشروع تھا **وجہ ثالث** حق تعالیٰ نے وصف ابراہیم کا
اواہیت اور حلم کے ساتھ فرمایا اور جو شخص موصوف باین صفات ہوگا میلان قلب اسکا استغفار پر اشد
ہوگا خصوصاً اپنے باپ کے لیے اور باوجود اس صفت کے حضرت ابراہیم ممنوع ہوے تو غیر انکا بدرجۂ
اولیٰ ممنوع قرار پایا بعد اسکے امام فخر الدین فرماتے ہین کہ قرآن مجید دلالت کرتا ہی کہ ابراہیم نے استغفار کیا
اپنے باپ کے واسطے چنانچہ حق تعالیٰ نے حکایۃً بیان کیا کہ کہا ابراہیم واغفر لابی انہ کان من الضالین
اور کہا ربنا اغفرلی ولوالدی اور سورۂ مریم مین قال سلام علیک ساستغفر لک ربی وقال ایضا
لاستغفرن لک اور ثابت ہو چکا تھا کہ استغفار کفار و مشرکین کے لیے جائز نہیں ہی پس یہ استغفار کرنا
کہ بعبارت مختلفہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہی دلالت کرتا ہی کہ حضرت ابراہیم سے صدور ذنب کا ہوا اور
وہ عاصی قرار پائے اسکا جواب حق تعالیٰ دیتا ہی وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا
ایاہ یعنی نہ تھا استغفار کرنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ کیا تھا اس سے ہمین
دو قول ہین **قول اول** یہ ہی کہ واعد آزر تھا تو معنی یہ ہوے کہ آزر نے وعدہ کیا تھا ابراہیم سے ایمان لانے کا
اس سبب سے ابراہیم استغفار کرتے تھے اسکے لیے کہ وہ ایمان لائے یعنی ضمیر ایاہ راجع ہی ابراہیم کی طرف
جب کہ پھر ثابت ہو گیا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تبرأ منہ بیزار ہوے اس سے اور ترک کیا ابراہیم نے استغفار کرنا
قول دوم یہ ہی کہ واعد ابراہیم تھے تو معنی یہ ہوے کہ ابراہیم نے برجاے اسلام اس سے وعدہ

کیا تھا اس حال مین ضمیر ایاہ راجع ہوئی طرف باپ کے جب ظاہر ہو گیا کہ وہ عدو اللہ ہی تو بیزاری کی اُس سے
اور دلیل اسپر قراءت حسن ہی وعدھا اباہ بالباء فلما تبین لہ انہ عدو اللہ تبرأ منہ پس اسوقت ظاہر ہوا
ابراہیمؑ پر کہ وہ عدو اللہ ہی بیزاری کی اُس سے بعضے کہتے ہین بالاصرار والموت ظاہر ہوا کہ وہ دشمن خدا ہی
یعنی آزر کسی کے منع کرنے سے نہ مانتا تھا اور کفر پر ثابت [illegible] رہتا تھا اور اسی حالت پر [illegible]
کہتے ہین کہ فقط بالاصرار ظاہر ہوا بعض کا قول ہی کہ بالوحی ظاہر ہوا بعضے کہتے ہین کہ [illegible]
جب آزر مر گیا اُسوقت معلوم ہوا امام فخر الدین فرماتے ہین فکانہ تعالی یقول ان ابراہیم لما [illegible]
عدو اللہ تبرأ منہ فکونوا کذلک لانی امرتکم بمتابعۃ ابراہیم فی قولہ واتبعوا ملۃ ابراہیم حق تعالی
فرماتا ہی کہ جب ابراہیمؑ پر ظاہر ہوا کہ باپ اُنکا دشمن خدا ہی [illegible] اُس سے پس [illegible]
اسلیئے کہ مین نے تم کو حکم دیا ہی متابعت ابراہیمؑ کا اپنے اس قول مین واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا [illegible]
سے یہ بھی ثابت ہی کہ مومنین جمع ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت [illegible]
شرک پر مر گئے ہین اور ابراہیمؑ نے اپنے آبائے مشرکین کے لیے استغفار کیا ہی تو ہم بھی اپنی اموات مشرکین
کے لیے استغفار کرین اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ شان نبی و مومنین نہین ہی کہ مشرکون کے لیے استغفار
کرین اور ابراہیمؑ نے جو استغفار کیا تھا تو بامید اسلام استغفار کیا تھا [illegible] پھر دشمن خدا ہونا اُسکا ظاہر ہوا
تو بیزاری کی اُس سے پس تم بھی متابعت ابراہیم کی کرو کہ تم کو اتباع ملت ابراہیمؑ کا حکم حق تعالی فرماتا
ہی واتبع ملۃ ابراہیم مومنین اُس وقت تک جانتے تھے کہ ہمارا استغفار کرنا اپنے آبائے مشرکین کے لیے
مخالف ملت ابراہیمی نہین ہی کہ ابراہیمؑ نے اپنے چچا مشرک کیلیے استغفار کیا ہی اسکی وجہ سے حق تعالی نے
اُسکی توضیح فرمائی کہ ملت ابراہیم مین بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے مشروع نہ تھا نہ ابراہیمؑ نے مشرکین کے
لیے استغفار کیا بلکہ برجای اسلام یا بسبب وعدۂ اسلام لانے کے استغفار کیا ورنہ مشرکین کے لیے استغفار
کرنا خلاف منصب ابراہیم بھی تھا وہ کیونکر دعا کرتے اور اگر دعا کرتے تو عاصی ہوتے اور مرتبہ مین آپ کے
نقص آجاتا پھر حق تعالی فرماتا ہی ان ابراہیم لاواہ حلیم اوّاہ کے معنی باختلاف روایات بہت سے
بیان ہوے ہین منجملہ اُنکے خاشع و متضرع و رحیم و موقن و بہت آہ کرنے والے ذکر دوزخ پر و کثیر الذکر و کارہ
و خائف من النار و تنفس سرد بھرنے والے وقت حزن اور بہت رونے والے اور حلیم یعنی صاحب حلم پس
باوجود ان اوصاف کے ابراہیمؑ پر جب ظاہر ہوا کہ وہ عدو اللہ ہی بیزار ہوے اُس سے پس تم اے مومنین بائین
معنی اولی ہو کہ بیزاری کرو کہ یہ سب صفتین تم مین جمع نہین ہین بہ نسبت ابراہیم کے تم غلیظ القلب ہو پس
اب دو امرون مین سے ایک امر کو آپ قبول فرمائین یا اقرار کرین کہ یہ آیت شان ابو طالب مین نازل نہین
ہوئی تو آپ کا اسلام و ایمان قائم رہتا ہی اور آنحضرتؐ کی بھی تنقیص شان نہین ہوتی اور اگر کسی طرح قبول
نہ فرمائین اور یہی باصرار کیے چلے جائین کہ یہ آیت شان ابو طالب ہی مین نازل ہوئی اور جناب رسول بھی

اُنکے لیے بارہ برس تک استغفار بھی کیا تو کیا طلب غفران اُن حضرت کا قائم مقام طلب خلف وعد و وعید خدا
قرار نہین پاتا اور ایسے طالب غفران مردود بین خدا نہین ہوتے اور عدم استجابت دعاے آنحضرت خصوصًا
بارہ برس تک مخالف وعدہ الٰہی نہین ٹھہرتا فعل عبث کرنا صاحب ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ
کا ثابت نہین ہوتا مرتکب معصیت ہونا آنحضرت کا پایا نہین جاتا آنحضرت کے منصب کو نقصان نہین
پہونچاتا اتباع ملت ابراہیمی کے مخالف نہین ٹھہرتا انحطاط مرتبہ آنحضرت کا سبب نہین ہوتا عدم توقیف
شرع ابراہیمی کا التزام نہین ہوتا با وجود علم ارتکاب معاصی قرار نہین پاتا اور عدم اتصاف بصفات ابراہیمی
ہوتا آنحضرت کا نہین نکلتا واسے ہو آپ جیسے مسلمانو پر کہ پردۂ اسلام مین وہابیت اور دہریت کو شائع
کرتے ہین یہ نہین جانتے واللہ منور نورہ حق سبحانہ تعالیٰ تو اپنے انبیا و مرسلین کا کیا حفظ مراتب کرتا ہی
اور آپ کیسی کیسی توہینین اور تذلیلین انکا برا انبیا خصوصًا سید المرسلین کی کرتے ہین دیکھیے کہ جب مومنین
نے اپنے زعم باطل مین گمان کیا کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار کیا تھا اور ہم کو اتباع ملت
ابراہیمی کا حکم ہی لاؤ ہم بھی اپنے آبا و اجداد مشرکین کے لیے استغفار کرین تو فورًا حق تعالیٰ نے ظاہر کردیا کہ
ابراہیم کی شان سے بعید تھا اور نیز جائز بھی نہ تھا کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کرتے مگر اُنھون نے بامید
اسلام یا بسبب وعدہ کے استغفار کیا اور جب اُنپر ظاہر ہوگیا کہ وہ دشمن خدا ہی تو بیزاری کی باوجود اس امر
کے کہ ابراہیم اواہ اور حلیم تھے اگر بصیرت ہو تو دیکھیے کہ کیسا حضرت ابراہیم کو حق تعالیٰ نے اس اتہام سے
محفوظ رکھا اور آپ کیا کیا تہمتین حضرت رسول خدا کو دیتے ہین کہ نہ جناب رسالت مآب کو ابو طالبؑ کے
اسلام لانے کی امید باقی تھی کہ وہ رحلت فرما چکے تھے نہ ابو طالب نے اُن سے وعدہ کیا تھا اسلام لانے کا
نہ جناب رسالت مآب نے بامید اسلام اُن سے وعدہ کیا اور معاذ اللہ جناب ابو طالبؑ کو آنحضرت کافر اور
مشرک بھی جانتے تھے اور حق تعالیٰ لا یغفران یشرک بہ بھی فرما چکا تھا یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ کے
وقت مین بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے جائز نہ تھا یہ بھی واقف تھے کہ ایسا فعل یا عبث ہی یا معصیت
اور پھر بارہ برس تک استغفار کیا کیسی بیزاری کیسی بلکہ محبت اور دوستی ظاہر فرمائی اب آپ ہی انصاف فرمائیے
کہ حضرت ابراہیمؑ مطیع خدا اور افضل انبیا قرار پاتے ہین یا جناب ختمی مآب اعوذ باللہ من شر الوسواس
الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس **قولہ** اما تو بیف الزمخشری نزول الایۃ
فیہ بان موت ابی طالب کان قبل الہجرہ وھذا اخر ما نزل بالمدینۃ فمردود بما فی ارشاد الساری
عن الطیبی عن التقریب انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا والتشدید
مع الکفار انما ظہر فی ھذہ السورۃ **اقول** اولا استدعا اور استغفار رسول مختار کو مردود سمجھنے والے
اور وعدہ کو اللہ جل شانہ کے جھوٹا قرار دینے والے اور نسبت ارتکاب معصیت کی انبیا و مرسلین معصومین
کو خصوصًا خاتم المرسلین کو دینے والے مردود خدا و رسول ہین جسکی توضیح اوپر بیان ہو چکی کہ طالب غفران

مشرکین مردود آلہی ہو اور حق تعالیٰ نے ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرمایا تھا وہ صادق الوعد ہی بس یا
جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا آنحضرتؐ نے استغفار نہین کیا اور کسی حالت مین نزول آیہ بشان ابوطالب مین
ثابت نہین ہوتا اور جو شخص استغفار آنحضرتؐ کو مردود اور وعدۂ الٰہی کو جھوٹا کہے وہ موذی خدا و رسول
ہو اسکی شان مین حق تعالیٰ فرماتا ہو ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و
اعدلہم عذابا مھینا اور ارشاد ساری مین تقریب و طیبی سے جو کچھ مذکور ہو اسکو آپ سمجھے نہین یہ بھی ویسا ہی
ہو جیسا کہ امام فخرالدین رازی نے حسین بن فضل کے استبعاد سے استبعاد کیا ہو اسکا جواب بھی ہم بیان
کر آئے ہین کہ استبعاد سے اسی وقت استبعاد فی الجملہ صحیح قرار پا سکتا ہو کہ فقط یہی ایک دلیل عدم
نزول آیہ کی شان ابوطالب مین قرار دین ورنہ جو دلائل قطعیہ ہم عدم نزول آیہ کے شان ابوطالب مین
بیان کر آئے ہین اُن سب کے ساتھ ایک یہ بھی دلیل قرار دین تو کسی مسلم کو شک باقی نہین رہ سکتا اور کوئی
ذی عقل نہین کہہ سکتا کہ یہ آیت شان ابوطالب مین نازل ہوئی **ثانیاً** عبارت ارشاد الساری انہ یجوز ان
النبی الخ اگر کہا جائے کہ آیت شان جناب ابوطالب مین نازل ہوئی اور سبب نزول کا ممنوع ہونا جناب
رسالتمآبؐ کا استغفار سے جناب ابوطالبؑ کے تھا اور امتداد زمانہ استغفار قریب بارہ برس کے متحقق
ہو اور اس زمانہ دراز تک استغفار کرنے کو انہ یجوز کہا گیا اور ظاہر ہو کہ جواز فائدہ ضرورت کا نہین دیتا
تو وجود استغفار بارہ برس تک اور عدم استغفار زمانہ مذکورہ تک یہ دونون ضروری نہ ہوے بلکہ جائز ہو
تو انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الخ و انہ یجوز ان النبی ما کان یستغفر لابی طالبؑ دونون
امرون کا احتمال ہوا والاحتمال لا یقوم مقام الاستدلال اگر آپ فرمائین کہ دونون احتمال تو پائے جاتے
ہین مگر احتمال غالب یہی ہو کہ ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا واقع ہوا تو جواب اُسکا
یہ ہو کہ احتمال غالب کو بھی ہم تسلیم کیے لیتے ہین مگر احتمال غالب کو ظن کہتے ہین اور نص صریح اُسکے بطلان پر
موجود ہو قولہ تعالیٰ و ان الظن لا یغنی من الحق شیئا پس ظنیات اور احتمالات سے یقینیات کو رد کرنیوالے
مردود ہین اور تزییف و استبعاد فقط زمخشری نے نہین کی ہو بلکہ اور علما نے بھی کی ہو جیسا کہ تفسیر خازن
اور تفسیر کبیر وغیرہ مین موجود ہو اور اُسکا جواب بھی بالتصریح ہم بیان کر چکے ہین اور تشدید مع الکفار اگرچہ
اسی سورہ مین نازل ہوئی ہو مگر ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک قبل اس سورہ کے نازل
ہو چکا تھا اور ادعونی استجب لکم بھی حق تعالیٰ فرما چکا تھا اور اتباع ملت ابراہیمی کا حکم بھی ہو چکا تھا
قبل بعثت جناب رسول مقبول بھی ملت ابراہیمی پر تھے استغفار کرنا مشرکین کے لیے ملت ابراہیم مین بھی جائز
نہ تھا پس کس طرح ممکن ہو کہ آنحضرتؐ نے مشرک چچا کے لیے بارہ برس تک استغفار کیا اور یہ آیت اُنکی شان
مین نازل ہوئی **قولہ** قال اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب ھذا ھو الحق و روایۃ نزولہا فی ابی طالب
ھی الصحیحۃ الخ و کذا اوردہ الامام الرازی فی الکبیر قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی بعد نقل

ظاهر التقریب اعتمده من بعده من الشراح ولا ینافیه قوله فی الحدیث فنزلت لاحتمال استغفاره له
الی نزولها **اقول** لو سلمنا روایت نزولها فی ابی طالب هی الصحیحۃ اور قول قسطلانی قال فی فتح الغیب
هذا هو الحق یہ ہی حق اور پھر ہمارے مطلب کے مخالف نہین اور آپکے مفید مطلب نہین کہ روایت مین
بقول بیہقی اور ذہبی حذف و اختصار واقع ہوا ہو اور بقول زرقانی کہ شرح مواہب مین مذکور ہی کہ راویون
کی روایتین مختلف ہوگئین بسبب انکے تصرف کرنے کے اگر پوری روایت بیان کی جاتی تو هو الحق اور هی
الصحیحۃ کی نوبت نہ آتی اور احتمال مرتفع ہو جاتا اسواسطے کہ جس وقت جناب رسالتمآب نے فرمایا
لاستغفرن لک ما لم انہ عنک تو مومنین صحابہ نے گمان کیا کہ یہ حضرت اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین ابراہیم نے
اپنے چچا کے لیے استغفار کیا اور ہم بھی استغفار کرین اور یہ نہ سمجھے کہ ابراہیم نے کیون استغفار کیا تھا اور جناب
رسول خدا نے کیون لاستغفرن فرمایا اور لگے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے تو نزول اس
آیت کا ہوا اور حق تعالی نے بیان کر دیا کہ حضرت ابراہیم کا استغفار بسبب وعدہ کے تھا کہ بامید اسلام
آنکی حیات تک استغفار کیا اور جب انپر ثابت ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہی اور اسی حالت مین مر گیا تو بیزار
ہوگئے ابراہیم پس مومنین کسی طرح مجاز استغفار کرنے کے آباے مشرکین کے لیے نہین ہو سکتے اور دلیل
اسپر خود قول حق تعالی ہی والذین امنوا کہ مومنین کو لازم نہین ہی کہ استغفار کرین مشرکین کے لیے اگر مومنین
استغفار اپنے آباے مشرکین کے لیے نہ کرتے حق سبحانہ تعالی والذین امنوا نہ فرماتا حاصل یہ ہی کہ جناب
رسول خدا کا لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فرمانا سبب ہوا استغفار کرنے کا مومنین کے لیے اور یہی
قول نے انحضرت کے ان مومنین کو یاد دلایا قصہ حضرت ابراہیم کا پس ان لوگون نے گمان کر لیا کہ ابراہیم
کا چچا مشرک تھا اور ابراہیم نے اسکے لیے استغفار کیا اور چونکہ جناب ابوطالب کا ایمان بھی مخفی تھا انکو بھی
مشرک سمجھ لیا اور اپنے واسطے اسکو حجت گردانا اور لگے استغفار کرنے انکا استغفار کرنا سبب نزول کا یہ ہوا
کہ ابراہیم کو اور مومنین کو لائق نہین ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین یعنی استغفار کرنا ابراہیم کے وقت مین
بھی جائز نہ تھا نہ مومنین کے لیے جائز ہی اور معنی خفی اس آیت سے یہ بھی نکلتے ہین کہ پیغمبر خدا نے استغفار
مشرکین کے لیے نہین کیا کہ ملت ابراہیم مین بھی ممنوع تھا وہ کس طرح استغفار فرماتے کہ انکی شان ارفع
اور اعلی ہی تمام انبیا اور مرسلین سے اور انحضرت معصوم ہین بلا خلاف راویون کے حذف و اختصار اور
تصرف اور زعم سے لاستغفرن لک ما لم انہ عنک پر روایت ختم ہو گئی جیسے هی الصحیحۃ اور هو الحق
سب صحیح اور جناب رسالتمآب کا لاستغفرن الخ فرمانا ابوطالب کی نسبت اور نزول آیت سب برحق ہی
اور صحیح اور آپ مخبوط الفکر اور مطلب ہمارا حاصل کہ نہ جناب رسالتمآب نے اپنے کسی چچا مشرک کے لیے
استغفار کیا نہ یہ ممانعت آنحضرت کو ہوئی نہ یہ آیت شان ابوطالب مین نازل ہوئی مومنین کے احتمال اور
راویون کے حذف و اختصار و تصرف کو تو آپ نہ سمجھے اور جناب ابوطالب اور جناب رسالتمآب دونو کو

آپنے گھیر لیا جناب ابوطالب کو مشرک اور کافر قرار دیا اور جناب رسول خدا خاتم الانبیا کو معاذ اللہ خاطی اور عاصی اور مردود خدا بنا دیا اور خود ذات اقدس الہی کو مخالف الوعد ٹھہرا دیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ آپکی فکر فاسد اور خیال کاسد نے جناب ابوطالب اور رسول خدا و خدا سب کو متہم بقبائح کر دیا اگرچہ حق تعالی نے حضرت ابراہیم کو تو بالکل بری کر دیا کہ اُنکا استغفار بسبب وعدہ کے تھا اور باوجودیکہ وہ اواہ و حلیم تھے اسپر بھی جب اُنپر ثابت ہوگیا کہ آزر دشمن خدا ہے تو بیزاری اُنھون نے کی واسطے ہوا ستہ محمدی ہیکہ آنجناب وہ سید المعصومین خاتم المرسلین کو مرتکب معاصی اور خطا قرار دیتے ہین کہ نہ بسبب وعدہ کے اُنحضرت نے استغفار کیا نہ بامید اسلام استغفار کیا بلکہ اصرار کیا استغفار مشرکین پر اور حق تعالی نے بھی ادعونی استجب لکم فرماکر دعاے آنحضرت قبول نہ کی جب جناب رسول خدا اور خدا کو آپ نے نہ چھوڑا تو جناب ابوطالب کہان کے فی الحقیقت رباعی جو جناب علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہے اگر بنظر انصاف دیکھیے تو کم از آیت و حدیث نہین وہ یہ ہے قیلات اللہ ذو ولد قیلات الرسول قد کھنا + ما نجی اللہ والرسول معا + من لسان الوری فکیف انا حاصل یہ ہے کہ آپکی زبان سے نہ خدا بچا نہ اُسکا رسول نہ ابوطالب نے نجات پائی رسالہ شرح المطالب تو آپ نے رقم فرمایا اگرچہ خسر الدنیا والآخرۃ ہوگئی **قولہ** وکذا رواہ الامام الرازی فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی بعد کلام التقریب اعتمدہ من بعدہ من الشراح ولا ینافیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا **اقول** یہ بھی وہی فریب دہی کی اور فطرتی آپ کی چال ہے کہ ھذا ھو الحق وروایۃ نزولہا فی ابی طالب ھی الصحیحۃ الخ لکھکر رقم فرماتے ہین وکذا رواہ الامام الرازی فی تفسیر الکبیر تاکہ ہر شخص یہی سمجھے کہ امام رازی کے نزدیک بھی یہی حق اور صحیح ہے تو ہم کو بھی آپ کی شان مین کلمہ حق اور صحیح کہنا پڑتا ہے کہ آپ مفتری کذاب ہین کہ امام رازی نے اسباب نزول کو اقوال مختلفہ سے بیان کیا ہے اُس مین ایک قول یہ بھی بیان کیا ناقل قول کو قول نہین کہتے حق تعالی نے کلام مجید مین اقوال کفار کو بکثرت نقل کیا ہے تو کیا اُن اقوال کو آپ قول خدا قرار دیجیے گا اور پرانی چال بت پرستی کی نہ چھوڑیے گا اور دلیل اُسپر قول خدا بیان فرمائیے گا کہ حق تعالی نے کلام مجید مین بھی فرمادیا ہے کہ لا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا کہ ہرگز نہ چھوڑو تم وُد اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کہ یہ پانچون بت تھے اگر یہی آپ کا مذہب ہے تو آپ کو مبارک رہے لکم دینکم ولی دین مگر امام فخر الدین رازی نے تو اقوال مختلفہ اپنے تفسیر مین بیان کیے اور جو فضائح اور قبائح اس روایت سے اور اُس روایت سے جو دربارہ والدۂ آنحضرت وارد ہین بوضاحت تمام کس کس طرح بیان فرمائے ہین کہ کسی آیت اور حدیث سے وہ رد نہین ہوسکتے پھر آپ نے اُنکو بھی تو نقل فرمایا ہوتا مین یہ نہین کہتا کہ آپ نے اپنا مذہب قرار دیا ہوتا بیان فخر الدین رازی کو مگر نقل قول سے امام فخر الدین کے آپ کی بددیانتی کا انکشاف نہ ہوتا مگر آپ تو مرید ہین اُس مرید کے جس کا قول لاغوینہم ہے اگر ہم کو آپ کی فقط رد منظور ہوتی تو جن علما و مفسرین و محدثین کے نام آپ نے رقم فرمائے ہین

اور [illegible] اقوال علمای اہل [illegible] درج کیے ہین و کتابون مین نقل کیے ہین ہم بھی اُنھین کو نقل کر دیتے مثلاً
آپ نے [illegible] رقم فرمایا تحت آیة انک لا تہدی کہ کشاف زمخشری اور تفسیر کبیر مین ہو قال الزجاج اجمع
المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب اُسکا جواب اتنا ہی تھا کہ آپ مکار ہین کذاب ہین تفسیر کبیر مین لکھا ہی
المسئلة الاولی هذه الآية لا دلالة فی ظاهرها علی کفر ابی طالب اور اس آیت کے جواب مین بھی یہی کافی تھا
جو روایة الامام الرازی فی الکبیر عن علی انه سمع رجلا یستغفر لابویه المشرکین الخ فنزلت هذه الآیة
لیجیے جواب تو ہو گیا مگر ہم کو تو اظہار کرنا ہی اُن اُن تحریفات اور تکذیبات کا اور تمویہات اور تدلیسات کا جنکو
آپ نے تلویحات و تلبیسات متنوعہ سے آراستہ کیا ہی کہ آپ کا کشف استار ہو جاوے اور عوام دھوکا نہ کھائین
ورنہ حق تعالی تو اپنے عباد مخلصین سے وعدہ کر چکا ہی الا عبادنا المخلصین فرما کر مستثنی فرما دیا ہی وہ تو کبھی آپ کے
دھوکے مین نہ آوینگے اور سورہ اعوذ برب الناس آپ کی شان مین تلاوت فرماوینگے اور اسی طرح سے آپ نے
علامہ خفاجی اور عنایت القاضی وغیرہ کا نام رقم فرمایا اُس سے مطلوب آپ کا گنوانا ہی کتابون کے نام اور
اسماے علماے اعلام قولہ اقول والدلیل علی الاستمرار واستدامة الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انه عنک فهذا مقام المجوزین دون التجویز والاستظهار **اقول** خیر
تو ہی مزاج کیسا ہی آپ کے نظیر جو مشہور بہ نذیر احمد تھے فالج و لقوہ مین مبتلا ہوے بدزبانی اور بغض خاندان
نبوت کا دنیا ہی مین مزا چکھا وہان کا حال خدا جانے کس قعر دوزخ مین مقر ہوا اب کیا آپ کو بھی سرسام ہوا
ہذیان لاحق ہوا کہ اُردو بولتے بولتے عربی مین مثل بعیر بلبلانے لگے نہین نہین ہذیان نہین ہی یہ بھی وہ ہی
عام فریبی مکاری دغابازی ہی کہ عوام اُردو خوان اس رسالہ کو پڑھین اور ضرور گمان کرین کہ کسی بڑے عالم
کا رسالہ ہی جو عربی مین دستگاہ کامل رکھتا ہی اللہ اکبر عربی مین بھی جواب لکھ ڈالا سبحان اللہ سبحان اللہ آپ بھی
کیا باریک بین ہین ابلیس کے بھی استاد بلکہ اغوا کے ایسے ایسے راستہ آپ کو یاد ہین کہ شیطان بھی آپ سے
فراری ہی اقول کی عبارت سے آپ کا کیا مطلوب ہی آیا آپ نے نزول آیہ شان ابوطالب مین ثابت فرمایا
یا توہین و تذلیل جناب جنتی مآب کی فرمائی ہی یا مطلوب آپکا جھٹلانا ہی خدا کو اسواسطے کہ استمرار و استدامت
استغفار سید ابرار زمانۂ دراز یعنی بارہ برس تک دلالت کرتا ہی کہ آنحضرت کو انتہا کی محبت تھی جناب ابوطالب
سے اور حق تعالی نے اپنے حبیب سے وعدہ ادعونی استجب لکم فرمایا بتقاضاے محبت استغفار وہ مستحق
جنت ہوے دعاے آنحضرت بلا تاخیر مقبول ہی اور استمرار و استدامت باعث علو مرتبت جناب ابوطالب
کا ہوا اور آپ تو بارہ برس تک استغفار فرمانے کی آنحضرت کے گواہی دیتے ہین مگر جناب ابوطالب کی پرورش
و حمایت و سرگرمی انشاے رسالت اور محبت قلبی اُنکی و انتہا درجہ کی مشقتین اور محنتین اور تکلیفین
اُٹھانا راہ خدا مین اور محبت رسول مقبول مین مشہور و معروف ہی اور محبت رکھنا خدا کا اور رسول خدا کا جناب
ابوطالب کو آپ کی زبان سے اور بیان سے ثابت ہی اور حق سبحانہ تعالی نے تو من احببت فرما کر اظہار محبت

رسول مقبول جناب ابوطالب سے بوصاحت انشکار کر دیا پھر کیونکر ممکن ہے کہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اپنے
دوست کے لیے استغفار نہ کرین اور یہ بھی یاد رہے کہ خاصان خدا اولیاء اللہ بالخصوص انبیاء کبار انبیا
ومرسلین خصوصا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید المرسلین حضرت محمد مصطفی صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین
ممکن نہین کہ دشمنان خدا وکفار ومشرکین کو دوست رکھین بیشک اور بے شبہہ ابوطالب کو آنحضرت دوست
رکھتے تھے اور بارہ برس تو کیا بلکہ حضرت رسالت مآب نے اپنے وقت وفات تک استغفار فرمایا ہوگا اور کسطرح
ممکن ہے کہ ابوطالب تو مرتے دم تک اپنی جان اور مال اور اولاد فدائی پائے آنجناب فرمائین اور باوجود تمام
کفار قریش وعرب کے ایک دل ہوجانے کے اور اذیتین اور ایذائین پہونچانے کے حضرت ابوطالب آنحضرت
کو رسول لکھوسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان فرماوین اور حفاظت اور حراست سے ہاتھ نہ اٹھائین اور
شفیع المذنبین ایسے محب خالص بے ریا کو ایک کلمۂ استغفار سے بھول جائین بلکہ بالضرور جب آنحضرت
بخضوع وخشوع بارگاہ کبریا مین اپنے واسطے دعا فرماتے ہونگے جناب ابوطالب کو بھی اُس وقت خاص
پر یاد فرماتے ہونگے حتی کہ وقت وفات تک جب آنحضرت نے اپنے واسطے استغفار فرمایا ہوگا تو ضرور
جناب ابوطالب کے واسطے بھی استغفار کیا ہوگا فہذا مقام للجزم دون التجویز والاستظہار اور آپ تو دشمن
خدا ورسول ہین کہ استمرار اور استدامت استغفار کو سید ابرار کے بارہ برس تک عبث قرار دیتے ہین یا معصیت
اور دونون حالتون مین نقصان منصب یا انحطاط مرتبۂ نبوت آنحضرت صلعم مرتبت ہوا جاتا ہے یہ توہین اور
تذلیل نہین ہے تو کیا اختتام درجۂ نبوت ورسالت اسی کا نام ہے پس صاف ظاہر ہے کہ آپ دشمن خاندان
رسالت فی الظاہر اور دشمن رسول برحق فی الباطن ہین کہ درپردہ دشمنی فرمارہے ہین یہ تو دشمنی تھی جناب
رسالت مآب صلعم سے جو بیان ہوئی اب دشمن خدا ہونا آپ کا خود ظاہر ہے کہ جو دشمن رسول ہے وہ دشمن خدا ہے
مگر یہ دشمنی بالواسطہ ہے آپ تو بلاواسطہ دشمن خدا ہین کہ فرماتے ہین کہ استمرار اور استدامت استغفار سید ابرار
مقبول بارگاہ ایزدغفار نہ ہوئی حاصل آنکہ حق تعالی ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرماچکا تھا تو معاذ اللہ خدا
نے ایفاے وعدہ نہ کیا اور مخالفت الوعد ٹھہرا قطع ہو زبان اُن لعینون کی جو خدا کو جھوٹا اور مخالف الوعد
قرار دیتے ہین اور تو کیا کہون **قولہ** علی ان الامام الجلیل السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا
لبیان ما نزل من ایات السورۃ المکیۃ بالمدینۃ وبالعکس وذکر فیہ عن بعضہم ان ایۃ ما کان
للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک
واقرہ علیہ فعلی ہذا یزہق الاشکال من راسہ **اقول** امام سیوطی نے کتاب اتقان مین جس فصل
مین بیان کیا ہے نزول آیات کا اس حیثیت سے کہ سورہ مکی ہے اور بعض آیات اُسکے مدنی ہین اور سورہ مدنی
ہے اور بعض آیات اُسکے مکی ہین یہ تو صحیح لیکن وذکر فیہ عن بعضہم یعنی ذکر کیا بیچ اسی کتاب اتقان کے
بعض محققین سے یہ بعضہم کون ہین کسی وقت تو فریب وخدع ومکر کو ترک فرمائیے اور ناظرین توجہ فرمائین

مطابق فرمائین عن بعضہم ان ایۃ ما کان للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لابی طالب لاستغفرن لک مالم انہ عنک یہ عبارت خود اس خائن کی ہی یا اسکو عبارت اتقان کہہ سکتے ہین اب ہم اس تحریف اور تصرف کو بھی واضح کیے دیتے ہین کہ جن لوگون نے استثنی کیا ہی اس آیت کا وہ مذکورہ بعضہم ہین کہ مجہول الحال ہین جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہین کہ جب تک وہ بعض معین اور مشخص نہ کیے جائین اور عدالت اور راستی اُنکی ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُنکا قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہی اور لفظ لما ورد کو عبارت سے تحریف کر دیا حالانکہ اسی لفظ لما ورد نے مشتبہ کر دیا ہی اُن بعض کو کہ نزول آیہ مکہ مین ہوا سوا سے اس لفظ ورد کے کوئی دلیل اُنکے پاس نہین تھی اگر کوئی دوسری دلیل اُنکے پاس ہوتی تو ضرور وہ بیان کرتے پس اس لفظ ورد کو اُنھون نے دلیل گمان کیا اور کہدیا لما ورد انہا نزلت فی قولہ اور یہ کلام بعضہم مستلزم دور ہی اسلیے کہ کفر جناب ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیہ کے مکی ہونے پر اور اس آیت کا مکی ہونا موقوف کرتے ہین قول آنحضرت لاستغفرن پر اور قول آنحضرت لاستغفرن کو موقوف کرتے ہین کفر ابی طالب پر اور کفر ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیت کے مکی ہونے پر اور یہی دور ہی فقد لکم یدفع الاشکال من راسہ صار زھوقا قولہ ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ تعالی بعد ذلک قال الحافظ فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر الخ وھذا ایضا یطیح الشبہۃ من راسہا افادہ زین العلامۃ الزرقانی فی شرح المواھب وبعد التتبع والتامل اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فیہ فکیف ترد الصحاح بالروایات **اقول** تفاسیر کا احوال اور اُنکے اختلافات کو ہم بیان کر چکے ہین مگر آپ کو تو گویا انکا ایسا ہی بیان کا اور ایسا سے علماء کا بد نظر ہو آنکھین بند کر کے لکھے چلے جائیے کہ انھی تفسیرون اور کتابون سے اور ایسے علماء کے اقوال سے کفر ابو طالب ثابت ہی اور اپنی جبلی عادت سے کبھی باز نہ آئیے مکر و فریب سے امر حق کو پوشیدہ کیے جائیے نا قلان سے کہ الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہی امر حق کسی کے پوشیدہ کرنے سے مخفی نہین ہو سکتا اگرچہ آپ نے تو بڑی کوشش اور عرق ریزی فرمائی ہی عبارات تفاسیر کو منتشر کر کے رقم فرمایا کہ تعارض اور تضاد جو تفسیرون مین ہی وہ مخفی ہو جائے ہم بھی انھین تفاسیر کی عبارت کہ جنکو آپ نے نقل فرمایا ہی جمع کر کے ایک تفسیر کی عبارت دوسری تفسیر کی عبارت سے مقابل کر کے اُنکا تعارض اور تضاد ظاہر کیے دیتے ہین کہ ہر خاص و عام آپکی تزویر اور دام مکر سے رہائی پائے آپ کے فریب مین نہ آئے جس تفسیر کو آپ نے تفسیر امام نسفی کا خطاب دیا ہی اُسی مین یہ عبارت ہی ھم علیہ الصلوۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی یعنی قصد کیا جناب رسالت مآب نے کہ استغفار کرین ابی طالب کے واسطے پس نازل ہوئی آیت ما کان للنبی الخ پھر دو صفحون کے بعد آپ رقم فرماتے ہین قال الحافظ فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ بروایۃ التفسیر کہا حافظ نے فتح الباری مین کہ تحقیق کہ ظاہر ہی نازل ہونا اُسی آیت کا بعد ایک مدت کے بسبب روایت تفسیر کے

پس ان دونون تفسیرون کو ملا ئیے کہ تفسیر امام نسفی مین تو قصد کرنا آنحضرت کا استغفار کے لیے اور نازل ہونا آیت کا ہی اور فتح الباری مین نازل ہونا آیت کا بعد ایک مدت مدید کے ہی آیا یہ ایک دوسرے کی ضد ہی کہ نہین اور آپس مین ایک دوسرے کا معارض ہی کہ نہین پھر آپ نے رقم فرمایا ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ تعالی بعد ذلک اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی لا ینافیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا ان دونون مین بھی وہی تعارض اور تضاد موجود ہی اور اذا تعارضا تساقطا مشہور ہی یہ جواب تو اس وقت مین ہماری طرف سے ہی جب ہم آپ کی تحریر کو قابل اعتنا سمجھین لیکن حال آپ کی دیانت داری کا تو معلوم ہی کہ آپ نقل اقوال بھی بغیر کاٹ چھانٹ اور تغیر و تبدل کے نہین کرتے چنانچہ یہی عبارت ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذلک دلالت کرتی ہی آپ کی نیک نیتی پر اسواسطے کہ صحیح بخاری شریف مین کتاب التفسیر مین تو اسطرح لکھا ہی باب قولہ تعالی ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین حدثنا اسحق بن ابراهیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابو جہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ فقال ابو جہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فنزلت ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الایۃ پھر آپ یہ عبارت فانزل اللہ بعد ذلک کہا سے لے آئے کیا کوئی صحیح بخاری بھی تصنیف فرمائی ہی یا اس صحیح بخاری کی اصلاح فرمائی ہی یہ تو سال آپ کی دیانت داری کا تھا اب جناب را ہوش و حواس درست فرما کے حدیث مندرج صحیح بخاری شریف کو بغور ملاحظہ فرمائیے کہ قول آنحضرت قل یا عم کے بعد انکار کرنا جناب ابو طالب کا ثابت نہین ہوتا بلکہ جناب رسالت مآب کا قریب وفات ابو طالب تشریف لانا اور سامنے ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ کے قل یا عم لا الہ الا اللہ فرمانا اور ان دونون کا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب کہنا پس فرمانا آنحضرت کا لاستغفرن اور نزول آیہ یہ سب تو موجود ہی مگر انکار کرنا ابو طالب کا مذکور نہین اور نہ ذکر کرنا امام ہمام بخاری کا انکار ابو طالب کو بے وجہ نہین اسواسطے کہ جب فرمانا رسول مقبول کا قل یا عم لا الہ الا اللہ ثابت ہی تو دو حال سے خالی نہین یا اقرار کیا ابو طالب نے یا انکار اور جب دونون امرون کو امام بخاری نے ذکر نہ فرمایا تو قل یا عم کے جواب مین سکوت پایا گیا اور سکوت مین دونون احتمال ہو سکتے ہین کہ سکوت کیا ابو طالب نے قل یا عم لا الہ الا اللہ پر یا سکوت کیا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب پر دونون صورتون مین سکوت اقرار اور انکار دونون پر دلالت کرتا ہی اور دلیل اسپر خود قول آنحضرت ہی کہ فرمایا لاستغفرن لک ما لم انہ عنک مراد آنحضرت کی یہ ہوئی کہ سکوت ابو طالب اگر اقرار ہی تو منع نہ کیا جاؤنگا اور اگر انکار ہی تو ممانعت ہوگی اسواسطے

کہ مشرکین کے باب مین تو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک وارد ہو چکا تھا پس جان بوجھ کر آنحضرتؐ کس طرح مشرک کے لیے استغفار فرماتے اسی سے ثابت ہو گیا کہ سکوت ابو طالبؑ کو آنحضرتؐ نے کفر قیاس نہین فرمایا اور بارہ برس تک مطابق منقولہ بعض مفسرین الی حین نزولہا استغفار کیا گیا اور اس قول لاستغفرن کو آنحضرتؐ کے مومنین نے سنا اور اپنے نزدیک جناب ابو طالبؑ کو کافر ٹھہرا دیا اور جناب رسالتمآبؐ کو استغفار کرنے والا مشرک کا قرار دیا اور مشابہ کر دیا اس امر کو قصہ حضرت ابراہیمؑ سے اور ان دونون امرونکو اپنے واسطے حجت گردانا اور لگے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ماکان للنبی الخ کہ نہین لائق ہی نبی اور مومنین یعنی نبی کے منصب کے خلاف ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین اگرچہ وہ قرابت مین اقرب ہون یعنی مان باپ کیون نہ ہون اب ہم یہان پر عرض کرتے ہین کہ ماکان کے معنی تو ما ینبغی کے ہین جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تصریح فرمائی ہی پس مومنین نے تو بہ سبب عدم واقفیت اور عدم عصمت کے نالائق کام کیا کہ اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے لگے مگر معصوم صاحب ان ہو الا وحی یوحی کو کون نسبت نالائق کام کرنے کی دیسکتا ہی امر اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ لائق شان نبی نہین ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین یعنی مومنین گمان نہ کرین کہ جناب رسالتمآبؐ نے مشرک کے لیے استغفار کیا کہ یہ امر انکے منصب کے مخالف ہی اور ظاہر ہی کہ مشرکین دشمن خدا ہین پس حبیب خدا دشمن خدا کا حبیب نہین ہو سکتا اسی وجہ سے متنبہ کیا مومنین کو کہ تمہارا گمان حضرت ابراہیمؑ کی طرف بھی حق نہین ہی کہ انھون نے بھی بسبب وعدہ کے استغفار کیا تھا بامید ایمان اور جب انپر ثابت ہو گیا کہ وہ عدو اللہ تھا اور مر گیا تو بیزار ہوے اس سے باوجودیکہ ابراہیمؑ اواہ اور حلیم تھے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نزول آیہ شان مومنین مین ہوا اور آنحضرتؐ کو مامنعت بھی نہ ہوئی اور اقرار کرنا ابو طالبؑ کا بھی ثابت ہو گیا اور یہ سب ثبوت اسی حدیث سعید ابن المسیب سے ہی کہ جو مذکور ہی صحیح بخاری شریف مین اگرچہ اسی حدیث کو دوسرے محدثین اور مفسرین نے لکھا ہی اور اس مین انکار ابی طالب بھی ذکر کیا ہی مگر ان احادیث اور تفاسیر مین احتمال زیادتی اور کمی کا ممکن ہی بخلاف حدیث مندرجہ صحیح بخاری کے کہ اس مین زیادتی اور کمی کا احتمال بھی نہین ہو سکتا کہ اسکی صحت پر اتفاق ہی اب فانزل اللہ بعد ذلک رقم فرمانا آپکا مکر و فریب ہوا اور بالفرض فانزل اللہ بعد ذلک کو تسلیم بھی کر لین تو بعد ذلک کا مشار الیہ کون ہی کہ حدیث مین صحیح بخاری کی تو انکار کرنا جناب ابو طالب کا مذکور نہین بلکہ قول ابو جہل ترغب عن ملۃ عبد المطلب ہی اور فرمودہ حضرتؐ آپ لاستغفرن ہی اسکے بعد فنزلت ماکان ہی پس یہ ف تعقیب کی ہی یا سببیۃ کی جو آپ فرمائین وہ معنی لین مگر نزول آیہ شان ابو طالب مین قرار نہین پاتا فہذہ البراہین القاطعۃ طوالع لقولک و یطیح المخیمۃ من راسہا اور یہ جو آپ رقم فرماتے ہین اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فکیف نزد الصحاح بالہوسات یہ بھی ایک دلیل ہی آپ کی عدم ممارست کی علم کلام و حدیث سے اور نہ افصاح الحدیث کی رد افلاح البراہین

عقلی و نقلی سے با حسن الوجوہ ممکن ہی یہ راز بھی آپ پر منکشف ہوا جاتا ہی کہ جبکہ آپ نے لفظ ہوسات سے خطاب کیا ہی وہ ہی مصدر افصاح قرار پاتے ہین اور جنکو آپ صحیح سمجھ رہے ہین ہوسات ہوے جاتے ہین اور آپکا کلام مردود کا مردود رہتا ہی بعد آیت ثالثہ فصل دوم مین جو آپ نے رقم فرمایا ہی اُسی کے جواب مین پہلے ہم کیفیت روایات صحیحہ اور راویان احادیث وغیرہ سے بحث کرکے آپ کی خوش فہمی وغیرہ واضح کیے دیتے ہین خاطر مطمئن رکھیے **قولہ** آیت ثالثہ قال عز مجدہ وھم ینھون عنہ و ینئون عنہ وان یھلکون الا انفسہم وما یشعرون وہ اس حق سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہین اور خود اُسپر ایمان لانے سے بچتے ہین اور اُسکے باعث خود اپنی ہی جانون کو (یعنی نفسہم) ہلاک کرتے ہین اور اُنھین شعور نہین یعنی جان بوجھ کر بے شعورون کے سے کام کرتے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما اور اُنکے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے اُستاد مجید امام عطا ابن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہین یہ آیت ابوطالب کے باب مین اُتری ہی تفسیر امام بغوی محی السنہ مین ہی قال بن عباس و مقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی و یمنعھم و ینائ عن الایمان بہ ای یبعد انوار التنزیل مین ہی ینھون عن المتعرض لرسول اللہ و ینأون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب **اقول** جواب اول امر اول یہ بنسبت اقوال مفسرین کے پہلے ہی کلام علماے اعلام و فقہاے کرام و محققین ذی احتشام سے ثابت ہو چکا ہی کہ تفسیرین مفسرون کی احادیث موضوعہ و ضعیفہ و آحاد سے مملو ہین اور بعض ہی اُن مین کی ایسی ہونگی جنھین حق تعالی نے محفوظ رکھا ہو کہ اُنھون نے احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور احاد سے اجتناب کیا ہو اور اپنی تفسیرون کو بچایا ہو امر ثانی اُنکا قول حجت نہین جیسا کہ بوضاحت یہ بھی مذکور ہو چکا ہی امر ثالث حافظ سیوطی نوع تاسع مسئلہ خامسہ مین اتقان کے فرماتے ہین کثیرا ما یذکرون المفسرون لنزول الایۃ اسبابا متعددۃ فان عبر احدھم بقولہ نزلت فی کذا و الاخر نزلت فی کذا و ذکر امرا اخر فقد تقدم ان ھذا یراد بہ التفسیر لا ذکر اسباب النزول فلا منافاۃ بینھما اذ کان اللفظ یتناولھما یعنی اکثر مفسرون نے اسباب نزول متعدد ذکر کیے ہین پس ایک تعبیر کرتا ہی اپنے قول مین کہ نازل ہوئی آیت اس طرح اور دوسرا بیان کرتا ہی کہ نازل ہوئی اس طرح اور وہ ایک دوسرا ہی امر ذکر کرتا ہی پس بہتر او مقدم سب پہ یہی ہی کہ مراد لی جاتی ہی اُن بیانات مختلفہ سے تفسیر نہ ذکر اسباب نزول پس منافات اُن دو قولون مختلف مین نہ ہوگی اسواسطے کہ ہوگا وہ لفظ تفسیر شامل اُن دونون مختلف قولون کو یعنی مفسرون نے جو اسباب مختلفہ نزول آیہ کے بیان فرمائے وہ اسباب نزول ہی نہین قرار پاتے بلکہ وہ سب تفسیر مین شامل ہین نہ اسباب نزول مین امر رابع جو آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی مین ہی قال بن عباس و مقاتل نزلت فی ابی طالب یہ آپ کی پرانی چال ہی اور قدیمی فریب دہی ہی کہ آپ نے صاحب تفسیر کی اصلی راے کا اخفا کیا ہی اور عبارت پوری نہین لکھی عجب شیوہ ہی آپ کی تحریر کا کسی مقام پر اقوال قائلین کا اخفا اگر کسی مقام پر

ذکر بھی ہو تو اس اخفا کے ساتھ اور اس ڈھب سے کہ ہر شخص یہ بھی نہ سمجھے کہ یہ مذہب صاحب تفسیر کا ہی جیسا کہ
ابھی آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی محی السنۃ میں ہی قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب
حالانکہ تفسیر امام بغوی میں یہ قول ابن عباس و مقاتل سے نقلاً جملہ اقوال دیگر میں مذکور ہی شاید کہ امام بغوی کے
نزدیک یہ ہی قول نزول آیہ میں معتبر ہی اب فرمائیے کہ امام بغوی بھی جو ناقل قول عبد اللہ بن عباس اور
مقاتل ہیں اور قائل نہیں تو آپ کو کیا فائدہ پہونچتا ہی آپ کو تو اسوقت فائدہ پہونچتا کہ آپ انکا مذہب
مختار بیان کرتے اب جو آپ نے انکا نام اور انکی تفسیر کا نام رقم فرمایا تو بجز خدع اور مکر کے کیا آپ کے
ہاتھ آیا آپکا خصم اگر جواب دے کہ تفسیر امام بغوی میں تو یہ ہی وھم ینھون الناس عن اتباع محمد
وینئون عنہ ای یتباعدون بانفسھم نزلت فی کفار مکۃ قالہ محمد ابن الحنفیۃ والسدی و
الضحاک وقال قتادۃ ینھون عن القرآن وعن النبی ویتباعدون عنہ تو آپ کیا کہینگے لیجیے آپکا جواب
بھی ہو گیا اور آپ کا خدع بھی ظاہر ہو گیا اور ذاتی دشمنی بھی جناب ابوطالب سے ثابت ہو گئی کہ زبردستی ہر
مفسر اور محدث کو کھینچ تان کر بمقابلہ جناب ابوطالب لاتے ہیں اور انکے اقوال سے جناب ابوطالب کو
کافر ٹھہراتے ہیں اور آخر نتیجہ اسکا یہ ہوتا ہی کہ آپ ہر مقام پر منھ کی کھاتے ہیں اگر آپ رقم فرما دیتے
کہ قول ابن عباس اور مقاتل کو امام بغوی نے بھی نقل کیا ہی اگرچہ خود امام بغوی کا مذہب مختار نہیں ہی بلکہ
انکا قول مختار نزلت فی کفار مکۃ ہی تو آپ کاذب مفتری کذاب نہ ٹھہرتے ناقل اقوال قرار پاتے مگر وقت تو یہ بھی
کہ مطابق قول حافظ سیوطی یقول احدھم نزلت فی کذا والاخر نزلت فی کذا قرار پاکر درجۂ اسباب نزول
سے ساقط ہو جاتا پھر بعد ذکر امام بغوی آپ رقم فرماتے ہیں انوار التنزیل میں ہی ینھون عن التعرض لرسول
اللہ وینئون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب یہ بھی وہ ہی فریب دہی ہی جو ہم مکرر ظاہر کر چکے ہیں اور
آپ عبارت انوار التنزیل کو سمجھے نہیں ورنہ آپ اسکو دلیل نزول آیہ کی شان جناب ابوطالب میں نہ گردانتے
اب سنیے کہ مطلب صاحب انوار التنزیل کا یہ ہی کہ وہ کفار لوگون کو آنحضرت صلعم سے متعرض ہونے کو تو منع کرتے
ہین مگر خود آنحضرت صلعم سے بعید رہتے ہین اور انکے دین کو اختیار کر کے ایمان نہیں لاتے جیسے حضرت
ابوطالب ایمان لائے یہ اصل مطلب ہی صاحب انوار التنزیل کا نہ یہ کہ مراد انکی یہ ہو کہ یہ آیہ نازل ہوا ان
لوگون کے باب میں جو آنحضرت صلعم کے تعرض سے منع کرتے تھے اور خود آنحضرتؐ سے بعید رہتے تھے اور
ایمان نہیں لاتے تھے جیسے حضرت ابوطالب کہ وہ تعرض سے آنحضرتؐ کے تو لوگون کو منع کرتے تھے اور
خود معاذ اللہ ان حضرتؐ سے بعید رہتے تھے اور انکا دین قبول کر کے ایمان نہیں لاتے تھے کیونکہ اگر یہ
مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ مصداق آیہ کے متعدد اشخاص ہون جو امثال حضرت ابوطالب ہون اور امثال جناب
ابوطالب بجمیع اوصاف جناب ابوطالب نہ کسی تفسیر سے ثابت ہو سکتا ہی نہ حدیث سے نہ مورخین نے
کہیں ذکر کیا ہی پہلے آپ امثال جناب ابوطالب بجمیع صفات جناب ابوطالب معین فرمائیے پھر نزول آیہ

شان میں اُن کفار کے ثابت کیجیے اور جناب ابوطالب کو بھی اُن میں شامل فرمایئے اور یہ امر محال ہو کم
ذی فہم سمجھ سکتا ہو کہ عبارت انوار التنزیل دلالت کرتی ہو کہ مراد آیت سے وہ کفار ہیں جو بمقابلہ جناب
ابوطالب اُنکے شریک تھے صرف حفاظت وحراست میں آنحضرتؐ کی لیکن چونکہ اُنکا ظاہر و باطن کفر پر متفق تھا
کہ وہ لوگ ایمان نہ لاتے تھے لیکن بالجبر اتنی شریک جناب ابوطالب رہتے تھے لہذا وہ مثل حضرت ابوطالب
مومن نہ تھے اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ یہ عبارت انوار التنزیل کی دلیل ایمان حضرت ابوطالب ہو نہ دلیل
عدم ایمان لیکن ہم تو آپ کی عقل و دانائی کے قائل ہیں کہ ایسے صریحی امر کو آپ نہ سمجھے یا تجاہل عارفانہ
فرماکر ہٹ دھرمی سے مرتکب اکبر معاصی ہوئے حالانکہ آپکا ہی قول ہو کہ فان الذنب بعد العلم اشنع
عند حین الجهل اذ فان العلم حجة الله بہر کیف دو حال سے یہ امر خالی نہیں یا تو عبارت انوار التنزیل
آپ نہ سمجھے نہیں تو آپ کا جہل ثابت ہوتا ہی یا آپ جان بوجھ کر بے شعوروں سے کام کرتے ہیں تو آپ سے
بڑھکر بے شعور کون ہوگا کہ روگردانی کی آپ نے حجت خدا سے اور موذی نبی ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ
ہوئے **جواب ثالث** امام فخر الدین رازی کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہی کہ آیہ وھم ینھون عنہ الخ اُن
لوگوں کے باب میں ہو جنکے لیئے اس سے ماقبل کا آیہ ہو اور ماقبل کا آیہ یہ ہو ومنھم من یستمع الیک
وجعلنا علی قلوبھم اکنة ان یفقھوہ وفی آذانھم وقرا وان یروا کل آیة لا یومنوا بھا حتی اذا جاؤک
یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین اور بعض اُن کفار مکہ سے وہ لوگ ہیں کہ کان
رکھتے ہیں وہ طرف تیرے یعنی تو ای محمدؐ جسوقت قرآن پڑھتا ہو تو وہ سنتے ہیں اور ڈال دیے ہم نے
اُنکے دلوں پر پردے اس بات کے کہ سمجھیں وہ اُسکو یعنی ہم نے اُنکے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں
بسبب اُنکے عناد اور حسد اور تکبر کے کہ وہ غور اور تامل معنوں میں نہیں کرتے اور گردانا ہی اُنکے کانوں میں
گرانی اور ثقل کو کہ وہ حق کو نہ سنیں اور اگر مشاہدہ کریں وہ تجھ سے ہر ایک معجزہ کو کہ طلب کریں تو نہ ایمان لاویں
اُسپر بسبب عناد وحسد کے یعنی زیادتی اُنکے انکار اور جھٹلانے کی انتہا سے درجہ کو پہونچی ہی یہانتک کہ جسوقت
آتے ہیں وہ تیرے پاس تو مجادلہ کرتے ہیں تجھ سے اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں کہ یہ قرآن نہیں ہو مگر قصے
کہانیاں ہیں پہلوں کی الحاصل آیۂ وھم ینھون متصل ہی اپنے ماقبل سے اور بغوی معالم التنزیل میں اور خود امام
فخر الدین رازی مسئلۂ اولی میں تحت آیۂ مذکورہ لکھتے ہیں قال ابن عباس حضر عند رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم ابوسفیان والولید بن المغیرة والنضر بن الحرث وعقبة وعتبة وشیبة ابنا ربیعة
وامیة وابی ابنا خلف والحرث بن عامر وابوجهل واستمعوا الی حدیث الرسول فقالوا للنضر ما
یقول محمد فقال لا ادری ما یقول لکنی اراہ یحرک شفتیه ویتکلم باساطیر الاولین کما ابن عباس
[illegible] ابوسفیان اور ولید بن مغیرہ اور نضر بن الحرث اور عقبہ و عتبہ و شیبہ دو بیٹے ربیعہ
[illegible] ابوجہل اور سنا اُنھوں نے بیان رسول کو اور نضر سے کہا کیا کہتے ہیں

السبب اختلف المفسرون یعنی امام فخر الدین بعد نقل آیہ وھم ینھون عنہ الخ رقم فرماتے ہین کہ آیت
مین چند مسائل ہین پہلا مسئلہ یہ ہی کہ جان تو تحقیق کہ حق تعالی نے جسوقت بیان کیا کہ وہ لوگ طعن
کرتے ہین قرآن کے معجزہ ہونے مین اس طرح کی وہ جنس اساطیر اولین اور اقاصیص قدمین سے ہی یعنی جیسے
پہلے لوگون کے قصہ لکھے ہین ویساہی یہ قرآن ہی تو ظاہر کیا حق تعالی نے اس آیت مین کہ تحقیق وہ لوگ منع
کرتے تھے اس سے اور دوری کرتے تھے اس سے اور یہ تحقیق کہ سابق ہوا ذکر قرآن کا اور محمدؐ کا پس ضمیر عنہ
کی محتمل ہی کہ ہو عائد طرف قرآن کے یا طرف محمدؐ کے اور اسی سبب سے اختلاف کیا مفسرون نے
فقال بعضھم وھم ینھون عنہ وینئون عنہ ای عن القرآن و تدبرہ والاستماع لہ پس کہا بعضون نے
اور وہ لوگ منع کرتے ہین قرآن سے اور اسکے تامل و رسوچنے سے اور اسکے سننے سے وقال اخرون بل
المراد ینھون عن الرسول اور کہا دوسرون نے بلکہ مراد ینھون عن الرسول ہی یعنی منع کرتے تھے
رسول سے واعلم ان النھی عن الرسول محال بل لابد وان یکون المراد النھی عن فعل یتعلق بہ علیہ
الصلوۃ والسلام وھو غیر مذکور فلا جرم حصل فیہ قولان پھر امام فخر الدین فرماتے ہین کہ جان تو
تحقیق نہی عن الرسول محال ہی تو ضرور ہی کہ ہو مراد نہی کی اس فعل سے کہ متعلق ہی ساتھ اسی رسول کے اور وہ
فعل مذکور نہین ہی پس بالضرور حاصل ہوے اس مین دو قول منھم من قال المراد انھم ینھون عن التصدیق
بنبوتہ والاقرار برسالتہ بعضون آخرون کے وہ ہین کہ کہا مراد انھم ینھون سے نہی کرنا ہی تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت سے وقال عطا و مقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی
ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ اور دوسرا قول عطا اور مقاتل کا ہی کہ تھے ابوطالبؑ کہ منع کرتے تھے
قریش کو ایذا دینے سے نبی کے بعدہ دوری کرتے تھے ان حضرت سے اور نہ متابعت کرتے تھے انکے
دین کی والقول الاول اشبہ لوجہین اور قول اول اشبہ ہی بسبب دو وجہون کے الاول ان جمیع
الآیات المتقدمۃ علی ھذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقتھم فکذلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون
محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان اباطالب کان ینھی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم وجہ
اول یہ ہی کہ جمیع آیات متقدمہ اس آیت کے مقتضی ہین مذمت طریقہ کفار کی پس ایساہی قول خدا وھم
ینھون عنہ بھی محمول ہی طریقہ مذموم پر پس اگر حمل کرین ہم اسکو اوپر اس امر کے کہ بہ تحقیق ابوطالب منع کرتے تھے
کفار کو ایذا پہونچانے سے نبی کے تو نہ حاصل ہوگا یہ نظم والثانی انہ تعالی قال بعد ذلک وان یھلکون
الا انفسھم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن
اذیتہ لان ذلک حسن لا یوجب الھلاک وجہ دوسری یہ ہی کہ حق تعالی نے کہا بعد اسکے وان یھلکون الا
انفسھم یعنی نہین ہلاک کرتے وہ لوگ مگر نفسون اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اور نہین لائق
ہی کہ ہو مراد قول حق تعالی وھم ینھون سے کہ منع کرتے تھے اذیت دینے سے نبی کو اسواسطے کہ یہ حسن ہی

موجب ہلاک نہین ہے ثانی قیل ان قوله وان یہلکون الا انفسہم یرجع الی قوله وینئون عنه لا الی قوله
ینہون عنه لان المراد بذلک انہم یبعدون عنه بمفارقة دینه وترک الموافقة له وذلک ذم فلا یصح
رجحتم بهذا القول پس اگر اعتراض کیا جاے کہ قول حق تعالی وان یہلکون الا انفسہم راجع ہے طرف
ینئون عنه کے نہ ینہون عنه کی طرف اسواسطے کہ تحقیق کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ دوری کرتے تھے نبی سے
ساتھ مفارقت دین کے اور ترک کرنے موافقت کے اسی نبی کی پس نہین صحیح ہے وہ چیز کہ ترجیح دی تم نے
اُسکے ساتھ اس قول کو قلنا ان ظاهر قوله وان یہلکون الا انفسہم یرجع الی کل ما تقدم ذکره لانه
بمنزلة ان یقال ان فلانا یبعد عن الشیء الفلانی وینفر عنه ولا یضر بذلک الا نفسه فلا یکون هذا
الضرر متعلقا باحد الامرین دون الاخر جواب دینگے ہم کہ ظاہر قول خدا کا وان یہلکون الا انفسہم
راجع ہوتا ہے طرف کل اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اسواسطے کہ وہ قول بمنزلہ اس قول کے ہے کہ کہا جائے
بہ تحقیق فلان شخص دوری کرتا ہے فلان شے سے اور تنفر کرتا ہے اس شے سے اور نہین ضرر دیتا ہے وہ بہ سبب
اسکے مگر اپنے نفس کو پس نہ ہوگا یہ ضرر متعلق باحد الامرین دون الآخر یعنی یہ ضرر دو امرون مین سے ایک
کے متعلق ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ہو یہ نہین ہو سکتا المسئلة الثانیة اعلم ان اولئک الکفار
کانوا یعاملون رسول الله بنوعین من القبیح جان تو کہ تحقیق کہ وہی کفار تھے کہ عمل کرتے تھے رسول اللہ
کے ساتھ دو قسم کی بدی سے الاول انهم کانوا ینہون الناس عن قبول دینه والاقرار بنبوته اول
تحقیق کہ وہ کفار منع کرتے تھے آدمیون کو قبول کرنے سے دین کے اور اقرار کرنے سے نبوت کے والثانی
کانوا ینئون عنه اور دوسرے یہ کہ وہ خود دوری کرتے تھے اسی سے والنائی البعید یقال نای ینای
اذا بعد اور نائی بعید کو کہتے ہین کہا جاتا ہے نای ینای جسوقت کہ دور ہو ثم قال وان یہلکون الا انفسہم
بسبب تمادیہم فی الکفر وغلوهم فیه وما یشعرون انہم یہلکون الا انفسہم ویذهبونہا الی
النار بما یرتکبون من الکفر والمعصیة والله اعلم بعد اسکے کہا حق تعالی نے وان یہلکون الا انفسہم
وما یشعرون کہا ابن عباس نے اور نہین ہلاک کرتے تھے وہ مگر اپنے نفسون کو بہ سبب انتہا کے کفر اور
غلو کے اسی کفر مین اور نہین سمجھتے ہین کہ تحقیق کہ وہ ہلاک کرتے ہین اپنے نفسون کو اور لے جاتے ہین وہ اپنے
نفسون کو نار مین بہ سبب ارتکاب کفر و معصیت کے واللہ اعلم بیشک امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین
اسباب اختلاف مفسرین اور سبب نزول کو بدلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کس شد ومد سے بیان فرمایا ہے
اسپر بھی کسی بے بصیرت کو نہ سوجھے تو مستحق ہوا اسی آیہ کا جو حق تعالی فرماتا ہے کہ وجعلنا علی قلوبهم اکنة
ان یفقهوه لیکن ہم اتماما للحجه وتوضیحا للمرام خلاصہ اُنکی تفسیر کا چند امور ضروریہ عرض کیے دیتے ہین شاید
وہ شخص جو بہ سبب غلبہ کفر و نفاق کے گرداب ضلالت وغوایت مین غوطہ زن ہے ہدایت پائے ۲ امر اول یہ
ہے کہ سابقا حق سبحانہ وتعالی نے ذکر فرمایا قرآن کا اور محمد کا اور کفار کے طعن کرنے کا کہ قرآن معجزہ نہین ہے بلکہ

جنس اساطیر الاولین او ر اتنا بعض قد ہین سے ہوا ور ان کفار کے نام بھی روایت ابن عباس سے اور معالم مین کلبی سے
معلوم ہوچکے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ ان کفار مین ابوطالب شریک کبھی نہ تھے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آیۂ وھم
ینھون مرتبط ہی آیۂ سابق کا تو یہ آیہ انھین کفار کی شان مین نازل ہوا نہ جناب ابوطالب کی شان مین امر
دوم یہ ہی کہ جب یہ آیہ وھم ینھون مرتبط ہوا آیۂ سابق کا اور آیۂ سابق مین ذکر قرآن کا اور آنحضرت کا اور
کفار کے طعن کا ہی تو مفسرون کو بسبب سابق الذکر ہونے قرآن اور محمد کے ارجاع ضمائر مین احتمالات
پیدا ہوگئے اور یہ مشہور ہی کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس بطلان ایمان ابوطالب پر استدلال
کرنا خود باطل ہوگیا امر ثالث احتمالات مفسرین یہ ہین کہ بعضون نے کہا ضمیر عنہ کی قرآن کی طرف عائد ہی
تو معنی یہ ہوے کہ وہ کفار منع کرتے تھے اورون کو قرآن کے سننے سے اور خود بھی بھاگتے تھے اور بعض دیگر
نے کہا کہ ضمیر عنہ عائد ہی محمد کی طرف تو معنی یہ ہوے کہ منع کرتے تھے رسول سے اور نہی عن الرسول محال ہی تو
مراد نہی عن الرسول سے وہ فعل ہوا کہ جو متعلق ہو رسول سے اور وہ فعل بھی مذکور نہین تھا تو اس مین بھی دو احتمال
پیدا ہوے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے آنحضرت کی دوسرا یہ کہ منع کرتے
تھے کفار کو ایذاے نبی سے اور اسکو منسوب کیا جناب ابوطالب کی طرف بسبب مخفی ہونے انکے ایمان کے
اس بیان سے ظاہر ہوگیا کہ بوجوہات متعددہ احتمالات مفسرین سے پیدا ہوے انکو اسباب نزول کہنا دلیل
بے عقلی [illegible] امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ قول اول یعنی نہی کرنا تصدیق نبوت و اقرار رسالت
سے زیادہ صحیح ہی بسبب دو وجہون کے وجہ اول تمام آیات متقدمہ دلالت کرتی ہین امر مذموم پر
تو چاہیے ہی کہ یہ بھی اسی طرح دلالت کرے امر مذموم پر اور مانع ہونا ایذاے نبی سے امر مذموم نہین ہی بلکہ حسن
ہی اور [illegible] قرآن [illegible] وجہ ثانی نہی کرنا ابوطالب کا ایذاے نبی سے موجب ہلاک نہین ہی جو آخر آیہ
[illegible] تعالی نے وان یہلکون فرمایا ہی اور اگر کہا جاوے کہ یہلکون متعلق ہی ینئون سے کہ دوری کرنا ام
[illegible] ایسا نہین ہی کہ جس سبب سے مخصوص کردین یہلکون الا انفسہم کو ینئون سے بلکہ
[illegible] کل ہے کہ جسکا ذکر مقدم ہوا یہ نہین ہوسکتا کہ یہ ضرر ایک امر سے متعلق ہو اور دوسرے
امر سے متعلق [illegible] یہ آیت نازل ہوئی ہی انھین کفار کی شان مین کہ جو منع کرتے تھے آدمیون کو کہ
دین کو آنحضرت سے قبول نہ کرین اور اقرار رسالت نہ کرین اور خود بھی دوری کرتے تھے اسی سے اور وہی
مستحق تھے وان یہلکون الا انفسہم کے نہ جناب ابوطالب کہ خود بھی آنحضرت کی حفظ و حمایت اور نصرت
مین اپنی جان و مال و اولاد سے مصروف تھے اور دوسرون کو بھی وعظ و پند و نصائح سے ترغیب دلواتے
تھے اور باعلان فرماتے تھے کہ دین محمد تمام دنیا کے دینون سے بہتر ہی اور محمد رسول ہین مثل موسی کے انکی
متابعت مین فلاح ہی امر خامس راجع ہونا ضمیر مرفوع بارز کا جناب ابوطالب کی طرف بغیر تقدم ذکر
ابوطالب صریحًا یا ضمنًا بموجودگی ذکر کفار صریحًا باطل ہی پس ثابت ہوا کہ وہ ضمیر اور ضمیرین مستتر مرجع مین متحد ہین

اور مراد کفار مکہ ہیں اور جب یہ امر ثابت ہوگیا تو معلوم ہوا کہ نہی اور نائی وہ لوگ ہیں جو [illegible] اور ان دونون
امرون کو نسبت دینا جناب ابوطالب کے ساتھ عقلاً اور نقلاً ممنوع ہوا جیسا کہ [illegible]
حق سبحانہ تعالیٰ نے وان یھلکون الا انفسہم بسبب تمادیہم فی الکفر وغلوہم فیہ [illegible]
یہلکون انفسہم وینہون عنہ الا لنا ربما یرتکبون من الکفر والمعصیۃ یعنی نہین ہلاک کرتے ہین وہ
لوگ مگر اپنے نفسون کو بسبب انتہاے کفر کے اور غلو کرنے کے اس کفر مین اور نہین [illegible]
لوگ ہلاک کرتے ہین اپنے نفسون کو اور لے جاتے ہین نار مین بہ سبب ارتکاب کفر اور معصیت کے انتہاے
کفر اور غلو فی الکفر یہ نہین ہوسکتا کہ محمدؐ کو ایذا دینے سے بچاے اور دوسرون کو منع کرے بلکہ انتہاے کفر
وہ ہی ہے کہ دوسرون کو بھی آمادہ کرے ایذا دینے پر اور خود بھی ایذا دے پس ان سب امرون سے ظاہر
ہوگیا کہ احتمالات مفسرین سے اختلاف پیدا ہوے اور اُس نے اصلی سبب نزول کو مخفی کردیا پس ایسے اختلافات
مفسرین سبب نزول نہین ہوسکتے بلکہ ایسے اقوال متضادہ کو اگر تفسیر کہین تو ہوسکتا ہے اور سبب نزول
فی الحقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے سابقاً ذکر کفار اور قرآن اور محمدؐ کرکے اُسکا جواب اس آیہ مین ان کفار کو دیا
معنی بھی درست ہوگئے اختلاف بھی برطرف ہوگیا نظم قرآن کے موافق بھی رہا سبب نزول بھی مثل آفتاب
نمایان ہوگیا وھم یعنی وہ مشرکین جنکا ذکر سابق مین گذرا ینہون عنہ منع کرتے تھے وہ ہی مشرکین دوسرے
آدمیون کو ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے اور کہتے تھے کہ یہ
قرآن قصہ ہے اولین کا وینئون عنہ اور خود بھی دوری کرتے تھے ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت
کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون اور نہین ہلاک کرتے ہین وہ لوگ مگر
اپنے نفسون کو بسبب انتہاے کفر اور غلو کے اور وہ بے شعور ہین اور تفسیر مدارک التنزیل مین بھی ایسا ہی فرمایا
ہے علامہ ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد ابن محمود نسفی نے وھم ای المشرکون ینہون عنہ الناس عن القرآن
او عن الرسول واتباعہ والایمان بہ وینئون بذلک یعنی مشرکین منع کرتے تھے آدمیون کو قرآن سے یا رسول
سے اور اتباع رسول سے اور ایمان لانے سے ساتھ اُس رسولؐ کے اور دوری کرتے تھے [illegible] وان یہلکون
الا انفسہم وما یشعرون ای لا یتعداھم الضرر الی غیرھم وان کانوا یظنون انہم یضرون رسول
اللہ اور نہین ہلاک کرتے ہین وہ لوگ مگر اپنے نفسون کو اور نہین شعور رکھتے وہ لوگ اس بات پر کہ نہین
تجاوز کرتا اُن لوگون سے وہ ضرر اُنکے غیر کی طرف اگرچہ وہ گمان کرتے ہین [illegible] پہنچانے نہین
رسول کو یعنی وہ لوگ گمان کرتے ہین کہ ہم ضرر پہونچاتے ہین آنحضرت کو [illegible] اپنے نفسون کو پہونچاتے
ہین وقیل عنی بہ ابوطالب لانہ کان ینہی قریشا عن التعرض لرسول اللہ وینأی عنہ فلا یؤمن
اور کہا گیا کہ مراد لی گئی ہے اُس سے ابوطالب اسواسطے کہ ابوطالب منع کرتے تھے قریش کو تعرض رسول اللہ
سے اور دوری کرتے تھے اُن سے اور نہ ایمان لاتے تھے [illegible] والاول اشبہ [illegible] صحیح ہے

اول تو علامۂ ممدوح نے قیل کر کے قول ضعیف بیان کیا اور پھر اول کو اشبہ بصحیح فرمایا جیسا کہ امام فخرالدین
رازی نے بدلائل قویہ ثابت فرمایا ہے اور تفسیر در منثور میں ہے اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم
وابن مردویہ من طریق علی بن ابی طلحۃ فی قولہ تعالی وھم ینھون عنہ قال ینھون الناس عن محمد
ان یومنوا بہ وینئون عنہ یتباعدون عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر و
ابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاھد فی قولہ وھم ینھون عنہ قال قریش عن الذکر
وینئون عنہ یقول یتباعدون واخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و
ابو الشیخ عن قتادۃ قولہ وھم ینھون عنہ قال ینھون عن القرآن وعن النبی وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ
وعلی ھذا القیاس اقوال مفسرین بکثرت واقع ہوئے ہیں اور اسکے مخالف بھی واقع ہوئے ہیں پس یہ
اقوال مفسرین ہیں نہ اسباب نزول اور سبب نزول وہی ہے کہ یہ آیت مرتبط ہے آیت سابق سے اور شان
میں اُن کفاروں کے نازل ہوئی ہے جو تکذیب کرتے تھے اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے اقرار رسالت
و نبوت سے مانع ہوتے تھے اور خود بھی دوری کرتے تھے اور تفسیر علامۂ ابو السعود میں بھی اسی طرح بیان کیا
ہے کہ نزول آیہ شان میں اُن کفار کے ہے جو تکذیب کرتے تھے رسول کی اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ یہ
قرآن معجزہ نہیں ہے بلکہ قصہ ہے جیسا کہ ہم قصے اولین کے بیان کرتے ہیں غرض علامۂ ابو السعود کی تفسیر کا خلاصہ یہ
ہے وھم ینھون عنہ الضمیر المرفوع للمذکورین والمجرور للقرآن ای لا یقنعون بما ذکر من تکذیبہ وعدہ
من قبیل الاساطیر بل ینھون الناس عن استماعہ لئلا یقفوا علی حقیقتہ فیومنوا بہ یعنی ضمیر مرفوع
واسطے مذکورین کے ہے اور مجرور واسطے قرآن کے چونکہ علامۂ ممدوح آیۂ سابق میں بیان کر آئے ہیں کہ ابو سفیان
اور ولید اور نضر اور عتبہ اور شیبہ اور ابو جہل اور اصحاب اُنکے مجتمع ہو کر تلاوت قرآن آنحضرت سے سن کر
کہتے تھے کہ یہ قرآن معجزہ نہیں ہے بلکہ قصہ ہے اولین کا اس سبب سے مفسر نے لفظ مذکورین پر اکتفا فرمائی
پھر فرمایا ای لا یقنعوا یعنی نہ قناعت کرتے تھے تکذیب کرنے پر اور قرآن کو اساطیر اولین سے شمار کرنے پر
بلکہ منع کرتے تھے لوگوں کو اُسکے سننے سے تاکہ اُسکی حقیقت پر واقف نہ ہون ورنہ وہ سب ایمان لے آوین گے
وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسھم اظھارا لغایۃ نفورھم وتاکیدا لنھیھم عنہ فان اجتناب
الناھی عن المنہی عنہ من متممات النھی یعنی خود بھی دوری کرتے تھے اُس سے کہ غایت تنفر اُنکا اُس
قرآن سے اور اُسکی سماعت سے ظاہر ہوا ور تاکید پائی جائے اُنکے منع کرنے کی اُس سے اور اُسکی سماعت
سے پس بتحقیق کہ اجتناب ناہی کا منہی عنہ سے متممات نہی سے ہے یعنی دوسروں کو منع کرنا اور آپ بھی دوری
کرنا انتہا سے نہی ہے ولعل ذلک ھو السر فی تاخیر النای عن النہی اور شاید کہ یہی سر ہو موخر ہونے میں
نائی کی نہی سے لیعنی ینھون عنہ وینئون عنہ سے وہ ہی کفار سابق الذکر تکذیب کرنے والے اور قرآن کو
اساطیر اولین کہنے والے ہوئے نہ جناب ابو طالب پھر علامۂ ابو السعود فرماتے ہیں وقیل الضمیر المجرور للنبی

وقیل المرفوع لابی طالب اور کہا گیا کہ ضمیر مجرور واسطے نبی کے ہی اور کہا گیا مرفوع واسطے ابوطالب کے
ہی اور دونون مقامون پر قیل کر کے رقم فرمایا اسلیے کہ وہ ضعیف ہی اور وہ اسی طرح سے ہی کہ کچھ لوگ کفار جمع
ہوکر آئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا انھون نے بدی کا رسول اللہ سے اسوقت جناب ابوطالب نے
متوجہ ہوکر آنحضرت کی طرف یہ اشعار پڑھے واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم + حتی اوسد فی التراب
دفینا + فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ + وابشر بذاک وقر منہ عیونا + ودعوتنی وزعمت
انک ناصحی + ولقد صدقت وکنت ثم امینا + وعرضت دینا لا محالۃ انہ من خیر ادیان
البریۃ دینا + لولا الملامۃ اوحذاری سبۃ + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا ان اشعار سے ابوطالب
کی جو بحث متعلق ہی آگے پھر عرض کرینگے علامہ ابو سعود بعد اسکے فرماتے ہین وان یہلکون ای ما یہلکون
بما فعلوا من النہی والنای الا انفسہم بتعریضہا لا شد العذاب وافضعہا عاجلا واجلا وہو
عذاب الضلال والاضلال یعنی نہین ہلاک کرتے ہین ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہین وہ لوگ نہی سے اور
نائی سے مگر اپنے نفسون کو ساتھ پیش کرتے اپنے نفسون کے واسطے شدید تر اور قبیح تر عذاب کے از روے
تعجیل کے اور تاخیر کے اور وہ عذاب ہی گمراہ ہونے کا اور گمراہ کرنے کا وما یشعرون حال من ضمیر یہلکون
ای یقصرون الاہلاک علی انفسہم والحال انہم ما یشعرون یعنی وما یشعرون حال واقع ہوا ہی
ضمیر یہلکون سے یعنی کوتاہ کرتے ہین اہلاک کو اپنے نفسون پر اور حال یہ ہی کہ تحقیق وہ نہین جانتے ہین
کہ ہم اپنے نفسون کو ہلاک کرتے ہین اور نہ وہ یہ جانتے ہین کہ اختصار اس ہلاک کا ہمارے ہی نفسون پر ہی کہ
بسبب اسکے وہ لوگ ضرر نہین پہونچا سکتے قرآن کو اور پیغمبر کو اور مومنین کو پس جو ضال و مضل ہین وہ ہی اپنے
نفسون کو ہلاک کرتے ہین تنبیہ جو قول ضعیف نزول آیہ کا دربارہ جناب ابوطالب مذکور ہوا اُس مین چند مقام
لائق بحث ہین **مقام اول** امام فخر الدین رازی نے بتوضیح تمام بیان فرمایا کہ بعض ضمیر عنہ کو عائد کرتے
ہین آنحضرت کی طرف تو معنی یہ ہوے کہ نہی کرتے ہین آنحضرت سے اور نہی عن الرسول محال ہی تو اُس مین دو
احتمال ہوے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے دوسرے یہ کہ نہی کرتے تھے ایذاے
نبی سے پس یہ دونون احتمال ہوے مفسرین کے اسی طرف اشارہ کیا ہی علامہ ابو السعود نے اور فرمایا ہی
وقیل الضمیر المجرور للنبی یعنی ضمیر مجرور نبی کی طرف راجع ہی باین معنی کہ منع کرتے تھے کفار تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت آنحضرت سے پھر فرمایا وقیل الضمیر المرفوع لابی طالب یہ دوسرا احتمال ہی کہ ضمیر مرفوع
ابی طالب کی طرف عائد ہی باین معنی کہ ابوطالب نہی کرتے تھے ایذاے نبی سے پس یہ اقوال ضعیفہ احتمالات
مفسرین کے ہین یہ اسباب نزول ہو سکتے ہی نہین اور نیز احتمال مبطل استدلال ہی پس کسی طرح ممکن نہین کہ
ثبوت نزول آیۂ مذکورہ کا شان ابوطالب مین ہو سکے **مقام دوم** علامہ ممدوح نے روایت نقل فرمائی
ہی وہ یہ ہی انہم اجتمعوا الیہ وارادوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوءًا یعنی تحقیق کہ وہ کفار

جمع ہوئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا آنحضرت سے بدی کا اسوقت ابوطالب متوجہ ہوئے رسول خدا
کی طرف اور یہ اشعار فرمائے واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا یعنی قسم
ہے خدا کی ہرگز نہ پہونچینگے وہ کفار تیری طرف اپنی جمعیت کے ساتھ یہانتک کہ میں زمین میں دفن کیا
جاؤں مطلب جناب ابوطالب کا یہ تھا کہ جب تک میں زندہ ہوں کفار آپ کو اذیت نہیں پہونچا سکتے
یہ کلام جناب ابوطالب کا اسقدر موثر ہوا اور ایسا رعب غالب ہوا اُن کفار پر کہ دست و پا گم کردہ ہو گئے
اور سب کو یقین ہو گیا بڑا کشت و خون ہوگا جب ابوطالب قتل ہو لینگے اور پیدا ہونگے تبھی ہم محمد کو گزند پہونچا سکینگے
یا نہ پہونچا سکیں صفتاً جو کفار عرب جناب ابوطالب کے پاس جمع ہوئے تھے جناب ابوطالب کو
لازم تھا کہ اُن کفار کو جواب دیتے مگر جناب ابوطالب انکی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اسی حالت میں غرض
میں چند امروں کا جواب دینا مطلوب ہوا ایک یہ کہ کفار عرب یہ نہ سمجھیں کہ ہماری جمعیت سے ابوطالب ڈر گئے
دوسرے یہ کہ سب کفار عرب جو جمع ہوئے ہیں سردار قوم ہیں دو حال سے خالی نہیں یا میرے رعب و داب
سے یہ لوگ خائف ہو جائینگے اور جو ارادہ انکے دلوں میں ہے اسکو ترک کرینگے اور یا آمادہ جنگ ہو جائینگے
تو اسی وقت میں اپنی جان فدا کرونگا تیسرے یہ کہ جو شخص مستعد بجنگ ہوتا ہے خصوصاً اُن لوگوں سے کہ
جو شجاعت اور حمیت میں مشہور ہوں اور مثل ہوں تو پہلے ہی اپنی حیات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے کہ حیات اپنی
اپنے اختیار سے باہر ہے باین وجوہ جناب ابوطالب متوجہ ہوئے جناب ختمی مآب کی طرف اور جو تصدیق
قلبی ابوطالب کو حاصل تھی اور جیسا کہ والہ و فریفتہ تھے آنحضرت کے اور پیار اور جو اذعان و اعتقاد کہ آپکا
آنحضرت کے ساتھ تھا اُسکا اظہار فرما دیا اور نیز یہ بھی منظور تھا کہ جو قدر و منزلت میری اُن کفار کے دلوں
میں ہے وہ بھی قائم رہے کہ شاید اگر حیات باقی رہی تو سلسلہ حفاظت و حراست منقطع نہ ہو جائے چنانچہ
تمام کتب سیر وغیرہ مملو ہیں کہ چند بار کفار مجتمع ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور شکایت کی کہ محمد آپکا
بھتیجا ہمارے خداؤں کی تکذیب کرتا ہے ہمارے دین کی تذلیل ہے نسبت کفر و ضلالت کی ہم کو اور ہمارے
آبائے سلف کو دیتا ہے آپ اس امر سے اُسکو منع فرمائیے جناب ابوطالب نے جواب املی دیکر واپس کیا بعد
پھر وہ لوگ جمع ہوئے اور اکابر جماعت کو مانند ابوجہل و عتبہ اور شیبہ وغیرہ کو جناب ابوطالب کے پاس
بھیجا کہ ہم میں طاقت سماعت نہیں ہے اور تحمل باقی نہیں رہا یا محمد مکہ میں رہے یا ہم ہرچند جناب ابوطالب
نے سمجھایا کچھ مفید نہ ہوا اور وہ لوگ آزردہ ہو کر بخشم اُٹھ کر چلے گئے جناب ابوطالب نے آنحضرت کو
بلایا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ تمام قوم نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی ہے سب آمادہ جنگ ہو رہے
ہیں اب وہ اس امر پر راضی ہوئے ہیں کہ انکے خداؤں کو اور انکے دین کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت
کی انکو نہ دو پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ قریش اگر ایک ہاتھ میں آفتاب اور ایک میں ماہتاب دیدیں کہ میں
اس امر سے باز آؤں تو بھی نہ مانونگا اور دین اسلام کو ظاہر کرونگا ملا معین کاشفی معارج النبوۃ میں رقم

فرماتے ہین کہ این بگفت و برخواست و آب در دیدہ بگردانید و برفت ابوطالب چون دید کہ پیغمبر از پیش وی
دلتنگ بیرون رفت ابوطالب از انچہ بآن حضرت گفتہ بود پشیمان شد و آن حضرت را بخواند و گفت کہ
ہر نوع دلخواہ تست آنچنان معاملہ کن کہ تا جان دارم از حمایت و تعصب تو باز نہ ایستم و تا زندہ ام در
طلب رضای تو می باشم انتہی اور ابن سعد نے طبقات مین اور امام اہل السیر محمد بن اسحق اور زہیرہ جوزی
نے اور ایک جم غفیر نے مواہب مین اور ملا معین کاشفی نے معارج مین نقل کیا ہی اکابر کفار قریش جمع
ہوکر پھر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپکا بھتیجا ہمارے معبودون کی سب و شتم کرتا ہی اور ہمارے
آبائے سلف کی توہین و تذلیل کرتا ہی یا آپ اُسکو باز رکھین کہ وہ ایسے اقوال سے اجتناب کرے والا آپ
محمدؐ کو ہمارے سپرد کیجیے کہ ہم اُسے قتل کرین اور اُسکے عوض مین عمارہ ابن ولید کہ اجمل قریش و حسین ترین
مردم ہی ہم آپ کی خدمت مین حاضر کرتے ہین آپ اُسکی تربیت اور پرورش مین مصروف رہین ہم نہین چاہتے کہ
ہماری طرف سے آپ کی خاطر اقدس غبار آلودہ ہو اس مقام پر عبارت معارج بلفظہ نقل کی جاتی ہی کہ جو رکن سوم باب
اول فصل چہارم مین ہی ابوطالب ازین سخن ایشان بخشم در آمد و گفت ای قوم این نوع اندیشہ بسیار از خرد دور
است و ہیچ عاقل تصور نہ کند کہ من فرزند شما بستانم و بپرورم و فرزند خود بشما دہم تا بکشید در عالم ہیچ کس
این معاملہ کردہ است کہ شما مرا می فرمائید تا اکنون سخن نگاہ می داشتم اکنون آشکارا می گویم کہ ہر کہ خصم پیغمبر ست
من خصم اویم و ہر کہ خصم دین اوست من خصم دین اویم چون ابوطالب این سخن بگفت ہمہ از پیش او برجستند و بدشمنی
و کدورت میان بربستند ابوطالب چون دید کہ قوم بر سر جنگ اند قوم خود بنی ہاشم و بنی عبد المطلب را بخواند
و احوال با ایشان بگفت و ایشان را بنصرت و معاونت آنحضرت تحریص کرد ہمہ گفتند سمعاً و طاعۃً ہرچہ فرمائی
بجان ایستادہ و اطاعت و فرمان ترا آمادہ ایم انتہی الحاصل جناب ابوطالب نے تمام بنی ہاشم اور عشائر و
اولاد کو اپنے آمادہ کر لیا اور یہ بھی قصد کر لیا کہ ان سب کو فدائے پائے آنحضرت کردونگا اور یہ بھی باعلان
کہدیا کہ ابتک تو مین نے مخفی کہا تھا اب آشکارا کہتا ہون کہ جو محمدؐ کا دشمن ہی مین اُسکا دشمن ہون اور جو محمدؐ
کے دین کا دشمن ہی مین اُسکے دین کا دشمن ہون اب انصاف فرمائیے کہ ابوطالب کس دین کے دشمن ٹھہرے
اور کس دین کے دوست اگر محبت تھی ابوطالب کو تو آنحضرتؐ سے بقول آپ کے جیسی محبت چچا کو بھتیجے سے
ہوتی ہی ویسی محبت تھی پھر بھتیجے کے دین سے بھی تو ویسی ہی محبت کا اظہار فرما دیا اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ
تمام کفار عرب آنحضرتؐ کے دین سے دشمنی رکھتے تھے تو تمام ادیان کفر کے ابوطالب بھی دشمن ٹھہرے اور
باعلان اُس مجمع مین کہدیا کہ مین تمام ادیان کفر کا دشمن ہون اب دوستی کس دین سے جناب ابوطالب کو تھی
وہ اپنے اس شعر مین جناب رسالتمآب کی طرف متوجہ ہوکر کس شد و مد سے ظاہر فرماتے ہین کہ مین نے تو باعلان
ظاہر کر دیا کہ فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ + وابشر بذاک و قر منہ عیونا یعنی ظاہر علانیہ
باعلان کر تو اپنے امر کو اور نہین ہی اوپر تیرے منقصت اور ذلت اور خوشخبری ہو تجکو ساتھ اُسکے اور ٹھنڈی کر

آنکھیں اپنی مراد حضرت ابوطالب کی اس شعر سے ظاہر ہے کہ میں تو اعلان کرچکا اب تو بھی کوشش کر ابلاغ رسالت میں کہ ناجیات میری کوئی منقصت اور ذلت تجکو نہ ہوئیگی اور ٹھنڈی کر آنکھیں اپنی اور خوش ہو کہ میں ظاہر بظاہر تیرا اور تیرے دین کا محب ہوں ودعوتنی و زعمت انک ناصحی ولقد صدقت وکنت ثم امینا اور دعوت کی آپ نے مجکو اور گمان کیا آپ نے کہ تحقیق کہ آپ ناصح میرے ہیں اور تحقیق کہ سچ کہا آپ نے اور ہیں آپ امین جناب ابوطالب کو اقرار اور اعتراف کرنا منظور تھا اس سبب سے دعوتنی وناصحی فرمایا ورنہ یہ تخصیص جناب ابوطالب کیوں فرماتے سبحان اللہ کیا کامل العقل تھے جناب ابوطالب کہ پہلے تو تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے اقرار معاونت لے لیا اور بعدہٗ اُن سب پر واضح کردیا کہ دیکھو میرا بھتیجا ہے میں نے پرورش کیا ہے میرا فرزند ہے اور عرب میں چچا کو باپ کہتے تھے تو میں اسکا باپ ہوں باوجود ان سب امروں کے اپنا ناصح ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور باعلان تصدیق کرتا ہوں کہ یہ صادق اور امین ہے اور جب یہ فرما چکے تو ظاہر فرماتے ہیں وعرضت دینا لا محالۃ انہ من خیر ادیان البریۃ دینا اور ظاہر کیا آپ نے دین کو کہ لامحالہ وہ دین بہترین ادیان خلائق سے ہے اس شعر میں صاف صاف فرمادیا پہلے تو ابلاغ رسالت کی خوش خبری دی پھر ظاہر کیا کہ آپ نے مجھے دعوت کی پھر اپنا اذعان اور ایقان آشکارا کیا کہ بتحقیق کہ آپ تو ناصح وصادق اور امین ہیں اور یہ سب بیان فرما کر کہدیا کہ ظاہر کیا آپ نے وہ دین کہ بیشک وہ دین بہترین ادیان خلق ہے اب اس کلام کو ابوطالبؑ کے اُس کلام سے ملا دیجئے کہ فرمایا کہ جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہے اُسکے دین کا میں دشمن ہوں اس کلام سے بوضاحت مطلوب جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہوگیا کہ جو بہترین ادیان ہے وہ ہی میرا دین ہے کہ جس دین کے جناب ابوطالب دشمن تھے وہ اُنکا دین کسی طرح قرار پا سکتا ہی نہیں اب رہا ایک شعر جسپر بڑا وثوق ہے دشمنان خاندان نبوی وعلوی کو اور اسکو دلیل عدم اقرار اسلام قرار دیتے ہیں وہ شعر یہ ہے لولا الملامۃ او حذاری [illegible] لوجدتنی سمحا بذاک مبینا حالانکہ یہ شعر تمام تر دلالت کررہا ہے جناب ابوطالبؑ کے ایمان واسلام [illegible] یا [illegible] ہے نہ انکار بلکہ صاف اقرار موجود ہے مگر پردۂ تعصب نے متعصبین کو مصداق [illegible] بنا رکھا ہے وہ کیونکر سمجھیں اور اُنھیں کیونکر سوجھائی دے یہ واقعہ اُسوقت کا ہے کہ جناب ابوطالبؑ آنحضرت کو شعب میں نہیں لے گئے ہیں بعد اس قیل وقال وران اشعار کے فرمانے کے پھر بنی ہاشم کو اور بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور سب کو ہمراہ لیکر داخل شعب ہوئے سوائے ابولہب کے کہ وہ تو نہیں گیا اور شعب میں جو جو ایذائیں اُٹھائیں وہ سب کتب سیر وتواریخ سے بالتصریح معلوم ہو سکتی ہیں فمن شاء فلیرجع الیہ اور یہ شعر جو جناب ابوطالبؑ نے فرمایا سبب اُسکا یہ تھا کہ تمام کفار قریش سے بلکہ تمام کفار عرب سے سوائے بنی ہاشم وعبد المطلب کے آشکارا دشمنی ہوگئی تھی پس ابوطالب نے اندیشہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب بھی مثل دیگر کفار کے دشمنی پر آمادہ ہوجائیں اور سلسلۂ حفاظت اور حراست منقطع ہوجائے باین وجہ فی الحقیقت خطاب تو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے تھا مگر چونکہ ابوطالب مخاطب برسول برحق تھے

آنحضرتؐ کی طرف متوجہ رہے اور کافہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کو ہدایت فرمائی کہ میں یہ سبب بتاتا ہون کہ آپ نے دین بہترین دین ہی اور آپ سچے رسول ہین اور مین آنکو بھی دوست رکھتا ہون اور آنکے دین کو بھی دوست رکھتا ہون اور تم لوگ بھی مجکو ملامت کرنے لگوگے اور دشمن ہو جاؤگے اگر یہ سبب خوف نہ ہوتے تم سے تو مین جو امر دل مین رکھتا اسی امر کے آشکارا کرنے مین یا آشکارا ہونے مین اور نیز آنحضرتؐ پر بھی اپنے مطلب کو ظاہر فرما دیا کہ خوف ملامت اور دشنام جو مین ظاہر کر رہا ہون فقط آپ کی حفاظت مطلوب ہی ورنہ جیسا مین جو امر دل باطن مین ہون اسلام مین ویسا ہی آپ مجکو آشکارا پاتے اور معنی خفی جو اس شعر مین ہین وہ یہ ہین کہ جب مین بجمیع الوجوہ دین اسلام کو بہترین ادیان خلق کہونگا اور تصدیق آنحضرتؐ بایں شد و مد کرونگا کہ یہ میرے ناصح ہین اور صادق ہین اور امین ہین تو شاید بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب بھی ہمزبان ہو جائین اور یہ سب آنحضرتؐ کی اور نبوت و رسالت آنحضرتؐ کی تصدیق کرینگے لیکن تو اس وقت مین ان سب سے کہون کہ جب تم سب متفق ہو اس امر پر تو پھر امر حق سے کیون کنارا کرتے ہو شاید یہ سب راہ راست پر آجائین اور شاید اگر میرے اس کہنے پر بھی اسلام کو قبول نہ کیا اور میری طرف متوجہ اس امر مین نہ ہوے تو میری اطاعت و فرمانبرداری سے منہ موڑینگے اور مین بھی کہہ سکونگا کہ تم لوگون کے خیال سے مین نے بھی تم کو چھوڑا نہین ورنہ کون سی ملامت و دشنام و ایذا دہی کفار نے اٹھا رکھی تھی یہان تک تو عہد و میثاق آپس مین کیا تھا کہ ان سب سے متابعت اور مخالطت اور مبایعت نہ کرینگے اور انقطاع سلام و کلام و صلہ رحمی کر چکے تھے اب کون سی ملامت و دشنام و ایذا باقی تھی جسکا خوف جناب ابوطالبؑ کو تھا پس اب اگر خوف ابوطالب کو تھا تو یہی تھا کہ بنی ہاشم وغیرہ بھی ایذا رسانی پر آمادہ نہ ہو جائین اور میری بیعت اور آنحضرتؐ کی معاونت ترک نہ کرین اور کیا فصیح و بلیغ کلام ہی جناب ابوطالب کا جس کلام سے مترشح ہو رہا ہی کہ دشنام و ملامت کا ضرر دنیا مین ہی کہ عند الناس مذموم ہی نہ آخرت مین اور چونکہ یہ ضرر متعدی ہوتا تھا آنحضرتؐ کی طرف تو دنیا کے اس ضرر کو بہ سبب منفعت آنحضرتؐ کے گوارا نہ کیا اسی طرح اقرار و اسلام کا اظہار بھی واسطے اجرائے احکام کے ہی دنیا مین اور نفع بھی اسکا دنیا مین ہی اور ممدوح بھی عند الناس ہی لیکن نفع اس اظہار کا خاص جناب ابوطالبؑ سے مخصوص تھا اور باوجود اس نفع خاص کے ضرر تھا آنحضرتؐ کا پس بہ محبت حضرت آنحضرتؐ اس نفع کو گوارا نہ کیا اور فرما دیا لولا الملامۃ او حذاری سبۃ + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا اور یہ لفظ مبین جو جناب ابوطالبؑ نے فرمایا یہ لفظ خود دلالت کرتا ہی جناب ابوطالب کے ایمان باطنی پر کہ بطور مخفی مومن کامل تھے اسواسطے کہ لفظ مبین لازمی بھی ہی متعدی بھی تو مراد یہ ہی کہ جو امر کہ مین نے ان اشعار مین بیان کیا ان سب کو مین نے مخفی کیا ہی اگر خوف مذکور نہ ہوتا تو آپ مجکو پاتے ان امور مخفی کا واضح اور آشکارا کرنے والا یا ساتھ ان امور کے واضح اور آشکارا ہونے والا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہی کہ اقرار و قبول کو واضح اور آشکارا نہین کہتے اور یہان تو دونون معدوم سمجھے جاتے ہین شی معدوم کا واضح اور آشکارا ہونا کیسا بلکہ

جو شی کہ وجود رکھتی ہو اُسکے ظاہر کرنے کو واضح اور آشکار کہتے ہین اسواسطے کہ واضح اور آشکار اباطن او رمخفی
پہلے صفتین ہین کہ بیان کرتی ہین حال شی کو تو وجود شی مقدم ہوگا صفت پر یعنی پہلے وجود شی پایا جائیگا فی الواقع
بعدہ متصف ہوگا ساتھ ان الفاظ مذکورہ کے مثلاً کہین کہ فلان شخص ایمان لا یا بعدہ پھر جیسا حال ہوگا وہ صفت
لگائینگے اور کہین گے کہ فلان شخص نے ایمان کو مخفی کیا یا آشکار ا کیا پس جناب ابوطالبؑ نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ
ہمارا ایمان کہ میرا ہی اُسکا آشکار اکرنے والا یا ساتھ اُسکے آشکار ا ہونیوالا انکو آپ پاتے ہر شعر سے بالکل ثابت
ہوگیا کہ جناب ابوطالبؑ ایمان کو قبول کر چکے تھے لیکن اُسی ایمان کو متصف بصفت سمجھا بذلک مبینا نہ کیا تھا
اگرچہ اظہار فرما چکے تھے مگر جس طرح بخوف اظہار کرتے تھے اس صفت سے اظہار نہ کیا تھا اگر اس صفت سے
اظہار فرماتے تو خوف تھا کہ بجز تنہائی کوئی یار و مددگار نہ رہیگا اور جناب رسالت مآبؐ نرغہ اعدا مین یکہ
و تنہا رہجائینگے حفاظت او رحراست و نیز ابلاغ رسالت کے ابواب مسدود ہوجائینگے اب آپکو اگر عقل
و بصیرت ہو اور انصاف کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیجیے اور مذہب جو آپ ظاہر فرما رہے ہین کہ ہین سنت جماعت
ہون تو اُسے ترک نہ کیجیے اور ناصبیت و خارجیت کو دخل نہ دیجیے اور بتوجہ تمام ملاحظہ فرمائیے کہ جناب
ابوطالبؑ باتفاق علماے حدیث و سیر و نیز بقول آپ کے تمام عمر آنحضرتؐ کی حفاظت و حمایت و نصرت و کفالت
مین مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اُس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک زمانہ دشمن تھا تمام
قریش و رکل عزیز و اقربا کی مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑنا گوارا کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا فروگذاشت
نہین کیا اپنی جان و مال اولاد بلکہ کل قوم و قبیلہ کو فدائے آنحضرت فرمایا شبانہ روز آپ کی حفاظت و حراست
مین مصروف رہے جس وقت مین آنحضرتؐ کو مجنون ساحر شاعر کہتے تھے اُس وقت مین آپ کے دین کو
خیر الادیان کہا رسول کموسیٰ آپ کو تعبیر فرمایا صداقت و امانت کو آنحضرتؐ کے باعلان ظاہر فرمایا تمام قریش
بنی ہاشم کو وقت انتقال تک وصیت و نصیحت کی کہ محمدؐ کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے شان آنحضرتؐ مین
قصائد بے شمار انشا فرمائے اور باعلی صوت مجمع کفار مین فرمایا کہ جو محمدؐ کا دشمن ہو مین اُسکا دشمن ہون جو محمدؐ
کے دین کا دشمن ہو مین اُسکے دین کا دشمن ہون انصاف فرمائیے کہ اذعان و گرویدن و باور کردن و درست
دانستن و صادق داشتن و راستگوی دانستن و حق گوی دانستن کس کا نام ہو چونکہ ہم ابتدائے مراتب تصدیق
و اذعان و قبول و تسلیم کو بیان کر آئے ہین یہان اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہو کہ اذعان کیفیات نفسانیہ سے
ہو اُسکا اظہار موقوف ہو زبان پر اور مشہور ہو کہ زبان ترجمان دل ہو اور نیز مولانا عبد الحق فرماتے ہین کہ زبان
معبر است از آنچہ در نفس انسان ست پس جناب ابوطالبؑ نے جو کچھ کہ آپ کے نفس مین تھا نثراً اور نظماً
لساناً و کنایۃً وصیۃً و نصیحۃً ظاہر فرمایا اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو آپ سے خدا سمجھے کہ آپ نے کس چیز کا نام
دین و اسلام و ایمان و تسلیم و اذعان اور تصدیق جنان رکھا ہو اب مین یہان پر وہ امر عرض کرتا ہون کہ قبل
آتش دوزخ کے دنیا ہی مین حسد کی آگ سے جل بھن کر خاک ہوجائین سنیے یا حضرت ابوطالبؑ اخیار المہاجرین

سید الناصرین ہین جو مراتب ابوطالبؑ کو حاصل ہوے مہاجرین ہین سے کسی کو وہ مرتبے نہین حاصل ہوے چنانچہ مشکوۃ شریف[1] کتاب الایمان مین یہ حدیث منقول ہو عن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ھجر ما نہی اللہ عنہ ھذا لفظ البخاری ولمسلم قال ان رجلا سئل النبی ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اشعۃ اللمعات[2] شرح مشکوۃ مین عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص کہ یہ وہ بزرگ ہین کہ ابوہریرہ جنکی شان مین کہتے تھے کہ مجھمین اور عبد اللہ بن عمرو مین فرق اتنا ہی تھا کہ وہ کاتب احادیث نبوی تھے اور مین نہ تھا اور وہ محب اہل بیت تھے فرماتے ہین کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مسلمان کامل وہ شخص ہو کہ مسلمان اسکی زبان اور ہاتھ سے سلامت رہین ایذا پانے مین زبان اور ہاتھ کی تخصیص اسوجہ سے کی کہ انواع واقسام کی ایذائین انسین دونون سے پہونچتی ہین کہ زبان معبر ہو اس چیز کی کہ نفس انسان مین ہو اسی طرح اکثر امور ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین اور تقدیم زبان کی ہاتھ پر اسوجہ سے ہو کہ زبان سے ایذا پہونچتی ہو گذشتگان اور اہل زمان اور آیندگان کو اور ایذا ہاتھ کی بجز حاضرین کے دوسرے کو نہین پہونچتی ہو اور کتابت زبان کے حکم مین ہو بلکہ کتابت زبان اور ہاتھ دونون کے حکم مین ہو پس مطابق رقم فرمانے مولانا عبد الحق کے یہ کتابت یعنی رسالہ شرح المطالب جو آپ نے رقم فرمایا یہ ایذا دہی ہو گذشتگان اور اہل زمانہ اور آیندگان آنحضرت کی والمہاجر من ھجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ شخص ہو کہ منہیات حق تعالی کو ترک کرے عبد الحق دہلوی اس حدیث کی شرح مین یا مین عبارت رقم فرماتے ہین بدانکہ ہجرت در شرع بمعنی بیرون آمدن از دار کفر ست بدار اسلام وگریختن از فتنہ دین ست واین را ہجرت ظاہرہ گویند وہجرت باطنہ آنکہ از موجب معصیت بر آید وانچہ نفس وشیطان بدان داعی ست بگریزد وترک دہد وحقیقت شرعیت ہجرت برای این غرض ست وہر کہ از وی این غرض حاصل شد ومعنی مہاجر است اگرچہ در وطن باشد مگر آنکہ صورت ہجرت وظاہران نیز وی آجب گردد چنانچہ در زمان آنحضرت بود کہ مسلمانان را از مکہ بمدینہ واجب بود ہجرت کردن ومقصود ازین حدیث حث وترغیب مہاجران بر ترک مناہی تا بمجرد اسم وصورت اکتفا نہ کنند وبدان مغرور نشوند یا تسلی خاطر آنہا است کہ صورت آنرا در نیافتند بحصول ثواب آن بترک منہیات این حدیث کو بایں لفظ بخاری نے روایت کی ہو اور مسلم مین اس طرح مروی ہو کہ کسی نے پوچھا آنحضرت سے کہ کونسا مسلمان مسلمانون مین بہتر ہو آپنے جواب مین فرمایا کہ من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور مسلم مین والمہاجر من ھجر ما نہی اللہ عنہ نہین ہو مگر مولانا عبد الحق رقم فرماتے ہین وظاہر عبارت مؤلف موہم است کہ باشد فافہم پس جناب ابوطالب مصداق اس حدیث کے ہین بجمیع الوجوہ یعنی داخل ہوتے ہین دار اسلام کے اور اول ہول وطن بیت سے نکلنے مین اور اکتساب کرنے مین امر حق کے اور تصدیق رسالت مین آنحضرت کی اور نصرت کرنے مین آنحضرت کی اور اظہار رسالت وصداقت وامانت مین آنحضرت کی اور آپ کو رسول کموسی کہنے مین آپکے دین کو خیر الادیان

[1] لہ مشکوۃ مطبوعہ صفحہ [illegible] سطر [illegible]

[2] لہ اشعۃ اللمعات جلد [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible]

متقی ہین اور خدا کے سبب سے اپنی جان اور مال اور اولاد کے اور ان سب اوصاف مین اسبق ہین سابقین پر پس
جناب ابوطالب کے خیر المہاجرین اور سید الناصرین ہونے مین بجز خوارج کے کسی مومن کو شک اور شبہہ نہین
ہوسکتا اور دلیل اسپر یہ حدیث متفق علیہ ہے عن انس بن مالک ابن النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول
اللہ یہ وہ بزرگ ہین کہ آٹھ یا نو برس کے سن سے خدمت جناب رسول خدا مین رہے اور دس برس تک خدمت
مین مصروف رہے مناقب انکے بکثرت ہین جناب رسول مقبول نے انکے واسطے دعا کی تھی اور انکی والدہ کی
خواہش سے عمر شریف انکی سو برس کی ہوئی اور اولاد انکی سو سے متجاوز ہو گئی تھی نخلستان انکا سال مین دو مرتبہ
میوہ دیتا تھا یہ تو تاثیر دعاے آنحضرت کا ثمرہ دنیا مین تھا اور ثمر اخروی کا کیا بیان کیا جائے قال قال رسول
اللہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین کہا انس نے فرمایا رسول خدا
نے کہ ایمان نہین لاتا تم مین سے کوئی اور مومن نہین ہوتا جبتک کہ ہون مین محبوب تر طرف اسکے والدین اسکے
اور اولاد سے اسکی اور تمام آدمیون سے چنانچہ مولانا عبد الحق اسی حدیث کی شرح مین رقم فرماتے ہین کہ محبت
دو قسم ست یکی جبلی طبعی کہ نہ از اختیار بندہ بیرون ست و بحکم طبیعت و جبلت بی اختیار رو بانجذابی دارد و این
قسم خارج است چہ درین دو ایمان ست کہ تکلیف شرع در تحصیل و تکمیل آن میرود پس مراد درینجا محبتی خواہد بود
کہ اختیار را دران مدخلی باشد و تکلیف دران جای گیرد پس مراد باجبیت درینجا ترجیح جانب آنحضرت ست صلی اللہ
علیہ وسلم در ادای حق بالتزام دین و اتباع سنت و رعایت ادب و ایثار رضای وی صلعم بر ہمہ کہ وہرچہ غیر اوست
از نفس و ولد و والد و اہل و مال و منال چنانکہ راضی شود بہلاک نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق وی
صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ حال کمل اصحاب بود اور ضمن مین اسی کے دوسری حدیث بایں عبارت نقل فرماتے ہین
چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است کہ آنحضرت از عمر پرسید کہ حال چیست مرا دوست میداری و بس یا غیر مرا شریک
میگردانی گفت محبت مشترک ست شما را دوست میدارم و نفس را و فرزندان و مال و منال را نیز دوست میدارم
پس آنحضرت دستی بر سینہ عمر زد و تصرفی کرد و پرسید اکنون حال چیست و چہ گونہ می دریابی گفت ساقط شد محبت
اہل و مال اما محبت نفس ہنوز باقی ست بار دیگر دست بر سینہ عمر زد و پرسید اکنون چہ گونہ گفت ہمہ ساقط شد
وفنا شد الا محبت تو یا رسول اللہ ہم اس حدیث مین زیادہ بحث نہین کرتے مگر اتنا امر تو ثابت ہو گیا کہ جناب
ابوطالب کو فقط محبت جبلی آنحضرت سے نہ تھی جو چچا کو بھتیجے سے ہوتی ہے اگر ویسی محبت ہوتی تو مثل دیگر
اعمام کے اپنی اولاد اور مال و منال اور اپنے اقربا اور اپنے نفس سے زیادہ آنحضرت کو دوست نہ رکھتے بلکہ یہ
محبت جناب ابوطالب کی وہ محبت تھی کہ اختیار کو اس مین مدخلت تامہ تھی جیسا کہ بحث محبت مین تصریحاً بیان
ہو چکا اور نیز تمام محدثین و مورخین و اہل سیر اس امر پر متفق ہین چنانچہ ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے
وکان ابوطالب یحب النبی شدیدا لا یحب اولادہ مثلہ ولذا لا یناما الا جنبیہ معہ ویخرج معہ حتی یخرج
یعنی ابوطالب نہایت دوست رکھتے تھے آنحضرت کو نہ دوست رکھتے تھے اپنی اولاد کو مثل آنحضرت کے یعنی جناب

ابو طالب کو جو محبت کہ آنحضرتؐ سے تھی ہرگز اُسی قدر محبت اپنی اولاد سے نہ رکھتے تھے یہی سبب تھا کہ جناب رسولؐ کو اپنے پہلو مین اپنے پاس سلاتے تھے اور باہر جاتے تھے تو آنحضرت کے ہاتھ اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے اور جب آنحضرت کو شعب مین لے گئے تو جس مقام پر فرش آنحضرت کا ہوتا تھا شب کو اُس مقام پر اپنے فرزندون مین سے کسی کو سلاتے تھے اور آنحضرت کو دوسرے مقام پر لیجاتے تھے خود پہلو مین آنحضرت کے لیٹتے تھے تمام شب بیدار رہتے تھے کہ کفار اگر شب خون کرین تو میرے فرزندون سے مقتول ہون مگر آنحضرتؐ کو گزند نہ پہونچے پس انس ابن مالک کی روایت سے جو مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی کہ جو صحیحین مین موجود ہی اور اس حدیث کو کہ جسکو مولانا عبد الحق نے ضمن مین اس حدیث کے نقل کیا ہی چند امر لائق توضیح ہین اول یہ کہ فرمانا جناب رسالت مآبؐ کا کہ مومن کامل وہ شخص ہی جو آنحضرت کو اپنی جان و مال و اولاد اور تمام دنیا و ما فیہا سے زیادہ دوست رکھے پس جناب ابو طالب ان اوصاف سے ایسے متصف تھے کہ کوئی انکار نہین کر سکتا **دوم** مولانا عبد الحق دہلوی نے اسی حدیث کی شرح مین جو دو قسمین محبت کی لکھی ہین اور دوسری قسم جو اختیاری اور اکتسابی ہی اور وہی درباب ایمان معتبر ہی اسکی تمام صفتون سے جناب ابو طالب ایسے متصف تھے کہ مستغنی عن البیان ہی کوئی صفت ایسی اُس قسم دوم مین نہین ہی کہ جسکے مصداق بالاتفاق جناب ابو طالب نہ ہون **سوم** مولانا عبد الحق نے جو حدیث دیگر شرح مین اسکی در بارہ حضرت عمر رقم فرمائی وہ بھی لائق غور ہی اولاً تو پوچھنا آنحضرتؐ کا کہ مرا دوست میداری و بس یا غیر مارا شریک میگروانی اور نہ پوچھنا آنحضرت کا جناب ابو طالب سے اُنکے انتقال کے وقت تک ثانیاً جواب حضرت عمر کا محبت مشترک ست شمارا دوست میدارم و نفس را فرزندان و مال و منال را نیز دوست میدارم اور جناب ابو طالب نے وقت وفات عبد المطلب سے اپنی وفات تک کبھی یہ کلمات اپنی زبان پر جاری نہین فرمائے بلکہ ہمیشہ آنحضرت کو اپنی جان و مال و اولاد و اپنے نفس سے زیادہ عزیز رکھا جسکے تمام اہل سیر و حدیث اور نیز آپ بھی قائل ہین ثالثاً ضرب لگانا آنحضرت کا سینۂ حضرت عمر پر اور تصرف کرنا اور پوچھنا اکنون حال چیست اور جواب دینا عمر کا کہ ساقط شد محبت اہل و مال اما محبت نفس باقی ست بار دیگر پھر ضرب دوم لگا تا دست مبارک سے سینۂ عمر پر اور پوچھنا اکنون چیر گونہ اُسکے جواب مین کہنا عمر کا ہمہ ساقط شد و نماند الا محبت تو یا رسول اللہ پس اس حدیث سے واضح کر دیا کہ محبت اہل و مال و منال و نفس کس درجہ کی محبت ہی کہ جو حضرت عمر سے باوجود اسلام قبول کرنے کے یہ محبت ترک نہ ہوئی تھی اور محبت اکتسابی اور اختیاری کو کہ ایمان اسی پر موقوف ہی باختیار خود کسب نہ فرمایا تھا بلکہ بضرب و تصرف اول محبت اہل و مال دفع کی آنحضرت نے اور جناب ابو طالب نے بغیر ضرب کھائے کے اور بغیر تصرف فرمانے آنحضرتؐ کے بالذات محبت آنحضرت کو اکتساب فرمایا تھا اور محبت اہل و عیال اور مال و منال کو اپنے قلب سے دفع فرما دیا تھا چہارم محبت نفس وہ محبت ہی کہ غالب ہی محبت اہل و مال و منال پر کہ جو ضرب اول آنحضرتؐ سے بھی زوال پذیر نہ ہوئی اُسکو آنحضرتؐ نے ضرب ثانی

قلب عمر سے دفع فرمایا اور جناب ابوطالب نے بالذات باختیار خود اس مرتبہ کو اکتساب فرمایا اور باعلان فرمادیا مجمع کفار میں واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب دفینا اور اپنی اولاد کو فرش آنحضرت پر سلانا اور آنحضرت کو اس مقام معروف سے مقام دیگر پر لیجانا اور تمام شب حفاظت کرتا بیدار رہنا اور کسی وقت تنہا نہ چھوڑنا اور ماورا اسکے بہت سے افعال و اقوال کہ جناب ابوطالب کے ہین اُنسے کتب مملو ہین بانیوجہ اسیقدر پر اکتفا کی گئی اور نیز ثابت ہو گیا کہ جناب ابوطالب آنحضرت کو اپنے مال و منال و اہل و عیال اور اپنے نفس سے بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ان تمام امرون کو کہ تکمیل ایمان پر دلالت کرتے ہین خود جناب ابوطالب نے اکتساب فرمایا تھا پس ان تمام دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو گیا کہ جناب ابوطالب خیر المہاجرین اور سید الناصرین اور اسبق السابقین تھے اب بھی آپ انکار فرمائین تو مصداق جحدوا بہا و استیقنتہا انفسہم کے قرار پاتے ہین اور ان یہلکون الا انفسہم کے مستحق ہوے جاتے ہین **قولہ** حدیث سوم فریابی اور عبد الرزاق اپنی مصنف مین اور سعید بن منصور سنن مین اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر روایت ابی حاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک مین بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یناٰی عما جاء بہ یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارہ مین اُتری اور کافرونکو حضور سید عالم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس پر ایمان لانے سے دور رہتے **اقول** اس حدیث سوم کو بڑے زور و شور سے بحوالہا ے کثیرہ و عدیدہ و بذکر اسماے کتب قدیمہ و جدیدہ رقم فرمایا آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصطلاح محدثین مین حدیث کس کو کہتے ہین پہلے اصطلاح محدثین سے واقفیت حاصل فرمایئے پھر حدیث نقل فرمایئے حدیث اصطلاح محدثین مین قول و فعل و تقریر آنحضرت کو کہتے ہین اور تقریر سے مراد یہ ہی کہ کسی شخص نے کوئی فعل کیا یا کوئی بات آنحضرت کے سامنے کی اور آنحضرت اُسپر مطلع بھی ہوے اور سکوت فرمایا اور منع نہ کیا اور انکار نہ کیا اور اُسکو مقرر رکھا اُسکو تقریر کہتے ہین اور بعض نے قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین کو بھی حدیث کہا ہی پس جو منتہی ہو آنحضرت پر اُسکو مرفوع کہتے ہین مثلا کہا یا تقریر کی آنحضرت نے اور جو منتہی بصحابہ ہو اُسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین پر اُسکو مقطوع کہتے ہین اور موقوف و مقطوع کو آثار کہتے ہین پس اثر ابن عباس کو آپ نے حدیث سوم رقم فرمایا حالانکہ نہ قول رسول ہی نہ فعل رسول ہی نہ تقریر رسول ہی نہ آنحضرت کی طرف منتہی ہی پس اب آپ کا حدیث سوم رقم فرمانا ناواقفیت اور عدم ممارست کی دلیل ہی اصطلاح شائع سے **قولہ** قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ و قال عطاء و مقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الآیات المتقدمۃ علی ھذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقہم فلذلک

قولہ وھم ینہون عنہ یعنی ان یکون محمولا علی امر منہ موعرفلو حملناہ علی ان اباطالب کان ینہی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم والنسق فی ہذہ تعالی قال بعد ذلک وان یہلکون الا انفسہم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینہون عنہ النہی عن اذیتہ لان ذلک حسن لا یوجب الہلاک الخ **اقول** مفاتیح الغیب اچھا نام آپ کے ہاتھہ لگا تاکہ عوام تو فریفتہ ہی ہو جائین کہ کیا کیا کتابین اس عالم کے پاس ہین یہ مفاتیح الغیب کوئی غیر معروف تفسیر کی کتاب ہی کہ آجتک نام بھی نہین سنا اور آپ نے باوجود مفاتیح الغیب رقم فرمانے کے نام بھی مصنف کا رقم نہ فرمایا اگر امام فخر الدین رازی آپ لکھنے تو راز سربستہ کھل جاتا حالانکہ جہان تفسیر کبیر تام مرقوم ہوا ہی وہان تو امام فخر الدین رازی بھی رقم فرمایا ہی اور یہان پر مفاتیح الغیب تو رقم ہوا مگر امام فخر الدین رازی غائب تاکہ کوئی سمجھ نہ جائے یا اگر مفاتیح الغیب کی عبارت مع نام مصنف کہ امام فخر الدین رازی ہی رقم فرماکر اسکی رد کرتے تو عوام کہتے کہ امام بھی کہتا جاتا ہی اور اسکی رد بھی کرتا ہی عجب مردود ہی الغرض بعد مفاتیح الغیب کے آپ رقم فرماتے ہین فیہ قولان یعنی اسباب نزول مین دو قول ہین حالانکہ تفسیر کبیر مین تحت آیۂ ماتحن فیہ مین چند مسائل بیان کیے ہین اور مسئلۂ اول مین چند قول ذکر کیے ہین اسی مسئلۂ اولی مین یہ عبارت منقولہ آپ کی بھی موجود ہی مگر وہ مطلب ہی دوسرا رقم فرما رہے ہین اور آپ ایک نیا راگ گا رہے ہین انکی عبارت کو کاٹ چھانٹ کر مطالب مرقومہ کے پرزے اڑا کر اپنے مطلب پر لاکر اسکی تردید فرما رہے ہین لہذا ہم انکے مسئلۂ اولی کی عبارت کو نقل کیے دیتے ہین اگرچہ ہم ابتداء اسی آیت کی بحث مین امام فخر الدین کی تفسیر سے مسائل متعلقۂ آیت کو تمام وکمال باضافہ بعض دلائل لائقہ بیان کر آئے ہین لیکن واسطے توضیح مرام کے فقط مسئلۂ اولی کی عبارت کو نقل کیے دیتے ہین کہ آپ کی کاٹ چھانٹ اور تحریف سے ہر شخص کو آگاہی ہو جائے اور یہ بھی آشکارا ہو جائے کہ آپ کیسے ہین اور کیا ہین امام فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین تفسیر آیۂ وھم ینہون عنہ مین المسئلۃ الاولی اعلم انہ تعالی لما بین انہم طعنوا فی کون القران معجزا بان قالوا انہ من جنس اساطیر الاولین واقاصیص الاقدمین بین فی ہذہ الایۃ انہم ینہون عنہ وینئون عنہ وقد سبق ذکر القران وذکر محمد علیہ السلام فالضمیر فی قولہ عنہ محتمل ان یکون عایدا الی القران وان یکون عایدا الی محمد یعنی حق تعالی نے بیان کیا کہ کفار طعن کرتے تھے قرآن کے معجزہ ہونے پر اور کہتے تھے کہ جنس اساطیر اولین سے ہی یعنی قصے کہانیان پہلون کی ہین اسکے جواب مین حق تعالی نے بیان کیا کہ وہ لوگ منع کرتے تھے اس سے اور دوری کرتے ہین اس سے یہ تو سبب نزول اس آیت کا امام فخر الدین نے بیان کیا اور اب سبب اختلاف مفسرین کو بیان فرماتے ہین کہ تحقیق کہ سابق مین ذکر قرآن اور ذکر محمدؐ ہو چکا تھا اس سبب سے ضمیر عنہ مین احتمال ہوا مفسرین کو کہ ضمیر عنہ عائد ہی قرآن کی طرف یا عائد ہی محمدؐ کی طرف فلہذا السبب اختلف المفسرون پس اسی سبب سے اختلاف کیا مفسرین نے فقال بعضہم وھم ینہون عنہ وینئون عنہ ای عن القران وتدبرہ والاستماع لہ پس بعض نے ان مفسرین مین سے کہا اور وہ لوگ جنکا ذکر اوپر گذرا منع کرتے تھے اس سے

اور دوری کرتے تھے اس سے یعنی قرآن سے اور اسکے سمجھنے سے اور اُسکے سننے سے یہ قول ایک احتمال
ہوا وقال الاخرون بل المراد ینہون عن الرسول اور دوسرون نے کہا بلکہ مراد ینہون عن الرسول ہی یہ قول
آخرون کا دوسرا احتمال ہوا پھر امام فخر الدین فرماتے ہین اعلم ان النہی عن الرسول محال جان تو کہ نہی عن الرسول
محال ہی لابد ان یکون المراد عن النہی عن فعل یتعلق بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو غیر مذکور یعنی بلکہ
ضرور ہی کہ ہو مراد نہی سے نہی ایک فعل سے کہ متعلق ہو ساتھ اسکے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور وہ فعل بھی مذکور نہین
تھا فلاجرم حصل فیہ قولان پس بالضرور حاصل ہوئے اُس مین دو قول یعنی جو احتمال آخرون نے کیا کہ ضمیر
عنہ عائد ہی آنحضرت کی طرف اور مراد ینہون سے ینہون عن الرسول ہی اور نہی عن الرسول محال تھی تو
نہی کو متعلق کیا اُس فعل سے کہ جو متعلق ہو آنحضرت صلعم سے اور وہ فعل مذکور نہ تھا اسوجہ سے اُسمین دو احتمال
ہوئے اُن دو احتمالون کو مفسرین کے امام فخر الدین رازی نے رقم فرمایا کہ فلاجرم حصل فیہ قولان اب
آپ نے اپنی دیانت داری سے تمام مضمون مرقومہ تفسیر کبیر کو ہضم فرمایا اور رقم فرمایا قال فی مفاتیح الغیب
فیہ قولان اور قبل اسکے آپ اقوال مفسرین اور محدثین نقل فرما چکے تھے سبب نزول آیۃ مذکورہ مین تو آپ کی
تحریر کا منشا یہ ہوا کہ ضمیر فیہ قول امام مین راجع ہی سبب نزول کی طرف یعنی مفاتیح الغیب مین کہا کہ سبب
نزول مین دو قول ہین حالانکہ فیہ کا مرجع قول آخرون ہی کہ ینہون سے مراد ینہون عن الرسول لیتے ہین
کہ جو محال ہی اور اس لحوق محال نے اُنکو لاچار کر دیا کہ نہی سے مراد لین نہی عن الفعل کہ متعلق بہ رسول ہو
پس اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ تحریف لفظی و معنوی کے آپ مرتکب ہوئے یا نہین اور یہ صفت یہود کی ہی
یا نہین حاصل یہ ہی کہ احتمال ثانی مین جو دو احتمال پیدا ہوئے اُس مین سے ایک احتمال یہ ہی جو آپ نے
رقم فرمایا منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ اور دوسرا احتمال
یہ ہی وقال عطا ومقاتل نزلت فی ابی طالب الخ پس اس احتمال ثانی کے دو احتمالون مین سے احتمال اول
کو امام فخر الدین رازی اور علامہ ابو البرکات عبد اللہ ابن احمد ابن محمود نسفی صاحب تفسیر مدارک اشبہ بصحیح
فرماتے ہین اور آپ قول ثانی کے قائل ہو کر قول اول کی رد فرماتے ہین حالانکہ یہ قیل و قال مردود اور ایک
چشم زدن مین مردود ہوئی جاتی ہی خاطر مطمئن رکھیے اولاً تو ہم آپ کے قول کو بفرض محال تسلیم کر لیتے ہین
اچھا آپ ثانی ہی کی صحت کے قائل رہیے زیادہ برین نیست کہ جہان عطا و مقاتل کہا گیا وہان پر قال عطا
ومقاتل واحمد رضا کہا جائیگا لیکن یہ تو فرمائیے کہ یہ سب احتمالات مفسرین کے ہین یا نہین اگر نہین ہین
تو یہ اختلاف کیسا اور کیون ہوا اور اگر احتمالات مفسرین کے ہین تو یہ تفسیر ہی سبب نزول نہین اور مکرر عرض
کر چکا ہون کہ ایسا احتمال قابل استدلال نہین ہی اور آپ کا خیال متعلق نزول آیہ خیال محال ہی ثانیاً تمام مفسرین
محققین نے ضمیر مرفوع کا مرجع کفار مذکورین آیۂ سابقہ کو قرار دیا آپ تعصب و عناد کو بیطرف فرما کر ملاحظہ
تو فرمائیے چند تفسیرون کی عبارتین بلفظہ نقل کی جاتی ہین تفسیر رؤفی مین ہی وھم ینہون عنہ وینئون عنہ

اورکا فرمنع کرتے تھے لوگون کوایمان لانے سے پیغمبر پراور دور رہتے تھے اپنے آپ بھی یعنی نہ ایمان لاتے
تھے نہ اورون کوایمان لانے دیتے تھے مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی وھم ایشان یعنی کافران ینہون
عنہ بازمیدارند مردمان را از ایمان برسول وینئون عنہ و دور میشوند بہ نفس خود از و یعنی نہ خود ایمان
می آورند ونہ دیگری رامیگذارند معالم التنزیل[۱] وھم ینہون عنہ ای ینہون الناس عن اتباع محمد وینئون
عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسہم مفاتیح الغیب[۲] المعروف بہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی اسکی عبارت کو
مکرر نقل کرچکے ہین تفسیر کبیر علامہ ابو السعود[۳] وھم ینہون عنہ الضمیر المرفوع للمذکورین والمجرور للقران
ای لایقنعون بما ذکر من تکذیبہ وعدہ من قبیل الاساطیر بل ینہون الناس عن استماعہ لئلا یقفوا
علی حقیقتہ فیومنوا بہ وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسہم اظہار الغایۃ نفورہم وتاکیدا
لنہیہم عنہ فان اجتناب الناہی عن المنہی عنہ من متممات النہی درمنثور اخرج ابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق علی بن ابی طلحۃ فی قولہ تعالی وھم ینہون عنہ قال ینہوان
الناس عن محمد ان یومنوا بہ وینئون عنہ یتباعدون عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد ابن
حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاہد فی قولہ وھم ینہون عنہ
قال قریش عن الذکر وینئون عنہ یقول یتباعدون واخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن قتادۃ قولہ وھم ینہون عنہ قال ینہون عن القران وعن النبی وینئون عنہ
یتباعدون عنہ تفسیر جلالین وھم ینہون الناس ای عن اتباع النبی وینئون یتباعدون عنہ فلا
یومنون بہ تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ نولکشور وھم ینہون عنہ ای ینہون عن الناس عن القران
او الرسول والایمان بہ وینئون عنہ بانفسہم تفسیر جامع البیان قلمی ینہون الناس عنہ عن استماع القران
او عن ایمان وینئون عنہ یتباعدون عنہ بانفسہم تفسیر علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد ابن محمود نسفی
مسمی بہ مدارک التنزیل وھم ای المشرکون ینہون عنہ الناس عن القران او عن الرسول واتباعہ و
الایمان بہ وینئون عنہ بذلک وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون ای لا یتعداہم الضرر الی غیرہم
وان کانوا یظنون انہم یضرون رسول اللہ ان تفسیرون کی عبارتین جو ہم نے نقل کین فقط اسواسطے کہ
اکثر مفسرین نے ضمائر مرفوعہ کا مرجع انھین کفار کو قرار دیا ہی اور یہی مذہب مختار انکا ہی ہماری یہ مراد نہین کہ
کہ اقوال ضعیفہ ان مفسرین نے ذکر نہین کیے بلکہ اقوال ضعیفہ کو بھی بیان کیا ہو لیکن صاف طرز تحریر سے
واضح ہوتا ہی کہ یہ قول مختار اس مفسر کا نہین ہی اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ اقوال مفسرین محققین مذکورہ
بالا مین ضمائر مرفوع کا مرجع وہی کفار سابق الذکر ہین یا نہین پس جو قول ضعیف کہ کشان کشان جناب ابوطالب
کی طرف نسبت دیا گیا ہی کیا وہ کچھ حقیقت رکھتا ہی اور جب وہ قول خود لاشی ہی تو اس سے حجت لانا اور اسکو
دلیل کفر ابی طالب ٹھہرانا دلیل حماقت ہی ثالثا آپ نے یہ بھی تمیز فرمایا ہی یا نہین کہ امام فخر الدین رازی

نے بھی مطابق قاعدۂ مقررہ کے اولا سبب نزول کو جو فی الواقع اور مجمع علیہ مفسرین اور علماے محققین کا ہو رقم
فرمایا ہو پھر سبب اختلافات کو اور جو اقوال کہ اُس اختلاف سے پیدا ہوے بہ ترتیب اس نہج سے رقم فرمائے
کہ قول قوی کو اول اور ضعیف کو بعد قوی کے اور اضعف کو بعد ضعیف کے علی سبیل التنزل پس اس قول اضعف
کو اگر کسی قول ضعیف سے کسی وجہ معقول یا نامعقول سے آپ نے ترجیح بھی دی تو بھی کسی طرح اُس قول کو
لیاقت قوی ہونے کی حاصل نہ ہو گی ہان اضعف سے ضعیف مین شمار کیا جائیگا چہ جائیکہ سبب نزول
مین آپ نے امام فخر الدین رازی اور علامۂ ابو البرکات کی رد فرمائی ہو یہ بھی آپکا زعم باطل ہو ان صاحبون
کی رد تو جب شمار کی جاتی کہ سبب نزول و اسباب اختلاف مفسرین اور احتمالات اُنکے اور وہ قول کہ احتمالات
سے پیدا ہوے ہین ان سب کی رد فرماتے اور یہ امر اشد محالات سے ہو کہان امام فخر الدین رازی کہان
علامۂ ابو البرکات اور کجا آپ اُنکے کلام کے سمجھنے کی لیاقت پہلے پیدا فرمائیے پھر میدان مین معرکۂ کلام محققین کے
قدم رنجہ فرمائیے اگر آپ کلام امام فخر الدین رازی کو سمجھے ہوتے تو قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان رقم نہ فرماتے
اور ہمارا عرض کرنا آپ قبول نہ فرمائینگے کہ امام فخر الدین رازی نے پہلے سبب نزول کو جو فی الواقع اور مجمع علیہ
کثیرین محققین کا ہو بیان فرمایا ہو بعد اُسکے سبب اختلاف مفسرین اور احتمالات اور اقوال اُنکے علی سبیل التنزل
بہ ترتیب تمام رقم فرمایا ہو اسوجہ سے ہم اُسکی توضیح کیے دیتے ہین کہ کسی کو مقام حرف باقی نہ رہے امام فخر الدین
رازی نے اتمام تفسیر آیۂ ما قبل وھم ینھون مین یہ عبارت بلفظہ رقم فرمائی ہو واعلم ان الجواب عن ھذا السوال
سیاق فی الایۃ المذکورۃ بعد ذالک اور اس سے ظاہر ہو کہ جو آیت کہ ما قبل وھم ینھون ہو جس مین مذکور ہو کہ
کفار قرآن کو اساطیر الاولین کہتے تھے اُسی سے آیت وھم ینھون عنہ وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون
مرتبط ہو اور یہ امر کاشف سبب نزول ہو کہ اس مین احتمال کو دخل نہین اور مجمع علیہ ہو مفسرین محققین کا اور سابق
مین ذکر قرآن کا اور ذکر محمدؐ کا ہو چکا تھا ضمیر عنہ مین احتمال پیدا ہوا بعضون کو احتمال ہوا کہ ضمیر عنہ عائد ہو قرآن کیطرف
مگر ضمیر مرفوع یعنی وھم ینھون مین کوئی احتمال نہ ہوا وہی کفار سابق الذکر آیت سابقہ کے قائم رہے یہ احتمال
مطابق مضمون آیۂ ما قبل کے ہو اور سبب نزول سے مخالفت نہین رکھتا مگر چونکہ یہ قول ایک احتمال سے پیدا ہوا
فی الجملہ ضعیف ہو وقال الاخرون اور دوسرون کو احتمال ہوا کہ ضمیر مجرور عنہ کی عاید ہو محمدؐ کی طرف اب معنی آیت
کے یہ ہوے کہ کفار نہی عن الرسول کرتے تھے یہ احتمال بہ نسبت احتمال اول کے بھی ضعیف ہو کئی وجہون سے ایک
وجہ یہ ہو کہ نہی عن الرسول محال ہے دوسری وجہ یہ ہو کہ تاویل کی ضرورت ہوئی کہ معنی درست نہین ہوتے لاچار ہو کر
نہی عن الرسول سے مراد ایک فعل کی کہ اُس فعل سے آنحضرت کو علاقہ ہو تیسری وجہ یہ ہوئی کہ وہ فعل بھی مذکور نہین تھا
اُس مین بھی دو احتمال ہوے چوتھی وجہ یہ کہ ایک فعل مقرر کیا یعنی اُن دو احتمالون مین سے ایک احتمال بعض نے
تصدیق نبوت اور اقرار رسالت کا کیا اور کہا ینھون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ ان بعض نے بھی
ضمیر وھم ینھون مین تغیر اور تبدل نہین کیا وہ ہی کفار مذکورہ آیت سابقہ کے قائم رہے پانچوین وجہ ان دو احتمالون

بعض دیگر نے ایک دوسرا ہی فعل مقرر کیا یعنی بعض دیگر نے فعل متعلق بالرسول سے ایذائے نبی مراد لی احتمال
ثانی کے دو احتمالون مین سے دوسرا احتمال ہی کہ ضعیف ترین احتمالات ہو کر جامع جمیع احتمالات کا اس مین تمام اسباب
ضعف مجتمع ہین اب ہم اس احتمال اضعف کے ضعف کو اور جو جو نقصان وضرا بیان کہ اس قول کے قائلین کو حاصل
ہوئی ہین اور جن جن خرابیون سے یہ قول حاصل ہوا ہی اسکی بھی تصریح کیے دیتے ہین پہلا احتمال ضمیر عنہ سے مراد
رسول کی لی اور اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی کہ نہی عن الرسول محال ہی دوسرا احتمال جب نہی عن الرسول کو محال پایا تو
فعل متعلق بالرسول مراد لینا پڑا تیسرا احتمال فعل متعلق برسول سے مراد ایذائے نبی لے لی اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی
کہ دوسری ضمیر عنہ مین پیچیدگی حاصل نہ ہوئی چوتھا احتمال ایذائے نبی نے دوسرے ضمیر عنہ مین کام نہ دیا کہ مطلب بھی
خبط ہوا جاتا تھا وان یہلکون الا انفسہم صادق نہ آتا تھا لاچار ہو کر لا یتبعہ معنی دینہ مراد لی پانچوان احتمال
معنی تو آیت کے درست ہوے مگر ضمائر مرفوع نے سب مشقت برباد کر دی کہ کفار تو ایذا دینے پر تلے ہوے
تھے انھین تو مانع ایذا کہہ نہ سکے ضمائر مرفوع وھم ینھون اور ینئون کا مرجع جناب ابوطالب کو قرار دیا
چھٹا احتمال ضمائر مرفوع سب جمع کے ہین جناب ابوطالب واحد ہین اور تہین انکی منظور رہی نہ تعظیم کھینچ تان
کے جبرًا قہرًا ابوطالب سے مراد مع اتباع ابوطالب کے قرار دی باین کشمکش وخرابی نزلت فی ابی طالب
صادق آیا جیسے جناب بندہ مبارک ہو معنی آیت بھی درست ہو گئے دونون ضمیرین مجرور بھی عائد ہو گئین
ضمائر مرفوع بھی ٹھیک ٹھاک سبب نزول بھی چوکس مگر یہ تو فرمائیے کہ آیات متقدمہ مین تو جناب ابوطالب کا
ذکر پایا نہین جاتا نہ جناب ابوطالب شریک اُن لوگون کے تھے کہ جو تکذیب آنحضرت کی کرتے تھے نہ شرکت
ابوطالب کی اُن کفار مین پائی جاتی تھی جو قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ ابن عباس نے تصریح فرمادی ہے نہ
اُن کفار مین صریحًا کہین ذکر ابوطالب کا پایا جاتا ہی نہ ضمنًا یہ ضمائر مرفوع کیونکر راجع ہونگے ابوطالب کی طرف
اور اتباع ابوطالب مین باتفاق علما بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب باقی تھے اور تو سب منحرف ہو گئے تھے جنکی وجہ سے
ابوطالب نے شعب مین پناہ لی تھی وہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کہ اُن مین اکثر مشرف باسلام بھی ہوے ہین وہ
سب اُسوقت تک اتباع ابوطالب مین محسوب تھے وہ سب کے سب مستحق وان یہلکون الا انفسہم کے ہوے اور
سب سے بڑھکر احسان آپ کا اُن کفار پر ہوا کہ جو ماقبل آیۂ وھم ینھون مین مذکور ہین جنکی شان مین حق تعالی فرماتا
ہی ومنہم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم وقرا وان یروا کل ایۃ لا یؤمنوا
بھا حتی اذا جاؤک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین اس آیہ کی تفسیر مین ابن عباس نے
نام بھی اُن کفار کے بتلا دیے ہین تفسیر کبیر مین بھی موجود ہی قال ابن عباس حضر عند رسول اللہ ابو سفیان
وابو الولید بن مغیرہ والنضر بن الحرث وعقبہ وعتبہ وشیبہ ابنا ربیعۃ وامیہ وابی ابنا خلف والحرث
بن عامر وابو جہل بغا رستمعوہ اُن سب کفار گذشتگان کو اور جتنے اضراب موجود ہین اور آیندگان کو کہ جناب
احمد رضا خان صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون سے

مصداق ہونے سے بچا لیا خداوند عالم نے تو تم کو مصداق اس آیہ کا بنا ہی دیا تھا مگر جناب ممدوح احمد رضا خان
نے وان یہلکون الا انفسہم کی بلا تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب پر الٹ دی کہ تمام قوم و قبیلۂ محمد ہی اس میں
گرفتار رہیں اور تم سب نے عنایت ممدوح الصدر کی بدولت نجات پائی تم کو تو شکریہ لازم و واجب ہے اور
ہزار ہزار آفرین ہے آپ کی عقل و دانائی پر اے احمد رضا خان صاحب کیا سچے مسلمان اور پکے سنت جماعت ہیں
آپ کہ محبت اور مودت خاندان رسالت کی آپ کے کلام سے ٹپک رہی ہے افسوس ہے اسی روز بد کی خبر حق تعالی
نے اپنے حبیب کو دی تھی کہ سب کچھ امت آپ کی قبول کریگی مگر محبت امر دشوار ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا
الا المودة فی القربی اے محمد صلعم تو ان سب سے سوال کر کہ میں کچھ اجرت اپنے حق کی نہیں مانگتا مگر مودت کرنا میرے اقربا
سے پس جو سوال کہ رسول نے بحکم خدا کیا تھا کیا خوب اُسکو آپ ادا فرما رہے ہیں جزاکم اللہ فی الدارین اب رہا
وما یشعرون اور وہ شعور نہیں رکھتے یعنی وہ لوگ اپنے نزدیک ضرر پہونچا تے تھے حضرت رسالت مآب صلعم کو اور
قرآن کو کہ لوگ ایمان نہ لائیں اور معجزہ نہ سمجھیں مگر وہ ضرر انھیں کو پہونچتا تھا اور وہ سمجھتے نہ تھے کہ یہ ضرر انھیں پر
عائد ہے اور جناب ابو طالبؑ نے تو کوئی فعل ضرر رسانی کا نہ کیا تھا پھر وما یشعرون اُنپر کیونکر صادق آیا الحاصل
بایں تکلیفات کثیرہ اور ضمائر نامربوطہ اور خیالات فاسدہ اس قول کا وجود ہوا ہے پس تا قیام قیامت آپ سے
اور امثال سے آپ کے ثبوت اس قول اضعف کا بھی دربارۂ جناب ابو طالب نہ ہوسکیگا سبب نزول قرار پانا
تو امر محال ہے **قولہ** اصل لذم للنائی وقد تشدد بالنہی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجہل
فذکر النہی لا بانہ تشدة ما یلحقہ من الذم فی ذلک وعظمة ما یعتریہ من الوزر فیما ھنالک فان
العلم حجة اللہ امالک واما علیک **اقول** یا احمد رضا خان لا تغتر بتسویلات نفسک الامارة
ودع التکلفات التی ھی ابرد من الثلج ما ھذہ الخرافات التی سودت بہ الکتاب واردت ان تخادع
المومنین وتذل بہا عم رسول رب العالمین مع انہ کان مومنا برب الارباب وامام الاطیاب و
ان ھی الا کسراب بقیعة یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا فانتبہ واعلم ان ھذہ
الایة ای ینہون عنہ وینئون عنہ نزلت فی شان المشرکین لا فی شان ابی طالب لان نہی ابی طالب
عن ایذاء النبی صلعم فعل حسن ونأیہ عنہ لو فرض فعل مذموم ولا ان المترتب المذکور بعد النہی والنأی
فی الایة اھلاک انفسہم لا یمکن ان یکون متعلقا بالنہی فیکون متعلقا بالنائی فقط ولا یلیق ان
یکون الاھلاک متعلقا باحد الفعلین المذکورین قبلہ کما ثبت من کلام الامام فخر الدین الرازی
فثبت ان ھذہ الایة لیست بنازلة فی شان ابی طالب وان سلمنا ان ھذہ الایة نزلت فی شان
ابی طالب لان ابا طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی فیکون نہی ابی طالب عن اذیة النبی فعلا
ناشیا عن محبة طبعیة جبلتہ ینجذب الیہا بالطبع وھذہ المحبة توجد فی کل الحیوانات کما
اوضحت فی ھذہ الرسالة فکیف یصح استدلالک بالنہی علی علمہ بل یکون ھذا النہی ناشیا عن محبة

جبلية لمحبة الوالد للولد او العم لابن اخيه لا لعلمه بنبوة النبي فقولك فان الذنب بعد العلم اشد منه حين الجهل لا يصدق عليه ابدا وهو خطاء النظر عن ذلك فاين الدلالة في الاية على ما ادعيت من شدة الذم للناى بسبب النهي لنازع الى العلم لانه انما يصح ذلك اذا كان الفعل مع النهي عنه فانه اشد ذما لمفهومية العلم بالنهي وليس الامر في شان الاية المتنازع فيها لكن الشك في شان الاية على قولك ظهر ترك الفعل مع النهي عنه والفعل ههنا ايذاء النبي وهو مذموم والنهي عنه مع تركه ليس بمذموم بل هو حسن واما الناى عنه فهو امر اخر فلا يصح ما زعمت وثانيا ذكرت ههنا دليل قوي على الجهل وعدم الممارسة في العلوم العقلية والنقلية لانه اذا قيل ان زيدا ينهى عن سب عمرو وينأى عن اكرام عمرو فلا ادري اى لومة في ذلك لانه ترك السب مع النهي عنه وهو ليس بمذموم بل هو حسن نعم اذا نهى عن سب عمرو وسبه هو بنفسه فقد استحق اشد العذاب والملامة بالضرورة واذ ليس فليس فافهم **قوله** الا ترى الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم في ابي طالب ولولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار كما سياتي **اقول** في الحديث دلالة واضحة على مذاق العامة على ان ابا طالب كان من المومنين كما سياتي تفصيله فكن من المنتظرين لكن ليس لك ادراك لان الله قد القى على قلبك اغطية الا ترى قوله تعالى وجعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهوه فذكر هذا الحديث ههنا دليل قوي على عدم التفقه **قوله** مع ما علم من حمايته وكفالته ونصرته ومحبته للنبي صلى الله عليه وسلم طول عمره فانما كان يكون في الدرك الاسفل لولا شفاعة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما ابى الايمان مع كمال العرفان **اقول** هذا الشفاعة لا تخلوا من ان تكون مع علم النبي بان ابا طالب كان عالما عارفا بانه نبي ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك فيكون الشفاعة الصادرة عن النبي مخالفا لوعد الله فكيف يكون مقبولة لان العلم حينئذ كان حجة الله عليه صلى الله عليه واله وسلم فيكون شفاعته عبثا او معصية وكلاهما غير جائز على اكابر الانبياء فضلا من ان يكون مثل هذا صادرا عن سيد المرسلين تكون مع علم ابي طالب بان محمدا نبي حق ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك فبالضرورة صار مستحقا لاشد العذاب فكيف حصل له استحقاق شفاعة النبي لان العلم كان حجة الله عليه فيكون طلب الشفاعة لابي طالب ايضا عبثا او معصية لوجهين الاول قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك وقال جل وعلا لا تنفعهم شفاعة الشافعين فطلب الشفاعة يكون جاريا مجرى ان يخلف الله وعده ووعيده في حق الكفار وهو غير جائز والثاني كما قال رسول الله صلعم اني اختبأت شفاعتي وجعلتها لمن مات من امتي لا يشرك بالله شيئا رواه احمد والطبراني وابن ابي شيبة عن ابي موسى الاشعري وورد عن انس في رواية طويلة قال رسول الله ثم اشفع فيحد لي حدا

فاخرجم فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة حتى ما يبقى فى النار الا من قد حبسه القرآن اى وجب عليه الخلود فثبت شفاعة النبى مختصة لامة النبى لا تشرك بالله شيئا وهى لا تكون لمشرك فحينئذ طلب الشفاعة بقوم مقام لم تقولون ما لا تفعلون فهذه الشفاعة يوجب الخلف لهذين النصين وهو لا يجوز **قوله** فالاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون فذكر فى سياق الذم امرهم بالبر وتلاوتهم الكتاب وانما القصد الى نسيانهم انفسهم وذكر هذين للتسجيل بل قال جل ذكره يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولون ما لا تفعلون فشدد النكير على القول من دون عمل وان كان القول خيرا فى نفسه قال فى معالم التنزيل قال المفسرون ان المومنين قالوا لو علمنا احب الاعمال الى الله عز وجل لعملناه ولبذلنا فيه اموالنا وانفسنا فانزل الله عز وجل ان الله يحب الذين يقاتلون فى سبيله صفا فابتلوا بذلك يوم احد فولوا مدبرين فانزل الله تعالى لم تقولون ما لا تفعلون الخ **اقول** الاية المذكورة المتنازع فيها ليست بوزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لان الامرين لا يفعلون ما يامرون اى يامرون بالبر وهم يفعلون خلاف ذلك البر وذلك مذموم بخلاف اية وهم ينهون عنه وينئون عنه لان البر مامور به ومتروك وترك المامور به اشد ذما لحصول علم الامر به وايذاء النبى فيها منهى عنه ومتروك ايضا وترك المنهى عنه حسن لا مذموم فكيف يكون اشد ذما ونائ ابى طالب وبعده عن النهى جاز ان يكون لمصلحة اخرى فلا موازنة بين الايتين وانما يكون الموازنة بينهما اذا كان المنهى عنه معمولا لان عمل المنهى عنه اشد ذما لحصول علم الناهى به ومن اين حكمت بان الاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لانه حينئذ يكون المعنى وهم ينهون الناس عن ايذاء النبى ولا ينئون عن المنهى عنه اى يوذونه بانفسهم وليس كذلك فكيف تكون احدى الايتين على وزان الاخرى ولما ثبت ان النهى عن ايذاء النبى صلعم حسن فكيف يكون ذكر هذا النهى فى سياق الذم فظهر انه لا مناسبة بين الاية المتنازعة فيها وبين اية لم تقولون ما لا تفعلون **قوله** وبه ينحل الوجهان لما انصف **اقول** اولا ان فرضنا صحة قولك وبه ينحل الوجهان فيكون القول الثانى مساويا للقول الاول فى الاشبهية مع ضعفه فيقوم مقام التفسير ولا يكون سبب النزول لانه احتمال من احتمالات المفسرين وثانيا هو مهمل فاسد ليس يجرى للتوجه لانه مردود من البراهين القاطعة المذكورة **قوله** دينا لجماة تغطاه **اقول** ليس فيه غطاء بل ختم الله على قلبك وسمعك وجعل على بصرك غشاوة لا تدرك فلا تبصر ولا تسمع **قوله** اطلو ضنا ومنكر باساليب القران ونظمه فضلا عن هذا الخبر العظيم الذى قد فاق اكثر الائمة فى علم القران وفهمه والله تعالى اعلم

اقول مثل الخفاجی فی علم تفسیر القرآن مشهور و مصنف فضلہ مما قال العلامۃ محیی الملۃ و
بالحنفی فی شرح رسالۃ السید الشریف الجرجانی فی اصول الحدیث وقد اخطاء المفسر و رواۃ
وقعوا فی خطاء کالواقدی [illegible] من المفسرین [illegible] الاحادیث الموضوعۃ
ودرجوا فی التفاسیر و مما [illegible] تعالی [illegible] صاحب الولایۃ العلامۃ النسفی والامام فخر الدین
الرازی فکیف یکون قول الخفاجی [illegible] و قول [illegible] العلامۃ النسفی مرجوحا بل هما فائقان
علی الکثیر من المفسرین المحققین [illegible] فی علم القرآن واسالیبہ ونظمہ وانہ اعلم تنبیہ
اعلم ان للقلوب عیونا [illegible] تعالی لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور
فمن ابصر من البصیرۃ الظاهرۃ [illegible] فالبصیر بالمعرفۃ ان هداک اللہ تعالی
ثم ان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر واجبان باجماع الامۃ والکتاب والسنۃ بهما ناطقان ولا یشترط
فی الامر بالمعروف ان یکون الامر فاعلا لما [illegible] الامر بہ لنفسہ واجب و لغیرہ واجب اخر فان
الاخلال باحد الواجبین لا یوجب الاخلال بالاخر بل لا یجوز ترک احدهما بترک الاخر وکذلک فی
النهی وانما فی القرآن العظیم ثلث ایات احدها اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وثانیها
لم تقولون ما لا تفعلون وثالثها [illegible] عنہ قیل لکل واحد منها دلالۃ ظاهرۃ علی ذم
قول بلا عمل وهو التشدید والتنکیر علی الامر والوعظ کما ظننت لکن لیس کذلک بل المراد بها
حث الواعظ علی تزکیۃ النفس والاقبال علیها بالتکمیل لیعمل عملا بنفسہ ویحث علیہ وینعظ
بنفسہ ویعظ غیرہ لا منع الامر غیر العامل من الوعظ لان من فات منہ واجب واحد لا یجوز
لہ ترک الواجب الاخر وان سلمنا ان ورود الایات الثلث المذکورۃ فی الامر بالمعروف والنهی عن
المنکر فالمراد منها الزجر والتوبیخ علی الامر لترک الفعل الواجب وعلی الناهی للفعل المنکر لا الامر
الامر ونهی الناهی لانهما کانا واجبین علیهما فکیف یکون التشدید والتنکیر علی الفعل الحسن و
اداء الواجب فالنهی عن المنکر مثل الامر بالمعروف لکن لا یشترط فی النهی عن المنکر الا ان یکون
الناهی تارکا لہ ولان فی الایات [illegible] وهی انہ اذا کان الانکار یتوجہ الی المجموع
التشریعین فهم الانکار لکل واحد منهما خطاء ففی هذہ الایات الثلث بناء علی القاعدۃ
المقررۃ فی الاصول انکار علی المجموع هکذا فسر شیخ عبد العزیز الدهلوی فی تفسیر العزیزی و
القاضی البیضاوی فی انوار التنزیل وشیخ عبد الحق الدهلوی فی شرح المشکوۃ المسمی باشعۃ
اللمعات فافهم وتبصر **قولہ** فصل دوم [illegible] **اقول** فصل اول میں جناب نے آیات قرآنیہ یوسوسہ یوسوس
فی صدور الناس ثبوت کفر جناب ابو طالب میں رقم فرمائے اور اقوال مفسرین اور محدثین میں جو تحریفیں
اور خیانتیں فرمائیں خدا کے فضل و کرم سے وہ سب طشت از بام افتادہ ہو گئیں اور انھیں آیات

الواقدی

اور اُنھین مفسرین کی تفسیرون سے اور اُنھین محدثین کی حدیثون سے مومن کامل ہونا جناب ابوطالبؑ کا
ثابت ہوگیا اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ بقول امام احمد بن حسین حنیفی اور علی اجهوری اور تلمسانی وغیرہم آپ موذی
نبی کہلا کر خسر الدنیا والاخرۃ قرار پائے جب آیات و اقوال مفسرین سے آپ کی یہ حالت ہوئی تو فصل
احادیث آپ کی کس قطار مین ہی کہ اُنکی رو کے لیے وہی احادیث مرقومہ آپ کی ہماری دلیلین مین لیکن ہمکو
تو منظور ہی کہ جس امر کا آپ کتمان فرما رہے ہین اور پردہ اصنا یا اللہ و رسول مین عوام فریبی کر رہے ہین اُسکا
اظہار کر دین کہ آپ کیا ہین اور کیسے ہین اور آپ کے ظاہر اور باطن مین کیا فرق ہی لہذا مناسب ہی کہ اس فصل
مین ہم مجملاً کچھ فضائل اہلبیت اور مناقب آل طہ و یسین اور سبب اختلاف بین الاصحاب اور کیفیت اقوال
علماء کو لکھ جائین تاکہ ناظرین جب ان سب امرون پر بنظر انصاف نظر فرمائین تو امر حق اُنپر واضح اور ثابت ہو جائے
اور بے کم و کاست پہچان لین کہ مذہب حق کیا ہی روایت کی ہی مسلمؒ نے عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ
علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل
معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت و یطھرکم تطھیرا کہا عائشہ نے کہ ایک روز صبح کے وقت نکلے نبیؐ کہ ایک گلیم سیاہ منقش اوڑھے ہوئے
تھے پس آئے حسنؑ بن علیؑ اور داخل گلیم کیا آنحضرتؐ نے اُنکو پھر آئے حسینؑ پس داخل ہوے وہ ساتھ اُنکے
پس آئین فاطمہؑ پس لے لیا اُنکو آنحضرتؐ نے اُس مین پس آئے علیؑ اور داخل گلیم کیا اُنکو بعد اسکے پڑھی آنحضرتؐ
نے یہ آیت انما یرید اللہ الخ یعنی جز این نیست کہ چاہتا ہی اللہ کہ دور کرے تم سے رجس کو اے اہلبیت نبوت
اور طاہر کرے تم کو طاہر کرنا ترمذیؒ کتاب التفسیر سورۂ احزاب مین عمر ابن ابی سلمہ سے مروی ہی لما نزلت ھذہ الایۃ
علی النبی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعی
النبی فاطمۃ و حسنا و حسینا فجللھم بکساء و علی خلف ظھرہ ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی
فاذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ و انا معھم یا رسول اللہ قال انت علی
مکانک و انت علی خیر یعنی آیۂ تطہیر ام سلمہ کے مکان مین نازل ہوئی پس بلایا پیغمبر خداؐ نے فاطمہ اور حسنؑ اور
حسینؑ اور علی علیہم السلام کو اور اپنی ردا مین اُنکو لے لیا پھر فرمایا خدایا یہ میرے اہلبیت ہین پاک کر انکو
پاک کرنا ام سلمہ نے عرض کیا کہ مین ان مین سے ہون فرمایا تو اپنے مقام پر ہی اور عاقبت تیری بخیر ہی اور
صحیح ترمذی کتاب المناقب مین خود ام سلمہ سے مروی ہی اور ترمذیؒ کتاب تفسیر سورۂ احزاب مین انس بن مالک
سے مروی ہی ان رسول اللہ کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا
اھل البیت انما یرید اللہ الخ یعنی بتحقیق رسول اللہ صلعم بعد نزول آیۂ ہذا چھ ماہ تک دروازۂ فاطمہؑ پر وقت
نماز صبح تشریف لیجاتے تھے اور بآواز بلند فرماتے تھے الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ الخ مشکوٰۃ شریف
مین سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہی لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابناءنا و ابناءکم دعا رسول اللہ علیا

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت صفحہ [illegible] سطر [illegible] جلد [illegible]

جائزۃ الشعوری ترجمہ ترمذی مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible]

جائزۃ الشعوری ترجمہ ترمذی صفحہ [illegible] سطر [illegible]

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت صفحہ ٣٧٨ جلد ٤ سطر ٢٧

وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی رواہ مسلم یعنے جب آیہ مباہلہ نازل ہوئے تو بلایا رسول خدا نے علی و فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام کو اور فرمایا کہ اے اللہ یہ اہلبیت میرے ہین ایسی حدیث کی شرح ہین کہ جو اشعۃ اللمعات مشہور ہی مولانا عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین کہ جب مباہلہ مقرر ہوا پس برآمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ درحالیکہ درکنار خود گرفتہ حسنؑ وحسینؑ را کہ خورد بودند دران زمان و فاطمہ پس آنحضرت وعلیؑ پس فاطمہ سبحان اللہ این چہ وقت وچہ کسانند ربا آن وقت وامر کرد آنحضرت بایشان کہ چون من دعا کنم شما آمین گوئید وچون پیشوائے ترسایان ایشان را دید گفت با قوم خود وائے برشما من می بینم این روئے ہا را کہ اگر از خدا درخواست کنند کہ کوہ را از جائے برکنند برمی کنند تا چہ انوار تجلی دران وقت بر روئے ایشان تافتہ بود کہ کافر بیگانہ آنرا دریافت واز جائے رفت مومن محب بیگانہ را کہ بآن نور آشنا است چہ حال باشد عرفہ من ذاق اب ایک لطیفہ او سنیے کہ قبل آن روایات و آیات کے رقم فرمانی کی مولانا ممدوح نے معنے اہلبیت رقم فرمائے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ اہلبیت کے کئے معنی ہین ایک یہ کہ جنکو زکوٰۃ لینا حرام ہی وہ بنی ہاشم ہین کہ شامل ہین انمین آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث اس معنے سے یہہ سب اہل بیت ہین دوسرے اہلبیت یعنے اہل وعیال ہی کہ جس وسے ازواج نبی بھی داخل ہین پھر فرماتے ہین کہ ازواج کو اہل بیت سے نکالڈالنا مکابرہ ہی اور مخالف سیاق آیت ہی کہ امام فخر الدین رازی کہتے ہین کہ سیاق آیت ندا کرتی ہی کہ نسائے آنحضرت شامل ہین پس نکالڈالنا انکا اور مخصوص کرنا انکی غیر کا اس آیہ مین صحیح نہ ہوگا اور روایت صحیح مسلم وترمذی ومشکوٰۃ جو ام سلمہ سے منقول ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو جناب رسولؐ برحق نے اپنی عبا مین لے لیا اور فرمایا ھولاء اھل بیتی اور جب ام سلمہ نے بھی داخل عبا ہونا چاہا تو فرمایا آنحضرت نے انت علی مکانک یعنے تو مقام زوجیت پر ہی وانت علی خیر یعنے عاقبت تیری بخیر ہی پس مولانا عبد الحق صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ نسبت مکابرہ کی کسکو دی اور خلاف سیاق آیت کسنے کیا اور کسکا فعل ہوا یا مولانا صاحب ام سلمہ کو زوجہ آنحضرت نہین جانتے اور اگر جانتے ہین تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا نے نہ ندائے آیت کو سنا نہ سیاق آیت کو دیکھا اور ازواج کو آیت سے خارج کردیا اور انکے غیر یعنے فاطمہؑ وعلیؑ وحسنؑ وحسینؑ کو اپنی عبا مین لے لیا اور پکار پکار فرمایا اللھم ھولاء اھل بیتی کہ خداوندا یہہ اہلبیت میرے ہین پس مکابرہ اور خلاف سیاق آیت فعل آنحضرت ہوا نہ کسی غیر کا فافہم پھر تیسرے معنے فرماتے ہین کہ کبھی اطلاق اہلبیت کا اسطرح آیا ہی کہ جسکا مفہوم مخصوص ہی فاطمہؑ وعلیؑ وحسنؑ وحسینؑ پھر بعد اُسکے روایت ام سلمہ بھی رقم فرماتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ یہہ مسجد میری حرام ہی ہر حیض والی عورت پر اور ہر جنب والے

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت صفحہ ۳۷۸ جلد

مرور پر مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اُنکے یعنے فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ مستثنیٰ ہین کہ حالت حیض و جنب
مین وہ مسجد اُنپر حرام نہین اس مقام پر ہمکو بحث کرنا مطلوب نہین ہی مگر اتنا ضرور عرض کرینگے کہ طہارت
صوری و معنوی کا استحقاق انھین پانچ فردون پر منحصر ہو جاتا ہی پھر مولانا عبد الحق صاحب فرماتے
ہین کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوسرے بیت سکنیٰ تیسرے بیت ولادت بالجملہ
بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہلبیت از روئے نسب کے ہین اور ازواج آنحضرت اہلبیت سکنیٰ
ہین اور اولاد آپکے اہلبیت ولادت ہین اس مقام پر مولانائے ممدوح نے توریہ اور ابہام فرمایا
اور یہ نہ فرمایا کہ اہلبیت کے تمام معنی ان چار ہی شخصون مین پائے جاتے ہین اسلیے کہ صدقہ یعنے
زکوٰۃ انپر حرام ہی اس وجہ سے بھی یہ اہلبیت ہین بیت نسب بھی انپر صادق آتا ہی کہ بنی ہاشم
اور بنی عبد المطلب بھی ہین علاوہ اسکے ان چار شخصون کو خصوصیت ہی کہ اولاد جد قریب کو اہلبیت کہتے ہین
اور اولاد شریف آنحضرت کو اہلبیت کہتے ہین اُنہین بھی یہی اشرف ہین بیت سکنیٰ مین بھی
یہ شامل ہین اور مطابق اس حدیث کے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ یہ مسجد سب حیض والی عورتونپر
اور سب جنب والے مردونپر حرام ہی مگر مجھپر اور میرے اہلبیت پر کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ
علیہم السلام ہین اس حدیث سے تو اہلبیت مثل پیغمبر برحق سب سے ممتاز ہین کہ جنکا مثل انھین پانچ
مین منحصر ہی کہ تطہیر بالذات انھین مین پائی گئی نہ انکے غیر مین پس باوجود کثیر المعنی ہونے اہل اور
بیت اور عترت اور آل اور ذریت اور ذوی القربیٰ کے یہ چار شخص سب معنے مین شامل اور
جناب رسول خدا نے جو انکو قرار دیا اُسکے مصداق اور سب سے ممیز اور ممتاز ہین پھر ان دونو
آیتون مین اور حدیث مین استثنیٰ رسالت بیان کرنا کسی وجہ خاص سے ہی ترمذی اور مشکوٰۃ[1] مین
ہی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد
غیری وغیرک یعنے فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کہ نہین حلال ہی کسی کو جنب ہو بیچ اس مسجد کے
سوا میرے اور سوا تیرے خصائص امام نسائی مین ان یجنب ہی عبد الحق دہلوی اس حدیث کی
شرح مین فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ علی مرتضےٰ اور خود رسول خدا کا ممر مسجد بنی واقع ہوئی تھی
اور یہ جائز ہی کہ اگر کسیکا خاص ممر مسجد واقع ہو تو اُسمین سے گذر جائے اگرچہ جنب ہو اسی واسطے
فی ھذا المسجد کہا کہ یہ مسجد کہ ممر واقع ہوئی اور مرور اُسمین سے ضروری ہی بخلاف سائر مساجد
کے اور لاحاصل یہ ہی کہ یہ حدیث کیسی ہی صحیح ہو کوئی منقبت اور فضیلت نہین ہی مگر ہم اسیقدر
عرض کرینگے کہ ترمذی اور مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ مین اس حدیث کا رقم فرمانا دلیل نافہمی قرار پائیگا
نہ پائیگا۔ شاہ عبد الحق صاحب نے اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ باب[2] مناقب ابو بکر مین جو حدیث
صحیحین سے منقول ہوئی جسکا آخری کلمہ یہہ ہی کہ لا یبقین المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ باب مناقب علیؑ صفحہ ۳۴۹ سطر ۳

[2] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۰ جلد ۴ سطر ۳

یعنے مسجد مین کوئی روزن نہ چھوڑا جائے مگر روزن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا واسطے تعظیما اور اس استثنا رخوخہ کو تعریض
قرار دیا ہے یعنے کنایہ ہے خلافت صدیق اکبر پر پس ایک روزن دیوار جو مسجد نبی کی طرف رکھنے کو اجازت
ملی تو اُسکو کنایہ خلافت ٹہرایا اور حدیث لایحل لاحد الخ کی شرح ایسی فرماتے ہیں کہ ایک منقبت بھی
نہ قرار پائے حالانکہ مسجد کا ممر ہونا اُسی وقت ثابت ہوگا کہ پہلے سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح
باب علی اُسی مسجد مین منظور کرلیا جائے پس دروازہ علی بمقابلہ خوخہ ابوبکر تکریماً و تعظیماً دکھایا یہ
بلکہ صراحۃً استحقاق خلافت قرار پائیگا اور یہ باجماع اہل سنت وجماعت باطل ہے بہر حال اس حدیث
سے ممیز اور ممتاز ہونا کلیۃً جمیع صحابہ سے حضرت علی کا ثابت پھر رقم فرماتے ہین کہ بعد سد درحکم
حضرت رسولؐ باستثنائے خوخہ دیوار ابوبکر عمرؓ نے درخواست کی کہ اُنکی دیوار مین بھی ایک خوخہ
رکھا جائے جسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ سر سوزن کے برابر بھی نہ رکھا جائے یہ مقام انصاف ہے کہ اگر
خوخہ کنایہ خلافت رجا والے تھا تو خلافت درجہ ثانوی انکا حق ہوا جنکو سر سوزن کے برابر بھی سوراخ
جانب مسجد رکھنے کا حکم نہ ہوا اور جس علیؑ کا باب مثل باب نبی اُسی مسجد مین مفتوح رہا جسکا ممر مثل ممر رسولؐ
وہ ہی مسجد ہوئی جنکا مرور وسکون مثل پیغمبرؐ متحقق ہوا وہ نہ مستحق خلافت قرار پائے نہ لائق تعظیم وتکریم
ٹہرے نہ اُمور مذکورہ کوئی منقبت قرار پائی سبحان اللہ شرح اسکو کہتے ہین تحقیق اسکا نام ہے محبت اہلبیت
کے یہ معنے ہین تا لثاً علی ابن منذر نے ضرار ابن صرد سے جو معنے اس حدیث کے سنے تھے کہ یستطرقہ
جنبا ہین وہی معنے شارح صاحب نے بھی رقم فرمائے لیکن فی الحقیقت اس حدیث کو اگر تعریض سبب
سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح باب علی بجانب مسجد قرار دین تو ہو سکتا ہے کہ سکون ومرور مسجد نبوی
مین علیؑ کا ہر حال مین مثل نبیؐ تھا کیونکہ ان یجنب باب فعال سے ہے اور اجناب بمعنے جنب کردن
خود را ختیا رہے پس وہ جنب کرنا فی المسجد شامل ہے سکون مرور در خواب وبیداری وروز وشب
اختیار اکو علی جمیع الاحوال پس مراد یہ ہوئی کہ کوئی شخص مجاز نہین کہ جنب کرے خود کو اس مسجد
مین سوا میرے اور سوا تیرے یعنے جماع اور خواب وبیداری ومرور وسکون ہر حال مین علیؑ ونبیؐ
کو اُس مسجد مین جائز ہے اور اُنکی غیر پر حرام اور آیہ مباہلہ اور آیہ تطہیر اور فرمانا جناب رسول خدا کا
اللھم ھولاء اھلبیتی اور مبالغہ جو آیہ تطہیر مین ہے دلیل قاطع ہے کہ تئی الوث دانجاس صوریہ اور
معنویہ سے طاہر تھی پس بالضرور ان خصائص ممتازیہ ممتاز ہوگئے اور جب طہارت این مبالغہ ثابت ہوئے
تو ہر وقت وہر حال مین اور ہر مکان محترم اور ہر مسجد معظم مین سکون ومرور وغیرہ کی ماذون اور مجاز
ہوئی رابعاً فردوس وتاریخ الخلفاء وصواعق مین ہے قال عمر ابن الخطاب لقد اعطی علی
ثلثا لان یکون لی خصلۃ منہا احب الی من اعطی حمر النعم فسئلہ وماھی قال عمر
البتہ این کہ بود برائے من یک خصلت ازان دوست تر است برائے من از انکہ دادہ شود مرا شتران سرخ موئے
تزوجہ بنتہ فاطمہ وسکناہ المسجد لایحل فیہ لاحد مایحل لہ ورایتہ یوم خیبر

اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳ سطر ۵

حقائق لدنی شرح خصائص علوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ مصنفہ سید ابو القاسم لاہوری

یعنی کہا عمر ابن خطاب نے کہ علیؑ کو تین چیزین دیگئین کہ اُسمین سے ایک چیز ہونا واسطے میرے زیادہ دوست
ہی واسطے میرے اس بات سے کہ دیے جاوین مجکو شتر سرخ بال والے پس پوچھا کسی سائل نے عرض کے کہ وہ کیا
چیزین ہین کہا کہ ایک زوجہ اُسکی فاطمہ بنت رسول ہین دوسرے سکونت اُس علیؑ کی بجمیع احوال مسجد نبوی
مین ہی اور اصحاب و اقربا مین سے کسیکو حلال نہ تھا جو کچھ کہ حلال تھا علیؑ کو اُس مسجد مین تیسرے عطائے علم اسلام
بروز خیبر اس بیان سے بھی عبور اور سکون ہر حال مین علیؑ لدوام واسطے علیؑ کے مسجد نبوی مین ثابت
ہوا اور جو شی کہ نفسہ مطہر ہو تو وہ بجنب ور تنجس بنجاست صوری و معنوی نہین ہو سکتی یہ سبب تھا
کہ علیؑ لدوام سکون اور مرور علیؑ کا مسجد نبوی مین کہ بعد کعبہ اشرف مساجد دنیا ہی حلال تھا اور یہی
سبب تھا کہ باب علی مسدود نکیا گیا اور فرمانا حضرت کا لا یحل لاحد ما یحل لہ یعنے جو کچھ علیؑ کو حلال
تھا وہ کسی کو حلال نہ تھا صاف دلالت کرتا ہی کہ سونا جاگنا رہنا آمد و رفت جنب ہونا سب علیؑ کو اُس
مسجد مین حلال تھا اور حدیث یوسعیہ جو ترمذی و مشکواۃ سے منقول ہوئی کہ حضرت رسول نے فی
هذا المسجد فرمایا پس فائدہ اس تخصیص کا یہ ہی کہ مسجد نبوی تمام مساجد دنیا سے بعد کعبہ کے اعلیٰ اور
اشرف ہی جب حلت اُسکے بجمیع احوال ثابت ہوئی تو مساجد دیگر بدرجہ اولی حلال و مباح ہونگی اور ابن مغازلی
نے یہ روایت کی ہی ان خرج رسول اللہ الی المسجد فقال ان اللہ عزوجل اوحی الی نبیہ
موسی ان ابن لی مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا موسی وہارون وابنا ہارون وان اللہ
اوحی الی ان ابنی مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علی۔ بیان کرتا ہی کہ نکلے رسول خدا
طرف مسجد کے پس ارشاد فرمایا آنحضرت نے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کی اپنے نبی جناب موسیٰ کیطرف امر کی
کہ بنا مین وہ ایک مسجد پاک اور پاکیزہ کہ نہ سکونت کرے اُسمین کوئی شخص مگر موسیٰ اور ہارون اور دونون
فرزند ہارون کے اور بتحقیق کہ وحی نازل کی خداوند عالم نے میری جانب کہ مین بھی ایک مسجد پاک و پاکیزہ
بناؤن کہ نہ سکونت کرے اُسمین کوئی مگر مین اور علیؑ اور دونون فرزند علیؑ کے انتہی۔ یہی ابن مغازلی
بسند خود حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کرتے ہین قال قال النبی واللہ ما اخرجتہم ولا
اسکنتہ ان اللہ عزوجل اوحی الی موسیٰ واخیہ ان تبوآ لقومکما بمصر بیوتا
واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوۃ وامر موسی ان لا یسکن مسجدہ ولا ینکح
فیہ ۔ لا یدخل الا ہارون وذریتہ وان علیا منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ
فرمایا پیغمبر خدا نے کہ قسم ہی خدا کی کہ مسجد سے صحابہ کو مین نے نہین نکالا اور نہ ساکن کیا مین نے علیؑ کو اُس
مسجد مین بہ تحقیق حق تعالیٰ نے وحی کی موسے کیطرف اور اُنکے بھائی کیطرف کہ اپنی قوم کو اپنے
شہر مین گھر دو آگے اپنے گھر کے اور برپا رکھو صلوٰۃ کو حکم کیا موسیٰ کو کہ ساکن مسجد حق تعالیٰ کو کوئی
شخص نہ ہو اور وطی اُسمین کوئی نہ کرے اور داخل اُسمین کوئی نہو یعنے ہر حال مین داخل اُسمین نہو

سوائے ہارون اور انکی ذریت کے اور تحقیق علیؑ میرے نزدیک مرتبہ ہارون کا رکھتے ہین کہ جو ہارون
نزدیک موسیٰ کے رکھتے تھے حاصل یہہ ہو کہ ان سب حدیثون کے بجمیع الوجوہ ممیز اور ممتاز ہونا حضرت علیؑ
کا ثابت ہو پھر مولانا عبد الحق صاحب لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر کی شرح کے
بعد رقم فرماتے ہین و ہذا عبارتہ بدانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری گفتہ کہ بتحقیق آمدہ است
درین باب احادیث بطرق متعددہ کہ بظاہر مخالف اند این حدیث مذکور را کہ در باب ابی بکر آمدہ
است از آن جملہ حدیث سعد ابن ابی وقاصؓ است کہ گفت امر کرد رسول خدا بسد ابوابے کہ بجانب مسجد
بود مگر باب علیؑ را و روایت کرد این حدیث را احمد ونسائے و اسناد او قوی است و روایت کرد
طبرانی در اوسط بنقل ثقات کہ صحابہ جمع شدند و گفتند یا رسول اللہ امر کردی بسد ابواب اصحاب و فتح
کردی باب علیؑ را گفت آنحضرت من نبستہ ام و نکشادہ ام بلکہ خدا بست و کشاد و من امر کردہ شدہ ام
بسد ابواب جز باب علیؑ و نیز روایت کردہ احمد ونسائی از ابن عباس و ابن عمر و گفت شیخ ابن حجر
و ہر یکے ازین احادیث صالح است مر حجت را الا سیما کہ متعاضد شدہ اند بعضی از آنہا ببعضی و قوت گرفتہ
بدان و گفت کہ ابن جوزی حکم کردہ است بر این حدیث کہ وارد شدہ است در شان علیؑ بوضع و تکلم کردہ
بر بعضی طرق وی بجہت مخالفت وی با احادیث صحیحہ را کہ وارد شدہ اند در شان ابو بکرؓ و گفت [illegible] کردہ آنرا
این را روافض در معارضہ آن و رد کردہ است شیخ ابن حجر این را بر ابن جوزی در حکم کردن وی ببعض
این حدیث بمجرد توہم معارضہ وی بحدیث ابی بکر و گفتہ است کہ حدیث علیؑ را طرق کثیرہ است بعضے
ازان بحد صحت رسیدہ است و بعضی بمرتبہ حسن و معارضت میان این حدیث و حدیثے کہ وارد شدہ
است در شان ابی بکرؓ نیست و وجہ توفیق آن است کہ امر بسد ابواب و فتح باب علی در اول امر بود
نزد بنائے مسجد و بود مر علیؑ را دری جانب مسجد کہ می در آمد وی بر آمد ازان و بتحقیق بصحت رسیدہ
است از آن حضرت کہ فرمود مر علیؑ را نباید این مسجد را جنب ہیچ یکے مگر من و تو و امر بسد خوخات مگر
خوخہ ابی بکرؓ در آخر امر بود در مرض آنحضرت کہ باقی ماندہ بود از عمر شریف وے دو سہ روز بعد اس
عبارت کے پھر شاہ عبد الحق صاحب نے یہہ عبارت رقم فرمائی ہے و دلیل بر این سخن اینست کہ وارد
شدہ است کہ چون امر کرد آنحضرت بسد ابواب جز باب علیؑ آمد حمزہ ابن عبد المطلب بعد ازانکہ ظاہر
شد از وے در امتثال امر ادنے توقفی و ہر دو چشم وے پر داشت و آب میرفت ازان ہا و گفت
یا رسول اللہ بیرون کردی عم خود را و در آوردی ابن عم را گفت پیغمبر خدا اے عم من امر کردہ شدہ ام
باین و مرا در این اختیاری نیست پس بذکر حمزہ در قصہ دانستہ شدہ کہ این مقدم بود زیرا کہ حمزہ
در غزوۂ احد شہید شد۔ اس دلیل سے ہمکو کوئی نقصان نہین کیونکہ اگر سد ابواب کا حکم مقدم ہے تو
ہو مگر سد خوخات کا حکم جو آخر مین بیان کیا جاتا ہے وہ کب ثابت ہوا جو یہ دلیل سبب جمع و توفیق ہو سکے

اشعۃ اللمعات باب مناقب ابی بکرؓ صفحہ [illegible] جلد [illegible]

اور عدم ثبوت کی حالت خود آئندہ ظاہر ہوگی با اینہمہ خود اہل سنت کی حادیث سے ثابت ہی کہ
سد ابواب کے متعلق حضرت عباسؓ نے بھی گفتگو کی تھی اور اسلام عباس و سکونت اُنکی مدینہ مین بعد
فتح مکہ ہوئی ہو تو پھر آپکو چاہیے کہ اس حدیث حمزہ کو حدیث عباس سے جمع کیجیے اور کہیے کہ ایک مرتبہ
اول بحث سد ابواب ہوا اور ایک مرتبہ آخر مین اور ایک مرتبہ حمزہ نے عذر کیا اور ایک مرتبہ عباسؓ نے
اور اگر آپنے اسطرح ان دونون حدیثون کو جمع کیا تو فضیلت امیر المومنین علیہ السلام کی دوبالا ہو جائیگی
اور دو مرتبہ سد ابواب سے اُنکی فضیلت ثابت ہوگی ورسد خوخات کی حدیث بفرض ثبوت
بھی اسکے مقابل نہو سکیگی اب وہ حدیث جس سے حضرت عباسؓ کا گفتگو کرنا سد ابواب مین ثابت
ہوتا ہی سنیے امام نسائیؒ خصائص مین فرماتے ہین قال فطر عن عبد الله ابن شریک عن
عبد الله ابن ارقم عن سعد اتی العباس آتی النبیؐ فقال سددت ابوابنا الا
باب علیؑ فقال ما انا فتحتہا ولا انا سددتہا یعنی روایت کی فطر نے عبد اللہ ابن شریک
سے اور اُسنے عبد اللہ ابن ارقم سے اور اُسنے سعد ابن ابی وقاص سے کہ آئے عباسؓ پیغمبر خدا
کے پاس اور عرض کی کہ ہمارے دروازے بند کروا دیئے آپنے سوائے باب علیؑ کے فرمایا آنحضرت
نے کہ نہ مین نے کھولے نہ بند کیئے پھر ساتھ ہی اس حدیث حمزہؓ کی دوسری روایت فرماتے ہین کہ
در روایتے آمدہ است کہ خطبہ خواند آنحضرت و گفت وحی فرستاد حضرت رب العزت جل شانہ بسوی
موسیٰ علیہ السلام کہ بنا کند مسجد مطہر کہ ساکن نگردد دروے مگر وے و ہارون و مر دو پسر ہارون
شبر و شبیر و بحقیقت وحی فرستاد بمن سبحانہ کہ بنا کنم مسجد مطہر کہ ساکن نگردد دروے
مگر من و علی و مر دو پسر علی حسن و حسین علیہم السلام عنہم اجمعین پس امیر حمزہؓ ماہ شوال ۳ھ ہجری
غزوہ احد مین شہید ہوئے حضرت حسنؑ تو ماہ رمضان ۳ھ ہجری مین پیدا ہو چکے تھے ولادت
حضرت امام حسنؑ اور شہادت امیر حمزہؓ مین ایک ماہ سے بھی کم کا فاصلہ تھا اور امام حسینؑ تو پیدا بھی
نہوئے تھے پس تعارض ان دونون روایتون کا ظاہر ہی پھر ایسی متضاد اور متعارض روایتون حدیثون
سے توافق اور تعاضد کیونکر ہو سکتا ہی اگر یہہ ہی دونون روایتین علامہ ابن حجر نے اپنی دلیل مین
پیش کی ہین تو یہہ ہی دونون حدیثین علامہ ممدوح کی تردید کے لیے کافی ہین پس قرائن سے تو یہہ
معلوم ہوتا ہی کہ مولانا عبد الحق صاحب نے ان دونون روایتون کو دلیل گردانا ہی اور تعریضًا
علامہ ابن حجر عسقلانی کی تردید فرمائی ہی کہ شاہ صاحب کی عادت ہی جہان کہین مناقب و فضائل
اہلبیتؑ اور آل رسولؐ پاتے ہین ضرور معنی بناتے ہین اور تضعیف مین اُنکی کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین فرماتے اور طرہ یہہ ہی کہ جذب القلوب مین خود ہی یہہ روایت رقم فرماتے ہین کہ بحوالہ وحی بسندیکہ
دارند از یکے از اصحاب رسول اللہ روایت آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی

خصائص نسائی طبع مصر

جذب القلوب چھاپہ کلکتہ ص ۱۶۴
ذوالفقار حیدری صفحہ ۶۵

ندا در داد ایہا الناس سدوا ابواب تابہا ہی در مردم پیدا آمد و لیکن ہیچکس بر در ایستادہ بار دیگر ندا آمد
ایہا الناس سدوا ابواب قبل ان ینزل العذاب مردم ہمہ بر آمدند و بخدمت آنحضرت مبادرت
کردند علی مرتضی نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد و فرمود تو چہ ایستادی برو و بخانہ خود بنشین در خانہ خود را
بحال خود بگذار در میان مردم ازین معنی گفتگوئے افتاد و زلیخی در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب
شد و بمنبر رفت و حمد و ثنائے الٰہی گفت و گفت حق تعالے وحی فرستاد بر موسیٰ کہ مسجدے بنا کن موصوف
بصفت طہارت و ساکن نشود در وی جز تو و ہارون و پسران وی شبر و شبیر ہمچنین وحی کرد بر من کہ
مسجدی سازم طاہر ساکن نشود در وے جز من و علیؑ و پسران وی حسنؑ و حسینؑ پس من بمدینہ آمدم و مسجدے
گرفتم و مراد را آمدن مدینہ و گرفتن مسجد اصلاً اختیاری نبود و من نمی کنم مگر آنچہ کنانند و نمی دانم مگر آنکہ بدانانند
پس بر ناقہ سوار شدم و بیرون آمدم و قبائل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من بگفتہ
ایشان فرو دنیامدم و گفتم راہ بر ناقہ من تنگ نکنید او ماموراست ہر جا کہ بنشیند منزل من ہمان است
واللہ من درہائے را نہ بستہ ام و نگشادہ ام و علیؑ را من نہ در آوردہ ام او را خدا در آورد من چہ کنم
انتہی اس روایت مین چند امور لائق اظہار ہین انشاء اللہ انکا اظہار عنقریب کیا جائیگا قسطلانی[1]
نے حدیث لا یبقین فی المسجد باب الا باب ابی بکر کی شرح باین عبارت فرمائی ہے قیل وفیہ
تعریض بالخلافۃ لہ لان ذلک شرط ان اریدا بہ الحقیقۃ لان اصحاب المنازل
الملاصقۃ بالمسجد کان لہم الاستطراق منہا الی المسجد فامر بسدہا سوی خوخۃ
ابی بکر تنبیہا للناس علی الخلافۃ لانہ یخرج منہا الی المسجد للصلوٰۃ وان اریدا
بہ المجاز فہو کنایۃ عن الخلافۃ وسد ابواب المقالۃ دون التطرق والتطلع الیہا
کہا گیا ہو کہ اس حدیث مین تعریض خلافت ہی اسواسطے کہ اگر معنی حقیقی مراد لین کہ جن اصحابون کے
مکانات ملتصق و متصل تھے مسجد سے اور ان مکانون کے دروازے اُسی مسجد مین تھے کہ آمد و رفت
کرتے تھے اُسی سے پس حکم ہوا اُنکے بند کرنیکا سوائے خوخہ ابی بکر کے تنبیہا للناس علی الخلافۃ
اسواسطے کہ نکلتے تھے وہ اُس خوخہ سے نماز کیواسطے اور اگر مجازی معنی مراد لین تو وہ کنایہ ہی خلافت
سے اور سد ابواب مقالات سے سوائے تطرق و تطلع کے اس مقام پر تجھکو یہ بھی سمجھنا ضرور ہی جاننا خفیہ
سے نہین لیکن ابن خطیب قسطلانی نے تعریض کو بلفظ قیل بیان کیا ہی اور یہ اس بات سے بھی کہ فرمایا
فرمایا ہی پس یہ قول خود ہی ضعیف ہی احتیاج تردید کی نہین پھر قسطلانی فرماتے ہین فقال لتوربشتی
واسرای المجاز اقوی اذ لم یصح عندنا ان ابا بکر کان لہ منزل بجنب المسجد وانما
کان منزلہ بالسنح من عوالی المدینۃ انتہی توربشتی کہتے ہین کہ میرے نزدیک معنی
مجازی قوی معلوم ہوتے ہین کہ بتحقیق میرے نزدیک ابی بکر کا کوئی مکان قریب مسجد ہونا ثابت نہین

[1] قسطلانی مطبع نولکشور صفحہ ۲۹ جلد اول

کہ اُنکا مکان تھا سخ ہین کہ عوالی مدینہ ہو انتہی لیجیے تنی حقیقی تو حقیقۃً ثابت ہو سکتے ہی نہین معنی مجازی
خود قول ضعیف ہی پھر اِس استدلال کی تضعیف بھی کی ہی اور یہہ بھی کہا ہی کہ ابی بکر کا ایک مکان مسجد سے
ملحق تھا جسکے خوخہ کا استثنا ہوا پھر وہ مکان بضرورت ابو بکرؓ نے بیچ کیا اور ام المومنین حفصہ نے چار ہزار
درہم کو خرید اغرض بعد تضعیف استدلال تورپشتی احتمال معنی حقیقی کا حاصل ہوا غرض بعد اس قیل و قال
کے رقم فرماتے ہین وقد وقع فی حدیث سعد ابن ابی وقاص عند احمد والنسائی باسناد
قوی امر رسول اللہ بسد ابواب الشارعۃ فی المسجد وترک باب علی اور تحقیق کہ احمد نسائی
کے نزدیک حدیث سعد ابن وقاص مین جو کہ قوی الاسناد ہی واقع ہوا ہی کہ حکم کیا رسول اللہ نے سد ابواب
کا سوائے باب علیؑ کے والطبرانی فی الاوسط برجال ثقاۃ من الزیادۃ فقالوا یا رسول اللہ
سددت ابوابنا فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ سدہا اور طبرانی نے اوسط مین باسناد
ورجال ثقاۃ یہہ عبارت زیادہ کی ہی کہ پس کہا اصحاب نے رسول اللہ بند کیے آپنے دروازہ اصحاب
کے پس جواب دیا آنحضرت نے کہ مین نے بند نہین کیا دروازونکو لکن اللہ نے بند کیا اُنکے دروازونکو
ونحوہ عند احمد والنسائی والحاکم ورجالہ ثقاۃ عن زید بن ارقم وابن عباس
اور اسیطرح نزدیک احمد ونسائی وحاکم کے باسناد رجال ثقات زید ابن ارقم سے اور ابن عباس سے
مروی ہی وزاد فکان یدخل المسجد وھو جنب ولیس لہ طریق غیرہ رواہ احمد
والنسائی ورجالہ ثقاۃ اور زیادہ کیا ہی کہ علیؑ مسجد مین بحالت جنب داخل ہوتے تھے اور کوئی
راستہ اُنکا نہ تھا روایت کیا اسکو احمد اور نسائی نے اسکے رجال بھی ثقات ہین ونحوہ من حدیث
جابر بن سمرۃ عند الطبرانی اور اسیطرح حدیث جابر ابن سمرہ سے ہی طبرانی کے نزدیک
وھی کما قال الحافظ ابن حجر احادیث یقوی بعضہا بعضا وکل طریق منہا صالح
للاحتجاج فضلا عن مجموعہا لکن ظاھرھا یعارض حدیث الباب اور یہ احادیث جیسا
کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی بعض انکے مقوی بعض کے ہین اور ہر طریق انکا صالح ہی حجت کے لیے فضلا
عن المجموع لیکن ظاہر انکا حدیث بخاری سے تعارض پایا جاتا ہی والجمع بینہما بما دل علیہ
حدیث ابی سعید عند الترمذی ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعلی لا یحل لاحد
ان یطرق ھذا المسجد غیری وغیرک والمعنی ان باب علی کان الی جہۃ المسجد
ولم یکن لبیتہ باب غیرہ فلذالک لم یامر بسدہ اور اجتماع بینہما اسطرح سے ہی کہ
حدیث ترمذی جو ابو سعید سے منقول ہی کہ واسطے علیؑ کے فرمایا حضرت نے کہ حلال نہین کسیکو کہ طریق
کرے اس مسجد کو سوا میرے اور سوا تیرے اس حدیث مین ابو سعید کے ان یجنب ہی اور ضرار ابن
صرانی اسکے معنے ان یطرق کیے تھے اُسکو متن حدیث کر دیا اور اُسپر بھی اکتفا نہین کی گئی اور

اور مسند بیان کرنا ہے کہ تشیع ہے ہین کہ دروازہ علیؑ مسجد کی طرف تھا اور کوئی دروازہ سوا اُس دروازہ
جہت مسجد کے نہ تھا اسیواسطے استثنٰی کرنیکا حکم ہوا حالانکہ اکثر اصحاب آنحضرت کے دروازہ مسجد
مین تھے خصوصًا دروازہ صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین اُسی مسجد مین تھا مثل
دروازہ علیؑ اور سب اصحاب کے دروازہ بند کیے گئے سواے دروازہ علیؑ اور تحقیق اس کی
آتی ہی جو صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری قسطلانی رحمہ فرماتے ہین ومحصل الجمع ان الامر بسد
الابواب وقع مرتين في الاولى استثنى عليا وفي الاخرى استثنى ابابكر ولكن لا
يتم ذلك الا بان يحمل ما في قصة علي على الباب الحقيقي وما في قصة ابي بكر على
الباب المجازي والمراد به الخوخة كما صرح به في بعض طرقه وكانهم لما امروا
بسد الابواب سدوها محصل جمع یہ ہی کہ حکم سدابواب کا دو مرتبہ واقع ہوا مرتبہ اول مین استثنا کیا
علیؑ کو مرتبہ آخر مین استثنا کیا ابوبکر کو لکن اس کہنے سے بھی مطلوب حاصل نہین ہوتا جب تک کہ قصہ
علیؑ مین احتمال باب حقیقی کا اور قصہ ابی بکر مین احتمال باب مجازی کا نکرین ور اس باب سے خوخہ
مراد نلین جیسا کہ تصریح کی گئی ہی بعض طرق مین اُسکی اور گویا کہ اُن لوگون کو جسوقت حکم ہوا سدابواب
کا بند کرلیے اُنھون نے ابواب وقد صرح ابو بکر الكلاباذي في معاني الاخبار بان بيت
ابي بكر كان له باب من خارج المسجد وخوخة الى داخل المسجد وبيت علي لم يكن
له باب الا من داخل المسجد انتهى ؛ ملخصا من فتح الباري ابو بکر کلاباذی نے معانی
الاخبار مین تصریح کی ہی کہ ابو بکرؓ کا دروازہ خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور علیؑ کے مکان کا
کوئی دروازہ نہ تھا مگر داخل مسجد انتہی ملخصًا من فتح الباری اس شرح قسطلانی سے بھی یہہ بات ثابت
نہین ہوتا کہ حدیث امیر حمزہؓ اور حدیث خطبہ کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے رد ابن جوزی مین اپنی دلیل
قرار دی ہو پس یہ قم فرمانا مولانا عبد الحق صاحب کا دلیل براین سخن این است کنایۃً رد ابن حجر کی قرار
پاتی ہی اور بسبب تعارض و تضاد کے مردود بھی ہوئی جاتی ہی اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حکم
سدابواب مین خلفاء ثلثہ بھی شامل ہین یا نہین مناقب فقیہ ابو الحسن مغازلی مین ہی عن حذیفہ
ابن اُسید الغفاری قال لما قدم اصحاب النبیؐ المدینة لم يكن لهم بيوت
يبيتون فيها فكانوا يبيتون في المسجد فقال لهم النبيؐ لا تبيتوا في المسجد فتحتلموا ثم
ان القوم بنوا بيوتا حول المسجد وجعلوا ابوابها الى المسجد وان النبي بعث اليهم
معاذ بن جبل فنادى ابابكر فقال ان رسول الله يامرك ان تخرج من المسجد
فقال سمعا وطاعة وسد بابه وخرج من المسجد ثم ارسل الى عمر فقال ان
رسول الله يامرك ان تسد بابك الذي في المسجد وتخرج منه فقال سمعا وطاعة

ذوالفقار حیدری جلد ۱ صفحہ ۷۴ سطر ۱۰

فسد بابہ وخرج من مسجد اللہ ورسولہ غیران رغب الی رسول اللہ فی خوخۃ فی المسجد فابلغہ معاذ ما قال عمر ثم ارسل الی عثمان وعندہ رقیہ فقال سمعا وطاعۃ فسد بابہ وخرج من المسجد حذیفہ ابن اسید غفاری سے منقول ہی کہ جب اصحاب مدینہ مین وارد ہوئے تو اُنکے مکان نہ تھے کہ اُسمین سوتے پس سوتے تھے مسجد مین پیغمبر خدا نے منع فرمایا کہ مسجد مین نہ سویا کرو شاید احتلام ہو جائے بعد اسکے اُن لوگون نے گرد مسجد کے مکانات بنائے اور دروازے جانب مسجد قرار دیئے پس رسول اللہ نے معاذ ابن جبل کو اُنکے پاس بھیجا اُنھون نے ابوبکر کو آواز دی کہ حکم رسولؐ ہی کہ مسجد سے نکل جاؤ اور دروازے بند کرلو پس کہا ابوبکر نے سمعًا وطاعۃً اور دروازہ بند کیا اور مسجد سے نکل آئے بعد اسکے بھیجا عمر کے پاس پس کہا معاذ نے کہ حکم رسول ہی کہ دروازہ جو مسجد مین واقع ہی اُسکو بند کرلو اور نکل جاؤ وہان سے اُنھون نے بھی کہا سمعًا وطاعۃً اور دروازہ بند کرلیا اور نکل آئے مسجد اللہ و رسولؐ سے اور ایک روزن رکھنے کی خواہش کی معاذ نے یہہ خواہش خدمت رسولؐ مین ظاہر کی پھر بھیجا عثمان کے پاس اور یہی حکم اُنکو بھی سنایا حالانکہ اُسوقت رقیہ اُنکے پاس تھین اُنھون نے بھی سمعًا وطاعۃً کہا اور دروازہ بند کرلیا او مسجد سے نکل گئے شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین اسکو روایت کیا ہی مگر یہہ جملہ اُسمین زیادہ ہی وروی ان بعض الصحابۃ قال لرسول اللہ یا رسول اللہ دع کوۃ حتی نظر الیک منہا حین تغدو وحین تروح فقال رسول اللہ لا واللہ ولا مثل ثقب الابرہ یعنی بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک روزن کھلا رہے کہ جب آپ صبح و شام تشریف لاوین تو ہم دیکھ لیا کرین حضرت نے فرمایا کہ نہ واللہ سوئی کے ناکے کے برابر بھی نہ کھلا رہیگا مولانا عبدالحق صاحب اشعۃ اللمعات مین رقم فرماتے ہین خوخہ بفتح ہر دو خاء معجمہ دوا و درمیان آن روزنے کہ گذاشتہ میشود در دیوار تا روشنائی درخانہ درآید پھر جذب القلوب اور اشعۃ اللمعات مین رقم فرماتے ہین کہ در روایتے آمدہ کہ عمر ابن خطاب التماس کرد کہ در دیوار خانہ خود سوراخ بگذارد کہ در وقت برآمدن رسول اللہ برائے نماز نظر بر جمال وے افتد فرمود روا ندارم اگرچہ مقدار سر سوزن بود ان احادیث سے سد ابواب صحابہ علی الخصوص ابواب خلفاء ثلثہ و اخراج مسجد نبوی سے بعلت وقوع احتلام باستثناء علیؑ بوضاحت ثابت ہوگیا اور زنا ویلات بے سروپا سے علما کے رازہائے مخفی کا انکشاف اور محبت و مودت اہلبیت سے انحراف اور زیغ و بغض و حسد کا اعتراف ہوگیا بفرض محال گر مکان علیؑ کا کوئی دروازہ نہ تھا سوا اُس دروازہ کے جو داخل مسجد تھا اور دروازہ مکان ابوبکر کا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور اسی وجہہ سے دروازہ مکان علیؑ اور خوخہ دیوار ابوبکر مفتوح رہا تو نہ کوئی منقبت علیؑ ثابت ہوئی نہ فضیلت ابوبکر ٹھہری ور لطف تو یہہ ہوا کہ حدیث خوخہ جو تعریض منصب خلافت تھا وہ ایک چھوٹی سی منقبت بھی نرہی مگر بڑی خوشی کی

بات تو یہہ ہوئی کہ فتح باب علیؑ کی عظمت اور فضیلت ہی بزعم خود باطل فرما دیگئی غافل ہیں کہ الحق یعلوا
ولا یعلی ہی آیہ تطہیر آیہ مباہلہ حدیث اللہم ہولاء اہلبیتی حدیث ام سلمہ کہ یہہ مسجد ہر حائض اور جنب
پر حرام ہی مگر علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر اور حدیث لایحل لاحدان یجنب کے مصداق اور طہارت صوری
و معنوی کا استحقاق منحصر ہی آنحضرتؐ اور اہلبیت پر انکے اور اخص و اکمل افراد اہلبیت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ
و حسینؑ ہین نہ غیر انکے اسی وجہ سے ہر مکان معظم اور مساجد محترم کے ماذون و مجاز تھے اور جو کچھ کہ انکو
حلال تھا کسیکو حلال نہ تھا یہہ ہی سبب تھا کہ ابواب اصحاب مسدود کر دئے گئے اور فرمایا لا تبیتوا فی المسجد
فتحتلموا اور استثنا کیا باب علیؑ کو اب ناظرین اہل انصاف خود ہی انصاف فرماوین کہ بعلل مذکورہ بالا
حکم نبوی لایحل لاحد اور الا باب علی واقع ہوا یا اس سبب سے کہ مکان علیؑ کا کوئی دروازہ نتھا
سوائے اُس دروازے کے جو داخل مسجد تھا اور خوخہ دیوار ابوبکر تعریض خلافت تھا یا نہین پس اگر
سد ابواب اصحاب و فتح باب علیؑ کوئی فضیلت و منقبت نتھی تو بعد صدور حکم آنحضرت کے اصحاب نے
قیل و قال کیون کی تعمیل حکم آنحضرت مین اصحاب سے تاخیر کیون واقع ہوئی زیغ نے دلونمین کیون
راہ پائی نزول عذاب سے پیغمبر برحق نے کیون ڈرایا پیغمبر خدا نے غصہ کیون کیا غضبناک کیون ہوئے
خطبہ مین بوحی الٰہی حضرت موسیٰؑ مسجد کا طاہر بنانا اور اُسمین مثل حضرت ہارون اور ذریت ہارون علیؑ
اور ذریت علیؑ کا ساکن ہونا اور انکے غیر پر حرام ہونا کیون بیان فرمایا پیغمبرؐ خدا کو کیون ظاہر کرنا پڑا کہ
مین نے سد ابواب کسیکا نہین کیا بلکہ خدا نے کیا اور مین نے علیؑ کو داخل نہین کیا بلکہ خدا نے اُسے داخل
کیا مین بے اختیار ہون ترمذی و نسائی و ابونعیم و احمد و ابن مغازلی و طبرانی و حاکم و صاحب جامع الاصول
و جمع بین الصحاح الستہ و ابن خطیب قسطلانی و فتح الباری و علامہ ابن حجر عسقلانی و شاہ عبدالحق صاحب
وغیرہم نے ان احادیث متعددہ متواترہ صحیحہ کو بہ تعدد طرق و باسانید رجال ثقات بالاتفاق نقل
فرمایا ہی پھر اسقدر تاویلین کرنا معنے بنانا اور بعض علما کا موضوعات روافض سے قرار دینا زیغ و بغض
حسد نہین ہی تو کیا ہی مناقب و فضائل اہلبیت و علیؑ مین تو یہہ عرق ریزیان یہہ تاویلین کہ کسیطرح
منقبت منقبت و فضیلت فضیلت نرہے اور مناقب صدیق اکبر مین حدیث لایبقین فی المسجد
خوخۃ ابی بکر کہ جو تعریض خلافت تھی نہ اصحاب نے قیل و قال کی نہ تعمیل حکم مین تاخیر کی نہ دلون مین
زیغ و بغض حسد نے راہ پائی بلکہ حکم سد ابواب سنتے ہی بطیب خاطر ابواب موصوفہ کو بند کر لیا نہ پیغمبر خدا
کو نزول عذاب سے ڈرانا پڑا نہ غضبناک ہوئے نہ خطبہ پڑھنے کی ضرورت ہوئی نہ کہنا پڑا کہ یہہ حکم میرا ہی
یا میرا نہین من جانب اللہ ہی معلوم نہین کہ اس تعریض کو اصحاب سمجھے بھی تھے یا نہین اور اگر سمجھے تھے تو
امیر منکم و امیر منا کیون کہنا پڑا یا یہہ علم اصحاب پر مخفی رہا اور انکشاف اُسکا بعض علما ہی پر ہوا اور وہ بھی
با این کشاکش کہ خوخہ سے کنایہ باب کا اور باب سے کبھی معنی حقیقی اور کبھی معنی مجازی یعنے تعریض خلافت

کبھی خوخہ کے معنے روزن رہا اور کہ پیغمبر خدا کو صبح و شام آتے دیکھیں کبھی خوخہ کی یہ عظمت کہ صدیق اکبر اسمین
سے نکلکر نماز کیواسطے مسجد مین جاتے تھے بعض علما کی تحقیق کہ کوئی مکان متصل مسجد تھا ہی نہین بعض کا فرمانا
کہ مکان تو متصل مسجد تھا مگر دروازہ اُسکا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد کبھی حکم سد ابواب کو دو مرتبہ
ثابت کرنا کہ ایک مرتبہ استثنا ہوا باب علیؑ کا ایک مرتبہ باب ابو بکر کا پھر باب علیؑ سے معنے حقیقی در باب
ابو بکر سے معنی مجازی مراد لینا اور اُسکو تعریض خلافت قرار دینا غرضکہ یہ مختلف اقوال مضطربہ مختلفہ متعارضہ
علما دلیل قطعی ہی عدم تصدیق کی اُنکی اسواسطے کہ کوئی مصداق تو اختلاف کیساتھ ہو نہین سکتا اگر مصدق ہوگا
تو ایک ہی قول کا ہوگا حاصل یہہ ہی کہ جہانتک ممکن ہوتا ہی باتباع اصحاب بیخ بعض علما فضائل اہلبیتؑ کی
تنقیص مین کوشش فرماتے ہین گویا کہ اسکو ایمان فرض کرلیا ہی اور آنکھین بند کرکے جو چاہتے ہین لکھی
چلے جاتے ہین یہ نہین خیال فرماتے کہ اگر خوخہ کو دروازہ بنایا اور اُسکو باب خلافت ٹھیرایا تو علیؑ اس
باب خلافت سے کیون محروم کیے گئے اور باب خلافت حضرت فاروق اور ذی النورین کیونکر مفتوح ہوا
کہ انکو تو بالاتفاق سر سوزن کے برابر بھی خوخہ رکھنے کی اجازت نہ ملی تھی اور فی الحقیقت وہ خوخہ جو تعریض
خلافت قرار دیا جاتا ہی اُسکی قدر و منزلت وعظمت صدیق اکبر کے آگے اتنی تھی کہ چار ہزار دینار پر
بیچ فرمایا فافہم ولا تغفل اے مسلمانون نام اسلام کو برباد نکرو آل نبی گوشت وخون و روح وجگر ہین
پیغمبر خدا کے اُنکے فضائل و مناقب کی تنقیص ورد سے روح آنحضرت کو ایذا پہونچتی ہی اور موذی نبی
موذی خدا آپکے اصول کے موافق ہی فضائل و مناقب کو منصب خلافت سے کیا نسبت خلافت کیلیے
کیا یہہ دلیل کافی نہین ہی کہ خلافت اجماع اُمت پر منحصر ہی اور اجماع اُمت ضلالت پر محال اور حدیث
لن یجتمع امتی علی الضلالۃ اُسپر دال کہ حل وعقد دین وملت اُنپر منحصر تھا اور احتمال خطا
اُنسے محال پھر فضائل و مناقب کے اہلبیتؑ تنقیص اور خلاف اجماع خلافت کے تنقیص و تو بالتعریض ضلالت
بالتحقیق قرار پائیگی تصدیق حدیث لن یجتمع امتی مین رخنہ پڑ جائیگا نعوذ باللہ من الجہالۃ والضلالۃ
والعنا صحیح مسلم مین زید ابن ارقم سے روایت کی ہی کہ بروز غدیر پیغمبر خداؐ نے خطبہ فرمایا او فرمایا انا تارک
فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ
فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم
اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی وفی روایۃ کتاب اللہ حبل اللہ من اتبعہ کان علی الہدی ومن ترکہ
کان علی الضلالۃ یعنے چھوڑنے والا ہون تم مین دو متاع نفیس اول انکی کتاب اللہ ہی کہ جسمین نور و
ہدایت ہی پس لو تم کتاب خدا کو یعنے عمل کرو تم کتاب خدا پر اور محکم پکڑو تم اسکو اور اہلبیتؑ میرے یاد دلاتا ہون
مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین یاد دلاتا ہون
مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حقمین اور مکرر فرمانا اس کلمہ کا مبالغہ اور تاکید کے واسطے ہی اسکی شرح

ہین بھی مولانا عبد الحق نے داد محبت اہلبیتؑ دی ہی رقم فرماتے ہین کہ یا د میدہم شما را خدا در حق اہل بیت من یعنی بترسانم از عقاب وی بر تقصیر کردن شما در حق آنہا اور یہ بھی رقم فرماتے ہین و معنی اہلبیت معلوم شد و حمل این بر جمیع آن معانی درست است خصوصاً بر معنی اخیر کہ محبت و تعظیم ایشان در رعایت حقوق و آداب ایشان اقدم و اہم و اتم است و ظاہر چنان مے نماید کہ این اشارت باخذ سنت است الخ ملاحظہ فرمائیے شارح ممدوح نے یہان بھی حکم لگا دیا کہ حمل این بر جمیع معانی درست است حالآنکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ معنی متعددہ جو متعدد افراد پر صادق آتے ہین وہ من بعض المعنی اہلبیتؑ قرار پاتے ہین اور بعض معنی سے خارج از اہلبیتؑ ہوتے ہین اور جو معنی کہ پیغمبر خداؐ نے فرمائے اور خدا کو اُن معنی پر شاہد کر دیا ہی کہ اہلبیتؑ کے کچھ ہی معنے ہون مگر میرے یہہ ہی چار شخص اہلبیت ہین اور نیز جتنے معنی لغوی و اصطلاحی بیان فرمائے گئے اُن سب کے مصداق بھی یہہ ہی چار شخص ہین کہ کسی معنی سے یہہ خارج از اہلبیتؑ ہو نہین سکتے پس حمل اس حدیث کا اُنھین پر ہو سکتا ہی جو بجمیع معنی اہلبیتؑ ہین نہ من بعض المعنی کہ بعض معنی دیگر سے وہ اہلبیتؑ اہلبیتؑ ہی نہین رہتے پھر حمل اس حدیث کا اُنپر کیونکر ہو سکتا ہی اور یہ جو رقم ہوا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ ہماری سمجھ مین نہین آتا اس لیے کہ اگر مراد اخذ سنت اہل بیتؑ ہی تو یہہ عین اہل بیتؑ کے واجب الاطاع و لازم الاطاعۃ ہونیکی دلیل ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ رسولؐ کی سنت انسے اُسطرح حاصل کرو کہ جسطرح اصحاب سے حاصل کرتے ہو تو تخصیص اہل بیت بیکار ہوئی جاتی ہی اور یہہ سب تاکید بے محل ہوتی ہی معاذ اللہ من ذلک روایت ہی عن جابرؓ قال رایت رسول اللہؐ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب ویقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی یعنے دیکھا مین نے رسولؐ خدا کو حجۃ الوداع یوم عرفہ کو ناقہ قصوی پر سوار تھے خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے گروہ مردم مین تم مین وہ چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم لوگ اُسکو اور تمسک کروگے اور عمل کروگے اُس سے تو ہرگز گمراہ نہو گی یک کتاب خدا ہی کہ اُسمین نور ہدایت ہی اور عترت میری اہلبیتؑ میرے ہین یہان بھی شارح صاحب فرماتے ہین کہ مراد اینجا از عترت اخص از قوم و اقربا است کہ اولاد جد قریب باشند یعنے اولاد و ذریت وے صلعم و سابقا گذشت کہ این اشارت باخذ سنت است فافہم ہم بھی قبل ازین عرض کر آئے ہین اور پھر گذارش ہی کہ عترت کے کچھ ہی معنے آپ لین خواہ اولاد خواہ ذریت خواہ اولاد جد قریب خواہ اخص قوم مگر فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ مصداق ان کل معنی کے ہین بخلاف دیگر جو انکے غیر ہین اور یہ اشارہ آپکا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ آپکی سنت ہی پیغمبر برحق نے تو صاف صاف تمسک کا حکم دیا جس سے اُنکا ہر قول و فعل حجت قرار پاتا ہی اور عصمت ثابت ہوتی ہی دوسری روایت ترمذی کی زید ابن ارقم سے یہہ ہی قال رسول اللہؐ انی تارک فیکم ما ان

اشعۃ اللمعات مناقب اہلبیتؑ صفحہ ۵۶۸ جلد ۴ سطر ۱۶

اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۶۸ سطر ۲۲

تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من
السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف
تخلفونی فیھما یعنی کہ مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہوگے تم ساتھ اُسکے تو ہرگز گمراہ نہوگے
ایک اُن دونونکا اعظم ہی دوسرے سے کتاب خدا مانند ریسمان ممدود کے ہی آسمان سے زمین تک کہ اُسکو
پکڑین اور آسمان قدس تک پھنچین اور عہد و امان حقتعالے کا ہی بندون کے واسطے اور چھوڑتا ہون
مین عترت اپنی کو کہ اہلبیتؑ میرے ہین اور ہرگز جدا دونون ہونگے یہانتک کہ پھنچین میرے پاس حوض
کوثر پر پس نظر کرو تم اور تامل و تفکر کرو تم کہ کیونکر چلتے ہو تم اور معاملہ و سلوک کرتے ہو تم بعد میرے درمیان
قرآن اور اہلبیتؑ کے مشکوۃ باب مناقب اہلبیتؑ عن ابی ذر قال وھو اخذ بباب الکعبۃ
سمعت النبی یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن
تخلف عنھا ھلک رواہ احمد منقول ہی ابو ذر سے کہ کہا اُنھون نے دروازہ کعبہ کو پکڑ کر سنا
مین نے پیغمبر خدا کو کہ فرماتے تھے کہ خبردار ہو کہ تحقیق مثل میرے اہلبیتؑ کے تم مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ
جو شخص راکب کشتی نوح ہوا نجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا اُس سے ہلاک ہوا ترمذی مین زید
ابن ارقم سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے لعلیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ انا حرب لمن
حاربھم وسلم لمن سالمھم واسطے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی کہ ہم جنگ کرنیوالے ہین اُس سے
جو جنگ کرے ان سے اور صلح کرنے والے ہین اُس سے جو صلح رکھے ان سے حاصل یہہ ہی کہ یہانتک جتنی
حدیثین مناقب اہلبیتؑ مین لکھی گئین مولانا عبدالحق صاحب نے شرح مین اُنکی کوشش بلیغ فرمائی اور حق محبت
اہلبیتؑ ادا فرمایا اور معنی کثیر رقم فرمائے اور علی جمیع التقدیر یہہ ہی چار شخص اعلی و اکمل و راخص و مصداق
اہلبیتؑ قرار پائے پس جو بعض معنی سے داخل اہلبیتؑ ہوگا تو بعض معنی آخر سے خارج از اہلبیتؑ بھی قرار پائیگا
اور بایں معنی مستحق خروج و عدم مصداقیت آیات و احادیث مرقومہ بالا بھی ہوگا پھر دوسرونکو داخل کرنا
لغو و عبث ہوا علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہین تفسیر آیہ مودت مین المسئلۃ الثالثۃ نقل صاحب
الکشاف عن النبیؐ انہ قال من مات علی حب آل محمدؐ مات شھیدا الا ومن مات علی
حب آل محمدؐ مات مغفورا لہ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات تائبا الا ومن مات
علی حب آل محمدؐ مات مومنا مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب آل محمدؐ بشرہ
ملک الموت بالجنۃ ثم منکر و نکیر الا ومن مات علی حب آل محمدؐ یزف الی الجنۃ
کما تزف العروس الی بیت زوجھا الا ومن مات علی حب آل محمدؐ فتح لہ فی قبرہ بابان
الی الجنۃ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ جعل اللہ قبرہ مزار ملائکۃ الرحمۃ الا ومن
مات علی حب آل محمدؐ مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن بغض آل محمدؐ جاء یوم القیمۃ

مکتوبا بین عینیہ آئس من رحمۃ اللہ الا و من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
الا و من مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ ھذا ھو الذی رواہ صاحب الکشاف
مسئلہ ثالث نقل کیا صاحب الکشاف نے نبی سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو شخص مرے اوپر محبت آل محمد کے
مرا شہید آگاہ ہو کہ جو شخص کہ مرے محبت آل پر وہ مرا در آنحالیکہ مغفرت کیگئی واسطے اسکے آگاہ ہو کہ جو شخص
مرا محبت آل محمد پر تو مرا تائب ہو کر آگاہ ہو کہ جو شخص مرے محبت آل محمد پر وہ مرا مومن مستکمل الایمان آگاہ ہو
کہ جو شخص موا محبت آل محمد پر خوشخبری دیتا ہی ملک الموت اسکو جنت کی پھر نکیر و منکر خوش خبری جنت کی دیتے
ہین آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمد پر بھیجا جائیگا طرف جنت کے جسطرح عروس اپنے شوہر کے گھر بھیجی جاتی
ہی آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمد پر کھولے جاتے ہین اسکے لیے دو دروازہ جنت کیطرف آگاہ ہو
کہ جو مرا محبت آل محمد پر گردانتا ہی اللہ اسکی قبر کو مزار ملائکہ رحمت کا آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمد پر
مرا اوپر سنت اور جماعت کے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمد پر یوم القیامت اسطرح آئیگا کہ درمیان
دونون آنکھون کے لکھا ہوگا مایوس ہی رحمت خدا سے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمد پر مرا کافر آگاہ ہو
کہ جو شخص مرا بغض آل محمد پر نہ سونگھے گا بوئی جنت کو یہہ وہ ہی کہ جسکو صاحب کشاف نے بیان کیا ہی
امام فخر الدین رازی کہتے ہین انا اقول مین کہتا ہون آل محمد ھم الذین یؤول امرھم الیہ
فکل من کان امرھم الیہ اشد واکمل کانوا ھم الال ولاشک ان فاطمۃ و علیا
والحسن والحسین کان التعلق بینھم و بین رسول اللہ اشد التعلقات وھذا کالمعلوم
بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ھم الال و ایضا اختلف الناس فی الال فقیل ھم
الاقارب وقیل ھم امتہ فان حملناہ علی القرابۃ فھم الال وان حملناہ علی الامۃ
الذین قبلوا دعوتہ فھم ایضا ال فثبت ان علی جمیع التقدیرات ھم الال واما
غیرھم فھل یدخلون تحت لفظ الال فمختلف فیہ وروی صاحب الکشاف انہ
لما نزلت ھذہ الایۃ قیل یا رسول اللہ من قرابتک من ھؤلاء الذین وجبت علینا
مودتھم فقال علی و فاطمہ و ابناھما فثبت ان ھؤلاء الاربعۃ اقارب النبی و
اذا ثبت ھذا وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید التعظیم و یدل علیہ وجوہ
آل محمد وہ ہین کہ رجوع امر انکا طرف رسول کے ہو پس کل وہ لوگ کہ ہو رجوع امر انکا طرف رسول
کے اشد اور اکمل ہونگے وہ ہی لوگ آل رسول اور کوئی شک نہین ہی کہ تحقیق فاطمہ و علی اور
حسن و حسین علیہم السلام تھے کہ تعلق انکا بین اور رسول خدا مین اشد تعلقات سے تھا اور یہ امر کالمعلوم
او متواترات سے ہی پس واجب ہی کہ ہون وہ ہی آل اور نیز اختلاف کیا ہی آدمیون نے معنی آل مین
بعض نے کہا کہ وہ اقارب ہین آنحضرت کے بعض نے کہا کہ امت رسول ہی پس اگر حمل کریں ہم اسکو قرابت پ

پس جب بھی وہ آل ہین اور اگر محمول کرین ہم اسکو اُمت پر ایسی اُمت کہ قبول کیا اُسنے دعوت آنحضرت
کو پس جب بھی وہ آل ہین پس ثابت ہوا کہ علی جمیع التقدیرات وہ ہی آل ہین اور داخل ہونے مین
اُنکے غیر کے تحت لفظ آل اختلاف ہی اور روایت کی ہی صاحب کشاف نے کہ جسوقت یہہ آیت مودت
نازل ہوئی تو پوچھا گیا آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ذوالقربے ہین کہ جنکی مودت ہمپر واجب
ہوئی پس کہا پیغمبر خدا نے کہ وہ علی و فاطمہ و حسن و حسین ہین پس ثابت ہوا کہ یہہ چار شخص اقارب نبی ہین
اور جب یہ ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ ہون وہ لوگ مخصوصین ساتھ مزید تعظیم کے اور دلالت
کرتے ہین اس مرپر کئی وجہ الاول قولہ تعالی الا المودة فی القربی و وجہ الاستدلال بہ ما
سبق وجہ اول قول حقتعالے الا المودة فی القربے ہی اور وجہ استدلال مذکور ہو چکی الثانی لاشک
ان النبی کان یحب فاطمة قال صلعم فاطمة بضعة منی یوذینی ما یوذیہا وثبت
بالنقل المتواتر عن محمد انہ کان یحب علیا والحسن والحسین اذا ثبت ذلک
وجب علی کل امتہ مثلہ لقولہ تعالی واتبعوہ لعلکم تہتدون ولقولہ تعالی
فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ولقولہ تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ ولقولہ سبحانہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة وجہ ثانی یہہ ہی کہ شک نہین کہ تحقیق
رسول اللہ دوست رکھتے تھے فاطمہ کو فرماتے تھے پیغمبر خدا صلعم فاطمہ پارہ جگر میری ہی ایذا دی اُسنے مجکو جسنے ایذا دی
فاطمہ کو اور ثابت ہوا ہی منقولات متواترہ سے کہ آنحضرت صلعم دوست رکھتے تھے علی و حسن و حسین کو اور جب ثابت ہو گیا
تو واجب ہو کل اُمت پر مثل اسکا یعنی دوست رکھنا فاطمہ اور علی و حسن و حسین کا اور دلیل اُسپر قول حق سبحانہ تعالی ہی واتبعوہ لعلکم
تہتدون اور اتباع اور پیروی کرو تم اُسکی تاکہ ہدایت پاؤ تم دوسرے مقام پر حقتعالی فرماتا ہی
فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ پس چاہیے کہ پرہیز کرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین حکم
پیغمبر سے تیسری دلیل قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہہ تو کہ اگر تم دوست
رکھتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو تم میری دوست رکھیگا تم کو اللہ چوتھے لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوة حسنة الثالث ان الدعاء للآل منصب عظیم ولذلک جعل ھذا الدعاء
خاتمة التشہد فی الصلوة وھو قولہ اللہم صل علی محمد وال محمد وارحم
محمدا وال محمد وھذا التعظیم لم یوجد فی حق غیر الآل فکل ذلک یدل علی
ان حب ال محمد واجب وقال الشافعی ان کان الرفض حب ال محمد فلیشہد
الثقلان انی رافضی تیسری وجہہ تحقیق کہ دعا کرنا واسطے آل کے منصب عظیم ہی اسی واسطے
خاتمہ تشہد صلوة مین اس دعا کو رکھا ہی وہ یہہ ہی کہ خداوندا درود بھیج تو محمد اور آل محمد پر اور رحم کر
تو محمد و آل محمد پر اور یہہ تعظیم غیر آل کے حق مین پائی نہین جاتی اور یہ کل دلالتین ہین اسبات پر

کہ محبت آل محمد واجب ہی کہا امام شافعی نے کہ اگر رفض حب آل محمد ہو پس گواہ رہین ثقلان کہ مین رافضی ہون
اور علامہ ابی السعود نے بھی تحت آیہ ہذا رقم فرمایا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پوچھا رسول خدا سے کہ یا رسول اللہ
من قرابتك من هولاء الذين وجبت علينا مودتهم قال علیؑ و فاطمۃ وابناهما
کون ہین وہ قرابت دار کہ جنکی محبت اور مودت ہمپر واجب ہوئی فرمایا علیؑ اور فاطمہ اور دونو بیٹے انکے
وعن النبیؐ حرمت الجنۃ علی من ظلم اهل بیتی واذانی فی عترتی فرمایا نبیؐ نے کہ حرام
کی گئی جنت اُسپر جو ظلم کرے میرے اہلبیت پر اور ایذا دے مجکو میری عترت مین یعنے جسنے میری عترت
کو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی امام فخر الدین رازی فرماتے ہین فیہ منصب عظیم للصحابۃ
یعنے اس آیت مین منصب عظیم ہی صحابہ کے واسطے کہ حقتعالے نے السابقون السابقون اولئك
المقربون فرمایا ہی فکل من اطاع اللہ کان مقربا عند اللہ پس کل لوگون کے کہ اطاعت کی
اُنھون نے اللہ کے ہوئے مقرب عند اللہ تعالے اور داخل ہوئے تحت قولہ تعالی الا المودۃ
فی القربی والحاصل ان هذه الایہ تدل علی وجوب حب ال رسول اللہ وحب الصحابۃ
اور حاصل یہہ ہی کہ آیت دلالت کرتی ہی وجوب حب آل رسول اللہ پر اور حب اصحاب پر تمام ہوا قول
امام فخر الدین رازی کا انا اقول اب مین بھی عرض کرتا ہون کہ آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودت اور
احادیث مناقب اہلبیت کی شرح جو مولانا عبد الحق صاحب نے فرمائی اُسکا حاصل یہ ہی کہ اہلبیت اور آل
اور عترت اور قربی وغیرہ ان آیات واحادیث مین جمیع معنی پر شامل ہین اور ظاہرا مرا و اخذ سنت ہی کوئی
خصوصیت اور منقبت فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین کو نہین ہی اور صاحب کشاف اور امام فخر الدین
رازی نے محبت آل رسول کو واجب اور الفاظ مذکورہ کو مخصوص فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین سے
ثابت کرکے فرمادیا کہ غیر آل کے حق مین یہہ تعظیم پائی نہین جاتی اور امام شافعی نے تو محبت آل مین رافضی
ہونیکا اقرار کرلیا امام فخر الدین نے یہ بھی رقم فرمایا ہی کہ جو شخص طاعت اللہ کرے وہ مقرب عند اللہ ہی
اور تحت آیہ مودت داخل ہی اور اصحاب کو بھی اس آیہ مین منصب عظیم ہی اصحاب کا لفظ عام ہی شامل ہی
جمیع صحابہ کو تخصیص کسی کی نہین اور کل اُمت جو مطیع خدا ہو تحت آیہ ہذا داخل ہے مگر وجوب محبت مخصوص
ہی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے پس ناظر منصف پر موازنہ کرنے سے ان اقوال کے مثل آفتاب عیان
ہو جائیگا کہ کون انمین سے محب اہلبیت وآل رسول ہی اور کون مبغض اہلبیت وآل رسول ہی اور کون
مداح اہلبیت ہی اور کون مدح بالذم کر رہا ہی وما علینا الا البلاغ اور تفسیر نیشاپوری مین تحت
آیہ قل لا اسئلکم لکھتے ہین کفی شرفا لال رسول اللہ وفخرا ختم التشهد بذکرهم والصلوۃ
علیهم فی کل صلوۃ لہ یعنے آل رسولؐ کے لیے یہ شرف وفخر کافی ہی کہ تشہد اُنکے ذکر پر تمام ہوتا ہی
اور ہر نماز مین اُنپر صلوۃ بھیجی جاتی ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم مین اور مشکوۃ مین مروی ہی کہ اصحاب نے

عرض کی یا رسول اللہ خدانے جو ہمکو حکم کیا کہ صلوۃ اور سلام بھیجین ہم اوپر اہلبیت کے فکیف الصلوۃ علیکم اهل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک پس کیونکر صلوۃ بھیجین ہم اہلبیت پر پس بہ تحقیق سکھایا ہمکو خدانے کہ کسطرح سلام بھیجین ہم آپ پر فرمایا پیغمبر خدانے قولوا اللھم صل علی محمد وال محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وال محمد کما بارکت علی ابراهیم وال ابراهیم انك حمید مجید متفق علیه الا ان مسلما لم یذکر علی ابراهیم فی موضعین یعنے کہو تم کہ خدایا درود و رحمت بھیج محمد اور آل محمد پر جیسا کہ درود بھیجا تونے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر برکت بھیج محمد پر جیسا کہ برکت بھیجی تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی پس ظاہر ہو گیا کہ آل اور اہلبیت متحد المعنی ہین اسواسطے کہ اصحاب نے سوال کیا ساتھ لفظ اہلبیت کے اور آنحضرت نے جواب ہین بلفظ آل فرمایا چنانچہ ابن طلحہ شافعی ذیل مین اسی حدیث کے لکھتے ہین فسر احدهما بالاخر فالمفسر والمفسر به متحد معنے آنحضرت نے ایک لفظ کی دوسری لفظ سے تفسیر فرمائی پس معلوم ہوا کہ آل اور اہلبیت کے ایک ہی معنی ہین اور یہہ حدیث متفق علیہ ہی لیکن صحیح مسلم مین علی ابراہیم دونون مقام پر مذکور نہین ہی اور صحیح بخاری مین دوسری حدیث اسطرح منقول ہی وعن ابی حمید الساعدی قال قالوا یا رسول اللہ کیف نصلی علیك فقال رسول اللہ قولوا اللھم صل علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی ابراهیم وبارك علی محمد وازواجه وذریته کما بارکت علی ال ابراهیم انك حمید مجید متفق علیه ابی حمید ساعدی نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے یا رسول اللہ کیونکر صلوۃ بھیجین ہم اوپر آپکے فقال پس فرمایا رسول خدانے کہو تم درود خدا کا اوپر محمد کے اور ازواج پر اسکے اور ذریت پر اسکی جیسا کہ درود بھیجا تونے ابراہیم پر اور برکت بھیج تو محمد کو اور ازواج کو اسکے اور ذریت کو اسکی جیسا کہ برکت بھیجی تونے آل ابراہیم پر تحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی اس حدیث متفق علیہ کو ہم نے اسواسطے لکھا ہی کہ ماسبق مین مذکور ہوا اور ثابت ہوا ہی کہ ذریت عترت کو اور عترت اہلبیت کو کہتے ہین کہ قول رسول خدا عترتی اہل بیتی ہی پس اس حدیث مین ذریت فرمانا گویا اہلبیت فرمانا ہی پس اگر ازواج داخل ذریت یعنے اہلبیت ہوتے تو ازواجہ کی حاجت نہ تھی کہ تکرار لفظ موضع واحد مین خلاف فصاحت افصح الفصحا ہوتی ہی اور بروایت مسلم مروی ہی فقلنا من اهلبیته نساءه قال لا ایم اللہ ان المرءة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وقومها اهلبیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقة علیهم بعده خلاصہ یہ ہی کہ راویون نے زید ابن ارقم سے پوچھا کہ ازواج آنحضرت اہلبیت ہین زید ابن ارقم نے کہا قسم بخدا زوجہ

معنی آل و اہلبیت ایک ہی کہ اہلبیت شامل نہ ازواج

مشکوۃ ... صفحہ ...

ایک مدت مدید شوہر کے ساتھ رہتے ہو اور بعد طلاق رجوع کرتی ہی اپنے باپ اور قوم کیطرف اور اہلبیت
اصل اُنکے ہین اور قرابت دار آنحضرت کے ہین اور صدقہ بعد آنحضرت اُنپر حرام ہی تو وہی ذیل حدیث
ہذا فرماتے ہین هذا دليل لابطال قول من قال هم قريش كلها فقد كان في نسائه
قرشيات وهن عائشه وحفصه وام سلمه وسوده وام حبيبه یعنے قسم کھانا اور
انکار کرنا زید ابن ارقم کا دلیل ہی بطلان قول کے اُس شخص کے جو کہتا ہی کہ تمام قریش اہلبیت ہین
اسواسطے کہ زنان آنحضرت مین قرشیہ بھی تھین اور وہ عائشہ اور حفصہ و ام سلمہ اور ام حبیبہ و سودہ
ہین پس نووی کے اس قول سے کہ کل قریش کا اہلبیت ہونا باطل ہی ازواج قرشیات کا بھی داخل
اہلبیت ہونا باطل ہوا اور مسلم و سنن ابو داؤد و نسائی و مشکواۃ مین بہت سی سندون سے مروی
ہی عن عبد المطلب بن ربيعه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان
هذه الصدقات انما هي اوساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لال محمد یعنے
عبد المطلب بن ربیعہ ابن الحارث ابن ہاشم نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اقسام صدقات
اوساخ یعنے میل مردم سے ہی اور وہ حلال نہین ہی محمد اور آل محمد پر اور موطاء مالک ابن انس
مین بھی ایسا ہی ہی قال النبي لا تحل الصدقة لال محمد انما هي اوساخ الناس کہ صدقہ
آل محمد پر حلال نہین ہی کہ وہ چرک ہی آدمیونکا مشکوٰۃ اور مسلم مین اور بخاری نے من تكلم بالفارسيه
مین ابو ہریرہ سے روایت کی ہی قال اخذ الحسن ابن علي تمرة من تمر الصدقة فجعلها
في فيه فقال النبي كخ كخ اما شعرت اور بعض نسخ مین لا تعرف ہی انا لا ناكل الصدقة
کہا ابو ہریرہ نے کہ حسن ابن علی نے دانہ خرما اُٹھایا کہ وہ خرمہاے صدقہ سے تھا اور اُسکو منھ مین رکھ لیا
فرمایا پیغمبر خدا نے کخ کخ یعنے پھینک دے پھینک دے اس خرمہ کو آیا تم نہین جانتے کہ ہم اہلبیت پر صدقہ حرام ہی
ہم صدقہ نہین کھاتے یہہ لفظ کخ کخ واسطے زجر کے بولتے ہین اُسوقت کہ بچونکو باز رکھنا ہو اُس فعل سے
کہ وہ کر رہے ہون اور بعض کے نزدیک یہہ کلمہ فارسی ہی اسی سبب سے بخاری مین باب تكلم بالفارسيه
مین لکھا ہی اور اشعۃ اللمعات مین انا لا ناكل الصدقة کا ترجمہ باین عبارت کیا ہی کہ ما بنی ہاشم و اہلبیت
طہارت نمیخوریم صدقہ را اور مروی ہی کہ ایک روز آنحضرت نے عائشہ کے خرمون مین سے ایک خرمہ
اپنے منھ مین رکھا عائشہ نے عرض کی کہ یہہ صدقہ ہی پیغمبر خدا نے فرمایا عليك صدقة ولنا هدية
یعنے تجھپر صدقہ ہی اور تیرا حصہ اور مال میرے واسطے ہدیہ ہی مسلم مین ہی کہ حصین نے زید ابن ارقم
سے پوچھا من اهل بيته يا زيد اليس نسائه من اهل بيته قال نساؤه من اهل بيته
ولكن اهل بيته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال ال علي وال عقيل
وال جعفر وال عباس كل هولاء حرم الصدقة قال نعم یعنے کون اہلبیت ہین آنحضرت کے

مشکوٰۃ باب من لا تحل له الصدقة
صفحہ ۱۶۹

کیا ازواج اہلبیتؑ نہین ہین آنحضرت کے جواب دیا کہ ازواج اہلبیتؑ ہین یعنے خانہ صوری کے کہ مٹی وغیرہ
سے بنا گیا ہی واسطے قضا وحاجت کے لئین اہلبیت صوری ومعنوی وہ ہین جنپر صدقہ حرام ہی بعد
پیغمبر کے پوچھا وہ کون ہین جواب دیا کہ آل علیؑ وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس ہین اسواسطے کہ صدقہ
اُنپر حرام ہی خلاصہ یہہ ہی کہ آیات واحادیث سے اور اقوال سے ثابت ہوگیا کہ اہلبیتؑ مین ازواج
داخل نہین ہین بعض علمانے تبا وبلاحت علیہ مصطفیٰ بہ شامل کیا ہی من بعض الوجہ اور بکل الوجوہ اللہم
ہولاء اہل بیتی جنکی شان مین فرمایا وہ ہی اہلبیتؑ آنحضرت ہین پھر نووی نے ذیل حدیث صلوۃ کہا ہی
فذاہب ابوحنیفہ ومالک الی انہا سنۃ لو ترکت صحت الصلوۃ وذہب الشافعی
واحمد الی انہا واجبۃ لو ترکت لم یصح الصلوۃ یعنے مذہب ابوحنیفہ اور مالک یہہ ہی
کہ صلوۃ سنت ہی اُسکے ترک سے نماز باطل نہین ہوتی اور مذہب شافعی اور احمد مین واجب ہی کہ
ترک صلوۃ سے نماز باطل ہی امام شافعی کی یک رباعی مشہور ہی یا اہل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ ۞ کفاکم من عظیم الفخر انکم ۞ من لم یصل علیکم
لاصلوۃ لہ ۞ یعنے ای اہلبیت رسول محبت تمھاری خدانے فرض کی ہی اور منزل من اللہ ہی قرآن
مین کافی ہی تمھاری قدر ومنزلت کو کہ جو شخص نماز پڑھے اور تم پر صلوۃ نہ بھیجے نماز اُسکی صحیح نہین ہی
پس آل اور اہلبیتؑ اور قربے اور ذریت اور عترت مین تو علیؑ بالاتفاق شامل ہین اب کچھ مناقب
خاص بھی علی بن ابی طالب کے عرض کرین صحیح بخاری مین ہی حدثنا قتیبہ ابن سعید قال
حدثنا یعقوب بن عبد الرحمن عن ابی حازم قال اخبرنی سہل بن سعد الساعدی یحب اللہ
ان رسول اللہ قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ
رسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قسطلانی رقم فرماتے ہین زاد ابن اسحاق لیس بفرار وفی حدیث بریدۃ
لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ قال فبات الناس یدوکون لیلتہم ایہم یعطاہا فلما
اصبح الناس غدا علی رسول اللہ کلہم یرجون ان یعطاہا وفی حدیث بریدہ
فما منا احد لہ منزلۃ عند رسول اللہ الا وہو یرجوان یکون ذالک الرجل حتی
تطاولت انا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ہو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال
ارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینیہ ودعالہ فبراء حتی کان لم یکن
بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یا رسول اللہ اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ
علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم الی الاسلام واخبرہم بما یجب
وعلیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک
من ان یکون لک حمر النعم یعنے بیان کیا مجھسے قتیبہ ابن سعید نے کہا حدیث کی مجھسے یعقوب

بن عبد الرحمن نے ابی حازم سے کہا کہ خبر دی مجھکو سہل بن سعد الساعدی نے کہ تحقیق رسول اللہ نے فرمایا
روز خیبر کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس نشان کو کل اس شخص کو کہ فتح کریگا اللہ اُسکے ہاتھون پر الخ وہ ایسا ہی
کہ دوست رکھتا ہی اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور دوست رکھتا ہی اُسکو اللہ اور رسول اُسکا ... احمد قسطلانی
اشارہ ہی عرض کرتا ہی کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر مومن من جہۃ الایمان محب خدا ہی اور خدا بھی بسبب
اُسکے ایمان کے محب ہر مومن ہی پس جواب اُسکا یہہ ہی کہ یہہ محبت جسکا ذکر پیغمبر خدا نے کیا مخصوص تھی
علیؑ سے اور افراد اصحاب مین کسیکو یہہ تخصیص نہ تھی وکذلک جو محبت کہ خدا و رسول کو علیؑ سے تھی
اصحاب مین سے کسی کے ساتھ مخصوص نہ تھی قسطلانی مین ہی کہ زیادہ کیا ابن اسحاق نے لفظ لیس
بفرار کا یعنی اُس شخص کو علم دونگا جو غیر فرار ہی الخ اور حدیث بریدہ مین ہی لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ
یعنی نہ پھریگا اُسوقت تک کہ فتح دے اللہ اُسکو ابن اسحاق و بریدہ کے درمیان مین الفاظ کا فرق ہی
مطلب ایک ہی ہی قال فبات الناس کہا کہ تمام شب اصحاب اسی تمنا مین بیدار رہے اور آپسمین تذکرہ
رہا کہ یہہ دولت عظمی کسکے مقدر مین ہی چنانچہ عبد الحق صاحب فرماتے ہین آوردہ اند کہ صحابہ را تمام شب
خواب نبرد از شوق و انتظار آنکہ فردا این نعمت نصیب کہ باشد فلما اصبح الناس پس جب صبح ہوئی
تو سب حاضر ہوئے رسولؐ کے سامنے اور وہ سب امیدوار علم تھے اور حدیث بریدہ مین ہی کہ ہم مین
سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکی قدر و منزلت رسولؐ کے آگے تھی وہ امیدوار اس مرتبہ عظمی کا نہ تھا یہانتک
کہ مین بھی خواہش مند تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہان ہین علیؑ ابن ابی طالب پس اصحاب نے عرض کی
کہ اُنکی آنکھین دکھتی ہین فرمایا بلواؤ اُنکو پس لائے گئے علیؑ پس لعاب دہن اپنا آنحضرت نے اُن کی
آنکھون مین لگا دیا اور دعا کی اُنکے واسطے پس اسطرح سے اچھے ہوگئے کہ گویا کوئی درد ہی اُنکو نہ تھا
اور عطا فرمایا اُنکو رایت پس فرمایا علیؑ نے یا رسول اللہ قتال کرونگا مین یہانتک کہ ہو جاوین وہ لوگ
مثل ہمارے مومن فرمایا پیغمبر برحقؐ نے کہ نفوذ کر اپنی نرمی کے ساتھ کہ تو اُنکے قریب پہنچے اور دعوت
اسلام کی کرے اُنکو اور خبر دے اُن لوگون کو اُس چیز سے کہ اُنپر واجب ہی حق اللہ سے پس قسم ہی
خدا کی کہ ہدایت کرے بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہی تیرے واسطے چارپایہائے سرخ اور شتران
سرخ سے اور مسلم مین ہی ما احببت الامارۃ الا یومئذ قال فتساورت لہا رجاء ان ادعی
لہا ۔ عمر ابن خطاب کہتے ہین کہ مین امارت کو دوست نرکھتا تھا مگر اُس روز پس آمادہ رہا مین اس امید پر
کہ مجھے بلوائین اس منصب کے لیے پس جب صبح ہوئی تو علیؑ کو طلب کیا اور عطا فرمایا رایت اُنکو الخ
اور دوسری روایت صحیح بخاری[1] مین اسطرح ہی حدثنا عبد اللہ ابن مسلمۃ قال حدثنا
حاتم عن یزید ابن ابی عبید عن سلمۃ قال کان علی بن ابی طالب تخلف عن النبی
فی خیبر وکان رمدا فقال انا اتخلف عن النبی فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ التی

[1] صحیح بخاری باب غزوہ خیبر ص ۶۰۵

فبخت قال لاعطین الرایۃ غدا اولیاخذن الرایۃ غدا رجل یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علیہ فنحن نرجوھا فقیل ھذا علی فاعطاہ ففتح علیہ یعنے بیان کیا مجھسے عبد اللہ ابن مسلمہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم نے یزید ابن ابی عبید سے اُسنے سلمہ سے کہا علیؑ ابن ابی طالب پیغمبر خدا کے ہمراہ نہیں گئے کہ آشوب چشم تھا اور ابو نعیم نے زیادہ کیا ہی بسبب آشوب کے دکھائی نہ دیتا تھا پس کہا علیؑ نے کہ مین بسبب رمد چشم کے ہمراہ پیغمبر نہ جاؤن گویا کہ اپنے پس ماندگی کو ناپسند کیا اپنے نفس کے واسطے اور لاحق ہوئے پیغمبر خدا سے بعض کہتے ہین کہ خیبر مین پہنچکر اور بعض کہتے ہین کہ قبل خیبر پہنچنے کے لاحق ہوئے آنحضرت سے پس جبکہ وہ رات ہوئی ہمکو کہ جسکی صبح کو فتح ہوئی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہم آئندہ عطا کرونگا مین یہہ رایت یا بہ تحقیق لیگا اس رایت کو کل وہ شخص جو دوست رکھتا ہی خدا کو اور اُسکے رسول کو اور دوست رکھتا ہی اُسکو خدا اور رسول

قسطلانی مین ہی عند احمد والنسائی وابن حبان والحاکم من حدیث بریدۃ بن الحصیب لما کان یوم خیبر اخذ ابو بکر اللواء فرجع ولم یفتح لہ فلما کان الغد اخذہ عمر فرجع ولم یفتح لہ وقتل محمود بن مسلمۃ فقال النبی لادفعن لوائی غدا الی رجل یفتح علیہ یعنے نزدیک احمد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم کی حدیث بریدہ ابن حصیب سے یہہ ہی کہ یوم خیبر لوائے آنحضرتؐ ابو بکر نے لیا اور جہاد کو گئے پس پھر آئے اور فتح ہوئی اُنکی اور جب دوسرا روز ہوا تو لیا اُسی علم کو عمر نے اور پھر آئے اور فتح نہ ہوئی اور قتل کیے گئے محمود ابن مسلمہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ ہم آئندہ کل اُس شخص کو علم دونگا کہ جسکو فتح حاصل ہوگی اور نیز قسطلانی مین ہی یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ زاد ابن اسحق لیس بفرار وفی حدیث بریدۃ لا یرجع حتی یفتح اللہ یعنے ابن اسحق نے بعد جملہ یحب اللہ الخ کے لیس بفرار زیادہ کیا ہی اور روایت بریدہ مین لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ ھی یعنے وہ بھاگنے والا نہین ہی اور پھرنے والا نہین ہی جب تک اسکو فتح نہ دے اللہ۔ غرض حاصل اس حدیث کا اور حدیث اول کا ایک ہی ہی کہ علیؑ محب خدا اور رسولؐ تھے اور خدا و محمدؐ محب علیؑ تھے اور یہ امر ظاہر ہی اور مذکور بھی ہوچکا کہ کل صحابہ اور مومنین محب خدا و رسولؐ ہین اور خدا و رسولؐ محب صحابہ و مومنین ہین پس یہ تخصیص جو آنحضرت نے فرمائی اس سے ثابت ہوگیا کہ جس قسم کی محبت علیؑ کو خدا و رسولؐ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے کسیکو حاصل نہ تھی اور جس قسم کی محبت خدا و رسولؐ کو علیؑ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے کسیکے ساتھ نہ تھی یہہ ہی سبب تھا کہ تمام اصحاب آنحضرتؐ شب بھر اس منصب عظمیٰ کی تمنا مین بے چین رہے اور یہہ شرف و منزلت سوائے علیؑ کے کسیکو حاصل نہ ہوا مولانا عبد الحق صاحب ذیل جنگ احد لکھتے ہین کہ جب احد کی لڑائی بگڑی تو اصحاب اُسوقت سراسیمگی مین چار قسم ہوئے ایک گروہ لڑے اور شہید ہوئے

(حاشیہ:) قسطلانی جلد ۶ صفحہ ۲۰۹

(حاشیہ:) مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ [illegible]

رضی اللہ ایک گروہ بھاگ کر کونوں مین اور دامنون مین پہار کے چھپے ایک گروہ وہ جو بھاگ کر شہر مین جاکر دم لیا اور قرار پکڑا عثمان ابن عفان انھین سے تھے کہ جو بھاگ کر شہر مین یک راست گئے مقاتلہ کے معاملہ کے تمام ہونے کے بعد اور شعلہ جنگ کے تسکین پانے کے بعد خدمت مین حضرت کی پھر آئے اور قسم چہارم مرکز صدق پر ثابت قدمی کرکے قائم و دائم رہے انتہی پھر رقم فرماتے ہین کہ سوائے چودہ تن کے کہ سات مہاجر اور سات انصار تھے کوئی نہ رہا تھا ان چودہ شخصون مین حضرت ابوبکر اور حضرت علی کا نام بھی ہی مگر حضرت عمر کا نام ان چودہ مین نہین ہی اس مقام پر مولانا کو تعجب لاحق ہوا ہی کہ کیون ان چودہ مین نام حضرت عمر کا نہ لکھا مگر مین تعجب کرتا ہون کہ مولانا ممدوح نے کیون تعجب نہ کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا نام اُس قسم مین نہ لکھا جو کونون مین اور دامنون مین پہارون کے چھپے تھے جیساکہ آیندہ مذکور ہوگا پھر لکھتے ہین کہ جب اصحاب آنحضرت جمع ہوئے تو ابوسفیان نے ندا کی کہ هل فی لقف م محمد هل فی لقوم ابن ابی قحافہ هل فی لقوم عموا بن الخطاب یعنے قوم مین محمدؐ زندہ ہین ابوبکر ابن ابی قحافہ ہین عمر ابن الخطاب زندہ ہین جناب رسول اللہؐ نے فرمایا جواب ندو آخر عمر ابن خطاب نہ رہ سکے بیتاب ہو کر جواب اُسکو دیا لیکن اُسکے آگے کا ذکر نہین کیا کہ تیر اندازون مین تھے عمر ابن خطاب یا اُنہین جو بھاگے یا اُنہین جو متزلزل ہوئے وہ حکایت مشتبہ ہی ہان عثمان کے احوال مین آیا ہی کہ بھاگے احد کے روز جیساکہ صحیح بخاری مین آیا ہی مگر عمر ابن خطاب کا ذکر نہین ہی کہ بھاگنے والون مین تھے یا ہمراہ آنحضرت باقی رہنے والون مین انتہی آیندہ انشاء اللہ ہم اس شبہہ کو مولانا عبدالحق صاحب کے رفع کردینگے پھر لکھتے ہین کہ جب لشکر اسلام فراری ہوا اور حضرت کو اکیلا چھوڑا حضرت غضب مین آئے اور پسینہ پیشانی مبارک سے متقاطر ہوا دیکھا کہ حضرت علیؑ پہلو مین کھڑے ہوئے ہین حضرت نے فرمایا کسطرح کی بات ہی کہ تم یارون مین اپنے ملحق نہ ہوئے یعنے نہ بھاگے اُنکے ہمراہ علی مرتضیٰ نے کہا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ یعنے آیا کافر ہون مین بعد ایمان کے بہ تحقیق مجھے تمسے کام ہی یارون سے کیا کام انتہی اس کلام سے بھی فراریونکا ایمان سے خارج ہونا اور نبیؐ و علیؑ کا ایک ہونا اور دیگر اصحاب سے مستثنیٰ ہونا ثابت پھر لکھتے ہین کہ علیؑ مرتضیٰ نے جب یہ مردانگی کی تو جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا یا محمدؐ یہہ کمال مواسات اور جوان مردی ہی جو علیؑ مرتضیٰ تمسے کر رہے ہین حضرت نے فرمایا انہ منی وانا منہ تحقیق کہ وہ مجھسے ہی اور مین اُس سے جبرئیلؑ نے کہا انا منکما یعنے مین تم دونون سے ہون کہتے ہین کہ ایک آواز غیبی سنی کہ گویندہ غیبی کہتا ہی لافتی الا علیؑ لاسیف الا ذوالفقار اور قصہ نادعلی بھی اسی معرکہ مین واقع ہوا ہی اور مشہور جنگ خیبر ہی انتہی پھر لکھتے ہین کہ روایت کرتے ہین کہ انس ابن مالک کا چچا واقعہ بدر مین حاضر نہین تھا چاہا کہ احد مین آکر تدارک مافات کرے جب پہنچا حضرت کا حال پوچھا

[Margin notes:]
۱ مناہج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۲
۲ مناہج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۲
۳ مناہج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۲
۴ مناہج النبوت جلد ۲ صفحہ [illegible]

لوگون نے کہا کہ ایسا سنتے ہین کہ حضرت مقام شہادت کو پہنچے تب اُنسنے اصحاب سے کہا کہ یہہ روا ہی کہ تم جیتے رہو اور پیغمبر کو مار ڈالین یہہ کہکر محاربۂ عظیم کیا اور شہید ہوا انتہی صاحب السیر لکھتے ہین کہ انس بن نضر عم انس بن مالک در معرکہ احد عمر ابن خطاب را دید کہ با طائفہ از اہل اسلام در مقام تحیر ملول نشستہ بود از وسبب حزن پرسید جواب داد کہ رسول بقتل رسید گفت پس دیگر حیات چہ بکار خیزید و با عدا مقاتلہ نمائید تا کشتہ شوید انتہی مناہج النبوت اور حبیب السیر کا مضمون واحد ہی فرق یہہ ہی مولا عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ انس بن مالک نے لوگون سے پوچھا اور صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ عمر ابن خطاب ایک طائفہ اہل اسلام کے ساتھ متحیر بیٹھے تھے اُنسے پوچھا اس روایت سے بھی حضرت عمر کا اُس قسم مین ہونا ثابت ہی جو بھاگ کر دامنون مین پہاڑون کے چھپے تھے ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ قد اختلف فی عمر ابن الخطاب هل ثبت یومئذ ام لا مع اتفاق الرواة کافة علی ان عثمان لم یثبت و الواقدی ذکر انه لم یثبت و اما محمد ابن اسحاق و البلاذری فجعلاه مع من ثبت و لم یفر و اتفقوا کلهم علی ان ضرار بن الخطاب الفهری قرع راسه بالرمح و قال انها نعمة مشکورة یا ابن الخطاب انی آلیت ان لا اقتل رجلا من قریش و روی ذلک محمد ابن اسحاق و غیره و لم یختلفوا فی ذلک و انما اختلفوا هل قرعه بالرمح و هو فار هارب ام مقدم ثابت و الذین رووا انه قرعه بالرمح و هو هارب و لم یقل احد منهم انه هرب حین هرب عثمان و لا الی الجهة التی فر الیها عثمان و انما هرب معتصما بالجبل و هذا لیس بعیب و لا ذنب لان المسلمین الذین ثبتوا مع رسول الله اعتصموا بالجبل کلهم و اصعدوا فیه و لکن یبقی الفرق بین من اصعد فی الجبل فی آخر الامر و من اصعد فیه و الحرب لم تضع اوزارها فان کان عمر اصعد فیه آخر الامر فکل المسلمین هکذا اصعدوا حتی رسول الله و ان کان ذلک و الحرب قائمة بعد فقد فر

ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ اختلاف واقع ہوا ہی ثبات و فرار عمر ابن خطاب مین اور جمیع روات کا اتفاق ہی کہ عثمان کو ثبات نہین ہوا اور واقدی نے ذکر کیا ہی کہ لم یثبت یعنے عمر ثابت نرہے اور محمد ابن اسحاق و بلاذری نے رکھا ہی حضرت عمر کو اُس شخص کے ساتھ جو ثابت رہا اور نہین بھاگا اور اس امر مین کل کا اتفاق ہی کہ ضرار ابن خطاب فہری نے اُنکے سر مین نیزہ چبھویا اور ہلکا سا چرکا دیا اور کہا کہ یہہ نعمت مشکورہ ہی یا ابن الخطاب بہ تحقیق مین نے قسم کھائی تھی کہ مین کسی مرد قریشی کو قتل نکرونگا اور اسیطرح محمد ابن اسحق وغیرہ نے روایت کی ہی اور اسمین کسی نے اختلاف نہین کیا اور اختلاف واقع ہوا ہی تو اسمین کہ قرعہ رمح حالت فرار و حرب مین تھا یا وقت مقابلہ اور ثبات

حبیب السیر جزء سیوم از جلد اول
صـ ۲۱

شرح نہج البلاغہ جزء ۱۵
صـ ۲۰۹ سطر ۲

پس جو قائل ہین کہ حالت فرار ہی وقت مین ضرار نے نیزہ سر مین چبھویا تو کوئی ایسا نہین لکھتا کہ وہ بھاگے
ہین اُسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا اُسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے اور جز این نیست کہ
بھاگنا اُنکا جبل پر واسطے پناہ لینے کے تھا اور یہ عیب و ذنب نہین ہی اسواسطے کہ جن مسلمانونکی
ثبات قدمی ثابت ہی اُن سب نے پہاڑ پر پناہ لیے ہی اور اُسپر چڑھے گئے ہین لیکن فرق یہ ہی کہ
صعود جبل آخر امر مین ہوا کہ فتح ہو چکی تھی یا اُسوقت مین کہ لڑائی قائم تھی پس اگر پہاڑ پر چڑھنا
آخر امر مین تھا تو سب مومنین حتی کہ پیغمبر خدا بھی پہاڑ پر چڑھے تھے اور اگر لڑائی قائم تھی ورنہ ائے
دار و گیر مین حضرت عمر پہاڑ پر چڑھے تو بتحقیق اُنھون نے فرار کیا انتہی پھر ابن حدید لکھتے ہین
روی الواقدی ان عمر کان یحدث فیقول لما صاح الشیطان قتل محمد اقبلت
ارقا فی الجبل کانی اروية یعنے واقدی روایت کرتے ہین کہ تحقیق عمر بیان کرتے تھے کہ
جب شیطان نے چیخنا شروع کیا کہ محمد قتل ہو گئے تو گیا مین اُچکتا ہوا پہاڑ پر گویا کہ مین بز کوہی
تھا دوسری روایت ہی جاشتہ فی ایام خلافة امراة تطلب بردا من برود کانت
بین یدیہ وجائتہ معہا بنت العمر تطلب بردا ایضا فاعطی لمراة ورد
ابنتہ فقیل لہ فی ذلک فقال ان ابا ہذہ ثبت یوم احد وابا ہذہ یوم احد
ولم یثبت یعنے خلافت حضرت عمر مین ایک عورت چادر مانگتی ہوئی آئی اُن چادرونسے
کہ حضرت عمر کے آگے رکھی ہوئی تھین اور اُسی عورت کے ہمراہ بنت حضرت عمر بھی چادر کو
مانگتی ہوئی آئی پس حضرت عمر نے چادر اُس عورت کو دی اور اپنی بیٹی کو ندی پوچھا گیا اُنسے اسبات
مین تو جواب دیا کہ اسکا باپ یوم احد ثابت قدم رہا اور نہ بھاگا اور اسکا باپ یعنے خود عمر بھاگے احد مین
اور ثابت قدمی نہ کی روی الواقدی فی کتاب المغازی قصة حدیبیة یعنے واقدی نے کتاب
مغازی مین بیان کیا ہی اور نیز ملا معین کاشفی نے معارج النبوت رکن ۴ باب نہم وقائع سال ششم
ص ۱۹۱ سطر ۱۴ مین اسی مضمون کو بوضاحت بیان کیا ہی کہ حدیبیہ مین جب صلح کی پیغمبر خدا نے تو کہا عمر
ابن خطاب نے یا رسول اللہ لم تکن حدثتنا انک ستدخل المسجد الحرام وتاخذ مفتاح
الکعبة وتعرف مع المعرفین اپنے نہین کہا تھا کہ تم مسجد حرام مین داخل ہوگے اور کلید بائی کعبہ
لے لین گے فقال رسول اللہ اقلت لکم فی سفرکم ہذا قال عمر لا پس پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ
کیا مین نے تمسے اس سفر کا وعدہ کیا تھا کہا عمر نے نہین پیغمبر برحق نے فرمایا کہ قریب ہی کہ مسجد الحرام مین داخل
بھی ہونگے اور کلید کعبہ بھی لے لینگے اور معرفین کے ہمراہ عرفہ بھی کرینگے ثم اقبل علی عمر وقال
انسیتم یوم احد اذ تصعدون ولا تلوون علی احد وانا ادعوکم فی اخرکم انسیتم
یوم الاحزاب اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب

شرح نہج البلاغہ جز ۱۳ صفحہ ۲۱

الحناجر انسیتم یوم کذا وجعل یذکرہم امورا انسیتم یوم کذا پھر آگے آئے رسول خدا
عمر کے اور فرمایا کہ آیا بھول گئے تم یوم احد کو جسوقت کہ تم چڑھے جاتے تھے پہاڑ پر اور کسیکو پیچھے پھر کر نہ
دیکھتے تھے اور مین بلاتا تھا اور پکارتا تھا ایک ایک کو کیا تم بھول گئے یوم احزاب کو جسوقت کہ آئے
وہ لشکر تمھارے پاس اوپر سے تمھارے یعنے جانب مشرق سے وہ بنی غطفان سے اور نیچے سے
یعنی جانب مغرب سے وہ قریش تھے اور جسوقت کہ بصارتین تمھاری خیرہ ہوگئین تھین اور کلیجے تمھارے
منھ کو آگئے تھے بسبب خوف کے آیا بھول گئے تم اُن دنون کو غرض بار بار پیغمبر برحق انسیتم فرماتے
تھے اور امور گذشتہ یاد دلاتے تھے فقال المسلمون صدق اللہ ورسولہ انت یا رسول اللہ
اعلم باللہ منا پس مسلمانون نے کہا کہ سچ فرمایا خدا اور رسولؐ خدا نے ای رسول اللہ آپ اعلم ہین
قسم ہی خدا کی ہم سب سے فلما دخل عام القضیہ وحلق راسہ قال ہذا الذی کنت
وعدتکم بہ پس جب وہ دن آیا اور حلق راس ہوا کہا کہ یہہ وہ روز ہی کہ وعدہ کیا تھا مین نے تم سے
ساتھ اُسکے فلما کان یوم الفتح واخذ مفتاح الکعبۃ قال ادعوا الیّ عمر ابن الخطاب
فجاء فقال ہذا الذی قلت لکم پس جب یوم فتح ہوا اور مفتاح کعبہ لے لی تو فرمایا بلاو عمر ابن
خطاب کو پس آئے اُسوقت فرمایا رسولؐ خدا نے کہ یہہ وہ روز ہی کہ جسکا وعدہ کیا تھا تم سے قالوا
فلولم یکن فی یوم احد لما قال انسیتم اذ تصعدون ولا تلوون پس جو لوگ کہ
قائل ہین فرار حضرت عمر کے وہ کہتے ہین کہ اگر فرار نہین کیا حضرت عمر نے تو پیغمبر خدا نے کیون فرمایا
انسیتم الخ کو مخاطب ہو کر حضرت عمر سے اور اُنکے آگے جا کر انتہی خلاصہ یہہ ہی کہ ان روایات منقولہ
بالا سے تو صاف ظاہر ہی کہ حضرت عمر اُس قسم مین تھے جو بھاگ کر کونون مین اور پہاڑ کے دامنون مین
چھپے تھے اور فرار کرنا اُنکا خود اُنکی زبان سے اور پیغمبر خدا کی لسان سے جو روز حدیبیہ فرمایا جسکا ذکر
گذرا ثابت ہی اور ضرار ابن خطاب فہری کی گستاخانہ کلام اور قرع رمح سے کہ جسمین اختلاف بھی نہین ہی
صاف صاف ظاہر ہی کہ قرع رمح حالت فرار مین واقع ہوا اگر حالت ثبات مین اور مقابلہ مین تھا تو ضرار
کو کیون نہ منھ توڑ جواب دیا قتل کیون نہ کیا اگر جزاء الاحسان الا الاحسان منظور تھا تو زخمی ہی کر کے
چھوڑ دیا ہوتا اور واقدی نے یہہ جو رقم فرمایا کہ جو لوگ روایت کرتے ہین کہ حالت فرار مین نیزہ
چبھویا اُنمین سے کوئی نہین کہتا کہ عمر بھاگے اُسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا جسطرف عثمان بھاگے
تھے اُسطرف بھاگے اور جز این نیست کہ وہ پناہ لینے کو پہاڑ پر بھاگے ہم بھی یہہ ہی گذارش کرتے ہین
کہ نہ اُسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے تھے نہ اُسوقت بھاگے جسوقت کہ عثمان بھاگے تھے بلکہ
بالضرور پناہ لینے کو کونون اور دامنون مین پہاڑ کے چھپے تھے مگر فرمانا شاہ عبد الحق صاحب کا
کہ وہ حکایت منتقدہ ہی ایسا ہی کہ گواہ چست و مدعی سست حضرت عمر تو اپنی خلافت مین بصدق مقال کو

ترک نہ فرماوین اور اقرار کرین کہ مین بھاگا پیغمبر خدا صلعم یوم احد و احزاب فرماکر یاد دلاوین محدثین
مورخین ضبط و ثبت کرتے جائین مگر اللہ رے شبہہ کہ کسیطرح برطرف ہی نہین ہوتا اب اور ملاحظہ ہو
ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ قال لو واۃ من اھل الحدیث ان ابابکر لم یفر یومیذ وانہ ثبت
فی من ثبت وان لم ینقل عنہ قتل وقتال والثبوت جہاد وفیہ وحدہ کفایۃ یعنے
راویان اہل حدیث کہتے ہین کہ بتحقیق یوم احد ابوبکر نہین بھاگے اور وہ ثابت رہے اُسکے ساتھ جو
ثابت رہا اگرچہ اُنسے قتل و رقتال منقول نہین ہی اور ثابت رہنا بھی بمنزلہ جہاد کے ہی کہ ہمراہ آنحضرت
کے تھے اور اُنکی نسبت فقط وہ جہاد کافی ہی یہہ روایت بھی معنی کثیر رکھتی ہی یعنے فرار یوم احد بھی
ثابت نہین اور ثبات کا ثبوت اگرچہ نہ کسیکو قتل کیا نہ کوئی مقتول ہوا کسی سے مقابلہ ہوا نہ کوئی خود اُنسے
معارض ہوا نہ کسیکو زخمی کیا نہ خود زخمی ہوئے فقط جہاد مین ہمراہی آنحضرت کا ثبوت ہی وہی اُنکے
ثبات کے لیے کافی تصور کیا گیا ہی حالانکہ قصہ احد مشہور اور کتب احادیث و تفسیر و تواریخ مین مسطور ہی
کہ ایسی شکست ہوئی کہ ہوش و حواس اہل اسلام مین باقی نہ رہے تھے آپسمین ایک دوسرے کو قتل
کررہے تھے ایسے مہلکہ مین نہ حضرت ابوبکر بھاگے نہ درجہ شہادت پر فیض یاب ہوئے نہ زخمی ہوئے
نہ زخمی کیا نہ حراست و حفاظت پیغمبر زمان کرسکے نہ کوئی اُنسے متعرض ہوا پیغمبر خدا زخمی ہوئے دندان
مبارک شہید ہوئے کڑیان خود کی رخسار مین گھس گئین گڑھے مین گر پڑے مگر حضرت ابوبکر کو کوئی
امر پیش ہی نہین آیا مگر استقامت پر نہ علماء سنت کو شبہہ ہوتا ہی نہ استعجاب ہذا لشئے عجاب درمنثور سیوطی
سورہ آل عمران مین ہی عن عمر لما کان یوم احد ھزمنا ففررت حتی صعدت الجبل ولقد
رایتنی انزو کانی اروی یہ کہا عمر نے کہ احد کی لڑائی مین ہم بھاگے پہاڑ پر اور دیکھتا تھا مین اپنے تئین
اچکتا ہوا اسطرح کہ جیسے بز کوہی اُچکتی ہی تاریخ الخلفا باب شجاعت حضرت صدیق مین ہیثم ابن حکم
کی مسند سے نقل فرماتے ہین قال ابوبکر لما کان یوم احد انصرف الناس کلھم عن رسول
اللہ فکنت اول من فاء یعنے کہا ابوبکر نے کہ جب یوم احد ہوا انصراف کیا کل آدمیون نے رسول اللہ
سے پس مین اول اُس شخص کا ہون کہ جسنے رجوع کی دوسری حدیث صحیح حاکم سے منقول ہی عن
عائشۃ قالت قال ابوبکر الصدیق لما جال الناس عن رسول اللہ یوم احد کنت اول
من فاء عائشہ صدیقہ سے مروی ہی کہ کہا ابوبکر صدیق نے کہ جسوقت معرکہ کارزار مین جولان کیا
آدمیون نے رسول اللہ سے یوم احد تو تھا مین اول اُسکا کہ رجعت کی جسنے اس حدیث مین اور حدیث
اول مین جو لفظ فاء ہی وہ خود دلالت کرتا ہی کہ رجعت کی ابوبکر نے اس لیے کہ فاء بمعنے رجع ہی اور
یہہ بھی ان دونو حدیثون سے ثابت ہوتا ہی کہ انصرف الناس اور جال الناس مین بھی ابوبکر صدیق
شریک ہین کہ رجعت مین اُن سب پر سابق اور اول اُن سب کے ہین اور یہہ امر بھی ظاہر ہی کہ اہل حدیث

ست جدال وقتل قتال اُنکا نہین کیا اب خیبار ہی خواہ انصرف الناس حجواہ جائی الناس خواہ فرالناس مین حسبین چاہیے شریک فرمائیے لیکن جب تک کہ موقع جنگ سے ٹل جانا کہ خود نحو د ثابت ہو رہا ہی قبول نہ کیا جائیگا اول مین فار صادق نہ آئیگا اور مولانا صاحب نے جو رقم فرمایا کہ وہ حکایت مشتبہہ ہی اسکا بڑا سبب یہہ بھی ہی کہ روایات کے اختلاف پر عمل فرمانا اور تحقیق سے ہاتھ اُٹھایا ہی ورنہ تحقیق سبب اختلاف روات سے رفع اشتباہ بخوبی ہو جاتا راویون کے اختلاف کر نیکا بڑا سبب یہہ ہی کہ جسنے موقع جنگ سے منحرف پایا اور صماعۃ معتصماً الی الجبل دیکھا یا گوشہ جبل مین ہمراہ طائفہ فارہ متحیر بیٹھا ہوا پایا اُن لوگون نے فراریوئین محسوب کیا اور جن لوگون نے پیغمبر خدا کے پاس وقت مراجعت وحصول فتح دیکھا ثابت قدم کہا مگر خود حضرت صدیق اکبر کے صدق مقال سے کہ فرماتے تھے کُنت اول من فاء اور فاروق اعظم کے بیان سے کہ اقبلت ارقا الی الجبل کانی اروی فرمایا سب اختلاف مرتفع ہوگئے اور علی جمیع الاحوال اختلاف مورخین اور محدثین کا ثبات اور فرار مین تو بلا اختلاف ہی پس صفت فرار سے متصف ہونا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا بعید از قیاس تو نہ ٹہرا کوئی گناہ تو قرار نہین پایا بلکہ فی الظاہر کوئی ذلت اور منقصت بھی نہین ہوسکتی ہی نہ منصب خلافت کے مخالف قرار پاتا ہی کہ خود مولانا عبدالحق صاحب اور تمام محدثین حتیٰ کہ امام بخاری تک فرار حضرت عثمان کے قائل اور مصرح ہین اور بالاتفاق ثابت ہی کہ پیغمبر برحق کو ایسے مہلکہ مین تنہا چھوڑ کر یکدست بھاگے کہ شہر مین جاکر دم لیا اور بعد شعلہ جنگ کے تسکین پانے کے خدمت مین آنحضرت کی حاضر ہوئے اور عند البعض تو بعد تین روز کے تشریف لائے پھر اس فرار نے اُنکو کون سی مضرت پھنچائی کیا شان وشوکت حضرت عثمان کی گھٹ گئی کونسا فضائل ومناقب مین نقصان واقع ہوا کیا افضلیت حضرت عثمان کی حضرت علیؓ پر بالاتفاق ثابت نہین کی گئی کیا استحقاق خلافت مین کچھ کمی ہوئی کیا خلیفہ درجہ ثالث مین بشورہ وباجماع اُمت معین نہین ہوئے کیا وہ شورہ اور اجماع ضلالت قرار پایا گیا باوجود فرار کے حضرت عثمان لیس بفرار اور علیؓ ابن ابی طالب سے افضل نہین قرار پائے چنانچہ یہہ مسئلہ تو اعتقادیہ ہی تمام کتب عقائد اس بیان سے مملو ہین اور نیز عبدالحق صاحب رقم فرماتے ہین وفضلہم علی ترتیب الخلافۃ والمراد بالافضلیۃ الکثرۃ الثواب یعنے افضلیت خلفاء اربعہ کی علی ترتیب الخلافت ہی اور مراد افضلیت سے اکثریت ثواب ہی پھر تصریح فرماتے ہین ومقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ بر ترتیب خلافت است یعنے افضل اصحاب ابو بکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علیؓ پس از برائے خدا فرمائیے کہ فرار سے کیا بگڑ گیا کونسا خلل پڑگیا پھر اسقدر رکد وکوشش کرنا کہ فرار شیخین مین اختلاف ہی یا یہہ حکایت مشتبہہ بھی محض ہٹ دھرمی ہی بالفرض یوم احد اختلاف ہی صحیح فرار اور اثبات مین اور یوم خیبر بھی رجع ولم یفتح سے فرار مراد نہین تو پیغمبر برحق کا یہہ فرمانا کہ کل اُسکو علم دونگا جو لیس بفرار ہی کیا معنی رکھتا ہی اور دوسرے غزوات مین فرار تو بالاتفاق مثل شمس آشکار ہی چنانچہ ملا معین کاشفی ذکر جنگ احزاب مین رقم فرماتے ہین اُسکا خلاصہ یہہ ہی

تکمیل الایمان ص ۸۷

تکمیل الایمان ص ۷۶

کہ جب عساکر مخذولہ کفار نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تو اون کفار مین ایک پہلوان تھا کہ بوفور شجاعت اور کمال جرأت کے قبائل عرب مین مشہور تھا اور مبارزان عرب اُسکو مقابل ہین ہزار سوارون کے جانتے تھے چنانچہ عمر کہتے تھے کہ ایک مرتبہ مین اسباب تجارت لیکر ہمراہ ایک طائفہ کے کہ اُسمین عمرو ابن عبدود بھی تھا بعزم شام روانہ ہوا ناگاہ قریب ایک ہزار قطاع الطریق کے ہمپر آگرے اور راہل کاروان ایسے ہراسان ہوئے کہ جان و مال دونون سے ہاتھ دھو بیٹھے اس اثنا مین عمرو ابن عبدود نے نیام سے تیغ کھینچی اور مانند شیر ژیان اور پیل دمان کے مخالفون پر حملہ آور ہوا اور سبکو بھگا دیا اور قافلہ کو صحیح و سالم لیکر اُس راہ سے گذر گیا پھر صاحب معارج رقم فرماتے ہین کہ روز جنگ قریب سو سرہنگون کے ہمراہ عمرابن عبدود خندق کے کنارہ پر آئے اور عمرو نے اپنے گھوڑے کو تازیانہ مارا کہ ایک ہی جست مین خندق کے پار ہوا اور قریب لشکر اسلام پہنچکر مبارز طلب کیا چونکہ اہل اسلام اُسکی شجاعت اور زور سے مطلع ہو چکے تھے اور تہور و مردانگی سے اُسکی واقف ہو چکے تھے ایسا خوف اُنپر غالب ہوا کہ خون اُنکے بدنون کا خشک ہوگیا اور سر بگریبان ہو کر کھڑے ہو رہے کوئی مقابلہ کو نہ نکلا اُسوقت جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ کون میرا ایسا دوست ہی کہ شر کو اس دشمن کے مجھسے دفع کرے کسی مین جان باقی نہ تھی سب خاموش کھڑے رہے اُسوقت علیؑ نے فرمایا انا انا یارسول اللہ پیغمبر برحق نے جواب مین اُنکے کچھ نہ فرمایا دوسری مرتبہ عمرو ابن عبدود نے مبارزطلبی کی اس مرتبہ بھی سب نے سکوت کیا اور کچھ جواب ندیا پھر علیؑ ابن ابیطالب نے رخصت حرب طلب کی رسالتمآبؐ نے اس مرتبہ بھی رخصت ندی اب تیسری مرتبہ عمرو ابن عبدود نے نہایت توہین سے کہا کہ تم مین کوئی مرد بھی ہی یا نہین کہ مرد میدان نبرد ہوا ور مردانگی کرے بار سیوم بھی اصحاب مین سے کسیکو بجز خاموشی ور سر بگریبان کھڑے رہنے کے طاقت جواب کی نہ ہوئی پھر علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے اُسوقت حضرت ختمی مرتبت نے اپنی شمشیر جسکا نام ذوالفقار تھا کمر مین شاہ ولایت کی لگائی اور اپنی زرہ خاص پہنائی اور اپنا عمامہ سر پر اُنکے باندھا پھر دونو ہاتھ جانب آسمان بلند کئے اور دعا فرمائی کہ خداوندا عبیدہ کو روز بدر اور حمزہؓ کو یوم احد لے لیا تو نے اور یہہ علیؑ بھائی میرا اور ابن عم میرا ہی فلا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین یہہ فرمایا اور رخصت کیا علیؑ اُسوقت پیادہ روانہ ہوئے انتہی ور اس حدیث کو دیلمی نے بھی بیان کیا ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اللھم انک اخذت عبیدۃ ابن الحارث یوم بدر و حمزۃ ابن المطلب یوم احد وھذا علی فلا تدعنی فردًا و انت خیر الوارثین خداوندا بتحقیق لے لیا تو نے عبیدہؓ ابن حارث کو بدر کے روز اور حمزہؓ ابن مطلب کو احد کے روز اور یہ علیؑ ہی پس نہ چھوڑ تو مجکو تنہا اور تو خیر الوارثین ہی و روی المحاملی فی امالیہ عن ابن عباسؓ قال سمعت عمر یقول جاء عمرو بن عبدود فجعل یجول بفرسہ حتی جاوز الخندق وجعل یقول ھل من مبارز و سکتت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم ثم قال رسول الله هل یبارزه احد فقام علی فقال انا یا رسول الله فقال رسول الله صلعم
هل یبارزه احد فقال علی دعنی یا رسول الله فانما انا بین حسنیین اما ان اقتله فیدخل النار
واما ان یقتلنی فادخل الجنة فقال رسول الله اخرج یا علیؑ فقال عمرو یا ابن اخی من انت
قال انا علی قال ان اباک کان ندیما لی لا احب قتالک فقال علی انک کنت قسمت لا
یسئلک احد ثلثا الا اعطیته فاقبل منی واحدة فقال عمرو وما ذاک قال ادعوک ان
تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فقال عمرو ولیس لی ذلک سبیل قال
فترجع فلا تکون علینا ولا معنا ثلاثا قال انی نذرت ان اقتل حمزة فسبقنی الیه
وحشی ثم انی نذرت ان اقتل محمدا قال علی فانزل فنزل فاختلفنا فی ضربتین فضربه
علیؑ فقتله ترجمہ روایت کی ہے محاملی نے اپنی امالیہ میں ابن عباس سے کہا سنا میں نے عمر سے کہ کہتے
تھے کہ عمرو ابن عبدود اپنے فرس کو جولان کرتا ہوا آیا اور خندق کو پھاند کر مبارزطلبی کی اور کہتا تھا ہے کوئی
لڑنے والا ہے اور اصحاب رسول اللہ سب ساکت تھے بعدہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آیا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا
اس عبدود سے پس علیؑ کھڑے ہوئے اور کہا میں ہوں یا رسول اللہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا آیا کوئی اس سے مقابلہ کرنے والا ہے پھر کوئی نہ بولا پس علیؑ نے بار دیگر بھی فرمایا کہ رخصت دیجیے
مجھکو یا رسول اللہ کہ میں درمیان دو فائدوں کے ہوں یا میں قتل کرونگا اور فی النار کرونگا اسکو یا وہ مجھکو
قتل کریگا اور داخل جنت ہونگا میں پس پیغمبر برحق نے اجازت دی جب میدان کارزار میں پہنچے اور مقابل عمر
ابن عبدود ہوئے اُسنے کہا یا ابن اخی تو کون ہے جواب دیا کہ میں علیؑ ہوں اُسنے کہا کہ تیرا باپ میرا دوست تھا
میں قتال کو دوست نہیں رکھتا تجھ سے پس علیؑ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے قسم کھائی ہے کہ جو تو مجھسے تین
سوال کرے تو تو ضرور ایک کو قبول کریگا پس اُن سوالوں سے ایک میرا سوال قبول کر عمر ابن عبدود نے کہا کہ
وہ کیا سوال ہے کہا کہ تو اشہد ان لا الہ الا اللہ کہہ عمر نے کہا کہ یہہ مجھسے ممکن نہیں علیؑ نے فرمایا کہ پس تو ہم سے
نہ مقابلہ کر نہ ہمارا شریک ہو یعنے پھر جا تین مرتبہ اسی قول کو فرمایا اُسنے جواب دیا کہ میں نے نذر کی تھی کہ
حمزہؓ کو شہید کرونگا پس سبقت کی مجھپر وحشی نے بعد اُسکے میں نے نذر کی ہے کہ میں محمدؐ کو قتل کروں فرمایا
علیؑ نے پس اُتر گھوڑے سے پس وہ فوراً کود پڑا اور متواتر حرب وضرب طرفین سے ہونے لگے اور حضرت
علیؑ مرتضےٰ نے قتل کیا اسکو وقال الشافعی عمرو بارز یوم الخندق عمرو ابن عبدود لانه خرج
ونادی من یبارز فقام علیؑ وهو مقنع بالحدید فقال انا له یا نبی الله فقال انه عمرو
اجلس فنادی عمرو الا رجل یبارز ثم جعل یونبهم ویقول این جنتکم التی
تزعمون ان من قتل منکم دخلها افلا یبرز الی رجل الخ وفیه فاستقبله علی بالدرقة
فضربه عمرو فقدّ الدرقة فقدها واثبت فیها السیف واصاب راس علیؑ فشجه وضربه

علی ع علی حبل عاتقه فسقط قتیلا وجاء فی بعض الروایات ان النبی صلی الله علیه وآله قال لما بارز عمرا قال رسول الله
الیوم برز الایمان کله الی الشرک کله کذا فی حیات الحیوان الکبری ترجمہ شافی یہ ہے کہ تحقیق کہ بلکہ نکالا علی نے
یوم خندق عمرو ابن عبدود کا اس صورت کہ عمر نکلا اور پکارا کہ کون شخص ہے جو مقابلہ کرتا ہے پس علی اٹھے ہوئے اور
وہ پوشیدہ تھے لوہے میں پس کہا میں ہوں اسکا مقابل یا رسول اللہ پس کہا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق وہ عمرو ہے
بیٹھ جاؤ ای علی پس بار دیگر پکارا عمرو آیا کوئی مرد نہیں ہے کہ مقابلہ کرے اور رجز و تشنیع کرتا تھا اور طعن کرتا تھا کہ
کہاں ہے جنت تمھاری جسکا تم گمان کرتے تھے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا تو داخل ہوگا اس میں آیا مجھ
کیون نہیں نکلتا میری طرف کوئی عمرو الخ اور یہ ہی کہہ رہا تھا کہ نکلے علی اور آگے گئے اسکے اور سپر لیے ہوئے
تھے پس مارا عمرو نے ہاتھ تلوار کا اور پڑا سپر پر پس پھاڑا اس ڈھال کو اور ٹھہری اس میں تلوار اور پہونچا سر علی
کو ہلکا زخم پھر مارا علی نے ہاتھ اسکی گردن پر پس جدا ہو گئی گردن اور گر پڑا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ جس وقت
علی لڑتے تھے عمرو ابن عبدود سے تو پیغمبر خدا فرماتے تھے کہ آج کے روز کل ایمان مقابل کل شرک کے ہے کذا فی
حیات الحیوان الکبری انھیں مضامین کو ملا معین ہروی نے رقم فرمایا ہے کہ جب پیغمبر خدا رب لا تذرنی فردا و
انت خیر الوارثین فرما چکے بعد ازان حضرت مرتضی پیادہ روان شد و در ان معرکہ عمرو سوار بود و علی سر راہ بر وی گرفت
و گفت ای عمرو تو گفتہ کہ ہیچ کس مرا سہ چیز از دو چیز نخواند مگر اجابت کنم عمرو گفت بلی چنین ست امیر گفت من ترا
بخوانم بانکہ گواہی دہی کہ خدا یکی ست و محمد رسول او ست و منقاد شوی پروردگار را کہ پروردگار رحیم عالمیان
است عمرو گفت این توقع از من مدار کہ این امر از من نیاید امیر گفت امر دیگر اختیار کن کہ مباشرت آن امر ترا
بہتر است عمرو گفت آن کدام ست امیر المومنین گفت دست از محاربہ اہل اسلام بدار و بدیار خود باز گرد کہ اگر کار
محمد نظام و رونق گرفت و بر جماعت اعدای خود مظفر و منصور گشت تو اسعاد و امداد او بجای آوردہ باشی و اگر
کارش برعکس شود بے منازعت و مخاصمت تو آنچہ مقصود تو باشد بوصول پیوندد عمرو گفت زنان قریش این
نظم نہ کنند ہرگز کہ من قدرت یافتہ باشم بر نذر خویش و وفا ننمایم و بوطن باز گردم و نذر روی آن بود کہ روز بدر
کہ زخم خوردہ گریختہ بود نذر کرد کہ تا انتقام از محمد نہ کشد روغن بر سر نمالد القصہ چون عمرو ازین ہم دو امتناع
نمود امیر المومنین علی فرمود کہ کار ما و تو بجنگ و قتال قرار گرفت عمرو بخندید و گفت این خصلتی است کہ گمان نمی بردم کہ ہیچ کس
از دلیران عرب این التماس را از من تواند نمود باز گرد کہ تو ہنوز در حداثت سن ہستی ہنوز ترا وقت نیست کہ
با مردان در میدان نبرد درآئی و حال آنکہ میان من و پدر تو دوستی و برادری بود و نمیخواہم کہ خون تو بر دست ما ریختہ
شود امیر المومنین فرمود کہ اگر تو دوست نمیداری کہ خون من بر دست تو ریختہ شود من دوست میدارم کہ خون
ترا بریزم عمرو ازین سخن بغایت برآشفت و از مرکب خود فرود آمد و اسب خود را پی کرد و شمشیر خویش از نیام
برکشیدہ از سر خشم و غضب بر علی حملہ آورد و علی سپر بر سر کشید و در دفع ضرب کشیدہ و آن مقہور بیباک تیغ آتش ناک بر سر
امیر فرود آورد کہ اگر آن ضربت را بر کوہ خارا زدی از جا بر آمدی حاصل آنکہ تیغ تا بسپر با چنان تنگا رفت کہ از خم

آن بفرق ہمایون امیر رسید آنگاہ حیدر کرار بیک ضرب ذوالفقار بدن آن ملعون خاکسار را از بار سر سبکبار
گردانید و بالفور باواز بلند تکبیر بگفت وچون رسول آواز تکبیر علی شنید دانست کہ عمرو ملعون مقتول گشت خلاصہ یہ
ہی کہ ضرار ابن خطاب اور ہبیرہ ابن ابی وہب اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی جو ہمراہ عمرو تھے مقابلہ کیا ضرار
بھاگ کر نکل گیا ہبیرہ اور نوفل کو امیر المومنین نے قتل کیا منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مبارزۃ علی بن ابیطالب
یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ اور دوسری روایت ہی کہ ضربۃ علی یوم الخندق
افضل من عبادۃ الثقلین پس اس جنگ خندق کے وقوع مین اور اصحاب کے اضطراب وتحیر وخوف مین تو کوئی
شک نہین ہی اور عمرو بن عبد ود کی مبارزطلبی اور اصحاب کے سر بگریبان ہو کر کھڑے رہنے مین تو اختلاف
نہین ہی اور استیلا سے خوف وہراس ور اضطراب قلوب اصحاب تو قرآن مجید اور فرقان حمید سے ثابت ہی اور
وقت مبارزطلبی عمرو خوف سے اصحاب کے جان پرین جا نا خون کا بدنون مین خشک ہو جانا سر بگریبان ہو کر
کھڑے رہنا اور پیغمبر برحق کا فرمانا کون میرا دوست ہی کہ اس دشمن کے شر کو مجھ سے دفع کرے اور بار بار فرمانا
رسول خدا کا ہل مبارزہ احد اور کسی کا جواب نہ دینا بجز علی بن ابی طالب کے تو احادیث وتفاسیر وتواریخ وسیر
سے بلا اختلاف ثابت ہی اور یہی معرکہ یوم حدیبیہ پیغمبر برحق نے یاد بھی دلایا ہی اور حق تعالی نے کلام مجید مین
اذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر فرمایا ہی اس جنگ خیبر مین ہم بھی کہتے ہین کہ فرار کسی صحابی کا ثابت
نہین ہوتا مگر یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ ہل من مبارز بیارزہ کا جواب بھی کسی نے نہ دیا اور کسی نے اتنی ہمت
بھی نہ کی کہ دوستی پیغمبر ظاہر کرتا اور اس دشمن سے آنحضرت کے بچانے کی کوشش کرتا اگرچہ آتش جدال وقتال
کی تاب نہ لاتا فرار ہی کرتا فرار وثبات تو بعد مقابلہ ومقاتلہ واقع ہوتا ہی جو میدان کارزار مین نکلیگا نہین سکا
فرار وثبات کیونکر ثابت ہو سکتا ہی فرار تو باین وجہ افضل قرار پاتا ہی تدبر وتفہم ملا معین ذکر غزوۂ حنین مین
فرماتے ہین حضرت پیغمبر وقت سحر بود کہ تعبیہ لشکر نمودہ علمی بامیر المومنین عمر ودیگر بامیر المومنین علی ع ودیگر بسعد وقاص
وہمچنین ہر قبیلہ را از قبائل بلوائے اختصاص نمود نقل است کہ چون آن جنود ظفر ورود از مکہ بیرون شد نظر خجستہ اثر
صدیق اکبر بران کثرت وشوکت افتاد وبرزبان مبارکش گذشت کہ امروز بسبب قلت سپاہ مغلوب نخواہیم شد
وبواسطہ صدور این سخن در حنین اول لشکر بنی ثقلین شکست یافتند وآیت لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم درین باب نازل گشت ملا معین ہروی لکھتے ہین چون محل گذرگاہ تنگ بود
سپاہ اہل اسلام از طرق متعددہ بوادی حنین درآمدند مخالفان انتظار فرصت نمودہ یکبار بر مسلمانان حملہ آوردند
وتیر اندازان مشرکان جعبہ تیر بجانب اہل اسلام فرو ریختند مقدمہ لشکر خالد ابن ولید فرار نمود چہ اکہ ایشان ندانستند
دیگر تفرقہ در میان اہل اسلام بمرتبہ واقع شد کہ بیش از معدودی چند پیش آنحضرت نماندند واز جملہ دلاورانکہ دران
روز ثبات قدم ورزیدند امیر المومنین علی بود وعباس وعبد اللہ مسعود وسفیان بن حارث بن عبد المطلب واولاد
جعفر وربیعہ وقثم وفضل پسران عباس واسامہ بن زید وبرادر رضاعی او ایمن ابن ام ایمن وحضرت رسالت پناہ

۲؎ رکن چہارم باب یازدہم وقائع سال ہشتم از ہجرت صفحہ ۲۹۱ ۳؎ صاحب حبیب السیر وغیرہ لکھتے ہین صفحہ ۶۴ ج ۱

چون دیدکه اصحاب بمقتضاے الفرار ممن لایطاق من سنن المرسلین عمل مینمایند میفرمود الی این ایها الناس
پھر بعد چند سطرون کے رقم فرماتے ہین وروایت است که آن روز چهار کس پیش آنحضرت بیش نماند دو از بنی ہاشم
علیؑ وعباس وسفیان الحارث ویکی دیگر غیر بنی ہاشم وآن ابن مسعود بود پھر فرماتے ہین آوردہ اند که چون
اصحاب در حنین متفرق شدند حضرت مقدس نبوی صلی الله علیه وآله وسلم ویکچند معدودی که چهار نفر بود بنا بر
روایات باقی نماندند وکذا فی روضة الصفا وحبیب السیر پھر طامعین رقم فرماتے ہین در کشف الغمه آورده
که بعد از غزوۂ تبوک اعرابی بنزد آنحضرت آمد وگفت قومی از عرب در وادی الرمل آمده اند و داعیه آن دارند که
به سبیل شبخون بجانب مدینه توجه نمایند سرور صلی الله علیه وآله وسلم با یاران گفت که کیست سعیدی که دفع شر این
جماعت نماید طائفۂ از اصحاب صفه وغیرہم در امر رغبت نمودند آنگاه حضرت رسالت لوا را با امیر المومنین ابو بکر
صدیق داده بر آن طائفه امیر گردانید وبر سر راه اعدا فرستاد ومقام لفان را وادی بود کثیر الحجارۃ
والاشجار چنانچه انحدار دران وادی دشواری نمود وچون مومنان خواستند که پای دران وادی نهند ودست
برو ی نمایند ناگاه ارباب خلاف اتفاق نموده از ان وادی بیرون رفتند ودست بشمشیر وتیر برده نیران
قتال اشتعال پذیرفت چنانچه بسیاری از سپاه اسلام شربت شهادت چشیدند وباقی راه انهزام پیش گرفتند
وبمدینه مراجعت نمودند بعد از ان که آن سرور صلعم از ان واقعه اطلاع یافت عقد رایتی نمود وبفاروق اعظمؓ
تسلیم نمود وچون بمقصد رسید خواست تا دران وادی درآید مشرکان که از عقب اشجار واحجار کمین کرده بودند
بیرون آمدند وروی بمسلمانان بیاوردند وبعد از کوشش وکشش لشکر اسلام باز طریق فرار اختیار کرده بدار
اسلام معاودت نمودند بعد از وقوع این شیوه عمرو عاص که بشیوۂ مکر وحیله اختصاص داشت التماس
نمود که آنحضرت صلعم او را بر ایشان فرستند تا بمقتضاے الحرب خدعة عمل نماید واعدا را مغلوب ومقهور
گرداند آنحضرت التماس او را مبذول داشت واو را امیر جمیع گردانیده بجانب مخالفان فرستاد واو نیز چون متوجه
معاندان شد ودر مقابله ومقاتله ایشان درآمد منهزم باز گشت وبعضی از مسلمانان شهید شدند وبعد از چند روز
از مراجعت عمر ابن عاص حضرت نبوی از برای امیر المومنین علیؑ لوای راست کرد ودست بجانب آسمان برداشت
ودر شان او دعای نیکو به تقدیم رسانید وتا به مسجد احزاب بتشییع شاه مردان قدم رنجه فرمود وفرمان داد که
امیر المومنین ابو بکر وامیر المومنین عمر وعمرو ابن عاص وجمعی دیگر از یاران رضی الله عنهم دران سفر با امیر المومنین
علیؑ رفاقت نمایند واز صواب دید او تجاوز ننمایند امیر المومنینؑ علی از طریق وادی الرمل اعراض نمود متوجه عراق
عرب شد بعد از طی منازل گرد عزیمت محاربت مخالفان نموده روز از راه برکران میرفت وبآسایش واستراحت
می پرداخت وچون بمساکن اهل نفاق رسیده سپاه را بتسکین دلالت نمود وخود پیش پیش لشکر روان شد عمرو
عاص خواست تا درانچه رای امیر بران قرار گرفته تغییر داده دران قوم تفریق پدید آرد بیاران گفتند که چون ما را حضرت
رسالت بمتابعت شیر یزدان دلالت نموده پیرامون مخالفت او گشتن وبا تو اتفاق نمودن [illegible] عیبت القصه

له معارج النبوة رکن ۴ باب ۱۱ وقائع سال هشتم از هجرت ص ۲۹۳ ۲ه روضة الصفا ج ۲ ص ۱۵۲ ۳ه حبیب السیر ج ۱ ص ۶۵ ۴ه از کشف الغمه نقل کرده که زیاده از ده کس که نه نفر از ان هاشمی بودند و قولی آنکه غیر از چهار نفر ثبات قدم ننمودند ۵ه معارج النبوة رکن ۴ باب ۱۱ وقائع سال نهم ص ۲۹

شاہ مردان برانچہ ضمیر منیر او عکس انداختہ بود عمل نمودہ میراند تا وقت طلوع فجر بر سر عدو رسیدہ بر وفق خاطر خواہ الحمد للہ از معاندان انتقام کشید و صاحب کشف الغمہ گوید کہ سورۂ والعادیات درین باب نازل شدہ و آن سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحاب را بالفتح بشارت داد چون شاہ مردان مرتضی کرم اللہ وجہہ مراجعت نمودہ نزدیک مدینہ رسید آن سرور صلعم یاران را باستقبال امر فرمود و خود نیز با یاران روان شد دران زمان کہ چشم ولایت مآب و بر روی فرخندۂ آن سرور صلعم افتاد از اسپ پیادہ شد آن سرور فرمود کہ ای علی سوار شو کہ خدا و رسول او از تو راضی اند شاہ مردان از غایت فرح در گریہ درآمد آنحضرت فرمود کہ اگر اندیشہ آن نمی داشتی کہ طوائف امت دربارۂ تو گویند آنچہ دربارۂ مسیح یعنی عیسی ابن مریم گفتند ہر آئنہ دربارۂ تو سخنی میگفتم کہ بر ہیچ گروہی نمی گذشتی الا آنکہ خاک قدمت را بردا شتہ کحل الجواہر دیدہ خود و دیدۂ خویش میکردند حاصل یہ ہی کہ جنگ حنین مین بھی فرار ثابت ہی اور وادی الرمل مین تو سب تمام لشکر کے فرار فرمانا موجود ہی ہم تو یہ تعجب کرتے ہین تحریر عبد الحق اور بعض دیگر علمائے کہ اسقدر کیون کد و کاوش کی گئی ہی اور امر حق مین کس واسطے اخفا کیا گیا ہی کہ اکثر غزوات مذکورہ اور دیگر غزوات مین جو فرار اکثر مسلمین مذکور ہی کہ احد مین احزاب مین حنین مین بدر مین فرار اور جو جو امور باتیں منقول ہین کیا وہ افعال داخل مسلمین کے نہین تھے کیا وہ لوگ اصحاب کیار مین محسوب نہین تھے پھر جب ان سب کا فرار بلا خلاف ثابت ہی تو ان صاحبون کو اصحاب سے کیون مستثنی کیا جاتا ہی اگر انکا فرار بھی ثابت ہو تو کونسا بڑا نقصان ہی کہ مولانا صاحب تکملہ میں فرماتے ہین کہ از قطعیت خلافت قطعیت افضلیت لازم نیاید و ظنیت افضلیت ظنیت خلافت را مستلزم نگردد پس قطعیت فرار و قطعیت خلافت کی معارض نہین ہی اور ظنیت فرار تو قطعیت خلافت کے منافی بطریق اولی نہین ہی پھر فرار سے اسقدر فرار کرنا اور فرار کو ثبات قرار دینے مین اسقدر ثبات کرنا مقام استعجاب ہی تنبیہ مولانا صاحب صحیح بخاری سے نقل کرتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ براء بن عازب سے پوچھا کہ آیا تم بھاگے تھے حنین کے روز اسنے کہا ہان لیکن نہین بھاگے رسول خدا اور مرکز استقامت پر ثابت رہے اور اپنے بغلہ بیضا پر سوار تھے اور کہتے تھے انا النبی لا اکذب انا ابن عبد المطلب اس مقام پر عبد الحق صاحب رقم فرماتے ہین کہ جائز نہین اس جناب یعنی پیغمبر پر فرار اور ہرگز کسی مقام پر فرار و انہزام نہین کیا اور خود فرار کیا صورت رکھتا ہی ساتھ اس شجاعت کے اور حضرت حق کے ایسے مضبوط وعدے کے ہوتے متزلزل ہون اور فرار کرین نعوذ باللہ اور علما متفق ہین کہ سرور عالم نے ہرگز فرار نہین کیا اور قاضی عیاض نے شفا مین ابن مرابط سے نقل کیا ہی کہ جو کوئی کہے کہ فرار کیا پیغمبر برحق نے تو اسکو توبہ کرنا لازم ہی ورنہ قتل کیا جائیگا اور علامہ بساطی نے کہا کہ جو شخص گالی دے پیغمبر کو اسکا حکم اور جو کہے کہ پیغمبر خدا بھاگے اسکا حکم ایک ہی ہی یعنی توبہ بھی کرے تو مقبول نہین علما نے اختلاف کیا ہی کہ گالی دینے والے کی توبہ مقبول ہی یا نہین اور حکم قتل بطور ارتداد ہی یا بجہت تعزیر فقط اور تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر مین ہی کہ جناب رسول خدا نے ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصا عنایت فرمایا تھا تلوار کی ایک جانب لکھا تھا

فالجبن عار و فی الاقبال مکرمۃ + والمرء بالجبن لا ینجو من القدر۔ اور عصا پر یہ شعر تھا الجبانۃ فی الحروب عار + ومن فر لم ینج من النار۔ اور اسی مضمون کو صاحب معارج نے بھی لکھا ہی کہ اثنائے جنگ میں پیغمبر برحق نے فرمایا کون ہی کہ یہ شمشیر مجھ سے لے اور اسکا حق ادا کرے اصحاب آنحضرت نے خواہش کی مگر یہ شرف ابو دجانہ کو ملا اور ابو دجانہ اُس تلوار کو لیے ہوے میدان میں گیا اور مقاتلہ کیا یہ حال تھا کہ جس طرف وہ متوجہ ہوتا تھا کوئی اُسکے سامنے نہ ٹھہرتا تھا حاصل یہ ہی کہ پیغمبر خدا نے خلفاے ثلاثہ کو لعمکو بھی اور انھم منی وانا منھم اور جبرئیل نے انا منکم نہین فرمایا اور حق تعالیٰ نے اُن سب کو نفس رسول نہین قرار دیا کہ فرار جز مستلزم فرار کل ہو جائے یا اُن سب کے فرار سے فرار پیغمبرؐ اور جبرئیل لازم آئے اور محکوم بکفر و ارتداد ہو جائے اور پیغمبرؐ نے من سب اصحابی فقد سبنی بھی نہین فرمایا کہ فرار و سب حکم واحد مین قرار پائے اور قائل فرار اصحاب ثلاثہ قائل فرار پیغمبرؐ مین محسوب ہو کر واجب القتل سمجھا جائے ہان یہ فرار ایک ایسی صفت تو ضرور ہی کہ جو اس فرار کی نسبت پیغمبر کو دی وہ بلا شک کافر مرتد واجب القتل ہی اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہی کہ جب رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا کہ تم اپنے یارون کے ساتھ کیون نہ فراری ہوے تو اُنھون نے جواب دیا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ یہ صفت فرار شجاعان ذیوقار کے لیے البتہ ننگ و عار ہی خلفاے ثلاثہ کو اس سے کیا سروکار ہی وہ تو رضی عنہم افضلیت کثرت ثواب سے ممتاز ہین اور فضلہم علی ترتیب الخلافۃ سے سرفیاب ایک صفت فرار سے متصف ہونا قطعیت خلافت اور اکثریت ثواب کے معارض نہین ہی اگرچہ اکثریت ثواب بھی ظنی ہی قطعی نہین ہی بلکہ تقلیدی ہی کہ مولانا ے ممدوح کو تقلید کرنا پڑی ہی رقم فرماتے ہین کہ ما مشایخ سلف را چنان یافتیم کہ میگویند افضل ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی مرتضیؑ و حسن ظن ما بر ایشان اقتضای آن کند کہ اعتقاد کنیم کہ اگر ایشان برآن دلیلی نمی دانستند حکم بدان نمی کردند و اتفاق بران نمی نمودند و ما درین مسئلہ افضلیت اتباع ایشان می کنیم و براہ تقلید ایشان میرویم و حقیقت امر را بعلم الٰہی تفویض مینمائیم اور قبل اس عبارت کے ایک جملہ یہ بھی رقم فرماتے ہین کہ امامت مفضول باوجود فاضل نزد اہل سنت و جماعت جائز است و عدم جواز آن قطعی نیست اور اسی تکملہ پر مولوی حبیب اللہ صاحب نے صفحہ ۸۲ بہ نشان ہ حاشیہ رقم فرمایا ہی کہ وجوب نصب امام متفق علیہ است الا وجوبش بر حق تعالیٰ است یا بر خلق درین اختلاف کردند صحیح آنکہ بخلق واجب ست بدلیل نقلی یعنی بحدیث سرور عالم کہ فرمودند کسی کہ بمیرد و امام زمانش معلوم نہ گرداند بہ تحقیق آنکس مرد مانند موت ایام جاہلیت و بدلیل عقلی اینکہ جمع صحابہ کبار از مہاجرین و انصار بعد وفات سرور عالم نصب امام از اہم مہمات قرار دادند حتی کہ بر دفن آنحضرت ہم آنرا مقدم گردانیدند الخ پس آن دلائل قطعیہ سے قطعیت خلافت کا ثبوت ہی اگرچہ مولانا ی موصوف نے اپنا حسن ظن اس مسئلہ مین باتباع مشائخ سلف ظاہر فرمایا اور اُنکی تقلید کو واجب جانا لیکن انی تارک فیکم الثقلین اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے روگردانی فرمائی اور حسب بالاتفاق ثابت ہی کہ امامت مفضول کی باوجود فاضل کے جائز ہی تو ہزار بار کا

لہ مدارج النبوۃ [illegible] سطر اول

قرار بھی ایک ذرہ اُنکو نقصان نہین پہونچا سکتا اور اُسپر دلیل مولوی حبیب اللہ صاحب کی کس قدر قطعی
ہی کہ جو شخص مرے اور اپنے امام زمان کو نہ پہچانتا ہو تو اُسکی موت مثل موت ایام جاہلیت کے ہی پس واجب
ہی کہ جس مفضول سے مفضول کو پائے فوراً امام بنا لے اور اُسکو امام زمان کا خطاب دیدے اور بیعت کر لے
اگرچہ ناگہان کیون نہ ہو حق تعالےٰ اُس کے شر سے بچا ہی لیگا اور دلیل عقلی کا تو کیا کہنا عقلا کا دم بند کر دیا
کہ جمیع صحابۂ کبار و مہاجرین و انصار نے نصب امام کو ایسا اہم قرار دیا کہ دفن پیغمبر پر مقدم گردانا مگر خلیفۂ
ثانی نے اُس اجماع اور اُس بیعت کو شر محض و ناگہانی قرار دیا چنانچہ صحیح بخاری مین موجود ہی کہ خود حضرت عمر
فرماتے تھے الا وان بیعۃ ابی بکر قد کانت فلتۃ ولکن اللہ وقی شرھا یعنی آگاہ ہون اہل اسلام بہ تحقیق
بیعت ابی بکر کی تھی ناگہانی و دفعۃً لیکن خدا نے اُسکے شر سے بچا لیا لیجیے دلیل عقلی تو سراسر شر محض نکلی اب
دلیل نقلی جو شرح عقائد نسفی مین بھی متفق علیہ بین الفریقین موجود ہی قال رسول اللہ من مات ولم یعرف
امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو شخص مرے اور نہ پہچانتا ہو اپنے امام زمان کو تو موت اُسکی موت
موت مثل جاہلیت کے ہی یعنی کافر کی موت مرا ہی اب انصاف کا مقام ہی کہ جو رسول معرفت امام زمان کو اسقدر
ضروری دین فرما دے وہی رسول بعد اپنے امام کو معین اور مقرر نہ کر جائے اور اپنی امت کو ورطۂ اضطرار مین
ڈال دے کہ ہر ایک اُس مین سے کہے منا امیر و منکم امیر اور پیغمبرؐ کو بے دفن و کفن تنہا چھوڑ دین کیا
پیغمبرؐ کو اپنے بیگور و کفن پڑے رہنے کا خیال بھی نہ آیا کیا پیغمبر خدا مثل حضرت ابو بکر کے بھی نہ تھے کہ استخلاف
فرماتے یا مثل حضرت عمر کے عشرۂ مبشرہ پر منحصر فرماتے کہ دفن و کفن مین تاخیر تو نہ ہوتی امت تہ دل سے دفن
تو کرتی اس حدیث مین چند امور قابل گذارش ہین **امر اول** من مات اعم ہی کہ شامل ہی اصحاب اور کل مسلمین
کو اور لم یعرف کے معنی لم یجعل کے نہین ہین کہ معرفت کے معنی اور استعمال لفظ کو اُسکے ہم بیان کر آئے
ہین کہ معرفت حصول صورت الشئی فی العقل کو کہتے ہین یا اشیاے بسیط کے جاننے کو یا اشیاے معلوم شدہ
فراموش ہو جائین اور بار دوم اُسکو جانے اس بار دوم کے پہچاننے کو معرفت کہتے ہین پھر فرمایا امام
زمانہ یعنی اپنے زمانہ کے امام کو پس ہر زمانہ مین وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی عدم معرفت کفر ہی پس بہ مجرد
وفات فرمانے پیغمبر کے وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی معرفت تمام مسلمین اور اصحاب آنحضرت پر فرض ہی اور جماع
ہوا تو نصب امام پر نہ معرفت امام پر کہ جو واجب تھی اور بالاتفاق ثابت و صریح ہی کہ پیغمبر کی تدفین و تکفین و تجہیز
کل مسلمانون پر اور خصوصاً اصحاب پر آنحضرت کے واجب تھی پس قبل از تحقق اجماع صحابہ کے پاس کونسی دلیل تھی
وجوب تعیین امام کی نہ کوئی نص کلام مجید مین پائی جاتی ہی نہ کوئی حدیث ہی کہ پیغمبرؐ نے امت کو تعیین امام کا حکم
دیا پھر اصحاب کے پاس کونسی سند تھی کہ اتفاق کیا تعیین امام پر اور اتفاق بھی تو ثابت نہین کہ علیؑ اور عباس
اور ابی ذر اور مقداد و عمار و بریدۂ اسلمی و خالد ابن سعید بن عاص اور ابو الہیثم ابن التیہان و سہل و عثمان ابنا
حنیف و خزیمہ ابن ثابت ذو الشہادتین و ابی ابن کعب و ابو ایوب انصاری اور کل بنی ہاشم وغیرہ شریک

لہ صحیح بخاری مطبوعہ مصر جزو ۴ صفحہ ۶۵ سطر ۱

اجماع بالاتفاق نہ تھے پس تعین امام کو اہم مہمات سے قرار دینا اور دفن آنحضرتؐ سے مقدم کرنا تاکہ دفن
وکفن آنحضرت کا بالاتفاق واجب تھا کس دلیل سے واجب ہوا اور نصب امام کا وجوب اجماع پر کسنے
واجب کیا امر دوم فرمایا پیغمبر برحق نے کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر بعدھا ملکا عضوضا
یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہی بعد اسکے ہونگے بادشاہی گزندہ اس حدیث مین بھی ذکر خلافت مقیدہ
ہی اور حدیث اول مین ذکر امامت لیکن امام اور خلیفہ کا نہ بالاجمال ذکر نہ بالتفصیل کہ جسکی معرفت واجب ہو فرمانا
آنحضرتؐ کا امام زمانہ عام ہی شامل ہی ہر زمانہ کو اور ثلثون سنۃ مقید ہی تیس برس تک کو پس کیا بعد تیس برس
کے حدیث من مات الخ منسوخ متصور ہو گی یا بعد ثلثین سنہ کے موت تمام امت محمدیہ کی موت جاہلیت
قرار پائیگی اور اگر بفرض محال ان تیس برس کو خلافت کاملہ کہین اور بعد اسکے تا زمانہ خلفاے عباسیہ خلافت
کو ناقصہ اور خلافت مجازی قرار دین تو پھر بعد خلفاے عباسیہ تو تمام امت کی موت موت جاہلیت ہو گی
اور بعد خلفاے عباسیہ کے تا زمانہ حال جو اجماع امت خلیفہ بنانے پر نہین ہوا تو یہ گویا اجماع ہوا عدم
نصب امام پر اور اجماع ضلالت تو ہو سکتا ہی نہین مگر موت جاہلیت سے نجات دشوار ہی جب تک
خلیفہ نہ ہونے کو خلیفہ قرار نہ دین اور اگر دین تو البتہ جہالت کی موت سے نجات مل سکتی ہی اور یہ بھی ثابت
ہی کہ خلفاے عباسیہ مین سے بعضے جابر اور خارج از دائرۂ عدل واحسان بھی ہوے ہین اور انکو امام
زمان کا خطاب دیا گیا ہی پس کیا وہ خلفاء مصداق قولہ تعالی نہین ہین وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار
اور اطاعت وانقیاد کرنا انکا ضلالت نہ ہو گا اور معرفت انکی موت جاہلیت سے نجات دے سکتی ہی حاصل
یہ ہی کہ یہ وہ مقام دشوار ہی کہ صاحب عقائد نسفی نے فالامر مشکل فرما کر چھوڑ دیا ہی مگر محشی شارح نے
بہ نشان نمبر ۲-۱ اسے فالامر مشکل پر حاشیہ لکھا ہی وھو ھذا لانہ لو وجب الامام بعد الخلفاء العباسیۃ
ایضا لزم اطباق الامۃ فی اکثر الاعصار علی ترک الواجب لانتفاء الامام المتصف بما یجب من الصفات
واللازم منتف لان ترک الواجب معصیۃ وضلالۃ والامۃ لا یجتمع علی الضلالۃ والجواب انہ
انما یلزم الضلالۃ لو ترکوہ عن قدرۃ واختیار لا عن عجز واضطرار شرح مقاصد جواب الجواب
اقول ان ارتفاع القدرۃ والاختیار واستیلاء العجز والانکسار مع کثرۃ امۃ رسول المختار و
وجود السلاطین ذوی الاقتدار وتسلط الامراء والملوک صاحب الاختیار محال وعذر بارد
وتعلیل علیل ودلیل غیر جمیل امر سوم حضرت ابوبکر کا استخلاف فرمانا چنانچہ اصحاب سیر وتواریخ وحدیث
بالاتفاق لکھتے ہین کہ جب صدیق اکبر کی علالت زیادہ ہوئی اور تاب وطاقت کم ہوئی تو ایک عہد نامہ لکھا
اور صحابہ مین سے ایک کو دیا کہ مسجد مین لیجاؤ مہاجر وانصار وضیع وشریف کو طلب کرو اور یہ عہد نامہ سناؤ
غرض وہ شخص عہد نامہ لیے ہوے مسجد مین آیا وہان سب کو مجتمع پایا کہا کہ ای یاران رسول خلیفۂ رسول نے
کچھ لکھا ہی اور اسکی متابعت کا حکم فرمایا ہی خواجہ احمد محمد ابن علی المعروف باعثم کوفی کے ترجمۂ مطبوعۂ بمبئی مین

یہ عبارت لکھی ہی ہمہ گفتند اتقرینہ بایدکرد پس کاغذی کہ بخط صدیق بود و عمر خطاب را خلیفہ خویش کردہ بود
بیرون آوردو برایشان بخواندقومی گفتند سمعنا واطعنا وجماعتی خاموش بودند پس طلحہ ابن عبد اللہ
نزدیک امیر المؤمنین ابوبکر صدیق شد و گفت ای خلیفہ رسول عمر خطاب را بر مسلمانان خلیفہ می کنی صدیق فرمود
چرا خلیفہ نہ کنم طلحہ گفت عمر مردی درشت است و دانستہ کہ مردم از غلظت او چہ رنج دیدہ اند در حیات تو و اگر
عیاذا باللہ از سرای فانی بدار جاودانی انتقال کنی چہ ایذا ہا بمردم رسد و توان دانست کہ بہر چہ منوال ما با
زندگانی کند ولا شک دران جہان ازین معنی ترا سوال کنند کہ بکار زیر دستان چگونہ پرداختی و کدام کس را بر
مسلمانان نائب و خلیفہ ساختی غرض صدیق اکبر نے ایک نہ سنی اور طلحہ کو جواب دیا کہ مین خدا کو جواب دونگا
کہ بہترین مردم کو مین نے خلیفہ کیا پھر عثمان کو طلب کیا اور وصیت نامہ لکھوایا کہ عمر ابن خطاب کو مین نے
اپنا نائب و خلیفہ کیا اور اس مین بہت سی شرطین نصیحت آمیز لکھین اور عمر ابن خطاب کو بلوایا اور زبانی بھی
بہت سی نصیحتین کہین اور وہ عہد نامہ سنایا پھر حاضرین صحبت کی طرف متوجہ ہوے اور اسی اثنا کو فی مین
یہ عبارت ہی کہ فرمود ای امت رسول عمر ابن خطاب را بر شما امیر گردانیدم راضی باشید و از فرمان او سر بر
مگردانید تا بخدای سبحانہ و رسول او قربت یابید گفتند سمعنا و اطعنا و از نزدیک او دل تنگ بیرون آمدند
اس استخلاف مین بھی بعض مقام لائق توضیح ہین اولا استخلاف فرمانا حضرت صدیق کا اتباع اور سنت پیغمبر
کے مخالف ہوا کہ آنحضرت نے اپنی امت کو ایسا لائق اور فائق اور عادل قرار دیا کہ امر امامت کو کہ جسکی عدم
معرفت کفر ہی اجماع امت پر منحصر کر دیا اور لن یجتمع امتی علی الضلالۃ سے سرفراز فرمایا لیکن دو ہی برس
مین اس امت کا یہ حال ہوا کہ انکے اجماع پر وثوق نہ رہا اور بے بنیاد تصور کر کے استخلاف کرنا پڑا اگر جس طرح کہ
استخلاف نہ کرنا پیغمبر کا دلالت کرتا ہی کہ نصب امام بحدیث من مات الخ خلق پر واجب ہی اسی طرح استخلاف
صدیق اکبر دلالت کرتا ہی کہ اجماع امت ضلالت ہی ورنہ استخلاف کی کیا حاجت تھی اگر اجماع امت علی
الضلالۃ محال تھا تو استخلاف بالضرور ضلالت پائیگا اور طلحہ کے اعتراضات اور ایک قوم کا سکوت سمعنا
و اطعنا سے اور رنجور و دلتنگ ہو کر چلے جانا اسپر دال ہی ثانیا جسطرح صدیق نے آخری وقت
دوات و قلم طلب کیا اور وصیت نامہ لکھا اسی طرح تو رسول نے بھی قریب وفات دوات و قلم طلب فرمایا تھا
جسپر فاروق اعظم نے ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی کو نسبت ہذیان دی اور کہا کہ یغلب علیہ
الوجع یعنی درد انپر غالب ہو گیا جسپر پیغمبر خدا کو غصہ آیا اور فرمایا قوموا عنی یعنی دور ہو مجھ سے یا چھوڑ دو
مجھ کو اس کلام سے کس قدر ملال آنحضرت ظاہر ہی اور اسی کو ابن عباس یاد کرتے تھے اور روتے تھے کہ سنگریزے
آنسوؤن سے تر ہو جاتے تھے اور صدیق اکبر نے جب دوات و قلم طلب فرمایا تو نہ کسی نے نسبت ہذیان کی
دی نہ انحراف سنت پیغمبری سے متنبہ کیا نہ حدیث لن یجتمع الخ یاد دلائی گئی حالانکہ وقت تحریر کرانے
وصیت نامہ کے حضرت ابوبکر پر غشی طاری ہوئی چنانچہ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ طائفہ از علما داخبار

لہ روضۃ الصفا ج ۲ صفحہ سطر

از اسلم مولای عمر چنین روایت کنند کہ عثمان ابن عفان در زمان اشتداد مرض ابوبکر بإشارت او این کلمہ در قلم آورد کہ خلیفہ بعد از ابوبکر و در ان حین ابوبکر از ہوش رفتہ و عثمان لمحہ توقف کردہ نوشت کہ عمر خواہد بود و چون ابوبکر بہوش آمد صحیفہ را طلب داشت نام عمر در ان جا ثبت دید پرسید کہ این نام را کہ نوشت عثمان جواب داد کہ من در قلم آوردم ابوبکر فرمود کہ رحمک اللہ جزاک اللہ خیرا غرض دن کو وصیت نامہ لکھا اور شب کو انتقال فرمایا اور وقت تحریر وصیت نامہ بھی بیہوشی عارض ہوئی مگر نہ کسی نے غلب علیہ الوجع کہا نہ حسبنا کتاب اللہ فرمایا اور پیغمبر باوجود ثبات عقل اور ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہونے کے متصف بہ غلب علیہ الوجع ہوئے اور لوگون کو تردد ہوا کہ پیغمبر برحق مختلط العقل ہوگئے فقالوا ما شانہ اھجر یس کہا ان لوگون نے کیا حال ہے اور کیا ہوا ہی اُسکو آیا مختلط اور پریشان ہی کلام اُسکا اور فحش و ہذیان بکتا ہی اعوذ باللہ من ہذا المقال اور یہ سب نسبتین پیغمبر خدا کو فقط اسوجہ سے دیگئین کہ فرمایا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی اور اس وصیت نامہ کو کہ جسکی شان مین پیغمبر نے لن تضلوا فرمایا لکھنے نہ دیا اور کہا کہ حسبنا کتاب اللہ حالانکہ حجۃ الوداع سے پھرتے وقت غدیر خم مین حضرت فرما چکے تھے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی مگر تھوڑے ہی عرصہ مین عترتی اہل بیتی کو کہ مکرر حضرت سنے فرمایا تھا بھول گئے معلوم نہین لن تضلوا بعدی سے کیون تنفر تھا کہ فقط حسبنا کتاب اللہ پر اکتفا فرمائی اور جب صدیق اکبر نے باوجود غلبہ درد و تواتر عروض بیہوشی کے انکین حضرت عمر کے واسطے وصیت نامہ لکھا تو یغلب علیہ الوجع کا تو کیا ذکر ہے حسبنا کتاب اللہ کو بھی فراموش فرمایا اور بطیب خاطر اس وصیت نامہ کو منظور فرمایا مقام تاسف اور انصاف ہی کہ فقط اکتب لکم کتابا فرمانے پر نسبت ہذیان کی آنحضرت کو دی یغلب علیہ الوجع فرمایا جسکے جواب مین پیغمبر نے فرمایا قوموا عنی اٹھ جاؤ دور ہو جاؤ مجھ سے دعوانی ذرونی چھوڑ دو مجھ کو اور رہا کرو مجھ کو اس نزاع اور خلاف اور لغط سے یہ سب گوارہ کیا مگر تحریر وصیت نامہ لن تضلوا گوارہ نہ کی حاصل یہ ہی کہ باعث ضلالت اہل اسلام اگر ہی تو یہی ایک امر ہی کہ کتابت لن تضلوا بعدی نہ لکھی گئی اسواسطے کہ اگر آنحضرت رسول برحق اور ما ینطق عن الھوی سے تھے تو اکتب کتابا لن تضلوا بعدی بھی بوحی الٰہی فرمایا تھا پس بالضرور عدم تحریر کتابت باعث ضلالت ہوئی اور قول آنحضرت قوموا عنی اور دعونی ذرونی یعنی اٹھ جاؤ دور ہو مجھ سے چھوڑ دو مجھ کو یہ سب گوارہ کیا اور کتابت گوارہ نہ کی اور جب حضرت ابوبکر نے وصیت نامہ لکھا اور سنا یا تو سمعنا واطعنا کے نعرے بلند ہوے فتبصر ولا تغفل و رکیا نسیان غالب ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر بھی اپنا فرمانا بھول گئے چنانچہ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ جب بیعت ابوبکر کی منعقد ہو چکی اور علیؑ طلب کیے گئے اور آپ سے بھی بیعت پر اصرار بالجبر کیا گیا تو اُسوقت حضرت مرتضی نے بھی اپنا استحقاق ظاہر فرمایا کہ ما حجت شما بر شما بیکار میدارم و دعوی بر شما بحجت می آرم اُسکے جواب مین فرمایا کہ ای ابو الحسن اگر من دانستمی کہ تو درین کار رغبت کنی قبول نکردمی

لہ تشیید المطاعن ص ۲۶۹ سطر ۱۳۳۴ سہ

اکنون کہ مردمان بیعت کردند اگر تو ہم موافقت نمائی خطای ماصواب بودہ باشد اور نیز روضۃ الاحباب مین بھی رقم فرمایا ہے اور یہ روضۃ الاحباب وہ ہے جسکی مدح مین شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہین کہ عمدہ ترین کتب سیر ہے لہذا مین بخوف طول خلاصہ اسکا اور بعض بعض مقام پر بعینہ عبارت بھی نقل کرتا ہون لکھتے ہین کہ بعد از فراغت بیعت عام کو مجمع مہاجرین وانصار مین طلب کیا اور کہا کہ سب نے بیعت ابو بکر کی تم بھی بیعت کرو علیؑ نے فرمایا کہ من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ این منصب اگر فتید بر شما حجت میگیرم انصاف راست بگوئید کہ بحضرت رسالت اقرب کیست عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت نکنی علیؑ گفت اول مرا جواب باصواب بگوئید بعد ازین از من بیعت جوئید غرض ابو عبیدہ نے کہا کہ آپ بواسطہ سبقت اسلام و فضل قرابت کے سزاوار خلافت ہین لیکن اصحاب نے بیعت کی ہے آپ بھی اگر موافقت کرین تو بہتر ہو علیؑ نے جواب دیا کہ تو امین این امتی بقول رسول مختار مقتضای امانت و راستی است در گفتار و کردار مو ہمچنین کہ حق سبحانہ تعالی بخاندان نبوت کرامت کردہ در بند ما نباشید کہ بجای دیگر کنید سبط قرآن و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم ماایم و بواسطۂ این امور خلافت را شائستہ و امارت را سزاواریم بشیر ابن سعد انصاری نے کہا کہ اگر آپ پہلے ادعا کرتے تو سب آپ سے بیعت کرتے لیکن آپ نے خانہ نشینی کی لوگون کو گمان ہوا کہ خلافت سے آپ نے کنارہ کیا جناب امیر المومنینؑ نے جواب دیا کہ ای بشیر تو روا می داری کہ من جسد انور و قالب اطہر سید عالم را غسل نادادہ و تجہیز و تکفین او نہ نمودہ و از دفن او فراغت نہ کردہ دم از طلب حکومت زدمی و با مردم در منازعت و خصومت شدمی ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکی ازینہا مقابلہ صد کلمہ بلکہ صد ہزار کلمہ است در رفق و مدارا درآمد و گفت ای ابو الحسن مرا گمان این بود ترا با من مضائقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمی کردم اکنون کہ مردمان با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان اتفاق نمودہ ظن مارا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین تامل و تفکر نمای ہیچ حرجی نیست انتہی پس وقت تحریر وصیت نامہ بھی یاد نہ آیا کہ مجمع اصحاب مین فرما چکے تھے کہ اگر تو ہم موافقت نمائی خطای ماصواب بودہ باشد و اگر می دانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمی کردم **ثالثا** حضرت عمر نے قریب انتقال شوری مقرر کیا کہ علیؑ و عثمان و طلحہ و زبیر و سعد و قاص و عبد الرحمن تین روز مین مشورہ کرکے ایک کو ان مین سے خلیفہ بنائین و قال لا یمضی الیوم الرابع الا و لکم امیر و ان اختلفتم فکونوا مع الذی معہ عبد الرحمن فمضی علیؑ الی العباس و قال لہ عدل عنا لان سعد لا تخالف عبد الرحمن لانہ ابن عمہ و عبد الرحمن صہر عثمان فلا یختلفون فیولیہا احدہم الآخر یعنی چار روز نہ گذرین کہ تم پر امیر یعنی خلیفہ مقرر ہو جائے اور اگر اختلاف ہو تم مین تو جس طرف عبد الرحمن ہو اس طرف تم رجوع کرنا اور عبد الرحمن کی متابعت کرنا اس احوال کو علیؑ نے عباس سے کہا اور کہا کہ سعد ابن عم عبد الرحمن ہے اور عبد الرحمن بہنوئی عثمان کا پس ایک دوسرے کی خلافت کا خواہشمند ہوگا پس ضرور عثمان

له از ذوالفقار ص ۹۶ سطر ۲ ازالۃ الخفا ح ۲ مطبوعہ بریلی ص ۱۶۸

خلیفہ ہوگا اعثم کوفی لکھتے ہین کہ کہا حضرت عمر نے کہ اگر یہ چھ آدمی بعد میرے تین روز تک طلحہ ابن عبد اللہ کا انتظار کرنا اور بعدہ ان چھ شخصون مین سے جسکو لائق سمجھنا اپنے اوپر امیر کر لینا کہ مین نے ان چھ شخصون کو امر خلافت سپرد کیا ہی اور میرے پسر عبد اللہ کو بلوانا اس شرط سے کہ تم اسکو امر خلافت مین کوئی حصہ نہین ہی اور جس شخص کو تم ان مین سے تم اختیار کرو اور کوئی اس سے مخالفت کرے تم اسکو قتل کرنا اور ایسا ہی دیگر اصحاب سیر نے بھی لکھا ہے چنانچہ ابن اثیر[له] نے تاریخ کامل مین روایت کی ہی اور تصریح کی ہی کہ اگر تین تین ایک دوسرے کے مقابل مین ہو جائین فحکموا عبد اللہ ابن عمر فان لم یرضوا بحکم عبد اللہ ابن عمر فکونوا مع الذین فیهم عبد الرحمن و اقتلوا الباقین پس حاکم کرنا عبد اللہ ابن عمر کو اگر اسپر بھی راضی نہ ہون تو جس طرف عبد الرحمن ہون اُس طرف تم ہونا اور قتل کرنا باقی کو اب صاحبان بصیرت پر مخفی نہ رہا کہ سوا عثمان کے کون خلیفہ بن سکتا ہی اور کون خلیفہ بنا سکتا ہی چھ شخصون کا نام لینا بھی حکمت عملی و رتالیف قلوب سے خالی نہین تھا کہ سعد ابن عم عبد الرحمن اور خود عبد الرحمن صهر حضرت عثمان اُسپر قطعیت حکم قتل مخالف پر کون کلمۂ مخالفت کہہ سکتا ہی سبحان اللہ دو ہی کلمونمین بیخ و بنیاد مخالفت کی کھود کر پھینک دی کہ یہ تین شخص تو آپس مین مخالفت کر نہین سکتے کہ ایک چچازاد بھائی دوسرے بہنوئی تیسرے سالے اجماع ان ثلاثہ کا ضروری ہی اب رہے علیؑ کہ وہ اور طلحہ و زبیر ممکن ہی کہ ایک راے نہ ہون اور اگر ایک راے بھی ہوے تو عبد الرحمن جس طرف ہونگے وہ راے مقبول ہوگی اور مخالفین کے لیے شرط قتل لگی ہوئی ہی تو علیؑ و طلحہ و زبیر ضرور مقتول ہونگے بچشم انصاف دیکھیے تو دو شخصون پر انحصار امام بنانے کا ہوا اور ایک پر انحصار خلافت کا اور ما بقی قابل قتل سبحان اللہ دو شخصون پر اطلاق اجماع امت کا کیسا زیبا اور درست و بجا ہی یہ فرمان حضرت عمر کا اجماعی ہی اختلافی نہین مین حیران ہون کہ اس حکم کا نام اجماع ہی یا قتل پیغمبر خدا تو بنا بر گمان اہل سنت تمام اصحاب کے حق مین اور خاص امیر المومنین علی بن ابی طالب کے حق مین فرمائین اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم اور علی مع الحق والحق مع علی اور اللهم ادر الحق حیث ما دار و القران مع علی و علی مع القران و من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه و علی منی و انا منه اور ما ورا اسکے آیات و احادیث جو فضائل و مناقب مین ہین اُنکا ذکر باعث طول ہے وہی اصحاب اور وہی علیؑ بفرمان حضرت فاروق واجب القتل ٹھہرین اور حق عبد الرحمن کی طرف رہے یہ چھ شخص تو عشرۂ مبشرہ مین سے تھے پس اصحابی کالنجوم ہونے نے اور علی مع الحق ہونے نے کیا نفع دیا فضلیت عشرۂ مبشرہ ہونے کی کیا کام آئی مہاجر صاحب بیعۃ الرضوان صاحب حل عقد ہونے نے کون سی جان بخشی کی فاعتبروا یا اولی الابصار اور سب پر طرہ یہ ہی کہ واجب القتل ہونے پر کوئی حدیث بھی نہین بنائی گئی نہ اُنکے ارتداد و نفاق پر کوئی دلیل بیان ہوئی نہ اُنکا کفر ثابت کیا گیا معلوم نہین کس جرم پہ کشتنی و گردن زدنی ہوے حق تعالی نے تو اہل بدر و حدیبیہ اور احد کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا اختیار دیا جیسا کہ تکملۃ الاکمال مین مرقوم ہی ان اللہ قد اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

وجای دیگر فرمود لن یدخل الله النار رجلا شهد بدر والحدیبیة و در حدیث دیگر آمده است کہ آن
ملائکہ کہ در غزوۂ بدر حاضر بودند فضل و عزتی در درگاہ خداوندی دارند کہ دیگران را نیست فاھل احد بعد
از اہل بدر فضیلت مر اہل غزوہ احد راست انتہی جن اصحاب کے یہ فضائل ہون کہ اہل بدر و حدیبیہ اور احد ہون
بلکہ ان سب کا خلاصہ ہون عشرۂ بشرہ سے مخاطب ہون حق تعالی تو انکو مرفوع القلم کردے کہ جو چاہو کرو مین
بخش دونگا مگر فاروق اعظم بید ھڑک اُنکے قتل کا حکم لگادین یہ حکم حضرت فاروق کا تو فوق حکم خدا و رسول
بلکہ ناسخ حکم خدا و رسول قرار پاتا ہے حاصل یہ ہے کہ بعد شہادت خلیفۂ ثانی مطابق وصیت جب تین روز گذر گئے
ثم جمع[له] عبد الرحمن الناس بعد ان اخرج نفسه عن الخلافة فدعا علیا فقال علیک عهد
الله ومیثاقه لتعملن بکتاب الله وسنة رسوله وسیرة الخلیفتین من بعده فقال ارجو ان
افعل واعمل مبلغ علمی وطاقتی ودعا بعثمان وقال له مثل ما قال لعلی فرفع عبد الرحمن راسه
الی سقف المسجد وید ه فی ید عثمان وقال اللهم اسمع واشهد اللهم انی جعلت ما فی رقبتی من
ذلك فی رقبة عثمان وبایعه فقال علی لیس هذا اول یوم تظاهرتم علینا فیه فصبر جمیل والله المستعان
علی ما تصفون یعنی جمع کیا عبد الرحمن نے آدمیون کو اور بلایا علیؑ کو اور کہا کہ تم پر عہد و میثاق خدا ہے کہ عمل کرو
ساتھ کتاب خدا کے اور سنت رسول کے اور سیرۃ خلیفتین کے جواب دیا علیؑ نے کہ امید کرتا ہون مین کہ عمل کرونگا
اپنے مبلغ علم و طاقت کے ساتھ پھر بلایا عثمان کو اور اُنسے بھی ویسا ہی کہا جو علیؑ سے کہا تھا پس عبد الرحمن نے
سر اپنا سقف مسجد کی طرف بلند کیا اور ہاتھ عثمان کا اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوے تھے اور کہا کہ خداوندا سن تو
اور گواہ رہ تو خداوندا جو کچھ امر خلافت سے میری گردن مین تھا مین نے عثمان کی گردن مین ڈالا اور بیعت کی
اُسکی اُسوقت علیؑ نے فرمایا کہ یہ پہلا دن نہین ہے کہ آپس مین ایک دوسرے کو مدد دی تم نے اور ہم پر غلبہ کیا تم نے
اس امر مین فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون افسوس صد ہزار افسوس کہ خلیفۂ ثانی نے تین روز
کی مدت مقرر فرمائی اس تقرری مدت مین ماورا دیگر مصالح کے ایک مصلحت تو بدیہی یہ تھی کہ بعد وفات تجہیز و تکفین
و تدفین مین کسی طرح کا خلل در پیش نہ ہو کل مسلمین شریک مشایعت ہون تجمل و شوکت سے مدفون ہون اگرچہ
اس چار روز کی مدت مین من مات ولم یعرف کے مصداق ہوکر مومنین جہنم واصل ہون یا تو نصب امام ایسا
اہم مہام تھا کہ دفن پیغمبر پر مقدم گردانا گیا یا ایسا امر سہل ہو گیا کہ تقریب سوم خلیفۂ ثانی سے بھی موخر گردانا گیا
ایک شعر مولانا روم کا مشہور اور زبان زد خلائق ہے وہ یہ ہے ؎ چون صحابہ طمع دنیا داشتند + مصطفی را بے کفن
بگذاشتند + جسد مطہر اور جثۂ انور رسالت مآب تو بے گور و کفن پڑا رہے اور سقیفۂ بنی ساعدہ مین منا امیر و منکم
امیر کے ڈنکے بجائے جائین اور خلیفۂ رسول اللہ کی وفات کے بعد کوئی کان نہ ہلائے کتاب خدا و سنت محمد مصطفی
و حدیث خیر الوری بالائے طاق رکھی جائے چوتھے روز دو شخصون کے اجماع سے خلیفہ مقرر کیا جائے اور
اس اجماع کو اجماع امت کا نام دیا جائے اور مخاطب بحدیث لن یجتمع امتی علی الضلالة کیا جائے اب

له ابوالفدا جلد اول ص۱۶۶

مین باادب پوچھتا ہون کہ اس تین دن کی مدت مین جو لوگ سے انکی بیعت منظور نہ تھی موت کے قرار دیجاویگی یا
نہین اور عدم اجماع امت باوجود قدرت و اختیار کا عن عجز و اضطرار مخالفت اور معصیت ہوگا یا نہین
اور ایسے واجب فوری کا جو دفن پیغمبر پر مقدم گردانا گیا تھا ترک لازم آئیگا یا نہین اور واجب ایسے واجب
فوری مین تاخیر کرنے کا حکم قطعی لگائے اوسکا بھی عند الاجماع کچھ حکم ہے یا نہین ا صحیح بخاری
صحیح مسلم مشکوٰۃ وغیرہ مین جابر ابن سمرہ سے منقول ہی قال سمعت النبی یقول یکون اثنا عشر امیرا فقال
کلمۃ لم اسمعہا فقال ابی انہ قال کلہم من قریش یعنی جابر ابن سمرہ سے منقول ہی کہا کہ سنا مین نے
نبی کو کہ فرماتے تھے کہ ہونگے بارہ امیر پس ایک کلمہ کہا کہ مین نے نہین سنا میرے باپ نے جواب دیا کہ فرمایا
کلہم من قریش قسطلانی مین ہی وعند ابی داود من طریق الشعبی عن جابر ابن سمرۃ لا یزال ہذا الدین
عزیزا الی اثنی عشرۃ خلیفۃ قال فکبر الناس وضجوا فلعل ہذا ہو سبب خفاء الکلمۃ المذکورۃ
علی جابر وفیہ ذکر الصفۃ التی تختص بولایتہم وہی کون الاسلام عزیزا وعند ابی داود من طریق
اسمعیل لا یزال ہذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلہم تجتمع علیہ الامۃ کذا فی
فتح الباری یعنی ابی داؤد کے نزدیک طریق شعبی سے جابر ابن سمرہ سے ہی کہ ہمیشہ یہ دین عزیز رہیگا بارہ
خلیفہ تک کہا پس تکبیر کی لوگون نے اور شور کیا پس شاید کہ یہی سبب خفاے کلمہ کا ہوا جابر پر اور اس مین ذکر صفت
ہی کہ جو مخصوص ہی ولایت پر ان اثنا عشر کی اور وہ اسلام کا عزیز ہونا ہی اور ابو داؤد کے نزدیک طریق اسمعیل سے
ہی کہ ہمیشہ یہ دین قائم رہیگا جب تک کہ ہون اوپر تمہارے بارہ خلیفہ کل وہ ہونگے کہ جمع ہون انپر امت ایسا
ہی فتح الباری مین ہی اور عبد الحق اشعۃ اللمعات مین ان احادیث کی شرح فرماتے ہین کہ اس حدیث مین علما
نے اشکال کیا ہی ظاہر حدیث یہ ہی کہ بارہ خلیفہ بعد آنحضرت پے در پے متصل ہون کہ مستقیم ہو ساتھ انکے امر
دین اور عزیز ہو انکے وجود سے اسلام اور جاری ہو دین انکی عدالت سے احکام پھر اس بیان کے بعد بعینہ
یہ عبارت رقم فرماتے ہین با آنکہ شہادت نمی دہد بآن انچہ واقع ست در وجود زیرا کہ ہستند در ایشان از امراء
جور و فساد از بنی مروان کہ ممدوح نیست طریق ایشان ومحمود نیست سیرت آنہا پھر لکھتے ہین کہ اس اشکال کی توجیہ
اس طرح کی ہی کہ مراد بارہ نفس ہین کہ بعد آنحضرت سلطنت اور امارت پر قائم ہوے اور انتظام ملک و سلطنت کا
بے نزاع و اختلاف کے ان سے واقع ہوا اگرچہ بعضے ان مین کے جابر اور خارج از دائرۂ عدل و احسان تھے
ایسا ہی قاضی عیاض نے اور علامہ ابن حجر نے کہا ہی کہ بعض طرق صحیحہ مین اس حدیث کے واقع ہوا ہی کلہم تجتمع
علیہ امر الناس اور مراد اجتماع سے انقیاد و اطاعت اور اتفاق ہی انکی بیعت پر اگرچہ بکراہت ہو اور یہ حدیث
مدح و ثنا مین انکے دین اور مذہب اور عدالت اور حقانیت پر وارد نہین ہوئی عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ این
قول خالی نیست از عدم ملائمت وسیاق حدیث صریح است در مدح ایشان بصلاح دین وظہور حق وقوت اسلام
در زمان ایشان واللہ اعلم بعضون کا قول ہی کہ مراد خلفاء عادل و امراء صالح ہین کہ مستحق اسم خلافت ہون

ا؎ صحیح بخاری صفحہ ۱۰۷۲ جلد ۲ قسطلانی جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۶ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۷۱

مگر یہ لازم نہین ہی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پے در پے متصل ہون شاید کہ یہ عدد بارہ کا تمام ہو اگرچہ
قریب قیامت ہو تو رپشتی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی بعضون نے کہا کہ مراد اس حدیث سے یہ ہی کہ بعد موت
مہدی علیہ السلام انکا وجود ہوا اور پانچ اولاد امام حسنؑ سے اور پانچ اولاد امام حسینؑ سے خلیفہ ہون اور آخر انکا
وصیت کرے ایک شخص کو اولاد امام حسنؑ سے اور وہ اپنے فرزند کو پس تمام ہوا عدد بارہ کا اور پھر شخص انہین
کا امام عادل و ہادی و مہدی ہو عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ اگر اس مین حدیث صحیح وارد ہوئی ہو تو یہ توجیہ
موجیہ ہوا اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ بارہ خلیفہ ایک زمانہ مین موجود ہون اور وجود زمانۂ واحد مین اثنا عشر
خلیفہ کا سبب اختلاف اور انہدام اسلام کا ہو حاصل یہ ہی کہ یہ توجیہات منتشر النظام مختلف القوام کیسی موجب
اختلال حواس انام اور مخرب اور متعارض احادیث صحیحۂ عظام اور مغیر و ہادم شریعت حقہ خیر الانام ہین اسلیے کہ
مقتضاے حدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ تو یہ تھا کہ مجمع علیہ امت مفضول فاسق و ظالم و جابر و خارج
از دائرۂ عدل و احسان نہ ہون کہ جبر و ظلم و فسق و خروج از دائرۂ عدل و احسان بالبداہۃ ضلالت ہی پس اتباع
و اطاعت و انقیاد ایسے خلفاء کا بدرجۂ اولی ضلالت ہوگا اور بعض توجیہ مہمل اور بے ربط اور مخالف سیاق حدیث
ہی بعض وجہ سے انحصار خلفاے عادل کا اور صالح کا کہ جو مستحق اسم خلافت ہین بعد وفات امام مہدی کے
پایا جاتا ہی تو حدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ مصداق لن یجتمع امتی الا علی الضلالۃ ہوا جاتا ہی بعض
وجہ سے خلافت اثنا عشر سبب اختلاف اور اختلال کا قرار پاتا ہی حاصل یہ ہی اختلاف علما خود ہی ضلالت
ہی کہ باتباع امراء ظالم و جبر و فسق اور انقیاد و خلفاے بغض و عناد خارج از دائرۂ عدل و احسان و خوشامد
رؤساے فساق ذوی الاقتدار باستیلاء طمع دنیای ناپائدار یا بجہت بغض و حسد اہل بیت اطہار اُن سے
ظہور مین آیا ہی پھر معرفت امام زمان کہ اہم مہمات سے اور واجب فوری ہی کیونکر حاصل ہوسکے اور ایسے
اختلافات سے عقول مسلمین خصوصاً ضعفا و جہال کیونکر منتشر اور متحیر نہ ہون حالانکہ احادیث ایک دوسرے
کی متعاضد ہوتی ہین کلام معصوم کا تضاد اور تعارض سے منزہ اور مبرا ہوتا ہی اگر چشم بصیرت اور منصف مزاجی
ہو تو ملاحظہ فرمایئے کہ احادیث منقولہ صحاح مذکورہ مین قال کلہم من قریش ہی اور سید علی ہمدانی شافعی نے
کتاب المودۃ فی القربی مین اسی حدیث جابر ابن سمرہ کو بلفظ قال کلہم من بنی ہاشم لکھا ہی پس یہ حدیث
منقولہ سید علی ہمدانی مبین اور مخصص حدیث صحاح ہی کہ بنی ہاشم افضل و اشرف قریش ہین اور بالاتفاق
قریشی تنزل المرتبہ ہین بنی ہاشم سے جسکی تحقیق بھی آیندہ مذکور ہوگی اُسی مودۃ فی القربی مین شعبی نے عم
ابن قیس سے روایت کی ہی کہ ایک اعرابی نے عبد اللہ ابن مسعود سے پوچھا کہ تمھارے پیغمبر نے تم سے بیان
کیا ہی کہ بعد اُنکے خلفاے حق کتنے ہونگے عبد اللہ ابن مسعود نے کہا نعم اثنا عشر عدد نقباے بنی اسرائیل
اُسی مودۃ مین شعبی سے اور اُسنے مسروق سے روایت کی ہی کہ ہم مین ابن مسعود بیٹھے ہوے مقابلۂ قرآن
کر رہے تھے کہ ایک جوان نے پوچھا اہل عہد الیکم نبیکم کم یکون بعدہ خلیفۃ یعنی آیا کچھ بیان کیا ہی

تمھارے نبی نے کہ کے خلیفہ ہونگے بعد اُنکے عبد اللہ ابن مسعود نے جواب دیا کہ تو حدیث السن ہی اور تو عمر ہی
آج تک مجھ سے یہ سوال کسی نے نہین کیا تھا نعم عہد الینا نبینا یکون بعدہ اثنا عشر خلیفۃ بعدد
نقباء بنی اسرائیل ہان ہمارے ساتھ ہمارے نبی نے عہد کیا ہی کہ ہونگے اولیاے دین بارہ خلیفہ بعدد نقبای
بنی اسرائیل پس اس روایت سے ثابت ہوا خلافت کا معہود اور منصوص ہونا من اللہ والرسول کہ سائل
نے ھل عہد الیکم کہا اور ابن مسعود نے نعم عہد الینا فرمایا اور دوسرا امر بعدد نقباے بنی اسرائیل کہنے
سے ثابت ہوا کہ عدد اُنکا بارہ ہی اور یہی بارہ خلفاے رسول ہین انھین کی خلافت تا بقاے نبوت نبیؐ
کہ تا بقاے دنیا ہی موجود رہیگی پھر اُسی کتاب مودۃ فی القربیٰ مین جریر سے اور اُسنے اشعث سے اور اُسنے
ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے الخلفاء بعدی کعدد نقباء بنی اسرائیل یعنی خلفاء
بعد میرے بارہ مثل عدد نقباے بنی اسرائیل کے ہونگے اُسی کتاب المودۃ مین روایت ہی کہ سلیم ابن قیس
ہلالی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہی کہ مین داخل ہوا خدمت پیغمبر خدا مین اُسوقت امام حسینؑ گود مین آنحضرت
کی بیٹھے ہوے تھے اور حضرت دونون آنکھین اور لب امام حسینؑ کے چوم رہے تھے اور فرماتے تھے انت سید
ابن السید انت امام ابن الامام وانت حجۃ ابن حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم یعنی تو
اے حسینؑ سید ابن سید اور امام ابن امام اور حجۃ ابن حجۃ اور ابو حجج ہی کہ تیری پشت سے نو امام پیدا ہونگے نوان
اُنکا قائم اُنکا ہوگا ابراہیم حموینی نے فرائد سبطین مین باسانید خود سعید ابن جبیر سے اور عبد اللہ ابن عباس سے
روایت کی ہی قال قال رسول اللہ ان خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی الخلق بعدی اثنا عشر اولھم
اخی واخرھم ولدی قیل یا رسول اللہ ومن اخوک قال علی بن ابی طالب قیل فمن ولدک قال المھدی
الذی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما والذی بعثنی بالحق بشیرا لو لم یبق من
الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک حتی یخرج فیہ ولدی المھدی وینزل روح اللہ عیسی بن مریم
فیصلی خلفہ وتشرق الارض بنورھا ویبلغ سلطانہ المشرق والمغرب یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خلفاء
اور اوصیا میرے اور حجتہاے خدا اوپر خلق کے بعد میرے بارہ ہین کہ اول اُنکا بھائی میرا اور آخر اُنکا بیٹا میرا ہی
عرض کیا گیا کہ کون بھائی آپکا فرمایا علی بن ابی طالب پھر عرض کیا گیا کون بیٹا فرمایا مہدی کہ جو بھر دیگا زمین کو
انصاف وعدل سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی جور وظلم سے قسم ہی اُس خدا کی کہ جسنے مجکو نبی بشیر کرکے بھیجا ہی اگر
باقی نہ رہے دنیا سے مگر ایک دن تو ہر آئینہ طویل کریگا خدا اُس دن کو یہانتک کہ خروج کرے اُس روز فرزند
میرا مہدی اور نزول فرمائین عیسیٰ بن مریمؑ اور نماز پڑھین عقب اُسکے اور روشن ہوجاوین نور پروردگار سے اور
پہونچے اُسکی سلطنت مشرق ومغرب مین امام حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین اور ابی الحدید نہج البلاغہ مین اور
حموینی فرائد سبطین مین باسانید خود عکرمہ سے اور اُنھون نے ابن عباس سے روایت کی ہی قال قال رسول
اللہ من سرہ وفی اخر من اراد ان یحیی حیواتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ عدن غرسھا ربی فلیوال

علیؑ من بعدی و لیوالی ولیہ و لیقتد بالائمۃ من بعدی فانہم عترتی خلقوا من طینتی و رزقوا فہمی و علمی و ویل للمکذبین بفضلہم من امتی والقاطعین منہم صلتی لا انالہم اللہ شفاعتی یعنی پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ مسرور ہو اور دوسری روایت میں ہی کہ جو شخص کہ ارادہ کرے مثل میری زندگی کے اور یہ کہ اُسکی مثل میری موت کے ہو اور سکونت جنت عدن کی کرے کہ جس کو میرے پروردگار نے دست قدرت سے بنایا ہی پس پر آئینہ چاہیے کہ دوستی کرے علیؑ کی میرے بعد یعنی باعتقاد امامت کیونکہ ولایت عامہ قبل و بعد یکسان ہی! اور چاہیے کہ دوست رکھے اُنکے ولی کو تحقیق کہ وہ ذریت میری ہین پیدا کئے گئے ہین میری طینت سے رزق دی گئی ہی اُنکو علم و فہم میرے سے اور مقام ویل ہی اُنکے مکذبین پر جو اُنکی بزرگی کی تکذیب کرین میری امت سے اور قاطعین پر اُنھین مین سے یعنی جو میری قرابت کو قطع کرین اُن سے نہ پہونچائیگا اُن مکذبین اور قاطعین کو خدا شفاعت میری زمخشری نے ربیع الابرار مین اور حموینی نے فرائد سبطین مین باسناد خود اور نیز مناقب مین موفق ابن احمد مکی نے روایت کی ہی قال قال رسول اللہ صلعم فاطمۃ مہجۃ قلبی و بعلہا قرۃ عینی و نور بصری و ابناہا ثمرۃ فوادی والائمۃ من ولدہا امناء ربی وحبلہ الممدود بینہ و بین خلقہ من اعتصم بہ نجی و من تخلف عنہ ہوی و فی اخر من اعتصم بہم فالی الجنۃ سلک و من تخلف عنہم فقفی لنار ہلک پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ فاطمہ سرور قلب ہی میری اور شوہر اسکا نور چشم اور خنکی چشم ہی میرا اور فرزند اُسکے میوۂ دل ہین میرے اور ائمہ اُسکی اولاد سے امین ہین میرے رب کے اور حبل ممدود ہین درمیان خالق اور خلق کے پس جس شخص نے محکم اور مضبوط پکڑا اُنکو وہ جنت کو گیا اور جسنے تخلف کیا اُن سے وہ نار مین ہلاک ہوا حموینیؒ نے باسناد خود روایت کی ہی جسکا آخر یہ ہی ثم قال الحسن والحسین اماما امتی بعد ابیہما و سیدا شباب اہل الجنۃ و امہما سیدۃ نساء العالمین و ابوہما سید الوصیین و من ولد الحسین تسعۃ ائمۃ تاسعہم القائم من ولدی طاعتہم طاعتی و معصیتہم معصیتی الی اللہ اشکو المنکرین بفضلہم والمضیعین لحرمتہم بعدی وکفی باللہ ولیا و ناصرًا لعترتی و ائمۃ امتی و منتقمًا من الجاحدین حقہم و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بعد اُسکے فرمایا پیغمبر نے کہ حسنؑ و حسینؑ دونون میری امت کے امام ہین اپنے باپ کے بعد اور سردار ہین جوانان اہل جنت کے اور مان اُن دونون کی سیدۂ نساء عالمین ہی اور باپ ان دونون کا سید اوصیاے اولین و آخرین ہی اور اولاد حسینؑ سے نو امام ہین نوان اُنکا قائم اُنکا ہی اُنکی اطاعت میری اطاعت ہی اور معصیت اُنکی میری معصیت ہی جو اُنکے فضائل کے منکر ہین اُنکی شکایت کرتا ہون خدا سے اور اُنکی حرمت ضائع کرنے والون کی شکایت کرتا ہون اور خدا کافی ہی از روے ولایت اور نصرت کے میری عترت اور ذریت کا اور میری امت کے امامون کا اور خدا کافی ہی انتقام لینے کو اُنکے منکران حق امامت سے اور بہت جلد اُن لوگون کو معلوم ہوگا کہ جنھون نے ظلم کیا ہی (یعنی حق امامت مین) کہ وہ کس مقام پر منقلب ہونے والے ہین پس اِن مردیات سید علی

ك کتاب البشری شرح مودۃ فی القربی ص ۱۱۱ ... له المعجم ... والمروۃ ... ص ۱۱۱ ... کتاب البشری شرح مودۃ فی القربی صفحہ ۱۱۱ ج ۲

ہمدانی اور اخطب خوارزم اور ابراہیم حموینی اور ابونعیم اور زمخشری سے بوضاحت ثابت ہی کہ کلہم من قریش ہے
ہر او کلہم من بنی ہاشم ہی اور امامت وخلافت کا معہود او منصوص من اللہ والرسول ہونا سائل کے سوال
سے کہ ھل عہد الیکم نبیکم اور ابن مسعود کے جواب سے انعم عہد الینا سے ثابت اور اسپر تخصیص کہ بارہ
خلیفہ بعد نقباے بنی اسرائیل ہونگے اول انکا بھائی میرا علیؑ اور آخر انکا بیٹا میرا مہدی ہی اب کون اختفا
رہا پھر فرمایا کہ جو چاہے کہ مثل میری زندگی کے زندگی کرے اور مثل میری موت کے اُسکی موت ہو اور سکونت
اُسکی جنت عدن ہو تو وہ اعتقاد کرے علیؑ کی امامت کا اور میری ذریت کی پیروی کرے کہ انکی طینت میری
طینت سے ہی اور میرے علم وفہم سے اُنکو روزی ملی ہی اور جو میری ذریت کی تکذیب کرین اور میری قرابت کو
اُن سے قطع کرین میری شفاعت سے محروم رہین گے پس کسی طرح تردد رہا اس بات مین کہ معتقد امامت علیؑ
اور پیرو ذریت نبوی کی موت مثل موت معصوم کے ہوئی اور قاطعین قرابت اور مکذبین ذریت آنحضرت
بقول آنحضرت شفاعت آنحضرت سے محروم ہوے اب بصرین ملاحظہ فرمائین کہ یہ حدیثین اور حدیث من
مات الخ متحد المعنی ہین یا نہین اسلیے کہ حدیث مذکور من مات یعنی جو شخص اپنے امام زمان کو نہ پہچانے
اُسکی موت مثل موت کافر کے ہی اور اس حدیث کا یہ مطلب ہو کہ جو اعتقاد علیؑ کی امامت کا کرے اور ذریت و
وعترت آنحضرت کی پیروی کرے اُسکی موت مثل موت پیغمبرؐ کے ہی اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو پردۂ اتباع مین
داخل ذریت کیے جائین ذوی القربی کے مصداق بنائے جائین وہی مکذبین اور قاطعین ہین اور یہ بھی
فرمایا حضرت نے کہ فاطمہؑ سرور قلب ہی اور علیؑ نور چشم اور سید اوصیاے اولین وآخرین ہی دونون فرزند
اُنکے حسنؑ وحسینؑ میری امت کے امام ہین اور سرداران جوانان اہل جنت ہین اور اولاد حسینؑ سے نو امام ہین
تو ان اُنکا قائم اُنکا ہی اُنکی اطاعت میری اطاعت ہی اُنکی معصیت میری معصیت ہی اُنکے منکرین فضائل اور
اُنکی حرمت ضایع کرنے والون کی شکایت پیش خدا کرتا ہون پس ان نصوص صریحہ سے انکار گویا بدیہیات
سے انکار کرنا ہی اگر ان احادیث وآیات مذکورہ سابق پر حکم لگا دیجیے کہ گفتہ را ناگفتہ اور شنیدہ را ناشنیدہ
انکار ہند تو اختیار ہی اور جان بوجھ کر افلا یبصرون اور افلا یعقلون کے مصداق بنیے تو لاچاری یا ان
احادیث کو حالت یغلب علیہ الوجہ مین داخل فرمائیے تو دعاے آنحضرت اُنکی ذریت کے واسطے کافی
ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ خدا کافی ہی از روے ولایت اور نصرت میری ذریت کا اور اُنکے منکرین اور مکذبین
سے انتقام لینے کو بس ہی اور بہت جلد اُنپر واضح ہو جائیگا کہ وہ کس مقام پر منقلب ہونے والے ہین اور
مضامین احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسالت مآبؐ واقف تھے کہ بعد میرے میری ذریت
کی تکذیب کی جائیگی حرمت اُنکی ضائع ہو گی قرابت اُنکی قطع کرینگے پردۂ اتباع مین قرابت اپنی ظاہر کرینگے
حق اُنکا غصب کیا جائیگا اطاعت اُنکی ناپسند ہو گی آل رسول اور ذریت اور ذوی القربی اور عترت اور اولی
اور مولی کے معنی بنائے جائینگے اُنکی مخالفت پر اجماع ہو گا کوئی پرسان حال میری ذریت اور عترت کا نہ ہو گا

یہ سبب تھا کہ فرمایا خدا کافی ہے از روے ولایت اور نصرت کے میری عترت کا اور وہی بس ہے انتقام لینے کو پھر یہ بھی فرمادیا کہ خلافت اور امامت منحصر ہے علی اور حسنین اور نو فرزندان حسین میں اور اسی کو استخلاف کہتے ہیں پس ثابت ہوگیا کہ نصب امام با علام مالک علام بہ پیغمبر انام صلی اللہ علیہ و آلہ الکرام پر واجب تھا اور آنحضرت نے ابتداء نزول وحی و آیۂ انذر عشیرتک الاقربین سے لیکر تا حدیث قرطاس بہ نصوص خفیہ جلیہ بموضعات و مقامات مختلفہ و متعددہ میں ظاہر فرمایا جو احادیث صحاح ستہ و غیر صحاح ستہ سے کہ جو مبین اور مصرح اور مخصص صحاح ستہ میں ہویدا و آشکار ہے اور ان حدیثوں سے نہ خلافت کاملہ اور خلافت ناقصہ بھی مراد نہیں لے سکتے کہ یہ وہ خلفا ہیں جنکی خلافت میں با حادیث صحیحین دین محمدی ہمیشہ قائم رہیگا اور یہ دین اسلام ہمیشہ عزیز رہیگا اور روایت ان اثنا عشر خلیفہ کی مخصص ہے لا یزال ھذا الدین ذائماً اور لا یزال ھذا الدین عزیزاً کے ساتھ پس کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی خلیفہ ان بارہ سے اس صفت مذکورہ میں کامل اور ناقص متصور ہو بلکہ اثنا عشر کو ایک ہی صفت سے متصف فرمایا ہے اب اگر کوئی ناقص اور کامل کا خطاب دے تو اسکی عقل کا کمال نقص ہے اور نیز یہ احادیث متعارض حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ اور لن یجتمع امتی علی الضلالۃ سے ہیں پس اب فرمانا کہ المذھب انہ یجب علی الخلق سمعا لقولہ من مات الخ اور و لان الامامۃ قد جعلوا اھم المہمات بعد النبی نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن یہ دونوں دلیلیں نقلی و عقلی وجوہات مذکورہ بالا سے مخالف عقل و نقل و ریس لیسی شئی ہوگئیں اور امام کا منصوب اور منصوص من اللہ و الرسول بالاجمال اور بالتفصیل ثابت اور حکم وجوب نصب امام علی الخلق ہباءً منثوراً ہوگیا اب فقط باقی رہا الاجماع علی نصب الامام واجب اور اختلاف تھا تو یہی تھا کہ انہ واجب علی اللہ او علی الخلق پس جب وجوب نصب علی الخلق باطل ہوگیا تو انہ واجب علی اللہ ثابت اور صحیح ہوا کہ جناب خیمی مآب نے ظاہر فرمایا اب اس مقام پر دو امر کا بار ثبوت ہم پر ضروری ہے ایک تو یہ کہ احادیث منقولہ سید علی ہمدانی و غیرہم لائق اعتماد ہیں یا نہیں اور دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ پر کوئی امر واجب ہے یا نہیں امر اول سید علی ہمدانی شافعی اعاظم اولیاے عارفین اور افاخم مشائخ مکرمین سے تھے چنانچہ عبقات الانوار میں مدائح و مناقب و فضائل انکے کتب مبسوطہ اور علماء مقبولین سنت و جماعت سے بتصریح مذکور ہیں قدرے قلیل یہاں بھی حیز تحریر میں آتی ہیں نور الدین جعفر بدخشانی کی کتاب خلاصۃ المناقب میں بعض مسائل سید علی ہمدانی اس طرح مذکور ہیں لکھتے ہیں قرۃ عین محمد رسول اللہ ثمرۃ فؤاد المرتضی و البتول المطالع علی حقائق الاحادیث و التفاسیر المعمن فی السرائر بالبصیرۃ و التبصیر المرشد للطالبین فی الطریق السبحانی الموصل للمتوجہین الی جمال الرحمانی العارف المعروف بالسید علی الہمدانی نفحات الانس میں عبد الرحمن جامی نے اس طرح لکھا ہے میر سید علی بن شہاب الدین ابن محمد الہمدانی قدس سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و ویرا در علوم مصنفات مشہور است چون کتاب اسرار النقطہ و شرح اسماء الحسنی و شرح فصوص الحکم و شرح قصیدۂ خمریہ فارضیہ و غیر آن وی مرید شیخ شرف الدین محمود ابن عبد اللہ

المزدقانی بودہ واما کسب طریقت پیش صاحب السیر بین الاقطاب تقی الدین علی دوستی کردہ چون تقی الدین
علی از دنیا برفت باز رجوع بشیخ شرف الدین کرد وگفت فرمان حبیب وی توجہ کرد وگفت فرمان آن ست
کہ در اقصای عالم بگردی سہ مرتبہ ربع مسکون را سیر کرد وصحبت ہزار وچہار صد ولی را دریافت وچہار صد ولی
را در یک مجلس دریافت محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب اعلام الاخیار من فقہاے مذہب النعمان المختار مین لکھا ہی
لسان العصر سید الوقت المنسلخ عن الہیاکل الناسوتیہ والمتوکل الی السبحات اللاہوتیۃ الشیخ
العارف الربانی والعالم الصمدانی میر سید علی ابن شہاب الدین بن محمد ابن محمد الصمدانی
قدس اللہ تعالی سرہ کان جامعا بین العلوم الظاہرۃ والباطنۃ بعد کسب طریقت کو اونہین مرتبہ سیر
ربع مسکون کی اور ملاقات ایک ہزار چار سو ولیون کی اس طرح ذکر کی ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور مجد الدین
علی ابن ظہر الدین محمد بدخشانی نے جامع السلاسل مین اس طرح لکھا ہی علی ثانی لقب اوست ومشائخ زمان توصیف
او چنین نوشتہ اند سلطان الاولیا برہان الاصفیا قدوۃ العارفین زبدۃ المحققین مستجمع الاسماء والصفات جامع
جمیع التجلیات محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ ختم المتقدمین زبدۃ المتاخرین وارث الانبیاء والمرسلین مرشد
الاولیاء الی طریق الحق والیقین مرکز دائرۃ الوجود الہادی الی المقصود قطب الاقطاب الکامل المکمل الصمدانی
علی ثانی امیر کبیر سید علی ہمدانی شط مجید احمد قشاشی مین ہی کہ قد ساح الہمدانی فی الربع المسکون ثلث مرات
بامر شیخہ المزدقانی وقد اوضحت ہذا فی سیاحتہ وصحب الفا واربعمائۃ ولی شاہ ولی صاحب نے
رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیا مین رقم فرمایا ہی کہ آنحضرت یعنی سید علی ہمدانی مدت عمر خود معمورۂ عالم را سہ نوبت
سیر کردہ اند وہزار وچہار صد ولی کامل را دریافتہ وچہار صد را از ایشان در یک مجلس سلطان خدابندہ دیدہ اند
واز ہر ولی در وقت وداع دعا وافعۂ التماس نمودہ اند وآن رقعہا را بر جامۂ خود مرقع کردہ اند وآن ادعیہ
واذکار را کہ بی اختیار بر زبان ایشان جاری می شد جمع ساختہ اند این اوراد شدہ است منقول است از ہمان
حضرت کہ چون دوازدہم بار بزیارت کعبہ رفتم بمسجد اقصی رسیدم حضرت رسول را در واقعہ دیدم کہ بجانب
این درویش می آیند برخاستم پیش رفتم وسلام کردم از آستین مبارک خود جزوی بیرون آوردہ این درویش
را فرمود خذ ہذہ الفتحیۃ بگیر این فتحیہ را چون از دست مبارک حضرت گرفتم ونظر کردم ہمین اوراد بود تا
بدین اشارہ اوراد فتحیہ نام کردہ شد واللہ الہادی الی الصراط المستقیم شیخ عبد العزیز محشی شرح مقاصد
شارح مقاصد کا قول شرح فتوح الغیب سے نقل فرماتے ہین انہ قال انا نری النبی ونسالہ عن الاحادیث
یقول صلعم ہو صحیح وقد یکون غیر صحیح باصطلاح العلوم فی نقل الحدیث یعنی صاحب فتوحات
فرماتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین آنحضرت کو اور ان سے پوچھتے ہین احادیث کو اور وہ حضرت فرماتے ہین کہ ان مین سے
یہ صحیح ہی اور مطابق اصطلاح علوم کے وہ صحیح نہین ہوتے اور نیز اکثر علما نے تصریح فرمائی ہی کہ قول اہل علم دلیل
صحت حدیث ہی اگرچہ اسناداً وہ حدیث قابل اعتماد نہ ہو پس جب بتصریح علماء ثابت ہی کہ قول اہل علم دلیل صحت

حدیث ہی تو سلطان الاولیا برہان الاصفیا قدوۃ العارفین زبدۃ المحققین محی الشریعۃ والحقیقۃ والطریقۃ خیتم المتقدمین وارث الانبیاء والمرسلین مرشد الاولیا الی طریق الحق والیقین مرکز دائرۃ الوجود الہادی الی المقصود قطب الاقطاب لکامل المکمل الصمدانی علی ثانی سید علی ہمدانی کہ ایکہزار چارسو ولیوں سے شرفیاب ہوے ہوں اور مجلس میں چارسو اولیا کی بیٹھے ہوں شرف زیارت محمد مصطفیٰ سے بلاواسطہ مشرف ہوے ہوں پیغمبر برحق نے بالمشافہہ اُن سے کلام کیا ہو اور ہذہ الفقیہہ سے ممتاز فرمایا ہو اُنکے احادیث منقولہ کیونکر صحیح نہ ہونگے اور حدیثین بھی وہ حدیثین جنکی عظمت وجلالت اُنکے خطبہ سے ظاہر ہی کہ اُن حدیثوں کو جواہر اخبار اور لآلی آثار جان کر حق تعالی سے امید کی کہ اُنکو وسیلہ اپنا ساتھ اہل بیت علیہم السلام کے اور باعث نجات اپنا بسبب آن حضرات کے گردانا ہو اور نیز دعا کی ہو کہ حق تعالی مجھے نگاہ رکھے خبط وخلل سے قول وعمل میں اور نہ محول ہو قلم میرا طرف ناالم ینقل کے الحمد للہ علی ما انعم اولی النعم والھمنی مودۃ حبیبہ جامع الفضائل والکرم الذی بعثہ اللہ رسولا الی کافۃ الامم محمد الامی العربی صلی اللہ علیہ وسلم وبعد فقد قال اللہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وقال رسول اللہ احبوا اللہ لما رفدکم من نعمہ واحبونی بحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی فلما کان مودۃ ال النبی مسئولا عنہا حیث امر اللہ تعالی حبیبہ العربی بان لا یسئل عن قومہ سوی المودۃ فی القربی وان ذلک سبب النجاۃ للمحبین وموجب وصولہم الیہ والی الہ علیہم السلام کما قال قال علیہ السلام من احب قوما حشر فی زمرتہم وایضا قال عہ المرء مع من احب فوجب علی من طلب طریق الوصول ومنہج القبول محبۃ الرسول ومودۃ اھل بیت البتول وھذہ لا تحصل الا بمعرفۃ فضائلہ وفضائل الہ علیہم السلام وہی موقوفۃ علی معرفۃ ما ورد فیہم من اخبارہ علیہ السلام ولقد جمعت الاخبار فی فضائل العلماء والفقراء اربعینات کثیرۃ ولم تجمع فی فضائل اھل البیت الا قلیلا فلذا وانا الفقیر الجانی علی العلوی الہمدانی اردت ان اجمع فی جواھر اخبارہ ولالی اثارہ مما ورد فیہم مختصرا موسوما بکتاب المودۃ فی القربی تبرکا بالکلام القدیم کلما فی ما مولی ان یجعل اللہ ذلک وسیلتی الیہم ونجاتی بہم وطوبتہ علی ربعۃ عشر مودۃ واللہ یعصمنی من الخبط والخلل فی القول والعمل ولم یحول قلمی الی ما لم ینقل لحق محمد ومن اتبعہ من اصحاب الدول ترجمہ جمیع حمد ثابت ہین اُس خدا کو جسنے بہترین نعمتوں سے اپنی نعمت دی ہم کو اور اپنے حبیب کی مودۃ کی طرف الہام کیا ہم کو وہ حبیب جو جامع فضائل وکرم ہی اور وہ ایسا ہی کہ اللہ نے اُسکو رسول کر کے سب امتوں کی طرف بھیجا جسکا نام محمد امی عربی ہی درود اللہ کا اُسپر اور سلام بعد حمد وصلوۃ کے پس بہ تحقیق کہ فرمایا حق تعالی نے کہ کہہ تو اے محمد میں تم سے ابلاغ رسالت کی اجرت کا سوال نہین کرتا مگر سوال کرتا ہوں میں کہ میرے اقربا سے دوستی کرنا اور فرمایا رسول خدا نے کہ دوست رکھو خدا کو کہ اُسنے تم کو اپنی نعمتیں بخشی ہین اور دوست رکھو مجکو بسبب محبت خدا کے اور دوست رکھو میرے اہل بیت کو

بہ سبب میری محبت کے بس ہر گاہ کہ محبت آل رسول مسئول عنہا ہی کہ حکم کیا خدا نے اپنے حبیب کو کہ سوال نہ
کرے امت سے کسی چیز کا بجز محبت اقربا کے کہ وہ نجات محبین کا سبب ہوا اور موجب وصول محبین ہے
بسوے آنحضرت و آل آنحضرت اسلیے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص جس قوم سے دوستی رکھیگا وہ شخص
زمرہ مین اسی قوم کے محشور ہوگا اور نیز فرمایا کہ ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہی بس واجب ہوا اس شخص پر
کہ طلب کرے طریق وصول و منہج قبول کو یہ کہ اختیار کرے محبت رسول اور مودۃ اہل بیت بتول کی اور یہ حاصل
نہین ہوتا مگر بمعرفت فضائل رسول و فضائل آل رسول کے اور پر ان سب کے سلام اور یہ معرفت موقوف
ہی ان اخبار کی معرفت پر جو وارد ہوے ہین انکی شان مین اور بہ تحقیق جمع کیے گئے ہین اخبار اور احادیث
فضائل علما اور فقرا مین اربعینات کثیرہ یعنی چالیس چالیس حدیثین بکثرت اور نہین جمع کی گئین فضائل
اہل بیت مین مگر قدرے قلیل بس اسی واسطے مین فقیر گنہگار علی ہمدانی نے ارادہ کیا کہ جمع کرون جواہر
زواہر احادیث نبوی اور لآلی درخشندہ آثار مصطفوی کو کہ جو وارد ہوئی ہین ان اہل بیت کی شان مین ایک
مختصر کو اور مسمی کرون مین اسکو بکتاب المودۃ فی القربی درانحالیکہ برکت چاہتا ہون مین ساتھ کلام قدیم کے
چنانچہ آرزو میری اور امید ہی کہ گردانے اللہ اس کتاب کو وسیلہ طرف انھین اہل بیت کے اور نجات دے مجھکو
بہ سبب انھین کے اور مرتب اور منطوی کیا مین نے اسکو اوپر چودہ مودتون کے اور اللہ حفاظت کرے میری
خبط و خلل سے میرے قول و عمل مین اور نہ پھیرا ے میرے قلم کو حق تعالی اس چیز کی طرف کہ منقول نہو بحق محمد اور
بحق اس شخص کے کہ پیرو ہی ان حضرت کا انکے اصحاب دول سے یعنی جو اصحاب کہ دولت ایمان سے بہرہ مین انتہی ترجمہ
اس خطبہ سے ثابت ہوگیا کہ محبت اہل بیت مسئول عنہا ہی اور سبب نجات ہی امت کا اور باوجود اسکے علماء و فقراء
کے فضائل بکثرت جمع کیے گئے اور نہین جمع کیے گئے فضائل اہل بیت مگر بہت کم اس سبب سے حضرت علی ہمدانی
نے یہ فضائل جمع کیے اور انکو جواہر اخبار اور لآلی آثار فرمایا اور وسیلۂ نجات قرار دیا اور دعا کی کہ قول و عمل
مین خبط و خلل واقع نہو اور مالم ینقل پر قلم محول نہو بس ان احادیث مذکورۂ منقولۂ علی ثانی سید علی ہمدانی مین
اور انکی صحت مین کسی طرح کا تردد نہ رہا بلکہ صحاح ستہ مین اگر یہ حدیثین نہ بھی ہون تو بھی انکی صحت یقینی ہی
کہ سید علی ہمدانی بالاتفاق اولیاء عارفین مین سے ہین مین یہانتک لکھ چکا تھا کہ اوراد فتحیہ مطبوعہ نولکشور
میرے ایک دوست نے عنایت کی حق تعالی انکو جزاے خیر دے اسنادین اس اوراد کی مدح مین سید علی
ہمدانی کی چند نقلین مرقوم ہین جو انکے علو مرتبت اور سمو منزلت پر دلالت کرتی ہین لہذا اسپر د قلم کرتا ہون لکھتے
ہین کہ سید علی ہمدانی سر حلقۂ مشایخ ہمدانیہ است و سر دفتر اصحاب حضرت شیخ محمود مزدقانی علیہ الرحمہ و از سی و
مشایخ کامل رشاد و اجازات داشت از انجملہ یکی سعید حبشی بود رضی اللہ عنہ کہ از اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم بودہ است و علی ہمدانی از صحبت او بشرف تابعین مشرف شد و فروغ دل یافت و خرقۂ خلافت گرفت
و در علم از فحول علما بود و طی ارض داشت چنانچہ سہ مرتبہ ربع مسکون راطی کرد نقل ست کہ علماء نصاری را در ولایت

روم با علماء اہل اسلام براین حدیث مذاکرہ افتاد کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی پیغام بر شما گفتہ است
کہ علماء امت من مثل انبیاء بنی اسرائیل اند و عیسی احیاء اموات میکرد اگر درین قول پیغمبر شما راسخ است مردہ را
زندہ کنید علماء اسلام عاجز گشتہ مہلت چہل روز خواستند چون مدت رسید بموجب الہام ربانی علی ہمدانی بطی الارض
دران مجمع حاضر شد و گفت پیغمبر ما راست گفتہ است پس فرمود تا مردہ را حاضر آوردند روی بعلماء نصاری کرد
و فرمود کہ پیغمبر شما کہ احیاء اموات میکردند چہ میگفتند جواب گفتند پیغمبر ما قم باذن اللہ گفتی فرمود اگر من بفرمان
اللہ تعالی قم باذنی بگویم و این مردہ زندہ شود شما بہ پیغمبر ما ایمان آرید گفتند آری پس فرمود من یکی از فروترین
امت وی ام چون من ہزاران ہزار درین زمان یافتہ میشوند پس گفت قم باذنی و دست آن مردہ بگرفت و برداشت
پس ہمہ ایمان آوردند پس مثل اسکے بکثرت کشف و کرامات کتب متعددہ مین منقول ہین چنانچہ نقل ہے کہ کشمیر مین
ایک شخص فقیر صورت صاحب استدراج سے مناظرہ ہوا ایک گاے کے پیٹ مین گوسالہ کا رنگ اور اسکا
نر ہونا بتایا اسکے رنگ مین اختلاف ہوا اُس فقیر نے کہا پیشانی گوسالہ کی سفید ہے سید علی ہمدانی نے فرمایا
کہ سر دُم اُس گوسالہ کی سفید اور وہ دم اُس کی پیشانی پر رکھی ہوئی ہے غرض اُسکا پیٹ چاک کرکے دیکھا تو
فی الحقیقت دُم اسکی پیچ کھائی ہوئی اُسکی پیشانی پر رکھی ہوئی تھی غرض اہل کشمیر مین اسلام کی ترقی اسی سبب سے
ہوئی اور وہ کافر صاحب استدراج شرمندہ اور غمناک ہوا اور منفعل ہوکر وہ بھی اسلام لایا غرض احادیث منقولہ
سید علی ہمدانی خصوصًا وہ احادیث جو کتاب المودۃ فی القربی مین جمع فرمائے احادیث صحیحین سے صحت مین بدرجہا
فائق ہین کہ بہ تصریح علماء قول اہل علم دلیل صحت حدیث ہے پس سید علی ہمدانی کہ تابعین اور صاحب خوارق ہین کہ طی
الارض اور احیاء اموات جن سے واقع ہوا اور پیغمبر کے بلاواسطہ ملاقات سے مشرف ہوے اُنکی بیان فرمائی ہوئی
حدیثین کیونکر صحاح ستہ سے اصح نہ ہونگی فتبصر ولا تغفل اب رہا امر ثانی کہ حق تعالی پر کوئی امر واجب ہے یا نہین
پس ماورا دیگر دلائل عقلی اور نقلی کے یہ حدیث متفق علیہ یعنی من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ
دلیل کافی ہے بچند وجہ وجہ اول عقائد نسفی پر بہ نشان ۵ ملا جلال سے حاشیہ لکھا ہے اعلم ان مسئلۃ
الامامۃ لیست من الاصول التی یجب علی کل مکلف معرفتہا عند اہل السنۃ والجماعۃ یعنی مسئلہ امامت
اصول سے نہین ہے کہ جسکی معرفت ہر مکلف پر واجب ہو پس فرق بین الاصول والفروع کیا ہے وہ بھی عرض
کردیا جائے پس علم و معرفت سے اگر مقصود بالذات نفس تصدیق و اذعان ہے چنانچہ خدا کا اور اُسکے رسول کا
اور اُسپر ایمان لانا اگرچہ بالواسطہ یا بوسائط متعددہ تفرع عمل کا بھی اُسکے ضمن مین ہو اُسکا نام حکمت نظریہ اور
اصول دینیہ ہے اور اگر علم و معرفت سے نفس تصدیق مقصود بالذات نہ ہو بلکہ اُن سے مقصود بالذات نفس
عمل ہو تو اُسکو حکمت عملیہ اور فروع دینیہ کہتے ہین حاصل یہ ہے کہ مقصر اول دائرۂ اسلام اور ایمان سے باہر
ہے اور مقصر ثانی اگر معذور نہ ہو تو آثم ہے مگر خارج از دائرۂ اسلام و ایمان نہین ہوسکتا اب دیکھنا چاہیئے کہ
حدیث من مات کس امر پر دلالت کرتی ہے آثم ہے یا خروج اسلام پر چونکہ دلالت حدیث کی یہ ہے کہ جو نہ پہچانتا ہے

له عقائد نسفی صفحہ ۱۰۵ حاشیہ نمبر ۵ مطبوعہ [illegible]

امام زمان کو اسکی موت کافر کی موت ہی پس عدم معرفت محکوم بموت جاہلیت ہوئی اسی سے ثابت ہو گیا کہ معرفت سے مراد نفس ذعان ہی پس معرفت سے مراد نصب امام لینا اور نصب کو خلق پر منحصر کرنا اور اسکو تکلیفت عملی قیاس کر کے مسائل فروع مین محسوب کرنا اور پھر اسکی عدم معرفت کو محکوم بموت جاہلیت قرار دینا بناء فاسد علی الفاسد ہی سبحان اللہ مسئلہ امامت عند اہل السنۃ والجماعۃ تو اصول سے نہین ہی کہ ہر مکلف پر معرفت اسکی واجب ہو اور معرفت امام واجب اور وجوب معرفت امام دلیل وجوب نصب امام علی الخلق اور عدم معرفت محکوم بموت جاہلیت حالانکہ تارک فروع ضروریہ فرعیہ مومن آثم ہی نہ خارج از ایمان جیسا کہ بحث ایمان مین مذکور ہوا تو مقصر معرفت فروع ضروریہ بدرجہ اولی کافر نہین ہو سکتا چہ جائیکہ مقصر معرفت امام کی موت موت کافر قرار دی جائے پس بالضرور مسئلہ امامت اصول قطعیہ سے قرار پائیگا ورنہ حدیث متفق علیہ من مات الخ کا معاذ اللہ آنا محال ہو جائیگا چنانچہ حدیقۂ سلطانیہ مین مذکور ہی کہ جمعی دیگر چون قاضی بیضاوی در کتاب منہاج و شراح کلام او بر آنند کہ این مسئلہ از اعظم مسائل اصول دین است و مخالف آنرا کافر و مبتدع شمردہ اند و یکی از علماء حنفیہ در کتابی کہ بہ فصول مشہور است گفتہ کہ ہر کہ بامامت ابی بکر قائل نیست کافر است بلکہ جمعی از اینان متصدی بقتل کسی میشوند کہ اعتقاد بامامت ابی بکر نداشتہ باشد یا بگوید کہ علی بعد از رسول بلا فاصلہ امام است مرتکب قتلش میشوند پس اس تقریر سے بالبداہۃ ثابت ہو گیا کہ مسئلہ امامت اصول دین سے ہی اسواسطے کہ کسی طرح ایک فرع کا نہ جاننے والا کافر واجب القتل نہین ہو سکتا محشی کا رقم فرمانا لیست مسئلۃ الامامۃ من الاصول عند اہل السنۃ والجماعۃ بھی اتہام ہی کہ ایک جماعت اور قاضی بیضاوی اور صاحب فصول خارج از سنت جماعت ہوے جاتے ہین کہ جو اعلی اور اکمل و اعلم و افہم اہل سنت جماعت ہین اور فی الحقیقت یہ وہ بحث ہی کہ اعاظم اعلام و افاضل نام اور اکابر اہل کلام اور عقلاء عالی مقام ہوش و حواس باختہ معرکۂ مناظرہ مین سپر انداختہ ہو کہ امام زمان سے مراد قرآن مجید اور سورۂ حمد کہ ہر نماز مین واجب ہی لینے لگتے ہین تدبر و تفہم وجہ دوم امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین رقم فرماتے ہین آیۂ فقد جاءکم بشیر و نذیر المعنی ان حصول الفترۃ یوجب احتیاج الخلق الی بعثۃ الرسول واللہ تعالی قادر علی کل شئ فکان قادرا علی بعثتہ ولما کان الخلق محتاجین الی البعثۃ والرحیم الکریم قادرا علی بعثۃ الرسل وجب فی کرمہ و رحمتہ ان یبعث الرسل الیہم یعنی حصول فترت سبب ہی خلق کی محتاجی کا طرف بعثت رسل کے اور حق تعالی قادر ہی ہر شی پر پس وہ قادر ہی بعثت پر اور ہر گاہ کہ خلق محتاج ہوئی طرف بعثت کے اور رحیم و کریم قادر ہی بعثت پر تو واجب ہوا کرم و رحمت مین اسکی کہ مبعوث کرے رسل کو انکی طرف پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین آیۂ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ المسئلۃ الاولی کتب کذا علی فلان یفید الالزام وکلمۃ علی یفید الایجاب ومجموعہما مبالغۃ فی الایجاب فہذا یقتضی کونہ سبحانہ راحما لعبادہ رحیما بہم علی سبیل الوجوب انتہی یعنی کتب کذا علی فلان فائدہ دیتا ہی لزوم کا اور کلمہ علی مفید ایجاب ہی اور مجموع ان دونون کا مبالغہ ہی ایجاب مین

پس مقتضی ہی ہونے کو اُس سبحان کے راحم اپنے بندون پر اور رحیم ہونے کو اُنکین بندون پر یعنی سبیل الوجوب انتہی اس کلام سے امام فخر الدین رازی کے ثابت ہو گیا کہ فضل و کرم حق تعالیٰ پر کسی امر کا واجب ہونا معلوم اور مقتضی نہین ہی اور اسی کا نام واجب علی اللہ ہی پس جس طرح سے فترت مین محتاج ہیہا تھا خلق کو طرف بعثت رسل کے اسی طرح سے وفات پیغمبر صلعم نے محتاج کیا خلق کو طرف امام کے ایسے امام کہ راسخین فی العلم ہون صادقین ہون رموز و غوامض قرآن و شریعت کو بتلا سکین حافظ شریعت رسول آخر الزمان رہین معصوم ہون گناہان کبیرہ و صغیرہ سے عالم ہون علوم دینی اور دنیوی کے جمیع صفات کمال سے متصف ہون جمیع عیوب سے مبرا ہون اور تا قیامت حافظ شریعت پیغمبر آخر الزمان رہین اور حق تعالیٰ قادر ہی ہر شی پر اور جب خلق کی احتیاج طرف امام کے ضروری ہوئی کہ موت جاہلیت سے بغیر امام کے چھٹکارا نہین ہی اور رحیم و کریم قادر ہی اوپر نصب امام ممدوح کے پس واجب ہوا کرم و رحمت حق تعالیٰ مین نصب امام معصوم اور اسی کا نام اللہ واجب علی اللہ لا علی الخلق ہی اور یہ بھی ظاہر اور بالاتفاق ہی کہ عصمت پر بجز خدا اور رسول خدا کے کوئی واقف نہین اسواسطے کہ العصمۃ ملکۃ نفسانیۃ قدسیۃ لا یمکن الاطلاع علیہا الا من قبل علام العلیم الحکیم بہا یعنی عصمت ملکۂ نفسانیۂ قدسیہ ہی جسپر اطلاع ممکن نہین مگر از طرف اعلام علیم حکیم پس باعلام علیم حکیم رسول کریم نے مکرر بتایا اور کس کس طرح سمجھایا پھر آخر کو اکتب لکم کتابا فرمایا اُسپر بھی مخالفت قول رسول کہ بعینہٖ مخالفت خدا ہی کی جائے اور منصب رحمت حق تعالیٰ اور رحمۃ للعالمین کے لیا جائے اور اللہ واجب علی الخلق بتایا جائے تو نری ہٹ دھرمی اور نفس پرستی ہی اور عصمت امام نص ملک العلام سے ثابت ہی حق تعالیٰ فرماتا ہی انی جاعلک للناس اماما امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ یہ آیت دلالت کرتی ہی عصمت پر خلیل الرحمن کی باین علت کہ امام وہ ہی کہ جسکی اقتدا کی جاتی ہی پس اگر اُس سے کوئی گناہ صادر ہو تو اقتدا اُسکی مخصوص اُس گناہ مین نہ کی جائیگی اور ہم پر واجب نہین ہی کہ ہم اُس گناہ مین اُسکی اقتدا کرین اسواسطے کہ اگر اطاعت اُسکی واجب ہو تو محال لازم آئیگا اسواسطے کہ معصیت ممتنع ہی اور باینوجہ کہ فعل امام ہی عمل کرنا اُسپر واجب تو اجتماع امر و نہی کا واجب ہوا اور یہ محال ہی مناقب ابن مغازلی شافعی مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر برحق نے انا دعوت ابراھیم یعنی مین دعوت ابراہیم ہون پس مین نے کہا کہ کیونکر آپ دعوت ابراہیم ہین فرمایا کہ جب وحی کی ابراہیم کو خداے یگانہ نے کہ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین یعنی جب ابراہیم نے جلالت مرتبت امامت کو دیکھا آرزو کی کہ میری ذریت کو بھی یہ مرتبہ ملیگا فرمایا جو تیری ذریت سے ظالم ہوگا وہ اس عہد کو نہ پائیگا پوچھا حضرت ابراہیم نے ظالم کون لوگ ہین فرمایا جو اصنام پرستی کرین اُسوقت حضرت ابراہیم نے دعا کی وہ دعاے ابراہیم منتہی ہوئی میری طرف کہ ہرگز ہم مین سے کسی نے پرستش اصنام نہین کی فاتخذنی نبیا واتخذ علیا ولیا امام فخر الدین اسی آیہ کی تفسیر مین مسئلہ خامسہ رقم فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جمہور فقہا و متکلمین نے عقد امامت فاسق پر جائز نہین

رکھی ہی اور اسی آیہ سے حجت لاتے ہین اُس عنوان پر کہ مراد عہد سے امامت ہی فوجب ان یکون المراد
بھذا العہد ھو الامامۃ فیصیر الآیۃ کانہ قال تعالیٰ لا ینال الامامۃ الظالمین اذ کل عاص
فانہ ظالم لنفسہ فکان الآیۃ دالۃ علیٰ ما قلنا یعنی پس واجب ہے کہ ہو مراد عہد سے امامت
پس معنی آیت یہ ہوئے کہ نہ پہنچے گی امامت ظالمین کو اسواسطے کہ کل عاصی ظالم لنفسہ ہین پس دلالت آیہ دیکھی
کہ ہمنے کہا امام لکھتے ہین کہ اگر کہا جائے کہ ظاہر آیہ کا یہ ہی کہ ظاہراً اور باطناً ظلم منتفی ہو تو وہی عصمت ہی تو جواب دینگے
ہم کہ ہمنے ترک کیا اعتبار باطن کا اور باقی رہا ظاہر اس سوال وجواب مین ضعف وقوت آشکار ہی اگر کوئی کہے
کہ ہمنے دونون اعتبار ترک کیے تو کچھ باقی نرہا کہ عصیان ظلم ہی نہین ہی پس جو جواب امام فخرالدین اسکا فرمائینگے
وہی جواب ہمارا ہی تفسیر بیضاوی مین آیہ فلما انبأھم مین رقم فرماتے ہین واعلم ان ھذہ الآیات تدل علی
شرف الانسان ومزیۃ العلم وفضلہ علی العبادۃ وانہ شرط فی الخلافۃ بل العمدۃ فیہا
جان تو کہ یہ آیتین دلالت کرتی ہین اوپر شرف انسان کے اور مزیت علم کی اور اُسکے بہتری پر عبادت سے اور یہ تحقیق کہ
وہ شرط ہی خلافت مین بلکہ عمدہ ہی خلافت مین اور امام فخرالدین رازی لکھتے ہین آیہ وکونوا مع الصادقین
مین کہ یہ آیہ دلالت کرتی ہی دوام وجود صادقین پر اور صیغہ امر شامل ہی جمیع اوقات پر اور بعین وقت بھی نہین ہی
پس لازم ہوا کہ جائز الخطا اقتدا کرے اُسکی کہ صدور خطا جسسے ممتنع ہو اور اس آیت کی تفسیر مین بعض مفسرین نے
صادقین سے مراد اجماع لی ہی جواب اُسکا یہ ہی کہ معنی آیہ سے [illegible] ہوتا ہی کہ غیر صادقین مامور ہین باطاعت صادقین
اور حدیث مین لن یجتمع اُمتی ہی اور امت کا لفظ شامل ہی صادقین اور غیر صادقین پر اور ظاہر ہی کہ
اتحاد مطیع اور مطاع کا ممتنع ہی پھر صادقین سے مراد اجماع کیونکر لے سکتے ہین اور بعض نے صادقین سے مراد صحابہ
لی ہی اور تفسیر اسطرح کی ہی کونوا مع النبی واصحابہ حالانکہ یہ بھی مراد نہین ہو سکتی کہ یہ آیہ دلالت کرتی
ہی دوام وجود صادقین پر اور کونوا شامل ہی ہر زمانہ کو اور ہر زمانہ مین وجود صحابہ کا محال پس بالضرور وجود
صادقین کا ہر زمانہ مین واجب ہوا اور ہر شخص پر معرفت اُنکی بھی واجب ہوئی اور منصب نصب امام خلق سے
منحصر کرنا غصب منصب خدا ورسول ہوا اور نصب امام خدا ورسول پر واجب ہوا کہ عقول امت ادراک
اوصاف مذکورہ سے عاجز ہین اور امامت مفضول باوجود موجودگی فاضل از سر تا پا باطل اسواسطے کہ حال
امامت کا بعینہ حال بعثت کا ہی جو دلیلین کہ وجوب بعثت پیغمبرون کی دلالت کرتی ہین وہی وجوب نصب
امام پر بھی دال ہین اور شارح مواقف اور نیز صاحب مواقف نے مبحث امامت مین بیان کیا ہی کہ امامت
ریاست عامہ ہی دنیا و دین کی پس امام دنیا و دین کو لازم ہی کہ حاوی کمالات دنیا و دین ہو بجمیع الوجوہ اسواسطے کہ
کافہ امت کو اُسکی اتباع واجب ہے پس فاضل اتباع مفضول کیونکر کر سکتا ہی اور مفضول بجمیع الوجوہ حاوی
کمالات کیونکر ہو سکتا ہی ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر
اولو الالباب یعنی کیا مساوی ہوتے ہین وہ لوگ کہ صاحب علم ہین اور وہ لوگ جو صاحب علم نہین ہین

اور مُجبر ین نیست کر بند پکڑتے ہین صاحبان عقل اور آیہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم یعنی ای مومنو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اُسکے رسول کی اور اولی الامر کی اپنی اطاعت خدا مین اور اطاعت رسول مین فرق ہو مگر اطاعت رسول مین اور اطاعت اولی الامر مین کچھ فرق نہین ہو اسی سے ثابت ہو کہ اولی الامر وہی صادقین معصومین ہین جنکی اطاعت بعینہ اطاعت رسول ہو اور یہ خطاب بھی اعم ہو جمیع مکلفین پر الی یوم القیامہ اسی سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ مین اولی الامر موجود ہون اور یہ امر بھی مخفی نہین ہو کہ اولی الامر اگر فساق و عصاۃ ہونگے تو اطاعت اور مخالفت اُنکی یہ دونون امر واجب ہو جاینگے اور یہ امر بالضرور محال اور ممتنع ہو اور اگر اولی الامر سے اجماع مراد لیجائے تو عدم اجماع جو اکثر اعصار مین اور خصوصاً فی زماننا موجود ہو ضلالت و معصیت قرار پائیگا اور خلو زمان از صادقین و اولی الامر لازم آئیگا اور حدیث لن تجتمع امتی کا صدق محال ہو جائیگا یا عدم اجماع کو اجماع کا خطاب دیا جائیگا اور عدم امام کو امام گردانا جائیگا ورنہ موت علی الکفر سے نجات محال پس ثابت ہو گیا کہ نصب امام واجب ہوا خدا پر اور اُسکے رسول پر وجہ سیوم چونکہ نصب امام حق تعالی پر واجب تھا یہ نصوص متعددہ حق تعالے نے اظہار فرمایا جیسا کہ مذکور ہوا منجملہ انھین نصوص کے آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلواۃ و یوتون الزکواۃ وھم راکعون ہی کہ باتفاق مفسرین یہ آیت شان مین علی اور آل رسول کے نازل ہوئی ترجمہ کوئی ولی تمھارا نہین ہو مگر خدا اور رسول اُسکا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین قائم رکھتے ہین صلواۃ کو اور دیتے ہین زکواۃ کو درانحالیکہ وہ رکوع کرنیوالے ہین خلاصہ یہ ہو کہ اس آیہ سے ثابت ہے کہ جو نسبت خدا کو اور اُسکے رسول کو مومنین سے ہو وہی نسبت علی کو مومنین سے ہو اگر خدا کو اور رسول کو ولی امر صاحب اختیار مومنین کا مانا جائے تو علی کو بھی ولی امر صاحب اختیار ماننا لازم ہوگا اور یہی معنی امام بھی ہین پس ثابت ہوا کہ علی امام ہین بعد اسکے فرمایا حق تعالے نے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ یہ آیت شان علی مین نازل ہوئی جناب رسالتمآب صلعم مامور ہوے کہ اُنکے باب مین تبلیغ فرمائین پس پیغمبر خدا نے ہاتھ علی کا پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ تفسیر کبیر مین امام فخر الدین نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ العاشر نزلت ھذہ الایۃ فی فضل علی رضی اللہ عنہ یعنی دسوان قول یہ ہو کہ یہ آیت فضل علی ابن ابیطالب مین نازل ہوئی ولما نزلت ھذہ الایۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر ابن خطاب فقال ھنیأ لک یا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ وھو قول ابن عباس و البراء بن عازب و محمد بن علی ہر گاہ کہ نازل ہوئی یہ آیت تو ہاتھ پکڑا اُنکا یعنے علی کا اور فرمایا من کنت مولاہ الخ پس ملاقات کی

عمر ابن خطاب نے اور مبارک بادی کہ تم مولا ہوے میرے اور کل مومنین اور مومنہ کے اور یہ قول ابن عباس و براء بن عارب و محمد ابن علی یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ہو آیہ[۱] والنجم اذا ھوی[۵] مناقب ابن مغازلی شافعی مین ابن عباس سے منقول ہو کہ پیغمبر نے فرمایا یہ ستارہ جسکے مکان مین گرے وہی میرا وصی ہو پس جو جو اصحاب آنحضرت کی خدمت مین تھے اُٹھے اور نظر کی تو دیکھا کہ وہ علی ابن ابیطالب کے مکان مین تھا پس ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ تو محبت علی مین گمراہ ہوا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی[۵] آیہ[۲] وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور نیز اصحاب سیر اسطرح لکھتے ہین کہ ابتدائے بعثت مین یہ آیہ نازل ہوئی پیغمبر نے طعام قلیل پکوایا اور بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور دعوت اسلام فرمائی اور فرمایا کون ہو کہ میری دعوت کو قبول کرے اور وارث و وزیر و خلیفہ میرا ہو میرے بعد اُسوقت علی نے فرمایا انا یا رسول اللہ تین مرتبہ رسولخدا نے فرمایا اور ہر مرتبہ علی نے انا یا رسول اللہ کہا اُسوقت تمام قوم نے ابوطالب سے کہا کہ ای ابوطالب اب طاعت اپنی لڑکی کی کرو کہ تیرا امیر ہوا اور مشکوٰۃ و مدارج النبوت سے بھی بیان کر آئے ہین امام نسائی نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہو اور حافظ محمد ابن موسیٰ الشیرازی نے آیہ[۵] وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ کی تفسیر مین انس ابن مالک سے روایت کی ہو کہ فرمایا رسولخدا نے کہ حق تعالے نے مٹی سے آدم کو پیدا کیا اور مجکو اور میرے اہلبیت کو اختیار کیا اور برگزیدہ کیا جمیع خلق سے اور گردانا مجکو نبی اور علی کو وصی امام احمد ابن حنبل نے اور شیرویہ دیلمی نے کتاب فردوس مین اور ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب مین روایت کی ہو جسکا خلاصہ یہ ہو کہ مین اور علی ایک نور تھا خدا کے نزدیک قبل از پیدایش حضرت آدم پھر وہ نور صلب آدم مین رکھا گیا اور ہمیشہ اصلاب طاہر سے منتقل ہوتا ہوا صلب عبد المطلب تک پہنچا اور وہان سے دو حصہ ہوا مجھ مین نبوت اور علی مین خلافت ہوئی مناقب امام احمد ابن حنبل مین ہو کہ سلمان نے کہا یا رسول اللہ من وصیک یعنی کون ہو وصی قال من کان وصی اخی موسیٰ قال سلمان یوشع ابن نون قال رسول اللہ ان وصی و وارثی و من یقضی دینی و ینجز وعدی علی ابن ابی طالب فرمایا کون شخص تھا وصی اخی موسیٰ کا سلمان نے کہا یوشع ابن نون جواب دیا رسول اللہ نے کہ تحقیق وارث اور ادا کرنے والا میرے قرضہ کا اور وفا کرنے والا میرے وعدہ کا علی ابن ابیطالب ہو صحیحین مین مشکوٰۃ مین سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہو قال رسول اللہ لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی کہ فرمایا رسول خدا نے واسطے علی کے کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر بعد میرے کوئی نبی نہین ہوا اور فرمایا پیغمبر نے القرآن مع علی و علی مع القرآن اور فرمایا اللھم ادر الحق حیث ما دار اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی پس ان نصوص جلیہ و خفیہ سے اور دلایل قطعیہ اور وجوہات مذکورہ سے مثل آفتاب ظاہر ہوگیا کہ غصب امام خالق علام ہوا اور تعلیم حکیم علیم رسول انام ہو واجب لازم تھا کہ

جسکو پیغمبر خدا نے ابتدا مین نزول وحی آیہ انذر عشیرتک الاقربین سے اور انتہا سے وقت وفات تک مین
الکتب للہ ثنا با کہکر اظہار فرمایا جیسا کہ مذکور ہوا نہ خلق وانام پر اور معرفت اُنکے ہر فرد پر افراد امت سے
واجب ہوئی اور مقصر اس معرفت کا حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیتہ
کا مصداق ہوا تنبیہ ہماری مراد تحریر سے اس رسالہ کے یہ نہین ہی کہ ہم حقیقت مذہب مین یا امامت یا خلافت
مین بحث کرین بلکہ خاص منشا ہمارا یہ ہی کہ ابتدا ظہور اسلام اور اظہار رسالت سید مرسلین سے الی الآن
حسد و بغض وکینہ بنی ہاشم سے اور خصوصاً اہلبیت اور علیؑ اور آل رسول سے جاری ہی حتی کہ پیغمبر صلعم کے وقت
مین منافقین کی شناخت بغض و عداوت علیؑ سے ہوتی تھی بعد وفات حضرت رسالتمآب تو جو رنگ بدلا وہ
ظاہر ہی کہ وہی بغض وحسد علیؑ علامت تقوی اور ایمان قرار پائی کوئی فضیلت ومنقبت آل رسول اور آیات
اور علیؑ ابن ابیطالب کی ایسی نہین ہی جسکی تاویل و تضعیف نہ کیگئی حتی کہ یہ شیوہ علما قرار پایا ہی کہ جب کسی
کتاب حدیث کی شرح رقم فرماتے ہین تو جہان کہین فضائل اہلبیت اور مناقب آل عترت کا ذکر آیا تو سیکڑون
معنی اور تاویلین کرنا پڑتا ہی حاصل یہ ہی کہ کوئی تذلیل اور تنقیص علیؑ اور آل رسول اور اہلبیت کے اُٹھا نہین
رکھی گئی امیر معاویہ کے وقت مین تو سب و شتم با علان منبر و منبر جاری کیا گیا یزید نے تو با علان اپنے آبا و اجداد
کا ایسا معاوضہ لیا کہ تا قیامت یادگار رہیگا اور بڑا سبب بغض کا یہ بھی تھا کہ کوئی قبیلہ قبائل عرب سے
ایسا نہ تھا کہ جسکے نامی گرامی شجاعونکو قتل نہ کیا ہو کوئی غزوہ غزوات حضرت رسالتمآب سے ایسا نہین ہوا کہ
جسمین علیؑ موجود نہون اور اُنکے ہاتھ سے کوئی مقتول نہوا ہو پھر کسطرح ممکن ہی کہ وہ بغض و کینہ وحسد سے پاک
صاف ہون جب کل بنی ہاشم اور علیؑ اور آل اور اہلبیت نبی کی توہین مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا
گیا اور نہین کیا جاتا تو جناب ابو طالب کہ باپ تھے علیؑ کے اور عم تھے نبی کے اُنکو کافر کہنا کونسا مقام استعجاب
ہی امیر معاویہ اور دیگر خلفاء امویہ نے تو خطبونمین منبرونپر ہر جمعہ وجماعت مین لعن کرنیکا حکم قطعی دیا تھا اور علیؑ
ولی خدا کو لعین بن الملعون کا خطاب دیا تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اس بحث مین
بغیر قصد کے طول ہوا حالانکہ یکے از ہزار و مشتی از انبار بھی خیر تحریر مین نہین آیا کتب کلامیہ دلایل
و براہین قاطعہ اور نزاع وجدال اور قیل وقال جانبین سے مملو ہین فمن شاء فلیرجع الیہا اب تک
ہم ذکر بغض وحسد وکینہ کا تمام قبائل کے بنی ہاشم سے کر آئے ہین لھذا بعض احادیث صحیحہ مناقب
وفضائل بنی ہاشم مین جو متفرق طور سے کتب مین مذکور ہین اُنکا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
کتب احادیث مین اکثر مناقب قریش تو مرقوم ہوے ہین مگر کوئی باب یا فصل مناقب بنی ہاشم
مین مستقل طور سے پائے نہین جاتے صحیح بخاری مشکوٰۃ شریف مین ہی عن ابی ھریرۃ قال
قال رسول اللہ بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی
کنت منہ شاہ عبدالحق صاحب اسکی شرح فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ مین بھیجا گیا ہون

بہترین طبقات بنی آدم مین ایک قرن سے بعد دوسرے قرن کے قرن سے مراد ایک زمانہ ہو بعد
دوسرے زمانہ کے یعنی بہترین طبقات بنی آدم ہر وہ طبقہ ہو کہ پدران آنحضرت اُس طبقہ مین تھے چنانچہ
اسمعیل کنانہ اور اُنکے بعد قریش اور اُنکے بعد ہاشم یہانتک کہ پہنچا مین اُس قرن تک کہ ہو مین اُس سے
پھر بعینہ یہ عبارت نقل فرماتے ہین کہ ہمہ ایشان از آدم تا عبداللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس
شرک چنانچہ فرمودہ بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ و دلایل دیگر متاخرین علماء حدیث
آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند ولعمری این علمی است کہ حق سبحانہ تعالی مخصوص گردانیدہ است باین متاخرین
را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد شریف آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند بعد چند سطر کے رقم
کرتے ہین کہ خدا جزا خیر دہد شیخ جلال الدین سیوطی را کہ در این باب رسائل تصنیف کردہ پھر لکھتے ہین
وحاشا اللہ کہ این نور پاک را در جائے ظلمانی نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آبا و اجداد وخزی و مخذول
گردانند وعن واثلۃ ابن الاسقع قال سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ اصطفی کنانۃ
من ولد اسمعیل واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی
من بنی ہاشم یعنے حق تعالے نے برگزیدہ کیا کنانہ کو اولاد اسمعیل سے اور برگزیدہ کیا قریش کو کنانہ سے
اور برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم سے اور برگزیدہ کیا مجکو بنی ہاشم سے روایت کیا اُسکو مسلم نے اور ترمذی
مین اسقدر زیادہ ہو ان اللہ اصطفی من ولد ابراہیم اسمعیل واصطفی من ولد اسمعیل
بنی کنانۃ الخ اور بیہقی نے دلائل مین اور طبرانی نے اوسط مین روایت کی ہو عن عائشہؓ قالت
قال رسول اللہ قال لی جبرئیل قلبت الارض مشارقہا ومغاربہا فلم اجد رجلا
افضل من محمد ولم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم ترجمہ کہا عائشہ نے فرمایا رسول خدا
کہ جبرئیل نے بیان کیا کہ مین تمام زمین کے مشرق و مغرب مین پھرا لیکن کسی کو مین نے افضل محمد
سے نہ پایا اور اولاد بنی آدم مین افضل بنی ہاشم سے کسیکو نہ پایا مین نے وعن عمر قال قال رسول اللہ
ان اللہ خلق الخلق فاختار من الخلق بنی آدم واختار من بنی آدم العرب واختار
من العرب مضر واختار من مضر قریشا واختار من قریش بنی ہاشم فانا خیار من
خیار الی خیار منقول ہو عمر سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ بتحقیق اللہ نے پیدا کیا خلق کو اور برگزیدہ کیا خلق سے
بنی آدم کو اور بنی آدم سے عرب کو اور عرب سے مضر کو اور مضر سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور مجکو
بنی ہاشم سے پس مین برگزیدہ ہون سب برگزیدون سے اول برگزیدون سے آخر برگزیدہ تک عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ ان اللہ حین خلق جعلنی من خیر خلقہ ثم خلق القبایل وجعلنی من خیرہم
قبیلۃ وحین خلق الانفس جعلنی من خیر انفسہم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتہم فانا خیرہم
بیتا وانا خیرہم نسبا ابن عباس سے منقول ہو کہ کہا فرمایا رسول خدا نے کہ جسوقت خلق کیا مجکو

اشعۃ اللمعات جلد ۴

تو گردانا مجکو بہترین خلق سے اپنے پھر خلق کیا قبائل کو اور گردانا مجکو بہترین قبائل سے اور جب خلق کیا نفسونکو
تو گردانا مجکو بہترین نفسوں سے پھر جب خلق کیا بیتونکو تو گردانا مجکو بہترین بیوت سے اور مین بہتر انکا ہون از رو
بیت کے اور از روے نسب کے وعن العباس انہ جاء الی النبی صلعم فکانہ سمع شیئا فقام النبی
علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب
ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرہم ثم جعلہم فرقتین فجعلنی فی خیرہم فرقۃ ثم جعلہم
قبائل فجعلنی فی خیرہم قبیلۃ ثم جعلہم بیوتا فجعلنی فی خیرہم بیوتا فانا خیرہم نفسا
وخیرہم بیتا اور خود عباس سے منقول ہے کہ تحقیق وہ خدمت نبی مین داخل ہوے پس گویا کہ انہون نے
کچھ سنا تھا کہ آثار غضب چہرہ پر نمایان تھے اور آنحضرت سے بیان کیا پس کھڑے ہوگئے رسول خدا اور گئے منبر
پر اور فرمایا کہ مین کون ہون سب نے کہا آپ رسول اللہ ہین فرمایا کہ مین محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہون
تحقیق کہ اللہ نے خلق کیا خلق کو پس گردانا مجکو بہترین انکا پھر گردانا انکو دو فرقہ اور کیا مجکو بہترین فرقہ سے
پھر کیا انکو قبائل اور گردانا مجکو بہترین قبیلہ سے پھر گردانا انکو بیوت اور گردانا مجکو بہترین بیت سے پس مین
بہترین نفس ہون از روے ذات کے اور بہترین انکا ہون از روے بیت کے وعن عبد المطلب ابن
ربیعہ ان العباس دخل علی رسول اللہ مغضبا وانا عندہ روایت است عبد المطلب بن ربیعہ کہ
عباس عم آنحضرت در آمد بر آنحضرت در حالیکہ در غضب بود وہ شدت عباس یعنی کسے او را در غضب در آورد و کارے کردہ یا حرفے
گفتہ کہ موجب غضب عباس شدہ و من نزدیک آنحضرت بودم فقال ما اغضبک پس گفت خطاب بعباس
کردہ چہ چیز در غضب در آورد ترا فقال گفت عباس یا رسول اللہ ما لنا ولقریش چہ حال است
مارا و قریش را اذا تلاقوا بینہم تلاقوہ مبشرۃ وقتیکہ ملاقات کنند قریش میان خود ملاقات
کنند بروی ہاے تر و تازہ و مبشرہ یعنی بخوشی و کشادہ روی واذا لقونا لقونا بغیر ذلک وچون
پیش آیند مارا کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلبیم پیش آیند بغیر آن صفت و حال یعنی بے بشر و طلاقت فغضب
رسول اللہ پس در غضب آمد رسول خدا حتی احمر وجہہ تا آنکہ سرخ گشت روے آنحضرت ثم قال
والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ پس گفت آنحضرت
بخدا سوگند در نیاید در دل ہیچ مرد ایمان تا آنکہ دوست دارد شمارا براے محبت خدا و رسول وے
ثم قال یا ایہا الناس من اذی عمی فقد اذانی پس گفت آنحضرت آگاہ باشید اے مردم کسے کہ
آزار کند عم مرا پس بتحقیق آزار کرد مرا فانما عم الرجل صنو ابیہ زیرا کہ نیست عم مگر مثل پدر او
رواہ ترمذی غرض مرویات بیہقی و طبرانی و مشکواۃ و ترمذی و صحیحین وغیرہ سے بنی ہاشم کا
بہتر ہونا تمام بنی آدم سے بلکہ تمام خلق سے از روے نسب اور زمانہ اور قبیلہ اور بیت اور نفس کے
اسی طرح ثابت ہو کہ جس طرح خیر البشر ختمی مآب رسول الثقلین محمد مصطفے صلعم کا افضل اور بہتر ہونا

اور برگزیدہ ہونا تمام خلق سے ثابت ہے اور یہی فضلیت ایک سبب قوی بغض و حسد و کینہ کا دیگر قبائل کے تھا بنی ہاشم سے جو بحدیث عبداللہ ابن عباس اور خود عم آنحضرت مذکور ہوا کہ حضرت عباسؓ عم رسول نے نام کو ظاہر فرمایا تھا جسکے سننے سے پیغمبر خدا غضب میں آئے آثار قہر و غضب چہرہ مبارک رحمۃ للعالمین پر نمایاں ہوئے واحمرّ وجہہ اور منہ آنحضرت کا سرخ ہوگیا استغفراللہ من غضب اللہ و رسولہ اور اسی حالت میں حضرت نے فرمایا کہ جو تمھیں دوست نہیں رکھتا اُسکے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا یہ حال تو تھا قریش کا بنی ہاشم سے اور بنی عبدالمطلب سے اور بنی ہاشم میں جو مرتبہ اور فضیلت علی ابن ابیطالبؑ کو تھے کسیکو افراد بشر میں حاصل نہ تھی کہ علیؑ و نبیؐ نور واحد تھے شعر علیؑ و نبی ہر دو نسبت بہم + دو تا و یکے چون زبان قلم چنانچہ احمد و ثعلبی و امام رازی و نیشاپوری و نبیرہ ابن جوزی و شیرویہ و ابن مغازلی نے روایت کی ہے سباق الامم ثلثۃ لم یکفروا باللہ طرفۃ عین علی ابن ابی طالب و صاحب آل یسین و مومن ال فرعون ثم الصدیقون و علی افضلہم یعنی سباق امم تین شخص ہیں کہ جنھوں نے طرفۃ العین سے کفر نہیں کیا ہو ساتھ اللہ کے ایک علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں اور صاحب آل یسین اور مومن آل فرعون ایس وہی صدیق ہیں اور علیؑ اُنسے افضل ہیں احمد حنبل سے دوسری روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے خلقت انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق السموات والارض بالفی عام یعنی میں اور علیؑ نور واحد تھا قبل ہونے آسمانوں اور زمینوں کے دو ہزار برس پہلے اور حدیث انت منی و انا منہ و حدیث انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ اور حدیث ضربۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ اور حدیث طیر اور حدیث غدیر اور حدیث ثقلین وغیرہ اور دیگر نصوص قطعیہ سے فضلیت بنی ہاشم اور اہلبیت کہ وہ سب بنی ہاشم ہیں اور خصوصاً علی ابن ابیطالبؑ کہ اکمل افراد ہیں بعد رسولؐ ثابت ہے اور علیؑ و نبیؐ کا نور واحد ہونا اور جناب رسول خدا کا جمیع ما کان و ما یکون سے بجمیع الوجوہ افضل ہونا قطعی ہے اسی وجہ سے اور سلسلہ جسے علیؑ و آل رسولؐ کا افضل ہونا بھی قطعی ہے اب مقام انصاف ہے کہ فضلیت کثرت ثواب کہ ظنی ہے کیا مقابلہ رکھتی ہے فضلیت قطعی کے ساتھ ایک ضربت علیؑ اعمال سے تمام اُمت کے جو قیامت تک کرینگے افضل ہوا اور بالاتفاق ثابت ہے کہ کل اصحاب آنحضرت شامل اُمت آنحضرت ہیں پس ضرور علیؑ سب صحابوں سے افضل ہیں اگرچہ وہ صحاب لن یجتمع امتی کے مصداق ہوں مگر کیا مقابلہ ہو سکتا ہے کسی فرد کو افراد بشر سے کہ ہم پلہ علیؑ ہو سکے اور اکثریت ثواب کا دعوی کر سکے اور مسئلہ امامت مفضول باوجود فاضل فضول و نامعقول خلاصہ یہ ہے کہ ازمنہ خلفاء جابر و خارج از دایرہ عدل و احسان و متعصبان و معاندان خاندان رسالت مآب میں جو وہ قلبی عداوت سے توہین و تنقیص علی ابن ابیطالبؑ اور آل رسولؐ میں مصروف تھے حتی کہ اپنی صحبت میں نام ابوتراب یا ابوالحسن تک لینا اور سننا گوارہ نہ کرتے تھے انکی خوش آمد میں یہ ہوا و ہوس نفسانی اور حصول

سلہ حقائق لدنی فی خصائص علوی امام نسائی ص ۱۱ سطر ۳

دنیا رفانی تمہارہا حمدیتین انکی مدح وثنا مین لوگون نے بنا ڈالین ہر فاسق وفاجر وظالم وجاہل کو خلیفۃ اللہ
وخلیفۃ الرسول کہنا پڑا احادیث صحیحہ متواترہ کو ضعیف الاسناد آحاد اور موضوع کا خطاب دیا گیا ملت حقہ
رسول آخر الزمان کو تسخیر کر ڈالا حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ کا ہر مفضول جابر وفاسق
وجاہل وخارج از دایرہ اسلام کو مصداق ٹھہرایا نصب امام کا وجوب خلق پر منحصر کیا ثقلین کو پس پشت
پھینکا کتاب خدا وحدیث محمد مصطفے کو نسیاً منسیاً کر ڈالا رفتہ رفتہ اسیکو مذہب مقرر کیا حالانکہ امور مذکورہ
بجہت حفاظت جان ومال وآبرو یا بوجوہات دیگر بھی عمل مین آئے ہون نہ یہ کہ بنا مذہب اُن سب کا بھی
تھا غرض حسد وبغض دیگر قبایل کا خصوصاً قریش کا بنی ہاشم سے مثل آفتاب کے نمایان ہو انتہا یہ ہے
کہ کتب احادیث مین بالاستقلال ابواب وفصول مناقب وفضایل قریش کے مشرح بیان کی گئی ہین
مگر مناقب بنی ہاشم کا ذکر اگر ضمناً کہین آگیا ہے تو ناچاری سے لکھنا پڑا ہے بالاستقلال کوئی باب منقبت
اور فضیلت کا بنی ہاشم کے صحیحین وغیرہ مین کہین پایا نہین جاتا اور حجۃ الاسلام امام غزالی سر العالمین
مین بیان فرماتے ہین باین عبارت اختلف العلماء فی ترتیب الخلافۃ وتحصیلها لمن
آل امرها الیه فمنهم من زعم انها بالنص ودلیلهم فی ـــــ قوله تعالی قل للمخلفین
من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونهم او یسلمون فان تطیعوا
یؤتکم الله اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما وقد دعاهم
ابو بکر الی الطاعة بعد رسول الله فاجابوه وقال بعض المفسرین فی قوله تعالی واذ اسرّ
النبی الی بعض ازواجه حدیثا قال فی الحدیث ان اباک هو الخلیفة من بعدی یا حمیراء
قالت امرءة اذا فقدناک فالی من نرجع فاشار الی ابی بکر ولانه امّ بالمسلمین علی بقاء رسول الله
والامامة عماد الدین هذا جملة ما یتعلق به القائلون بالنصوص ثم تاولوا لو کان علیّ اول الخلفاء
لانسحب علیهم ذیل الفناء ولم یاتوا بفتوح ولا مناقب ولا یقدح فی کونه رابعا کما لا یقدح فی نبوة
رسول الله اذا کان آخر الخلفاء والذین عدلوا عن هذا الطریق زعموا ان هذا التعلق فاسد و
تاویل بارد جاء علی زعمهم واهو یتلمو وقد وقع المیراث فی الخلافة والاحکام مثل داؤد
وزکریا وسلیمان ویحیی قالوا کان لازواجه ثمن الخلافة فهذا تعلقهم وهذا باطل
اذ لو کان میراثا لکان العباس اولی لکن اسفرت الحجة وجهها واجمع الجماهیر علی متن الحدیث
عن خطبة یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وهو یقول من کنت مولاه فعلی مولاه
فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنة فهذا تسلیم
ورضا وتحکیم وبعد هذا غلب الهوی لحب الریاسة وحمل عمود الخلافة وعقود البنود وخفقان
الهوی فی قعقعة الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاهم کاس الهوی

فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون انتہی
یعنے اختلاف کیا ہی علمانے ترتیب خلافت مین اور اسکی تحصیل مین جسکو یہ خلافت فی الفضل سے گمان کیا کہ از روئے
نص ابوبکر خلیفہ ہوئے اور دلیل انکی اس امر مین یہ قول باری ہی کہ تو دیکھو مخلفین اعراب سے کہ قریب ہی تم
بلائے جاؤگے طرف اُس قوم کے جو صاحب باس شدید ہی پس بلایا اُنکو ابوبکر نے بعد وفات آنحضرت طرف طاعت
کے اُن لوگون نے اجابت کی پس معلوم ہوا کہ یہ ہی خلیفہ ہین دوسرے یہ کہ بعض مفسرین نے تفسیر آیہ اذ اسر
النبی الی بعض ازواجہ مین کہا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ باپ تیرا خلیفہ ہوگا بعد میرے ای حمیرا تیسرے یہ
ایک عورت نے حضرت سے پوچھا کہ اگر آپکو نہ پائین ہم تو کسکی طرف رجوع کرین حضرت نے اشارہ کیا طرف
ابوبکر کے چوتھے یہ کہ حضرت کی زندگی مین ابوبکر نے امامت نماز کی اور نماز عمود دین ہی تو لوگ ابوبکر کے
بارے مین نص کے مدعی ہین اُنکی یہ دلیلین ہین اسکے بعد انھون نے تاویل کی اور کہا کہ اگر علی اول خلیفہ ہوتے تو
سب کے سب ہلاک ہو جاتے اور یہ فتوح اور مرتبہ نمایان نہ ہوتے اور حضرت علی کا خلیفہ رابع ہونا قادح
نہین ہی جیسا کہ جناب رسالتمآب کا آخر انبیا ہونا قادح نہین ہی اور جن لوگون نے اس رائے سے عدول کیا
وہ کہتے ہین کہ یہ تحقیق یہ سب اور جو اس سے متعلق ہی یہ سب عقائد فاسدہ اور تاویلات بارد ہین کہ تمھارے زعم
مین تمھاری خواہشون سے واقع ہوئے ہین اور یہ تحقیق کہ خلافت مین میراث جاری ہی مثل داؤد اور
ذکریا اور سلیمان اور یحیی کے کہ اُنکو نبوت بمیراث ملی اور اس وجہ سے ازواج کو بھی ثمن ملنا ثابت نہین ہی اور یہ باطل
ہی اسلیے کہ اگر میراث ہوتی تو عباس زیادہ مستحق خلافت تھے لیکن روشن ہوا چہرہ حجت اور دلیل کا یعنے روشن
اور نمایان ہوئی حجت کہ اجماع کیا ہی جمہور محدثین نے اوپر صحت متن حدیث کے کہ روز غدیر خم فرمایا آنحضرت
نے اور یہ باتفاق کل محدثین کے ثابت ہی کہ فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اُسپر عمر نے کہا مبارک ہو مبارک ہو
ای ابوالحسن کہ آج صبح کی آپنے اس حالت مین کہ مولا ہوئے ہمارے اور کل مومنین و مومنات کے پس یہ قول
حضرت عمر کا تسلیم اور رضا ہی اور اظہار ہی اسکا کہ حضرت علی کی خلافت و حکومت پر راضی ہوئے
مگر بعد اسکے غالب ہوئی ہوا و ہوس نفسانی بسبب حب ریاست کے اور اُٹھا لینے عمود خلافت کے اور
اور خلافت کے جھنڈونکا بستہ ہونا اور ہوا سے پھریرونکا اُڑنا اور سوارون کی کثرت سے گھوڑون کی ٹاپین
چوگرد مثل جال کے معلوم ہونا اور ہر شہر و دیار کا فتح کرنا ان سب خیالات نے اُن لوگونکو جام خواہش نفسانی
پلاکر مدہوش کردیا پس پھر گئے وہ لوگ خلاف اول کی طرف اور اُس عہد و تسلیم و رضا و تحکیم
و مبارکباد کو پس پشت ڈالدیا اور خرید لیا بسبب اُسی خواہش نفسانی کے مال قلیل یعنے حکومت
چند روزہ دنیا کو پس کیا بری چیز مول لی اُنھون نے تمام ہوا ترجمہ کلام امام غزالی کا اس جگہ پر
ہمکو ضرور ہی کہ ہم امام غزالی اور اُن کی تصنیف کی نسبت تحقیق علما کی لکھدین کہ عوام یا بعض
خواص اس عبارات کو ملاحظہ فرماکر یہ نہ کہہ بیٹھین کہ یہ عبارت کسی رافضی اور عالم شیعی کی ہی یا اس

عبارت کو منسوب بہ امام غزالی کردیا ہی یا امام غزالی لائق اعتبار نہین ہین یا سر العالمین اُنکی تصنیف
نہین ہی چنانچہ علامہ سیوطی توثیق امام غزالی مین رقم فرماتے ہین قال بعض العلماء الاکابر الجامعین
من العلم الظاهر والباطن لوکان بعد النبی نبی لکان الغزالی وانہ یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض
مصنفاتہ یعنی بعض اکابر علماء ظاہر و باطن نے کہا ہی کہ اگر بعد نبی کوئی نبی ہوتا تو غزالی ہوتے اور اُن کے
معجزات کا ثبوت خود اُنکی بعض مصنفات سے ظاہرا ور علامہ سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ
خواص الامہ مین بھی بایجاز و اختصار عبارت امام غزالی کو اسی سر العالمین سے نقل کیا ہی اور علامہ
ذہبی نے میزان الاعتدال مین اسی سر العالمین کو تصنیفات امام غزالی سے لکھا ہی اور مرآۃ الجنان
امام شافعی ور علامہ سیوطی اور شرح مواہب لدنیہ اور ہدایۃ السعداء دولت آبادی مین مدائح
امام غزالی قابل ملاحظہ ہین بلحاظ طول اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور یہ کتاب یعنے سر العالمین شامل ہی
بیس مقالو نپر اور مقالہ چہارم مین یہ عبارت ہی فمن شاء فلیرجع الیہ پس امام غزالی ابی حامد
محمد ابن محمد الغزالی الشافعی مصنف احیاء العلوم حجۃ الاسلام نے تو پوست کندہ احوال اصحاب رقم
فرما دیا کہ وہ ہوا و ہوس ریاست مین بادہ حب جاہ و ثروت سے مدہوش ہو گئے تھے اور مادر و دیگر
قبائل کے اکثر اُنمین قریشے تھے پھر بنی ہاشم اور آل رسولؐ کا کون پرسان حال تھا اور جناب اہلبیت و آل
اور عترت و ذریت و ذوی القربا مین شریک ہوتے استحقاق خلافت کیونکر حاصل ہوتا اور اگر مسئلہ
فضیلت کثرت ثواب و مسئلہ امامت مفضول باوجود فاضل نہ گڑھا جاتا تو فضیلت کیونکر
ثابت کی جاتی اور الی الان ہر دُھینہ جلا یا چند احادیث موضوعہ یاد کرکے اہلبیت و آل رسولؐ اور
عترت اور ذریت و ذوی القربیٰ مین کیونکر شامل ہوتا پس صاف ظاہر ہی کہ امام غزالی نے جن اصحاب کی نسبت
رقم فرمایا سقاهم کاس الہوی اُنھین کی محبت و مودت مین باتباع اُنھین اصحاب کے بعض علما بھی متوالی
ہو رہے ہین اپنے تصنیفات مین کوئی دقیقہ مذلت اور منقصت و خذلان آل رسولؐ باقی نہین
رکھتے منجملہ اُنھین کے مسئلہ اثبات کفر و شرک آبائے نبوی ہی اور مسئلہ کفر جناب ابی طالب بھی ہی جو پدر جناب علیؑ
اور عم حقیقی رسول مختار اور والد بزرگوار جناب حیدر کرار کے تھے پس جب تمام بنی ہاشم اور اہلبیت نبوی کا
یہ حال ہو تو جناب ابو طالب سب سے زیادہ مستحق ہوئے وہ کیونکر کافر و مشرک نہ بنائے جائین وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وعن البراء بن عازب وزید ابن ارقم لما نزل بغدیر خم
اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی ولی بالمومنین من انفسہم قالو بلی قال الستم تعلمون
انی ولی بکل مومن من نفسہ قالو بلی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال
من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا یا بن ابیطالب اصبحت و
امسیت مولی کل مومن ومومنہ رواہ احمد روایت ہی براء ابن عازب و زید ابن ارقم سے کہ جب اُترے

آنحضرت غدیر خم مین پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین اولی ہون ساتھ مومنین کے اُن کے
نفسون سے سب نے کہا ہان آپ ولے ہین پھر فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین ولے ہون ہر مومن اور مومنہ کی
ذات سے سب نے کہا ہان آپ ولے ہین پھر فرمایا خداوندا جسکا مین مولی ہون اُسکا علی مولے ہی خداوندا دوست
رکھ اُسکو جو دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھ اُسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی علی سے عمرؓ نے اور کہا
کہ مبارک ہو یا ابن ابیطالبؑ صبح کی تمنے اور شام کی تمنے اسطرح کہ مولی ہوئے ہر مومن اور مومنہ کی روایت کی اسکو احمد نے
مولانا عبد الحق صاحب فرماتے ہین اشعۃ اللمعات مین کہ یہ روایت صحیح ہی بلاشک روایت کیا ہی اسکو
ایک جماعت نے مانند ترمذی ونسائی واحمد کے اور طرق اسکے کثیر ہین روایت کیا اسکو سولہ صحابیون
نے اور احمد کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ تیس صحابیون نے گواہی دی بہت سی سندین اس کے
صحاح وحسان ہین اور التفات نکرنا چاہیے اُس شخص کے کلام پر کہ جس نے اس روایت کی صحت مین کلام
کیا ہی حاصل یہ ہی کہ باعتراف شیخ عبد الحق صاحب کہ اس حدیث کے طرق کثیرہ ہین اور سب صحاح وحسان ہین
اُسپر بھی بعض نے اسکی صحت مین کلام کیا ہی اور مولے اور اولے کے معنے بنا ہی ڈالی ہین مگر اکثر علما اور
خصوصًا امام غزالی انصاف فرما چکے ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو ہم مولی اور اولے کے وہ معنی جو مولوی وحید
الدین صاحب نے حد تحقیق مین فرمائے ہین پسند کرتے ہین وہ فرماتے ہین کہ اولی اور مولی کے معنی کچھ ہی ہون
مگر جو نسبت رسول اللہ کو مسلمانون سے اور مومنین اور مومنات سے ہی وہ ہی نسبت علیؑ کو بھی ہی یعنے اگر رسولؐ
کو صاحب اختیار اولی بتصرف اور حاکم کل مسلمین اور مومنین کا سمجھین تو علیؑ کو بھی سمجھین اور مبارکباد دینا عمرؓ کا دلیل
قوی ہی کہ اُنھون نے مولی ہونا علیؑ کا بہ نسبت کل کے قبول کیا جیسا کہ کلام حجۃ الاسلام امام غزالی سے مذکور ہوا
عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ لعلیؑ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی
الا انہ لا نبی بعدی سعد ابن ابی وقاص کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ نے واسطے علیؑ کے کہ تم مجھسے
بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر فرق یہ ہی کہ تحقیق نہین ہی کوئی نبی بعد میرے متفق علیہ یعنے صحیح مسلم
وصحیح بخاری دونون مین یہ حدیث مذکور ہی اس حدیث سے بعد پیغمبر خدا کے اگر حضرت علیؑ کو کوئی نبی کہے
تو خلاف حدیث ہی رافضی بھی علیؑ کو پیغمبر یا نبی نہین کہتے اُسی مشکوٰۃ مین بہ روایت ابن عمرؓ منقول ہی
کہ جناب رسولؐ خدا نے مواخات مقرر کی درمیان اصحاب کے پس علیؑ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ یا
حضرتؐ آپنے عقد مواخات کیا درمیان اصحاب کے اور میرے درمیان مین برادری نہین قرار دی فرمایا حضرتؐ
نے کہ تو بھائی میرا ہی دنیا و آخرت مین تجھکو کیا مناسبت ہی کسی سے برادری کی اُسی مشکوٰۃ مین ہی عن انس
قال کان عند النبیؐ طیر مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا
الطیر فجاء علی فاکل معہ رواہ الترمذی روایت ہی انس سے کہ جناب رسول خدا کے پاس
ایک طیر مشوی تھا پس کہا رسولؐ برحق نے خداوندا بھیج تو میرے پاس ایسے شخص کو کہ محبوب ترین خلق ہو

تیرے نزدیک کہ میرے ساتھ اس طیر کو کھاوے پس آئے علیؑ اور کھایا اُس طیر مشوی کو ہمراہ اُس رسولؐ کے
روایت کیا اسکو ترمذی نے اس لفظ احب پر بھی بہت قیل و قال ہی اور پھر یہ بھی کہا گیا ہی کہ احب مطلق حضرت
رسولؐ تھے پس ہم زیادہ بحث اس لفظ احب پر نہین کرتے مگر یہ کہنا ہی کہ احب خلق حضرت رسول تھے
اس امر کو تو آنحضرت بھی جانتے تھے کہ مین احب خلق عند اللہ ہون پھر یہ سوال فرمانا آنحضرت کا معاذ اللہ
عبث قرار پاتا ہی مگر یہ دعا فرمانا رسالتمآب کا اور بھیجنا خدا کا حضرت علی کو خود دلالت کرتا ہی کہ احب مطلق
نے باوجود علم سوال کیا مراد یہ تھی کہ سب پر واضح ہو جائے کہ بعد میرے یہی احب خلق عند اللہ ہی جیسا کہ
اوپر بھی مذکور ہو چکا کہ فرمایا آنحضرت نے لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ
یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ پس جسکو خدا اور اُسکا رسولؐ دوست رکھے اور جو خدا اور
رسول کو دوست رکھے وہی احب خلق عند اللہ و عند الرسول ہی اور یہ بھی مذکور ہوا کہ کل مومنین محب خدا
و رسولؐ ہین اور خدا و رسولؐ بھی محب مومنین ہین اب پیغمبر خدا کا فرمانا خود دلالت کرتا ہی کہ جو محبت خدا اور
رسول کو علیؑ سے تھی مومنین مین سے کسی سے وہ محبت نہ تھی اور علیؑ کو جو محبت خدا و رسولؐ سے تھی مومنین
مین سے کیسکو وہ محبت خدا و رسول سے نہ تھی پس بعد احب مطلق رسولؐ برحق وہی علیؑ احب خلق قرار
پائے اور پیغمبر نے اُسی کو طلب کیا اور خدا نے اُسی کو بھیجا فاکل معہ پس کھایا اُنھون نے اُنکے ساتھ اور
اسی معنی مین دوسری حدیث ابن عمر سے بھی منقول ہی قال دخلت مع عمتی علی عایشہ فسالت ای
الناس کان احب الی رسول اللہؐ قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا کہا ابن عمر نے کہ
داخل ہوا مین اپنی پھوپھی کیساتھ عائشہ کے پاس پوچھا مین نے کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس
کہا فاطمہ کہا پھر پوچھا گیا مردون سے کون محبوب تر تھا کہا شوہر اُسکا وعن زر ابن حبیش قال قال علی والذی
فلق الحبۃ و برء النسمۃ لعہد النبی الامی الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم
زر ابن حبیش سے روایت ہی کہ فرمایا علیؑ نے کہ قسم ہی خدا کی کہ جسنے چیرا دانے کو اور پیدا کیا خلق کو کہ عہد کیا
نبی نے میرے ساتھ کہ نہ دوست رکھیگا مجھکو مگر مومن اور نہ بغض رکھیگا مجھسے مگر کافر اور حدیث انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا
تو مشہور ہی اور یہ قصہ بھی مشہور ہی کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ کو بعلت زنا سنگسار کرنیکا حکم دیا اُسوقت حضرت
علیؑ نے کہا کہ تا ولادت مولود مہلت دیجائے ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہونگی چنانچہ حضرت عمر نے
مہلت دی اور فرمایا لولا علی لہلک عمر اور اکثر حضرت عمر فرماتے تھے اعوذ باللہ ان اعیش فی قوم لست فیہم
یا ابا الحسنؑ اور قضیۃ ولا ابا حسن لہا تو ضرب المثل ہو گیا تھا اور مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ مین ہی عن جابر قال
دعا رسول اللہ علیا یوم الطایف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ
ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ جابر سے روایت ہی کہ بلایا رسول اللہ نے علیؑ کو بروز غزوہ طائف پس راز مین بات کی
آنحضرت نے اُنسے پس لوگون نے کہا بہت طول ہوا راز مین باتین کرنیکو اُس نبیؐ کو اپنے ابن عم سے اُسوقت کہا آنحضرت نے

کہ مین نے نہین راز مین بات کی ہی علی سے ولیکن اللہ نے راز مین بات کی ہی ام سلمہ سے روایت ہی کہ
فرمایا رسول خدا نے لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد و ترمذی دوسری روایت اُنھین
ام سلمہ سے ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد اور القرآن مع علی و علی مع
القرآن اور فرمایا آنحضرت کا اللھم ادر الحق معہ حیث دار اور آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین
امنو یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ترجمہ نہین کوئی ولی تمھارا مگر اللہ اور رسول
اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور قائم رکھتے ہین صلوٰۃ کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو در آنحالیکہ وہ رکوع
کرنیوالے ہین تفسیر معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ مین ہین کہ آیہ شان حضرت علیؑ مین نازل ہوئی
اسی آیہ کی نسبت ایک میرے عنایت فرما ذی علم حافظ قرآن نے فرمایا کہ اس لفظ ولی سے اس آیہ مین صاحب
امر اور حاکم اور صاحب اختیار مراد لیتے ہین تو ایک بڑی قباحت لازم آتی ہی کہ بمجرد نزول آیہ علی حاکم اور
صاحب امر ہوئے جاتے ہین اور بموجودگی رسول برحق یہ امر محال اور غیر جائز ہی جسکے جواب مین احقر نے
عرض کیا کہ کیا آپ بموجودگی خدا رسولؐ کو بھی حاکم نہین سمجھتے یا رسولؐ کو حاکم سمجھنے سے خدا کو حاکم سمجھنا محال
اور غیر جائز ہی جسطرح بموجودگی خدا رسول کو حاکم سمجھتے ہین اُسی طرح بموجودگی رسولؐ علی کو قیاس فرمایئے
عدم جواز اور لزوم محال دونو باطل ہین اور چھوٹی سی قباحت بھی لازم نہین آتی شاہ ولی اللہ صاحب
تفہیمات الٰہیہ مین رقم فرماتے ہین یا اخی انی ذاکر لک من الوجاھۃ واحدا من الالف
اذا صار العبد وجیھا اجمل وکمل فتکون کل خطوۃ منہ یخطوھا حسنۃ وکل حرکۃ
یتحرک بھا حسنۃ واذا رفع اللقمۃ الی فمہ کانت حسنۃ واذا استنت فرسہ کان لہ
بکل خطوۃ حسنۃ واذا نام انقلابہ یمینۃ ویسیرۃ کلھا حسنات ویشکر اللہ منھا لا یشکر
اضعافہ من غیرہ وھو المحبوب ولاجلہ خلق ما خلق واذا تمت العصمۃ کانت افعالہ
کلھا حقۃ لا اقول انھا تطابق الحق بل ھی الحق بعینھا بل الامر ینعکس من تلک الافاعیل
کالضوء من الشمس والیہ اشار رسول اللہ حیث دعی اللہ تعالی لعلی اللھم ادر الحق معہ
حیث دار ولم یقل درہ حیث دار الحق ای بھائی مین نے وجاہت مین سے ہزار مین سے ایک کو
ذکر کیا کہ جسوقت بندہ وجیہہ ہوتا ہی تو جمیل اور کامل ہو جاتا ہی ہر قدم اُسکا کہ اُٹھاتا ہی حسنہ اور کل حرکت کہ
متحرک ہوتا ہی ساتھ اُسکے حسنہ اور جسوقت کہ لقمہ منھ مین رکھتا ہی حسنہ ہوتا ہی اور جسوقت گھوڑا اُسکا
قدم رکھتا ہی یہ سب حسنہ ہوتا ہی سونے مین جو دہنے بائین کروٹ لیتا ہی حسنہ ہوتا ہی قبول کرتا ہی خدا
اُسسے اُس چیز کو جسکے اضعاف کو اُس کے غیر سے قبول نہین کرتا اور وہ ہی محبوب ہے اور اُسیکے
واسطے کل مخلوقات پیدا ہوئی ہی اور جب عصمت تمام ہو جاتی ہی تمام افعال اُس کے حق ہین
مین یہ نہین کہتا کہ وہ افعال مطابق حق ہوتے ہین بلکہ وہ افعال اُسکے عین حق ہین بلکہ حق اُسکے مرہی

کہ منعکس ہوتا ہی اُسکے افعال سے جیسا کہ ضو منعکس ہوتی ہی آفتاب سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہی
رسول اللہؐ نے جب کہ دعا کی علیؑ کے لیے خدا سے کہ خدایا پھیر تو حق کو ساتھ اُنکے جسطرف کہ وہ پھرین اور یہ
نہ فرمایا کہ پھیر تو اُنکو اُسطرف کہ جسطرف حق پھرے انتہی اس بیان سے شاہ ولی اللہ صاحب کے ظاہر ہو گیا
کہ علیؑ معصوم تھے اور حق علیؑ کے ساتھ پھرتا تھا ملکہ جو افعال و اقوال علیؑ سے منعکس ہوتے تھے وہی حق تھے پس
حق ایک امر قرار پایا کہ جو مستنبط ہوا اقوال و افعال سے علیؑ کے نہ اُنکے غیر سے اور اس قول کو شاہ ولی اللہ صاحب
کے رشید الدین خان مؤلف شوکت عمریہ نے کتاب ایضاح اللطافت مین نقل فرمایا ہی اس امر کے ثبوت مین
کہ اہل سنت عصمت جناب امیر کے اور اہلبیت طاہرین کی عصمت کے قائل ہین اور عزۃ الراشدین مین بھی
انھین رشید الدین خانصاحب نے نقل کیا ہی امام فخر الدین رازی لکھتے ہین ومن اقتدا فی دینہ بعلی بن
ابیطالب فقد اھتدی والدلیل علیہ قولہ اللھم ادر الحق معہ حیث ما دار یعنے جو شخص پیروی
کرے اپنے دین مین علی ابن ابیطالب کی تو ضرور اُسنے ہدایت پائی دلیل اسپر قول رسول اللہ ہی کہ فرمایا خدایا
پھیر تو حق کو علی کی طرف جسطرف کہ وہ پھرے اور امام فخر الدین رازی نے یہ قول اپنا اُس مقام پر لکھا ہی کہ مذہب
علیؑ تھا کہ نماز کے پہلے بسم اللہ کا آواز بلند کہنا چاہیے مولوی مبین لکھنوی کتاب وسیلۃ النجات مین رقم فرماتے ہین
باب اول در شمائل و فضائل و اعمال و افعال و کرامات مخزن اسرار رسالت معدن انوار ولایت محبوب خدا
حضرت علی مرتضی علیہ السلام از حال ولادت موفور السعادت تا وقت وفات آنصاحب آیات و بینات
بدانکہ بموجب من سعد سعد فی بطن امہ آثار سعادت و صدور کرامت ازان مظہر ولایت قبل از
ظہور عالم شہادت واضح و لائح گشت چنانکہ در شکم مادر کہ بود کرامات از وے مشہور ست و اول و آخر کسے کہ
باسعادت باشد و از لوث شرک و شوب شقاوت و خلط نجاست پاک باشد و بجز طہارت از ابتدا تا انتہا نگذشتہ
باشد سوائے علی مرتضی از صحابہ کسے نبود لہذا بر نام نامی وے کرم اللہ وجہہ گویند انتہی شاہ عبد العزیز صاحب
تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین در حدیث شریف وارد است مثل اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من
رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق یعنے مثال اہلبیت من در شما کشتی نوح است ہر کہ سوار شدہ
در آن کشتی از طوفان نجات یافت و ہر کہ پس ماند ازان کشتی غرق طوفان گشت و وجہ تخصیص حضرات
اہلبیت باین مراتب و فضیلت آن است کہ کشتی حضرت نوح کمال عملے آنجناب بود و حضرات
اہلبیت را نیز حق تعالے صورت کمال عملے جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بود کہ عبارت از طریقت است
زیرا کہ کمال عملے آنجناب بدون مناسبت مخصوصے باآنجناب در قوائے روحیہ در عصمت و حفظ و فتوت
و سماحت متصور نیست کہ در ہر کسے جلوہ گر شود و این مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلیت و فرعیت
ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب آن کہ معدن ولایات مختلفہ است در این مجرا جاری
کردند و از ہمین نا و دان ریختند و ہمین است معنے امامت کہ یکے مر دیگر یرا از ایشان بآن وصی ساخت

وہمین است برانکہ این بزرگواران مرجع جمیع سلاسل اولیائے اُمت شدند وہر کہ تمسک بحبل اللہ نماید چار و
ناچار رشد استفاضہ او باین بزرگواران منتہی میگردد و وراثت کشتی می نشینند انتہی اس بیان سے بھی شاہ
عبدالعزیز صاحب کی عصمت حضرت علیؑ کے اور جو آئمہ کہ اُنکی اولاد سے ہوئے ہین اُنکی بھی عصمت ثابت ہے
اور اُنکے غیر ہین عصمت کا محال ہونا لازم ہے کہ سلسلہ اصلیت و فرعیت سے وہ خارج ہین تحفہ اثنا عشری
کے کید ۸۰ مین شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین امام نائب نبے است و نائب نبی صاحب شریعت
است نہ صاحب مذہب زیراکہ مذہب نام راہے است کہ بعضے اتباع را در فہم شریعت کشادہ شود و بعقل
خود چند قاعدہ قرار دہد کہ موافق آن قواعد استنباط مسائل شرعیہ از ماخذ آن نماید و لہذا محتمل خطا و صواب
می باشد و چون امام معصوم از خطا است و حکم نبی دارد نسبت مذہب باو نمودن ہیچ معقول نمی شود
و لہذا مذہب را بسوئے خدا و جبرئیل و دیگر ملائکہ و انبیا نسبت کردن کمال بے خردیست بعد اُس کے
فرماتے ہین پس حضرات آئمہ در زمان خود مقدمات سلوک و طریقت ساختہ اند و شریعت را بر ذمہ
یاران رشید و مصاحبان حمید خود حوالہ فرمودند اس تقریر سے بھی عصمت جناب امیرالمومنین علیؑ و ہر کل
اہلبیت طاہرین کی مثل خدا و رسولؐ و جبرئیل و ملائکہ و انبیا کے ثابت ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی کتاب
الیواقیت والجواہر مین رقم فرماتے ہین ذکر امام مہدی مین فان قلت فما صورۃ ما یحکم بہ المہدی
اذا خرج ہل یحکم بالنصوص او بالاجتہاد او بہما فالجواب کما قالہ الشیخ محی الدین انہ یحکم
بما القی الیہ ملک الالہام من الشریعۃ وذلک بہ یلہمہ الشرع المحمدی فیحکم بہ کما
اشار الیہ حدیث المہدی انہ یقفو اثری ولا یخطی فعرفنا انہ متبع لا مبتدع لانہ معصوم فی حکمہ
اذ لا معنی للمعصوم الا انہ لا یخطی وحکم رسول اللہ لا یخطی فانہ لا ینطق عن الہوی ان ہو
الا وحی یوحی وقد اخبر عن المہدی انہ لا یخطی وجعلہ ملحقا بالانبیاء فی ذلک الحکم
قال الشیخ فعلم انہ یحرم علی المہدی القیاس مع وجود النصوص التی منحہ اللہ ایاہا علی
لسان ملک الالہام بل حرم بعض المحققین علی جمیع اہل اللہ القیاس لکون رسول اللہ مشہود
لہم فاذا شکوا فی صحۃ حدیثا وحکم رجعوا الیہ فی ذلک فاخبرہم بالامر الحق یقظۃ ومشافہۃ
وصاحب ہذا المشہد لا یحتاج الی تقلید احد من الائمۃ غیر رسول اللہ قال تعالی قل ہذہ
سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی واطال فی ذلک ترجمہ پس اگر کہے تو کہ کیا صورت ہے
اُس چیز کی کہ حکم کرینگے ساتھ اُسکے مہدیؑ جس وقت کہ نکلے وہ آیا حکم اُنکا بنص ہوگا یا باجتہاد یا بنص
و اجتہاد دونوں سے ہوگا پس جواب اُسکا مطابق قول شیخ محی الدین عربی یہ ہے کہ بحسب القاء ملک الہام
وہ حکم کرینگے شریعت سے اور شریعت محمدیہ پر انکو الہام ہوگا جیسا کہ یہ حدیث اُس کی طرف اشارہ
کرتی ہے کہ مہدیؑ قائم رکھیگا میری سنت کو یعنی میری پیروی کریگا خطا نکریگا پس پہچانا ہم نے کہ مہدی متبع ہے

اور مبتدع نہین اور وہ اپنے حکمو نمین معصوم ہین اسواسطے کہ معصوم کے معنی یہ ہین کہ وہ خطا نکرے اور حکم رسول
خطا نہین کرتا اسلیے کہ وہ اپنی خواہش سے حکم نکرتے تھے اُنکا حکم مطابق وحی تھا اور تحقیق کہ خبر دی اُنھون نے
مہدیؑ کی حالت سے کہ وہ خطا نکرینگے اور اس حکم مین اُنکو ملحق انبیا سے کیا ہی شیخ کہتے ہین کہ پس جاننا چاہیے کہ قیاس
مہدی پر حرام ہی ساتھہ پائے جانے ان نصوص کے کہ عطا کیا ہی حق تعالے نے زبان سے ملک الہام کے بلکہ حرام
کیا ہی بعض محققین نے قیاس کو جمیع اہل اللہ پر کہ رسول اللہ ہر وقت پیش نظر اُنکے ہین پس جسوقت جس حدیث مین
یا جس امر مین اُنکو شک ہوتا ہی رجوع کرتے ہین رسول اللہ کی طرف پس آنحضرت خبر دیتے ہین اُنکو امر حق کی
جاتے ہین اور رو برو مین اور صاحب اس مرتبہ کا محتاج نہین ہی کسی کی تقلید کا آئمہ مین سے بجز تقلید رسول اللہ
کے حق تعالی فرماتا ہی کہہ تو یہ ہی راہ میری بلاتا ہون خدا کی طرف اوپر بصیرت کے مین اور جسنے میری پیروی کی
اور بہت طول دیا ہی اس مقام پر گو یہ تقریر امام مہدیؑ کی عصمت مین ہی مگر اس تقریر سے عصمت جناب امیرؑ کی ثابت
ہی کہ وہ جناب افضل ہین اور یقینًا اہل اللہ ہین کہ مرجع جمیع سلاسل اولیاء اللہ ہین پس یقینًا معصوم ہین شیخ
عبد العزیز محشی شرح مقاصد شرح فتوح الغیب مین نقل فرماتے ہین کہ انہ قال نا تی النبی حیا و نسئلہ
الاحادیث منہا یقول صلعم ہو صحیح وقد یقولون غیر صحیح باصطلاح العلوم فی نقل الحدیث یعنی صاحب
فتوح الغیب فرماتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین آنحضرت کو اور اُنسے پوچھتے ہین احادیث اور آنحضرت فرماتے ہین کہ
انمین سے یہ صحیح ہی اور مطابق اصطلاح علما کے وہ صحیح نہین ہی اور اکثر علمانے تصریح فرمائی ہی کہ قول اہل علم
دلیل صحت حدیث ہی اگرچہ اسنادًا وہ حدیث قابل تمسک نہو اور شیخ محی الدین عربی فرماتے ہین کہ مین نے
ایک حدیث دیکھی کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اُسکی مغفرت ہوگی اور اگر کسی کے لیے پڑھے
تو حق تعالے اُسکی بھی مغفرت کریگا مین نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا مگر کسی کے لیے خاص نیت
نہین کی ایک روز مین اپنے بعض رفیقون کے ہمراہ دعوت مین گیا وہان ایک جوان صاحب کشف مشہور تھا
وہ بھی آیا اور شریک دعوت ہوا کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا مین نے اُس سے رونیکا
سبب دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین اپنی مان کو گرفتار عذاب دیکھتا ہون اُس وقت مین نے اپنے
پڑھنے کا ثواب اُسکی مان کو بخشدیا فورًا وہ جوان ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اب مین اُسے اچھی طرح
پاتا ہون امام محی الدین فرماتے ہین کہ صحت حدیث اُس جوان کے کشف سے ثابت ہوئی اور اُسکے
کشف کی صحت اس حدیث سے پائی گئی انتہی شیخ عبد العزیز کا بیان پہلے بھی مذکور ہوا ہی مجملًا یہان پر
بتصریح مرقوم ہوا اور اس سے مولانا علیؑ کا معصوم اور صاحب کشف وکرامات ہونا بالضرور ثابت ہی کہ وہ
حضرت منبع اہل کشف وکرامات اور مرجع اولیاء عالی صفات ہین اور معصوم وہ ہی جس سے خطا نہو اور اس
حالت مین خطا علیؑ سے محال ہی قاضی ملا مبین لاہوری شاگرد شیخ عبد القادر مفتی مکہ معظمہ کے دراسات
اللبیب مین بعد ذکر کلام شیخ محی الدین عربی کے جو درباره امام مہدیؑ علامہ عبد الوہاب شعرانی نے کتاب

اليواقيت والجواہر مین رقم فرمایا جو اوپر مذکور ہوا فرماتے ہین ولہذا الحقیر ههنا کلام لا یاخذ ماخذہ
من الحق فی قلوب ابناء الزمان الا بعد خلعہم قلادة الغمارة والانحراف والقائہم آذان
العدل والانصاف ولا اسمح به علی متاعب التحریر والتفصیل الا لما انشد وقیل فقل بالفیض
الوقت من غیر سامع * ففی الدهر من یرجی لما الفوز ظافرا ترجمہ اور واسطے حقیر کے اسجگہہ
ایک کلام ہی کہ ابنار زمانہ کے قلوب اُسکو حق نہ سمجھینگے اور قبول نکرینگے مگر جب کہ وہ حماقت و نادانی و انحراف
کے قلاوہ کو اپنی گردنون سے جدا کرین اور عدل و انصاف کے کانون سے سنین اور نہین جوانمردی کرتا ہون
مین ساتھ اُسکے اوپر مشقت تحریر کے اور تفصیل کے مگر اسوجہ سے کہ شاعر کہتا ہی پس کہہ تو جو فیض پہچانتا ہی
وقت بغیر کسی سامع کے یعنے جو فیض وقت ہو وہ کہہ بغیر کسی سننے والے کے کہ زمانہ مین وہ لوگ بھی ہین جنسے
اُمید کی جاتی ہی فوز کی در آنحالیکہ وہ ظفرمند ہون فاعلم رزقك الله تعالی الفوز والظفر بالحق
حیث ما وجدته ان مدار اثبات العصمة هذه فی المهدی علی ثبوت الحدیث فیه وخبر المعصوم
انه لا یخطاء فلو صح الحدیث بالاخبار عن غیره بذلك ثبت عصمته بعین ما ثبت للشیخ
له من غیر فرق فی ذلك بینه وبین غیره فتفحصنا عنه فلم نجد مثله فی امام من ائمة
الدین من غیر اهل بیت النبی وعلیهم اجمعین وهذا هو المراد من قول الشیخ المتقدم ما نص
علی امام من ائمة الدین پس جان تو کہ دے تجکو حق تعالے فوز و ظفر حق پر اس حیثیت سے کہ جو ہمنے
پایا یہہ ہی کہ مدار عصمت کا بیچ مہدی کے ثبوت حدیث پر اور اخبار معصوم پر ہی کہ بہ تحقیق وہ خطا نکرینگے
پس اگر اخبار سے صحت حدیث اُنکے غیر مین ثابت ہو جائے کہ وہ خطا نکرینگے تو اُنکی عصمت بھی اسیطرح ثابت
ہوگی جسطرح کہ شیخ نے امام مہدی کی عصمت ثابت کی ہی ساتھ اُنکے اور کچھ فرق نرہیگا اُنمین اور اُنکے غیر مین پس
بہت تفحص کیا ہمنے اور نہ پایا ہمنے مثل اُسکا بیچ کسی امام کے ائمہ دین سے کہ عصمت اُسکی ثابت ہو سوائے اہلبیت
نبی صلعم کے اور یہہ ہی مراد ہی شیخ کی قول متقدم سے کہ نہین نص ہی کسی امام کی عصمت پر آئمہ دین سے بعد اسکے
ملا محمد معین لاہوری فرماتے ہین ووجدنا فی اهل البیت سلام الله علیهم اجمعین وتجبة حدیث
التمسك المشهور ففتشنا عن مخرجیه فاذا من مخرجیه ابو الحسین مسلم ابن الحجاج القشیری
فی صحیحه ولفظه من حدیث زید ابن ارقم قال قام فینا رسول الله خطیبا فحمد الله
واثنی علیه ثم قال اما بعد یا ایها الناس انا بشر مثلکم یوشك ان یاتینی رسول ربی
عز وجل فاجیبه وانی تارك فیکم الثقلین اولهما کتاب الله عز وجل فیه الهدی
والنور فتمسکوا بکتاب الله عز وجل وخذوا به وحث فیه ورغب فیه ثم قال اهل بیتی
اذکرکم الله فی اهل بیتی ثلث مرات الحدیث فنظرنا فیه فوجدنا یعبر عن القران
واهل البیت بالثقلین وهو کل نفیس وخطیر مصون ففهمنا نفاسة اهل البیت و

وخطرہٗ وصونہ من قبیل کل تلک الاوصاف التی للقرآن للجمع بینہما بذلک وعلمنا ھذہ الاوصاف وغیرھا للقرآن یرجع عمدتہا الی افادۃ علوم المعارف الالٰہیہ والاحکام الشرعیۃ فظننا انہا فی اھلبیت علی منوالہا فی القرآن راجعۃ الی افادۃ تلک العلوم وقد اعتضد ظننا ھذا قولہ فی ھذا الحدیث یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبہ وانی تارک فیکم الثقلین فان النبیؐ لا یوصی بعدہ الا بالقیام علی الحق والسنۃ فترکہ الثقلین فیہما والوصیۃ لہما لیس الا لکونہما خلیفتین منہ فی الارشاد اور پایا ہم نے حقمین اہلبیت کے حدیث تمسک کو جو مشہور ہی اور ڈھونڈا ہم نے اُن محدثین کو جنھون نے اُس حدیث کو لیا ہی پس پایا ہمین سے مسلم ابن حجاج قشیری کو کہ اپنے صحیح مین بیان کیا ہی اور لکھا ہی حدیث زید ابن ارقم سے کہا زید ابن ارقم نے کہ کھڑے ہوئے ہم مین رسول اللہ درانحالیکہ خطبہ پڑھتے تھے پس بعد حمد وثنا فرمایا ایہا الناس مین بھی مثل تمہارے بشر ہون جلد آئیگا میرے پاس رسول میرے رب کا (یعنے ملک الموت) اور مین قبول کرونگا اُسکو اور بہ تحقیق مین چھوڑتا ہون تم مین دو چیزین نفیس و بزرگ اول اُنمین کی کتاب خدا ہی جسمین ہدایت و نور ہی پس تمسک کرو تم ساتھ کتاب اللہ عزوجل کے اور لو تم اُسکو اور رہا چنگ پکڑو کتاب خدا پر اور رغبت دلائی اُسپر بعد اُسکے فرمایا آنحضرت نے اور میرے اہلبیت یاد دلاتا ہون مین تمھین خدا کو اپنے اہلبیت کے بارے مین تین مرتبہ فرمایا اسی کو پس ہم نے اس حدیث مین نظر کی تو پایا ہم نے کہ تعبیر کیا رسول اللہ نے قرآن اور اہلبیت کو لفظ ثقلین سے اور ثقل ہر نفیس و بزرگ اور محفوظ کو کہتے ہین تو ہم سمجھے کہ نفاست اہلبیت کی اور بزرگی اُنکی اور حفظ اُنکا از قبیل اُن اوصاف کے ہی جو قرآن کے لیے ہین بسبب مجتمع ہونے اُن اوصاف کے درمیان قرآن اور اہلبیت کے اور جانا ہمنے کہ یہ اوصاف اور غیر ان اوصاف کے جو واسطے قرآن کے ہین تو عمدہ غرض اُن اوصاف کی راجع ہی طرف افادہ علوم معارف الٰہیہ اور احکام شرعیہ کے پس گمان کیا ہم نے کہ یہی اوصاف اہلبیت مین بھی بطور قرآن راجع ہین طرف افادہ انھین علوم کے اور تائید دی ہمکو اسی ظن مین قول آنحضرتؐ نے کہ قریب ہی کہ آوے میرے پاس رسول میرے رب کا پس قبول کرون مین اُسکو اور تحقیق کہ مین چھوڑتا ہون تم مین دو چیزین نفیس اور بزرگ پس بہ تحقیق نہین وصیت کی نبیؐ نے بعد اسکے مگر ساتھ قیام کرنیکے حق پر اور سنت پر پس چھوڑنا ثقلین کو بیچ اُمت کے اور وصیت کرنا اُن دونون کے لیے نہین ہی مگر اسواسطے کہ ہین وہ دونون خلیفہ اُسی سواۓ کے ہدایت وارشاد مین واذ قد ثبت صحۃ ھذا الحدیث وما مرّ علیک مما ینوط بہ لفظا و معنی ودلالۃ وانضمت لیہ آیۃ التطہیر بتفسیرھا الذی تدل علیہا الصحیح فلا وجہ لان یمتری من لہ ادنی انصاف فی ان من صدق علیہم ھذا الحدیث والایۃ من غیر شائبۃ وھم الائمۃ الاثنا عشر من اھل البیت وسیدۃ نساء العالمین بضعۃ رسول اللہ ام الائمۃ الزھراء الطاھرۃ علی ابیہا وعلیہا الصلوۃ والسلام لا شائبۃ فی کونہم

معصومين كالمهدى منهم من حديث قفوا الاثر وعدم الخطاء على ما تمسك به الشيخ الاكبر بالمعنى الذى بيناه سوالا وجوابا فيما تقدم بل هذا الحديث اوثق عروة من حيث الصحة بالسند القوى من ذلك الحديث والكشف يويد ما شاء الله سبحانه ان يويد
اور جسوقت ثابت ہوئی صحت اس حدیث کی اور اُن اُمور کے جو گذرے اوپر تیرے متعلقات سے اسی حدیث کے لفظاً اور معنیً اور دلالتہ اور شامل ہوئے طرف اُسی حدیث کے آیہ تطہیر اور وہ تفسیر جسپر دلالت کرتی ہی حدیث صحیح مسلم پس کوئی وجہ شک کی نہین ہی اُس شخص کو کہ کچھ بھی انصاف رکھتا ہی کہ جنپر یہ حدیث اور آیت صادق آتی ہی بلاشک وہ ائمہ اثنا عشرہ ہین اہل بیت مین سے اور سیدۃ النساء العالمین ہین بضعۃ رسول اللہ ام الائمہ زہراء طاہرہ اُنکے باپ پر اور اُنپر درود و سلام بلاشک وہ معصوم ہین مثل مہدی کے کہ اُنھین مین سے ہین اور تخصیص کی ہی شیخ نے اُنکی عصمت کی حدیث قفوا الاثر سے اور بعدم خطا سے اُس چیز پر کہ تمسک کیا ہی ساتھ اُسکے شیخ اکبر نے ساتھ اُن معنی کے ظاہر کیا ہی ہم نے اُسکو سوالاً و جواباً تحقیق اُس امر کے کہ باطل کیا گیا ہی یعنے قیاس بلکہ یہ حدیث اوثق ہی من حیث الصحیح بسا حفظ سند قوی کے بہ نسبت اُس حدیث امام محمد مہدی کے اور کشف تائید کرتا ہی اُس چیز کی کہ چاہتا ہی اللہ سبحانہ تائید کرنا فان قلت
الخطاء فى الاجتهاد ليس بمعصية حتى يشمله الرجس فى الاية فيلزم تنقيص اهل البيت الكرام عنه ويشمله الضلال فى الدين حتى ينتفى عنهم فيثبت عدم الضلال عن الخطاء بهم فالاية والحديث وان سلمنا اثباتهما عصمتهم عن الكفر بل المعصية الخ لاطلاق الرجس والضلال وشمولهما جميعا لكن لا نسلم اثبات العصمة عن الخطاء كما فى المهدى المصرح فيه بقوله لا يخطاء قلنا الخطاء فى دين الله جهل ومعصية والانتساب لما ليس من الله سبحانه ورسوله صلى الله تعالى عليه واله وسلم والجهل والانتساب المذكور مما يعظم امر هذه المعصية ولا ابو حيان فى كل معصية فهو بنفسه رجس وضلال يشمله اللفظان بلا شك ولا يمنع صدق اللفظ على معناه زوال لازمه فى الاكثر بعارض فلا يمنع صدق الرجس والضلال على الخطاء والجهل والانتساب كون زوال العصيان عن مرتكبه بعارض كونه مجتهدا بذل جهده فى طلب الحق وبالجملة كون الذنب معفوا عنه لا يخرجه عن حقيقته حتى لا يصدق عليه لفظه واجرا لمخطى على ما ورد به الخبر ليس لخطائه بل لبذله وسع ماله من الجهد فى فوز الحق كما لا يخفى واذا ثبت هذا علمت ان من اقر بصحة حديث التمسك الزم بعصمة الائمة حتى استحالة صدور الخطاء عنهم كالمهدى منهم عند الشيخ وهذا المخصوص فى الائمة بالائمة من اهل البيت
پس اگر اعتراض کرے کوئی کہ خطا فی الاجتہاد معصیت نہین ہی یہانتک کہ شامل ہو اُسکو رجس جو آیت کے اوپر

ازالۃ الغین صفحہ ۲۱۲

جس سے لازم ہو تطہیر اہلبیت کرام کی اور شامل ہو اُسی اجتہاد کو ضلال فی الدین حتی کہ منتفی ہو جاوے وہی ضلال اُنھیں حضرات سے اور ثابت ہو عدم ضلال اُن لوگوں کا جو متمسک ہوں ساتھ اُنکے یعنے مطہر ہم ضلال متمسک بہم ہوں) پس آیت اور حدیث کو اگر تسلیم کریں ہم کہ اثبات اُن دونوں کا عصمت اہلبیت کی ہی کفر سے بلکہ معصیت سے بھی کہ اسپر اطلاق رجس وضلال کا ہوتا ہی لیکن ہم تسلیم نہیں کرتے اثبات اُس عصمت کا کہ جسکے بعد پھر خطا نہ ہو جیسا کہ امام مہدی کے بارے مین تصریح ہی کہ وہ خطا نکرینگے تو جواب دینگے ہم کہ خطا کرنا دین مین معصیت نہیں ہی اور نسبت دینا ہی امر غیر واقع کی خدا و رسول کی طرف اور ایسا جہل ورلیسے ... سے ... معصیت کا عظیم ہو جاتا ہی اور یہ دونوں معصیت مین پائی نہیں جاتی پس خطا فی نفسہ رجس ضلال ہوا ... دونوں لفظوں مین داخل ہی اور نہ دال لازم معنے کا اگر بسبب کسی عارض کے ہو تو وہ مانع صدق لفظ علی المعنی کا نہیں ہی پس صدق رجس کا اور ضلال کا خطا وجہل انتساب مذکورہ پر ممتنع نہیں ہی زوال عصیان جو اُسکے مرتکب سے ہوا بسبب کسی عارض کے تو اُسکے اصلی معنی بدل نہیں سکتے اس لیے کہ مجتہد نے جو طلب امر حق مین کوشش کی ہی اُسکا انعام دیا گیا ہی غرض خطاے فی الاجتہاد پر بھی رجس وضلال فے الدین کا اطلاق ہو گا کیونکہ اگر گناہ بخش ہی دیا جاوے معفو ہو جاوے تو حقیقت اُسکی نہ بدلے گی (یعنے یہ نہ ہو گا کہ وہ گناہ گناہ نہ رہے) یا اطلاق لفظ ذنب کا اُسپر صادق نہ آوے اور یہ جو خبر مین وارد ہوا ہی کہ حاکم خاطی اجر پائیگا تو اُسکی یہ وجہ نہیں ہی کہ اُسنے خطا کی اس وجہ سے مستحق انعام ہوا بلکہ وجہ اجر پانیکی یہ ہی کہ اُسنے بہت کوشش کی اور سعی کی کہ امر حق پر فایز ہو جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہی اور جسوقت یہ ثابت ہوا تو معلوم ہوا کہ جو شخص اقرار کرے صحت حدیث تمسک بالثقلین کا اُسکو ضرور لازم ہی قائل ہونا عصمت آئمہ ہدیٰ کا ایسی عصمت کہ صدور خطا اُنسے محال ہی جیسا کہ امام مہدیؑ کے بارے مین شیخ قائل ہین اور یہ عصمت مخصوص ہی اس اُمت مین ساتھ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے و صلى الله عليه وسلم یجب ان ننبه علیه ان هذا الکلام فی عصمة الائمة انما جرینا فیها علی جری الشیخ الاکبر قدس سره فیما فی المهدی رضی الله عنه من حیث ان مقصودنا منه ان قوله صلعم فیه یقفوا اثری لا یخطاء لما دل عند الشیخ علی عصمة فحدیث الثقلین یدل علی عصمة الائمة الطاهرین رضی الله عنهم بما مر تبیانه ولیست عقدة الانامل علی ان العصمة الثابتة فی الانبیاء علیهم الصلوة والسلام لا توجد فی غیرهم وانما اعتقد فی اهل الولایة قاطبة العصمة بمعنی الحفظ وعدم صدور الذنب لا استحالة صدوره والائمة الطاهرین اقدم من الکل فی ذلک وبذلک یطلق علیهم الائمة المعصومون فمن رمانی من هذا البحث باتباع مذهب غیر السنة مما یعلم الله سبحانه براءتی منه فعلیه اثمه فریته والله خصیمهٗ اور واجب ہی ہم پر کہ ہم تنبیہ کرین اوپر اسکے کہ یہ کلام عصمت آئمہ کے باب مین مطابق اُسکے ہی کہ شیخ اکبر قدس سرہ نے امام مہدیؑ کی ثابت کی ہی اس لیے کہ مقصود ہمارا

اُس سے یہ ہی کہ رسول خدا کا دربارہ امام مہدی ہی یقفوا ثری لایخطاء یعنے پیروی کریگا میری اور خطا نکریگا
جسوقت یہ حدیث دلیل ہی شیخ کے نزدیک عصمت پر امام مہدیؑ کے پس حدیث ثقلین دلالت کرتی ہی عصمت پر
آئمہ اہلبیت طاہرین کے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور نہین ہی اتفاقاً ظاہر یہ کہ جو عصمت انبیا کے لیے ثابت ہی اُنکے
غیر مین نہین پائی جاتی اور فاطنہ اہل ولایت یعنے اولیا اللہ کی عصمت کا اعتقاد کیا گیا ہی وہ عصمت کہ جو
یعنے حفظ اور بمعنی عدم صدور خطا ہی نہ یہ کہ خطا ہونا اُنسے محال ہی اور آئمہ طاہرین مقدم ہین ان سب امر مخفین
تمام اولیاء اللہ پر اور اسی وجہ سے اطلاق کیا جاتا ہی اُنپر آئمہ معصومین کا پس یہ شخص تہمت لگائے ہم پر
اس بحث کو دیکھکر کہ ہم پیروی کرتے ہین مذہب غیر سنت جماعت کی یعنے جو شخص ہمکو مذہب شیعہ کا پیرو
کہے تو یہی ہو ا ہمارا خدا کو معلوم ہی پس ایسے شخص پر ہی گناہ افترا کرنے کا اور اللہ خصم اُسکا ہی انتہی
یہانتک جو فضائل اور مناقب اہلبیت بیان ہوئے اور یہ بھی مرقوم ہوا کہ بعض علمانے اہلبیت اور آل اور
عترت اور ذریت اور ذوی القربےٰ کے معنے بنائے ہین کو شش کیکر اور تنقیص و تذلیل اہلبیت مین خصوصاً
فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور یہ بھی مذکور ہوا کہ بعض علمانے قلادہ
تعصب کو گردنون سے اُتار کے پوست کندہ صاف صاف احوال لکھدیا کہ کوئی آئمہ دین مین بجز اہلبیتؑ
کے معصوم نہین ہی اور جو کچھ اُنکو امر حق نظر آیا اُسکا اعتراف کیا حاصل یہ کہ اس اختلاف علما کا کوئی سبب بھی
ہونا چاہیے اگرچہ ابتدا ئً بعض بعض مقام پر مجملاً مذکور بھی ہوا ہی لیکن زیادتی بصیرت کے لیے پھر توضیح کیجاتی ہی
علامہ ابن تیمیہ اپنے منہاج السنۃ مین تحریر کرتے ہین فانہ من المعلوم انہ لما قولی کان الصحابۃ و
سائر المسلمین ثلثۃ اصناف صنف قاتلوا معہ وصنف قاتلوہ وصنف قعدوا عن ہذا
واکثر السابقین الاولین من القعود وقد قیل ان بعض السابقین الاولین قاتلوہ وذکر ابن
حزم ان عمار بن یاسر قتلہ ابو الغادیہ وان ابا الغادیہ ہذا من السابقین الاولین
ممن بایع تحت الشجرۃ یعنے جب علیؑ والی خلافت ہوئے تو صحابہ اور سایر مسلمین تین گروہ ہوئے ایک
گروہ تو وہ جنھون نے ساتھ دیا اور اُنکے ساتھ اُنکے مخالفین سے مقاتلہ کیا دوسرے وہ جنھون نے خود
حضرت علیؑ سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا تیسرے وہ جو ادھر ہوئے نہ اُدھر بلکہ بیٹھ رہے اور اکثر سابقین اولین
اس قسم مین داخل تھے اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ تحقیق کہ بعض سابقین اولین نے قتال کیا علیؑ سے اور ابن حازم
نے ذکر کیا ہی کہ عمار یاسر کو قتل کیا ابو الغادیہ نے اور یہ ابو الغادیہ سابقین اولین سے تھے اور شریک تھے
بیعت الرضوان کے پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہ جنکی مدح مین ہی کہ بعد امام احمد کے اُستاد اہل حدیث ہین لکھتے
ہین کہ اکثر مہاجرین اولین معاویہ کے ہمراہ تھے اس تقریر سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی واضح ہی کہ جو لوگ جنگ و
جدال اور قتال کرتے تھے علیؑ سے وہ لوگ ضرور کینہ رکھتے تھے علیؑ سے اور جو لوگ شریک نہ ہوئے علیؑ کے اور
اُنسے بیعت نہین کی وہ بھی علیؑ سے صاف نہ تھے اور اُنکو خلیفہ چہارم ہونا بھی علیؑ کا گوارہ نہ ہوا اور بالضرور

مناقب و فضائل علیؑ کے منکر ٹھہرے اور باوجود اُنکے امام برحق ہونیکے روگردانی کی اُنسے حالانکہ خلافت حضرت
علیؑ کی باجماع اور باتفاق واقع ہوئی تھی اگرچہ بعض اُن قاعدین کے شریک معاویہ بھی نہین ہوئے مگر باعث خذلان
جناب امیرؑ تو ہوئے اور مستحق ولم یعرف امام زمانہ بالضرور قرار پاگئے اور جو لوگ کہ بیعت سے علیؑ کی مشرف
اندوز ہوئے اور ابتداء سے انتہا تک ہر جنگ و جدال و ہر معرکہ و قتال مین شریک علیؑ رہے وہ ہی محب
[illegible] ٹھہرے اور یہ امر بھی بدیہی ہی کہ دو ثلث صحابہ کبار دین سے مخالفت علی ابن ابی طالبؑ تھے تو وہ بیشک
مخالف حق تھے الحق مع علیؑ و علیؑ مع الحق اور اللھم ادر الحق مع علی حیث دار ارشاد جناب
امیر المومنین علی میں ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہی کہ بغض و عداوت و خذلان علیؑ بغض و عداوت و خذلان
رسولؐ انام ہی جنگ با علیؑ جنگ با رسول عربی صلعم ہی اور بروایت ابن عساکر قال علیؑ امرنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین یعنے مجھ علیؑ سے کہ مجکو
حکم کیا ہی رسول خداؐ نے ساتھ قتال ناکثین اور قاسطین و مارقین کے وھکذا روی ابن عساکر عن
ابن مسعود ایضاً والمراد بالناکثین طلحہ والزبیر واصحاب الجمل و بالمارقین الخوارج
و بالقاسطین معویہ واصحابہ اور اسیطرح روایت کی ہی ابن عساکر نے ابن مسعود سے بھی اور مراد
ناکثین سے طلحہ اور زبیر اور اصحاب جمل ہین اور مارقین سے خوارج اور قاسطین سے معویہ و اصحاب اُسکے اب
ہم یہ بھی عرض کر دین کہ خوارج کسکو کہتے ہین علامہ عبدالکریم شہرستانی ملل و نحل مین فرماتے ہین الخوارج والمرجیۃ
والوعیدیۃ کل من خرج علی الامام الحق الذی اتفقت الجماعۃ علیہ یسمی خارجیاً
سواء کان الخروج فی ایام الصحابۃ علی الائمۃ الراشدین او کان بعدھم علی التابعین باحسان
او الائمۃ فی کل زمان والمرجیۃ صنف آخر تکلموا فی الایمان والعدل الا انھم وافقوا
الخوارج فی بعض المسائل التی یتعلق بالامامۃ والوعیدیۃ داخلۃ فی الخوارج وھم القائلون
بتکفیر صاحب الکبیرۃ وتخلیدہ فی النار یعنے خوارج مرجیہ اور وعیدیہ کل وہ لوگ ہین کہ جنھون نے
خروج کیا امام حق پر جسکی امامت پر جماعت نے اتفاق کیا ہو اُسکو خارجی کہتے ہین خواہ خروج زمانہ صحابہ
مین ائمہ راشدین پر ہو یا بعد اُنکے تابعین پر یا اور ائمہ پر ہر زمانے مین اور مرجیہ دوسری قسم ہی جس نے کلام
کیا ایمان مین اور عدل مین مگر اُنھون نے موافقت کی ہی خوارج کے بعض مسائل متعلق امامت مین پھر کہتے ہین
الخوارج اعلم ان اول من خرج علی امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب جماعۃ ممن کان
فی حرب صفین واشدھم خروجاً علیہ ومروقاً من الدین الاشعث بن قیس ومسعود
ابن فدکی التمیمی و زید ابن حصین الطائی خوارج مین جان تو تحقیق سب سے پہلے جسنے خروج کیا
امیر المومنین علیؑ پر وہ جماعت ہی جو جنگ صفین مین حضرت علیؑ کے ساتھ تھے اور اُنمین زیادہ تر اور
سخت خروج مین اور دین سے نکلنے مین اشعث بن قیس اور مسعود تمیمی اور زید ابن حصین طائی ہی جن قالوا

ک سیرۃ حلبی باب [illegible] والمتکلمون فی [illegible] [illegible]

ک ملل و نحل ص [illegible] مطبع [illegible] ۱۳۱۷ھ

القوم یدعوننا الی کتاب اللہ وانت تدعونا الی السیف حتی قال انا اعلم بما فی کتاب اللہ انفروا الی بقیۃ الاحزاب انفروا الی من یقول کذب اللہ ورسولہ وانتم تقولون صدق اللہ ورسولہ جسوقت کہ کہا اُنھون نے کہ قوم بلاتی ہی ہمکو کتاب خدا کیطرفت اور تو بلاتا ہی تلوار کیطرف فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین خوب جانتا ہون کتاب خدا کو کوچ کرو اور جاؤ طرف بقیہ احزاب کے اور ہجوم کرو اور جاؤ طرف اُس شخص کے کہ کہتا ہی جھوٹ کہا اللہ نے اور اُسکے رسول نے اور تم لوگ کہتے ہو کہ سچ کہا اللہ نے اور اُسکے رسولؐ نے قاموس مین ہی النواصب والناصبیۃ اهل النصب المتدینون ببغض علی کرم اللہ وجہہ لانہم نصبوا لہ ای عادوہ نواصب اور ناصبیہ اور اہل نصب وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنا دین بغض علیؑ کو قرار دیا ہی اسواسطے کہ دشمنی رکھتے ہین وہ لوگ علیؑ سے پھر علامہ عبد الکریم شہرستانی فہرست خوارج کے اخیر مین لکھتے ہین والذین اعتزلوا الی جانب فلم یکونوا مع علیؑ فی حروبہ ولا مع خصومہ وقالوا لاندخل فی غمار الفتنۃ من الصحابۃ عبد اللہ ابن عمر وسعد بن وقاص ومحمد ابن مسلمۃ الانصاری واسامۃ ابن زید بن حارثۃ الکلبی مولی رسول اللہؐ وقال قیس بن حازم کنت مع علی فی جمیع احوالہ وحروبہ حتی قال یوم صفین انفروا الی بقیۃ الاحزاب انفروا الی من یقول کذب اللہ ورسولہ وانتم تقولون صدق اللہ ورسولہ فعرفت ایش کان یعتقد فی الجماعۃ فاعتزلت عنہ اور وہ لوگ جو جدا ہوئے اور کنارہ کش ہوئے اور نہ ساتھ دیا حضرت علیؑ کا اُنکی لڑائیون مین اور نہ اُنکے دشمنون کے شریک ہوکر لڑے حضرت علی سے کہتے تھے کہ ہم غمار فتنہ مین داخل نہونگے وہ لوگ صحابہ سے یہ ہین عبد اللہ ابن عمر وسعد ابن ابی وقاص ومحمد ابن مسلمہ انصاری اسامہ ابن زید غلام رسولؐ خدا اور کہا قیس ابن ابی حازم نے کہ مین علیؑ کے ساتھ تھا ہر حال مین اور ہر جنگ مین یہانتک کہ بروز صفین حضرت علیؑ نے کہا جاؤ طرف بقیہ احزاب کے جاؤ طرف اُس قوم کے جو کہتے ہین دروغ کہا اللہ نے اور اُسکے رسولؐ نے اور تم لوگ کہتے ہو سچ کہا خدا نے اور اُسکے رسولؐ نے پس ہم نے پہچانا کہ علیؑ کا کیا اعتقاد ہی جماعت معاویہ کی نسبت اُسوقت کنارہ کیا ہم نے علیؑ سے الغرض یہان ہمکو بحث کرنا دربارہ خلافت مطلوب نہین ہی بلکہ اصل غرض یہ ہی کہ اکثر یاران رسولؐ مختار اور اصحاب رسولؐ کبار کا یہ حال تھا آئمہ اطہار اور جناب حیدر کرار سے بقول ابن تیمیہ دو ثلث اصحاب کبار مخالف علی ابن ابی طالب تھے کہ بعض نے نکث بیعت کی بعض نے اُس بیعت علیؑ کا نام غمار فتنہ رکھا بعض فی الظاہر شریک خصوم تو نہ ہوئے مگر فی الباطن مدد دیا اور ناکثین و قاسطین کے ہوئے اب جن صاحبون نے بیعت علیؑ کی اور یا ور علی ابن ابیطالب فی الظاہر بنے شریک حروب علی ابن ابیطالب رہے وہ ایک ثلث تھے اب اس ایک ثلث کا حال جنگ صفین مین کھل گیا اور ایک ثلث کے تین حصے ہو گئے ایک حصہ تو معاویہ کو خلیفہ بحق سمجھکر اپنی سرشت کے موافق اُنسے جا ملے ایک حصہ اُمین کا عثمان معاویہ طلحہ زبیر علی سب کو خارج از دایرہ اسلام اور کافر کہنے لگا ایک حصہ مطیع و فرمان بردار علی ابن ابی طالب کا یہ حال تھا

اصحاب کبار کا اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جب آنحضرت کے حصہ اصحاب خاص مخالفت پر ہون تو احادیث فضائل و مناقب اہلبیت اور علیؑ کو کون بیان کرے نصوص صریح حقوق کا کون ثبوت دے بلکہ بالعوض فضائل و مناقب کے یہ حال تھا کہ سب و شتم لعن وطعن منبر و منبر پر خطبون مین اور جمعہ و جماعت مین جاری ہو گئی چنانچہ جز ثانی مین شرح نہج البلاغہ کی جناب امیر المومنین علیؑ سے نقل کیا ہے کہ پوچھا اُنسے درباب ایمان معاویہ اور اصحاب معاویہ کے فقال علیؑ ما اقر لمعاویۃ ولا لاصحابہ انہم مومنون ولا مسلمون پس فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین اقرار نہین کرتا کہ معاویہ اور اُسکے اصحاب مومن ہون یا مسلم پھر جناب علیؑ ابن ابی طالب سے منقول ہے قال والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ ما اسلموا ولکن استسلموا واسروا الکفر فلما وجدوا علیہ اعوانا اظہروہ یعنے قسم اُس خدا کے یگانہ کی کہ جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو کہ معاویہ اور اصحاب معاویہ ایمان نہ لائے تھے لیکن ظاہر مین اسلام قبول کیا تھا اور کفر کو مخفی رکھا تھا پس جسوقت کہ اعوان و انصار کو پایا کفر مکتوم کو ظاہر کیا اور اُسی جز رابع مین ابن مسعود سے روایت کی ہے قال رسول اللہ اذا رأیتم معاویۃ بن ابی سفیان یخطب علی منبری فاضربوا عنقہ فقال الحسن فواللہ ما فعلوا ولا افلحوا یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا جسوقت معاویہ کو میرے منبر پر خطبہ پڑھتے دیکھو اُسکی گردن مارو پس کہا حسن بصری نے قسم خدا کی نہ کیا اُنھون نے اور نہ فلاح پائی اُنھون نے ابن ابی الحدید لکھتے ہین وخطب بذلک معاویۃ باللعن علی منابر الاسلام وصار ذلک سنۃ فی ایام بنی امیۃ الیٰ ان قام عمر ابن عبد العزیز فازالہ یعنے خطبہ پڑھا معاویہ نے اور لعن کی معاذ اللہ حضرت علیؑ پر اوپر منابر اسلام کے اور یہ لعن کرنا سنت امویہ ہو گئی تھی زمانہ بنی امیہ مین اور باقی رہی یہ سنت یہانتک کہ خلیفہ ہوا عمر ابن عبد العزیز پس اُس نے موقوف کی کان خلفاء بنی امیہ یسبون علیا رضی اللہ عنہ من سنۃ احدی واربعین وھی السنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخر ایام سلیمان عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السبیب فی اخر الخطبۃ بقراۃ قولہ تعالی ان اللہ یامر بالعدل الخ وذکر شیخنا ابو عثمان عمر ابن جاحظ ان معاویۃ کان یقول فی اخر خطبۃ الجمعۃ اللھم ان ابا تراب الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا وعذبہ عذابا الیما وکتب ذلک الی الافاق فکانت ھذہ الکلمات یشاد بہا علی المنابر الی خلافۃ عمر ابن عبد العزیز ملخص کلام ابن ابی الحدید اور ابو الفدا اور ابو عثمان عمر ابن الجاحظ یہ ہی معاذ اللہ پناہ خدا کی خود معاویہ بر ملا منابر اسلام پر عام طور سے خطبہ مین کہتا تھا خدایا ابو تراب نے شرک کیا تیرے دین مین اور برگشتہ ہو گیا تیری راہ سے پس لعنت وبال کر اور عذاب الیم کر اور یہ حکم آفاق مین ہر ہر مقام پر لکھا تھا کہ یہ ہی کلمات ہر مشہد اور مسجد مین اور خطبون مین بالائے منابر پڑھے جائین چنانچہ یہ سنت قرار پائی تھی بنی اُمیہ مین اور عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ تک جاری رہی اور عمر ابن عبد العزیز اول

اُنکا ہی کہ جسنے موقوف کیا اُسکو اسی خبر بین عمر جاحظ نقل کرتے ہین کہ ایک جماعت نے بنی امیہ کی معاویہ سے کہا کہ
ای معاویہ تو اپنی آرزو کو پہنچا اب تو تو زبان لعن کو اس مرد پر روک پس معاویہ نے جواب دیا کہ لا واللہ حتی
یربو علیہا الصغیر و یہرم علیہ الکبیر و لا یذکر ذاکر فضلا لہ واللہ واللہ زبان لعن کو نہ روکونگا
اُسوقت تک کہ بچے بڑے ہوجاوین اور بڑے بڈھے اور ذکر خیر دنیا سے فنا ہو جائے اور اسکافی سے نقل
کیا ہی کہ ان معاویہ وضع قوما من الصحابۃ و قوما من التابعین علی روایۃ اخبار قبیحۃ فی علیؑ
تقتضی الطعن فیہ یعنے اسکافی سے نقل کیا ہی کہ معاویہ نے ایک قوم کو اصحاب سے اور ایک قوم کو تابعین
سے مقرر کیا تھا کہ نقل کرین اخبار قبیحہ اور احادیث موضوعہ کو کہ شامل ہون طعن پر علیؑ کے اور جماعت پر معاویہ
کے اُنمین ابوہریرہ و عمرو ابن عاص و مغیرہ ابن شعبہ ہین اور بروایت زہری تابعین سے عروہ ابن زبیر ہین بیان
کرتے ہین قال حدثتنی عایشہ قالت کنت عند رسول اللہ اذا قبل العباس و علیؑ فقال عایشہ
ان ہذین یموتان علی غیر ملتی او قال دینی بیان کیا مجھسے عایشہ نے کہ مین رسول اللہ کے پاس
تھی کہ ناگاہ آئے عباس اور علیؑ پس فرمایا رسول خدا نے ای عائشہ بہ تحقیق یہ دونو مرینگے کہ میری ملت پر
نہ ہونگے یا فرمایا کہ میرے دین پر نہونگے و روی عبد الرزاق عن معمر قال کان عند الزہری حدیثان
روایت کیا عبد الرزاق نے معمر سے کہا کہ زہری کے نزدیک دو حدیثین تھین عروہ سے کہ اُسنے عایشہ سے نقل کین
شان علیؑ مین پس مین نے ایک دن دونو حدیثون کی نسبت پوچھا اُسے فقال ما تصنع بہما و بحدیثہما
اللہ اعلم بہما انی لاتہمہما فی بنی ہاشم قال فاما الحدیث الاول فقد ذکرناہ و اما الحدیث
الثانی فہو ان عروۃ زعم ان عایشہ حدثتہ قالت کنت عند النبیؐ اذ اقبل العباسؓ و علیؑ فقال
یا عایشہ ان سرک ان تنظری الی رجلین من اہل النار فانظری الی ہذین قد طلعا فنظرت
فاذا العباسؓ و علی بن ابی طالب الخ اور واقدی نے نقل کیا ہی کہ معاویہ بعد صلح کے امام حسنؑ سے شام مین پہونچا
اور آدمیون کو جمع کیا اور اپنی تعریفین کین بعدہ کہا والعنوا ابا تراب فلعنوہ پھر ذکر کیا کہ صحابان بنی امیہ
منعوا من اظہار فضائل علیؑ و عاقبوا ذاکر ذلک یعنے صحیح اور ثابت ہی کہ بنی امیہ کہ جنمین سے معاویہ بھی
ہین منع کرتے تھے اظہار فضائل علیؑ سے اور عقاب کرتے تھے ناقل اور ذاکر فضائل علیؑ پر و روی اہل السیرۃ
ان الولید بن عبد الملک فی خلافتہ ذکر علیا فقال لعنہ اللہ بالجر کان لص بن اللص و راہل سیر
نے روایت کی ہی کہ ولید ابن عبد الملک اپنی خلافت مین جب ذکر علیؑ کرتا تھا تو کہتا تھا لعنہ اللہ بالجر کان
لص بن اللص و امر المغیرۃ بن شعبہ و ہو یومئذ امیر الکوفۃ من قبل معاویہ حجر بن عدی
ان یقوم فی الناس فیلعن علیا فابی ذلک فتوعدہ فقام و قال ایہا الناس ان امیرکم امرنی ان العن
علیا فالعنوہ فقال اہل الکوفۃ لعنہ اللہ و عاد الضمیر الی المغیرۃ بالنیۃ و القصد و اراد زیاد ان یعرض
اہل الکوفۃ اجمعین علی البراءۃ من علیؑ و لعنہ و ان یقتل کل من امتنع من ذلک

ويجوب منزله حکم کیا مغیرہ بن شعبہ نے اور وہ اُسوقت معاویہ کیطرف سے امیر کوفہ تھا کہ حجر ابن عدی کھڑا ہو
آدمیون مین اور بناہ خدا لعنت کرے علیؑ پر اُسنے انکار کیا پس ڈرایا اُسکو پس کھڑا ہوا وہ اور کہا ایہا الناس
تمھارے امیر نے حکم کیا ہی مجکو کہ لعنت کرون علیؑ پر پس تم سب لعنت کرو اُسپر پس تمام اہل کوفہ نے کہا لعنت ہو اُسپر
اللہ کی اور عائد کیا ضمیر کو مغیرہ کی طرف نیت اور قصد مین اور ارادہ کیا زیاد نے کہ اہل کوفہ سب برارت کرین
علیؑ سے اور لعنت کرین اُسپر اور اسباب پر آمادہ کیا کہ قتل کیا جائے ہر وہ شخص کہ باز رہے اس لعن سے اور
کھود ڈالا جائے مکان اُسکا وکان الحجاج لعنہ اللہ یلعن علیا و یامر بلعنہ اور حجاج لعن کرتا تھا علیؑ پر اور حکم کرتا تھا
لعن کرنیکا وذکر المبرد فی الکامل ان خالد بن عبد اللہ القسری لما کان امیر العراق فی خلافۃ
ہشام کان یلعن علیًا علی المنبر فیقول اللھم العن علی ابن ابیطالب بن عبد المطلب ابن
ہاشم صہر رسول اللہ وعلی ابنتہ وعلی الحسن والحسین اور ذکر کیا مبرد نے کامل مین کہ خالد بن
عبد اللہ القسری جسوقت امیر عراق ہوا خلافۃ ہشام مین تو منبر پر بیٹھ کر لعنت کرتا تھا علیؑ کو اور کہتا تھا خداوندا لعنت
کر علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم داماد رسول اللہ پر اور اوپر اُنکی بیٹی کے اوپر حسنؑ اور حسینؑ کے
قال ابو بکر حدثنا ابو جعفر قال حدثنی ابراھیم قال حدثنی محمد ابن عاصم صاحب الخانات
قال قال لنا حریز ابن عثمان انتم یا اھل العراق تحبون علی بن ابی طالب ونحن نبغضہ قالوا
لما قال لانہ قتل اجدادی ویروی فیہ اخبارًا مکذوبۃ کہا ابو بکر نے بیان کیا مجھسے ابو جعفر نے کہا
حدیث کی مجھسے ابراہیم نے کہا بیان کیا مجھسے محمد ابن عاصم صاحب خانات نے کہا کہ کہا ہمکو حریز ابن عثمان نے ای
اہل کوفہ تم دوست رکھتے ہو علیؑ ابن ابیطالب کو اور ہم بغض رکھتے ہین اُسسے لوگون نے کہا کسواسطے تو بغض رکھتا ہی
جواب دیا کہ اُسنے ہمارے اجداد کو قتل کیا ہی اور روایات مکذوبہ اور اخبار موضوعہ شان علی مین بیان کرتا ہی
وکان الاشعث ابن قیس الکندی وجریر ابن عبد اللہ البجلی یبغضانہ اور اشعث ابن قیس کندی
اور جریر ابن عبد اللہ بجلی مبغضان علی ابن ابی طالب سے تھے وکان ابو مسعود الانصاری منحرف عن علیؑ
اور ابو مسعود انصاری بھی منحرف تھا علیؑ سے وکان کعب منحرفا عن علیؑ وکان نعمان ابن بشیر انصاری
منحرفا عنہ وعدوا لہ اور کعب منحرف تھا علیؑ سے اور نعمان ابن بشیر انصاری منحرف تھا اُنسے اور دشمن
تھا اُنکا وقد روی ان عمران ابن حصین کان من المنحرفین عنہ اور بہ تحقیق روایت ہی کہ عمران ابن
حصین منحرفین علیؑ سے تھا ومن المنحرفین عنہ ای علی المبغض لہ عبد اللہ ابن زبیر اور منحرفین
اور مبغضین علیؑ سے عبد اللہ ابن زبیر تھا ومن المعلوم الذی لاریب فیہ لاشتہار الخبریہ واطباق
الناس علیہ ان الولید بن عقبہ ابن ابی معیط کان یبغض علیًا ویشتمہ وابوہ عقبہ ابن ابی
معیط ھو العدو الازرق بمکۃ اور مشہور ومعروف ہی کہ جسمین شک نہین ہی اور اتفاق ہی آدمیونکا
کہ تحقیق کہ ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط بغض رکھتا تھا علیؑ سے اور سب وشتم کرتا تھا اُن کی اور باپ

اُسکا وہ عبدالرزاق تھا کہ میں جو روایتی صاحب کتاب الغارات عن اسمعیل بن حکیم عن ابی مسعود
الجریری قال کان ثلثۃ من اہل البصرہ یتواصلون علی بغض علی مسطرف ابن عبداللہ ابن الشخیر
والعلاء ابن زیاد وعبداللہ ابن شقیق صاحب کتاب غارات نے روایت کی ہے اسمعیل بن حکیم سے
اُسنے ابی مسعود جریری سے کہا کہ تین شخص اہل بصرہ سے ہمیشگی کرتے تھے بغض علیؑ مین مسطرف ابن عبداللہ
بن شخیر اور علاابن زیاد اور عبداللہ ابن شقیق ومسروق ابن الاجدع واسود ابن یزید یفرطان فی سب
علی ابن ابی طالب مسروق ابن اجدع اور اسود ابن یزید سب علی بن ابیطالبؑ مین افراط کرتے تھے و
روی ابونعیم عن عمرو ابن ثابت عن ابی اسحق قال ثلثہ لا یومنون علی علی بن ابیطالب مسروق
ومرہ وشریح وروی ان الشعبی رابعہم ومن المبغضین القالین ابو بردہ ابن ابی موسی
الاشعری ابونعیم نے روایت کی عمر ابن ثابت سے اور اُسنے ابی اسحق سے کہا کہ تین شخص قابل اعتماد
نہین ہین علی ابن ابی طالب کے باب مین ایک مسروق دوسرے مرہ ہمدانی اور تیسرے شریح اور روایت ہے
کہ شعبی چوتھے اُنکے ہین اور ابونعیم نے روایت کی ہے کہ ابو بردہ اور ابو الغادیہ جہنی قاتل عمار یاسر منحرفین سے
تھے اور من المنحرفین ابوعبدالرحمن السلمی القاری وکان قیس ابن ابی حازم یبغض علیا
وکان سعید ابن المسیب منحرفا عن علی اور منحرفین سے ابوعبدالرحمن سلمی قاری تھا اور تھا قیس ابن ابی
حازم کہ بغض رکھتا تھا علیؑ سے اور سعید ابن المسیب منحرف تھا علیؑ سے وکان الزہری من المنحرفین عنہ
اور زہری منحرفین علیؑ سے تھا اور عروہ ابن زبیر بھی کذالک وکان یزید ابن ثابت وعمرو ابن ثابت من
اعداء علی ومبغضیہ اور یزید ابن ثابت اور عمر ابن ثابت دشمنان علی ومبغضین سے اُنکے تھے روی فی
عمرانہ وکان یرکب ویدور القری بالشام ویجمع اہلہا ویقول ایہا الناس ان علیا کان
رجلا منافقا فالعنوہ ثم یسیر الی القریۃ الاخری فیامرہم بمثل ذلک وکان ذلک فی ایام
معاویہ روایت کی گئی ہے عمرو ابن ثابت کے حق مین کہ بہ تحقیق وہ سوار ہوتا تھا اور پھرتا تھا شام کے
قریون مین اور اہل قریہ کو جمع کرتا تھا اور کہتا تھا یا ایہا الناس تحقیق کہ علیؑ ایک مرد منافق تھا پس لعنت کرو
اُسپر پھر وہان سے دوسرے قریہ مین جاتا تھا اور اُنکو اسیطرح حکم کرتا تھا اور تھا زمانہ معاویہ کا وکان
مکحول من المبغضین لہ اور مکحول مبغضین علیؑ سے تھا قال شیخنا ابوجعفر الاسکافی کان اہل البصرہ
کلہم یبغضونہ وکثیر من اہل الکوفۃ وکثیر من اہل المدینۃ واما اہل مکۃ فکلہم کانوا
یبغضونہ قاطبۃ وکانت قریش کلہا علی خلافہ وکان جمہور الخلق مع بنی امیہ کہا شیخ ہمارے
ابوجعفر اسکافی نے کہ اہل بصرہ کل بغض رکھتے تھے علیؑ سے اور بہت سے اہل کوفہ اور بکثرت اہل مدینہ دشمن
علی تھے اور لیکن اہل مکہ پس وہ تو کل قاطبۃ بغض وعداوت علیؑ رکھتے تھے اور کل قریش مخالف علیؑ تھے اور
جمہور خلق بنی امیہ کے ہمراہ تھے وقد روی یونس ابن ارقم عن یزید ابن ارقم عن ابی ناجیہ مولی ام ہانی قال

عند علیؑ فاتاہ رجل علیہ زی السفر فقال یا امیر المومنین انی اتیتک من بلدۃ ما رایت لک بہا محبا قال من این اتیت قال من البصرۃ تحقیق کر روایت کی یونس ابن ارقم نے یزید ابن ارقم سے اور اُنھون نے ابی ناجیہ علام ام ہانی سے کہا اُسنے کہ مین علیؑ کے پاس تھا پس آیا اُنکے پاس ایک شخص لباس سفر پہنے ہوئے اُسنے عرض کی یا امیر المومنینؑ مین آپکے پاس آتا تھا ایک شہر سے نہ دیکھا مین نے کوئی دوست آپکا فرمایا تو کہان سے آتا ہے کہا بصرہ سے منقول ہی کہ ابوہریرہ اور عمر ابن عاص اور مغیرہ ابن شعبہ وغیرہ تابعین سے عروہ ابن زبیر وضع کرتے تھے احادیث مذمت علیؑ مین اور مدح معاویہ مین چنانچہ شارح نہج البلاغہ نقل کرتے ہین ابوہریرہ کی نسبت کہ ضربہ عمر بالدرۃ وقال قد اکثرت من الروایۃ واحر بک ان تکون کاذبا علی رسول اللہ یعنے حضرت عمر نے ابوہریرہ کو درے لگائے اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ تو زیادتی کرتا ہی روایت مین اور دروغ بندی کرتا ہی رسول خدا پر راوی سفیان الثوری عن منصور عن ابراہیم التیمی قال کانوا لا یاخذون عن ابی ہریرۃ الا ما کان من ذکر جنۃ و نار سفیان ثوری نے منصور سے اور اُنھون نے ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ کہا لوگ نہ لیتے تھے ابی ہریرہ سے کوئی حدیث لیکن جسمین ذکر جنت و نار ہوتا تھا امام فخر الدین رازی سورہ حمد کی تفسیر مین اپنی تفسیر کبیر مین نقل کرتے ہین عن علی قال الا ان اکذب الناس علی رسول اللہ ابو ہریرۃ الدوسی یعنے منقول ہی علیؑ سے کہ دروغ گو ترین مردم رسول خدا پر ابوہریرہ ہی اور ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہین کہ الصحابۃ کلہم عدول الا رجالا منہم ابو ہریرۃ وانس بن مالک صحابہ کل عدول ہین مگر دو شخص ایک اُنمین کا ابوہریرہ ہی اور دوسرا انس ابن مالک وکان المغیرۃ صاحب دنیا یبیع دینہ بالقلیل النزر منہا و یرضی معاویۃ بذکر علی قال یوما ان علیا لم ینکحہ رسول اللہ ابنتہ حبا ولکنہ اراد ان یکافی بذلک احسان ابی طالب الیہ یعنے مغیرہ صاحب دنیا تھا اُسنے اپنے دین کو دنیائے قلیل کیواسطے بیچ ڈالا اور راضی کیا معاویہ کو ذکر علیؑ سے یہانتک کہ ایک روز کہا کہ رسول اللہ نے عقد فاطمہؑ زہرا کا علیؑ سے از روئے محبت کے نہین کیا بلکہ بارادہ مکافات احسان ابوطالب یہ نکاح کر دیا قال ابو جعفر وقد روی ان معاویۃ بذل لسمرۃ ابن جندب مائۃ الف درہم سمرہ ابن جندب کو معاویہ نے سو ہزار درہم دیے کہ آیہ ومن الناس من یعجبک کو حق مین علیؑ کے روایت کر دے اور آیہ ومن الناس من یشری نفسہ کو شان ابن ملجم مین اُسنے قبول نہ کیا پھر دو لاکھ درہم دینے کا وعدہ کیا اُسپر بھی نہ مانا پھر چار لاکھ درہم دینے کیے اُسوقت حدیث محمد مصطفےٰ اور دونون آیتون کے سبب نزول کو اعلان دیا پھر ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ بہت سے صحابہ اور تابعین اور محدثین منحرف تھے علیؑ سے اور اس امر پر تمام مشائخ بغداد متفق ہین پھر لکھتے ہین کہ ذکر شیخنا ابو جعفر رح فی ہذا المعنی فی کتاب التفضیل وذکر جماعۃ من شیوخنا البغدادیین ان عدۃ من الصحابۃ والتابعین والمحدثین کانوا منحرفین من علی وقائلین منہ السوء منہم من کتم مناقبہ

شرح نہج البلاغہ صفحہ ۳۵۸ سطر ۴

ایضاً سطر ۱۵

ایضاً سطر ۱۹

شرح نہج البلاغہ صفحہ ۳۶۱ سطر ۵

واعان اعدائہ ثم میلاً مع الدنیا وایثاراً للعاجلۃ فمنہم انس بن مالک ذکر کیا ہی ہمارے شیخ ابو جعفرؒ
نے اسی معنی مین کتاب تفصیل مین اور ذکر کیا ایک جماعت نے ہمارے شیوخ بغداد سے کہ بہت سے صحابہ
سے اور تابعین اور محدثین سے منحرف تھے اور بدی بیان کرتے تھے علیؑ کی اور اُنکے فضائل اور مناقب کا کتمان
کرتے تھے اور اُنکے دشمنوں کی اعانت کرتے تھے بسبب میلان دنیا کے اور طالب تھے کہ جلد اُنکو ملے منجملہ اُنکے انس
ابن مالک تھے چنانچہ جب حضرت علیؑ نے شہادت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ چاہی تو انس
ابن مالک نے کہا کبرت سنی ونسیت یعنے کہ مین ضعیف ہوگیا اور بھول گیا پس فرمایا علیؑ نے اللہم ان کان کاذباً فارمہ
بہا بیضاء لا تواریہا العمامۃ کہ خداوندا اگر انس دروغ گو ہی تو تو اُسکو مبروص کر دے بسبب اُسی دروغ
کے عمامہ سے پوشیدہ نہ ہوسکے طلحہ ابن عمیر کہتے ہین کہ واللہ دیکھا مین نے کہ سفیدی برص ما بین آنکھون کے
ظاہر ہوئی کہ انس اُسکو چھپا نسکے اسیطرح زید ابن ارقم سے استشہاد فرمایا اُسی حدیث من کنت مولاہ پر
فامسک زید ابن ارقم فلم یشہد وکان یعلمہا فدعا علیہ بذہاب البصر فعمی یعنے زید ابن
ارقم نے شہادت نہ دی باوجود اس حدیث کے جاننے کے پس علیؑ نے دعا کی کہ اگر جان بوجھ کر یہ شہادت نہین دیتا
تو خدایا اسکو اندھا کردے دفعتہً وہ اندھا ہوگیا وکان علیؑ یقنت فی صلوۃ الفجر وفی صلوۃ المغرب و
یلعن معاویہ وعمرو والمغیرہ والولید بن عقبہ وابا الاعور والضحاک بن قیس وبسر بن ارطاۃ
وحبیب بن مسلمہ وابا موسی الاشعری ومروان ابن الحکم وکان ہولاء یقنتون علیہ و
یلعنونہ یعنے حضرت علیؑ نماز صبح اور مغرب مین قنوت پڑھتے تھے اور لعنت کرتے تھے معاویہ اور عمر اور ولید
ابن عقبہ پر اور ابو الاعور اور ضحاک بن قیس بسر بن ارطاۃ اور حبیب ابن مسلمہ اور ابو موسے اشعری اور مروان
ابن حکیم پر یہ عیب جوئی کرتے تھے اور لعنت کرتے تھے اُن حضرت پر حتی کہ منقول ہی وان علیا لما قتل
قصدا بنوہ ان یخفوا قبرہ خوفا من بنی امیہ یعنے جسوقت علی شہید کیے گئے تو اُنکے صاحبزادون نے
ارادہ کیا کہ قبر کو حضرت علیؑ کی پوشیدہ کرین بنی امیہ کے خوف سے اور خطبون مین جناب علیؑ نے جو جو صفات
معاویہ اور اعوان وانصار معاویہ بیان فرمائے ہین بکثرت شرح نہج البلاغۃ مین مسطور ہین اور دیگر کتب مین
خطبہ مین فرماتے ہین ونحن سائرون انشاء اللہ الی من سفہ نفسہ وبیتنا ول ما لیس لہ ولا
یدرکہ معویہ وجندہ الفئۃ الطاغیۃ الباغیۃ یقودہم ابلیس ویبرق لہم ببارق
تسویفہ ویدلیہم بغرورہ وانتم اعلم الناس بالحلال والحرام فاستغنوا بما علمتم
واحذروا ما حذرکم اللہ من الشیطان وارغبوا فیما عندہ من الاجر والکرامۃ الخ
یعنے اور ہم جانے والے ہین انشاء اللہ اُس شخص کیطرف کہ جسنے اپنے نفس کو احمق بنایا ہی اور اخذ کرتا ہی اُسکو
جو اُسکے لائق نہین ہی اور اُس چیز کو کہ جسکو سمجھتا نہین وہ معاویہ ہی اور لشکر اُسکا کہ وہ گروہ سرکش اور باغی
ہی اور پیشوا اُنکا ابلیس ہی اور چمک دکھاتا ہی اُنکو اپنے فریب دینے کی بجلی سے اور نزدیک کرتا ہی اُنکو اپنے غرور سے

اور تم اعلم ناس ہو حلال و حرام سے اور مستغنی ہو اُس چیز سے کہ عمل کرتے ہو تم اور ڈرو تم اُس چیز سے کہ خدا نے تمکو ڈرایا ہی اور وہ شیطان ہی اور رغبت کرو اُس چیز مین کہ عند اللہ وہ اجر و کرامت ہی اور شارح نہج البلاغہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ قیس ابن ابی حازم کہتا تھا کہ انی ابغض علیا و بغضہ فی قلبی یعنے مین بغض رکھتا ہون علیؑ سے اور اُنکا بغض میرے دل مین ہی اسماء الرجال مشکواۃ مین عبد الحق دہلوی لکھتے ہین عمران ابن حطان قال العجلی تابعی ثقۃ قال ابو داؤد لیس فی اہل الاہواء اصح حدیثا من الخوارج و کان خارجیا مدح ابن ملجم یروی لہ البخاری و ابو داؤد والنسائی یعنے عمران ابن حطان کی نسبت کہا عجلی نے کہ تابعی اور بصری تھا ابو داؤد نے کہا کہ بدعت والون مین خارجیون سے زیادہ کوئی سچا نہین ہی اور اس عمران نے ابن ملجم کی مدح مین اشعار لکھے ہین اور روایت کی ہی اس سے بخاری نے اور ابو داؤد اور نسائی نے اور قتادہ نے کہا کہ یہ حدیث مین متہم نہین ہی عمرو عاص کا احوال تو مشہور ہی کہ امیر المومنینؑ جو بعد بسم اللہ صلح نامہ مین لکھا گیا تو مجمع عام مین اُسنے کہا کہ لفظ امیر المومنین نکال ڈالو کہ وہ ہمارے امیر نہین ہین اشعث ابن قیس خلیفہ اول کے بہنوئے نے کہا کہ مٹا دو اس لقب کو خدا مٹا دے اس لقب کو یہ وہ اشعث ہین جنکی نسبت علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی ترجمۃ الصحابہ مین لکھتے ہین کہ یہ مرتد ہو کر خلیفہ اول کی خدمت مین آیا اور پھر اسلام لایا اور کسی نے انکو صحابیت سے خارج نہین کیا اور سب نے انسے حدیثین نقل کین ہین عبد الرحمن ابن خالد جنکی شان مین ہی کان عبد الرحمن من فرسان قریش و شجعانہم و کان لہ فضل و زہد و قوم الا انہ کان منحرفا عن علی و بنی ہاشم یعنے عبد الرحمن فرسان اور شجاعان قریش سے تھا صاحب فضل و کرم و زہد تھا مگر علیؑ اور بنی ہاشم سے خلاف تھا براء ابن عازب نے گواہی نہ دی اور کتمان کیا حدیث من کنت مولاہ کا دعائے جناب امیرؑ سے اندھے ہو گئے عبد اللہ ابن عمر نے بیعت علیؑ نہ کی چنانچہ مستدرک امام حاکم مین ہی کہ علیؑ نے سعد ابن وقاص اور عبد اللہ ابن عمر اور محمد ابن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تمھاری خبرین ہمکو پہنچتی ہین جسکے جواب مین کہا کہ ہم نہ تمھاری بیعت کرینگے نہ تمھارے ساتھ جہاد مین نکلین گے جب تک ایسی تلوار نہ دو کہ جو کافر اور مومن کو پہچانے اور عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ ہمکو مجبور نہ کرو بیعت پر ہم بیعت نکرینگے جبتک سب مسلمانونکا اجماع نہو غرض علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ مین لکھتے ہین کہ امام زہری فرماتے ہین کہ تعجب ہی عبد اللہ ابن عمر اور سعد وقاص سے کہ دونو صاحبون نے علیؑ کی تو بیعت کی مگر معاویہ اور یزید کی بیعت کر لی انتہی علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین کہ معاویہ نے جب عبد اللہ ابن عمر کی بیعت چاہی تو پہلے اُنھون نے انکار کیا معاویہ نے ایک لاکھ درہم عبد اللہ ابن عمر کو بھیجے جسے اُنھون نے لے لیا آخرش جب معاویہ کا انتقال ہوا تو عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو لکھ بھیجا کہ ہمنے تمھاری بیعت قبول کی علامہ قسطلانی ارشاد الساری مین لکھتے ہین کہ بعد فوت معاویہ عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا کہ تمھاری بیعت ہمنے منظور کی انھین عبد اللہ ابن عمر کی نسبت لکھتے ہین کہ ایک روز عائشہؓ نے سنا کہ عبد اللہ ابن عمر کہتے ہین کہ اگر کوئی

کسی عورت کا بوسہ لے تو وضو جاتا رہتا ہی عائشہ نے کہا کہ اکثر حضرت رسول اللہ روزے کیحالت مین بوسے لیتے تھے
اور اعادہ وضو نکرتے تھے اسیطرح صحیح مسلم میں ہی نیز صحیح بخاری مین ہی کہ عثمان کی ایک بیٹی مری اسکی تعزیت کے واسطے
عبداللہ ابن عمر اور ابن عباس گئے اور اُنکی بیٹی کو رونے سے منع کیا اور کہا کہ تحقیق زندون کے رونے سے میت پر عذاب
ہوتا ہی ابن عباس نے کہا تمھارے باپ بھی ایسا ہی کہتے تھے یہ ذکر عائشہ سے کیا خدا بخشے عمر کو قسم خدا کی ہرگز
رسول اللہ نے یہ نہین کہا بلکہ کافر کے مردہ پر رونے سے عذاب ہوتا ہی یہ بیان حال عبداللہ ابن عمر اسواسطے لکھا کہ جو شخص متہم
بکذب ہو اور ایک حدیث جھوٹی بیان کرے تو اُسکی بیان کی ہوئی حدیث مقبول نہین ہی عبداللہ ابن زبیر کا احوال تو
مشہور ہی کہ کلاب حواب کے بارے مین پچاس آدمیون سے جھوٹی گواہی دلوائی کہ یہ آب حواب نہین ہی اسکی نسبت
لکھا جاتا ہی کہ اول شہادت دروغی بود کہ در اسلام بوقوع پیوست ابو درداء بھی تارکین بیعت مرتضوی سے
تھے سنن بیہقی مین ہی کہ ابو درداء نے خطبہ مین بیان کیا کہ جو شخص شب کو سو کر صبح کو ایسے وقت اٹھے کہ جسمین نماز صبح پڑھی
جائے تو وہ نماز وتر نہین پڑھ سکتا یہ خطبہ جب صدیقہ نے سنا فرمایا کذب ابو درداء کان النبی یصبح فیوتر
یعنے ابو درداء جھوٹے ہین رسول اللہ صبح کرتے تھے اور بعد نماز صبح وتر پڑھتے تھے پس کذب ابو درداء کا
بہ لسان صدیقہ بیان بھی ثابت ہی اور حسان ابن ثابت کعب ابن مالک مسلمہ ابن مخلد ابو سعید خدری
محمد ابن مسلمہ نعمان ابن بشیر زید ابن ثابت رافع ابن خدیج فضالہ ابن عبید کعب ابن عجرہ ان سب نے
بیعت علیؑ سے کنارہ کیا اور بیعت نہ کی علامہ ابن اثیر لکھتے ہین کہ عبداللہ ابن سلام صہیب ابن سنان
مسلمہ ابن سلامہ بن وقش اسامہ بن زید قدامہ بن مظعون مغیرہ ابن شعبہ عبداللہ ابن سلام صحابہ کبار
سے ہین اور صہیب ابن سنان مہاجرین اولین سے ہین ایسا ہی اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی
مین بھی ہی عبدالرحمن ابن عثمان تیمی ابو الاعور ابو سفیان پدر معاویہ خالد ابن ولید بحسب نصوص خلیفہ دوم
مبتلائے زنا ہوئے ابو بکرہ نافع ابن کلیدہ شبل بن معبد معاویہ ابن حدیج مہاجرین سے ہین جنھون نے محمد ابن
ابی بکر کو قتل کیا اور گدھے کی کھال مین رکھکر جلوا دیا جسپر ام المومنین عائشہ نے لعنت کی در مستدرک امام
حاکم مین ہی بذیل حدیث طولانی کہ عائشہ نے کہا کہ خدا لعنت کرے عمر عاص پر کہ وہ گمان کرتا ہی کہ اُسنے
ذو الثدیہ کو مصر مین قتل کیا تھا لکھتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی مگر صحیحین مین نہین ہی علامہ سیوطی اپنی کتاب
الوسائل الی معرفۃ الاوائل مین لکھتے ہین اول من رشا فی الاسلام المغیرہ بن شعبۃ رشا یرفا
حاجب عمر ذکرہ ابو نعیم یعنے مذہب اسلام مین جسنے پہلے پہل رشوت کو رواج دیا وہ مغیرہ
بن شعبہ ہی کہ خلیفہ دوم کے دربان یرفا کو رشوت دی اور اُسی مستدرک مین ہی کہ ان المغیرہ بن
شعبہ سب علیؑ ابن ابیطالب فقام الیہ زید ابن ارقم فقال یا مغیرہ الم تعلم ان رسول اللہ
نہی عن سب الاموات یعنے مغیرہ بن شعبہ سب علیؑ کرتا تھا زید ابن ارقم نے کہا کہ آیا تم نہین جانتے کہ
رسول اللہ نے مردونکو گالی دینے سے منع کیا ہی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ مغیرہ جو بقول شیخ عبدالحق سرحد دار الاسلام تھے

وہ بعد وفات حضرت علیؑ بھی لوگو گالیاں دینے سے باز نہین آئے اور یہ مغیرہ زانی بھی تھے کلام جمیل سے زنا کرنا
اور تین صحابیون کا خلیفہ دوم کے سامنے زنا پر گواہی دینا اور ایک تابعی کا پوری پوری گواہی نہ دینا مشہور
اور معروف ہی جسکی طرف خود خلیفہ دوم نے بکلمہ کہا اری رجلا ارجوان لا یفضح اللہ بہ رجلا من اصحاب
رسول اللہ یعنے مین ایسے مرد کو دیکھتا ہون امید کرتا ہون کہ نہ فضیحت کریگا اللہ بہ سبب اُسکے ایک اصحاب رسول
کو اس کلام کو سنکر اُس تابعی نے پوری گواہی نہین دی اور حد زنا سے بچالیا عمران ابن حطان صحابی یا تابعی
تھے اور ابن ملجم قاتل علی بن ابیطالب کے مداح تھے اشعار مدح مین ابن ملجم کے کہتے تھے اور باتفاق اہلسنت
وجماعت کے خارجی ہوگئے تھے ولید ابن عقبہ صحابی مشہور ہین اور شراب خواری مین نامی گرامی تھے چنانچہ
روضۃ الاحباب مین ہی کہ حضرت عثمان نے حکومت کوفہ سے ولید کو معزول کیا اُسکا سبب باین عبارت لکھتے
ہین کہ سبب عزل وے آن بود کہ صیت اشتغال وے بشرب خمر در افواہ والسنہ اہل کوفہ افتادہ الخ سمرہ ابن
جندب مشہور صحابی تھے اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہی کہ سمرہ بن جندب کان علی رای
الحروریۃ یا الخوارج ومن قارعہم فی مذاہبہم یعنے سمرہ بن جندب کا مذہب مطابق حروریہ اور
خوارج کے تھا چنانچہ کسی نے عمر سے کہا کہ سمرہ نے شراب بیچی جسپر اُنھون نے کہا خدا لعنت کرے سمرہ پر عبد اللہ
ابن ابی صحابی مشہور ہین یہ وہ صاحب ہین کہ جنگ احد مین تین سو آدمیون کو حضرت کے لشکر سے لیکر نکل گئے
جس سے آپکی فوج ایک ثلث کم ہوگئی اس حساب سے تو ایک ثلث صحابہ کا متصف بارتداد اور نفاق ہونا ثابت
ہوتا ہی ربیعہ ابن امیہ صحابی عہد خلیفہ دوم مین نصرانی ہوگئے احمد ابن حنبل نے بھی ناقل روایات ہین الغرض احوال
منحرفین اور مبغضین علی بن ابیطالبؑ اور حالات ارتداد و نفاق اور افعال و کردار و بغض اصحاب اگر لکھا جائے
تو ایک مطول بنا رہیگا نظر باختصار اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور فضائل و مناقب اہلبیت اور علی بن ابیطالبؑ
سے صحاح ستہ مملو ہین مشتے نمونہ خیر تحریر مین آئی اور بعض بعض مقامون پر مذکور بھی ہونگے اور بعض علما متبعین
منحرفین صحابہ کے اعتراض جو دربارہ جدال و قتال علیؑ ہین اُنکے جواب اور نقل اعتراضات سے ہم نے عمداً
پرہیز کیا کہ جدال و قتال علیؑ مطابق فرمودہ آنحضرت بعینہ اور مطابق جدال و قتال رسول اللہ واقع ہوا چنانچہ
شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید مین منقول ہی قال حدثنی یحیی بن سلیمان قال حدثنی یحیی بن عبد الملک
ابن حمید بن عیینہ عن ابیہ عن اسمعیل بن رجا عن ابیہ محمد بن فضیل عن الاعمش
عن اسمعیل بن رجا عن ابی سعید الخدری قال کنا مع رسول اللہ فانقطع شسع نعلہ
فالقاہا الی علیؑ لیصلحہا ثم قال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ
فقال ابو بکر الصدیق انا ہو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر ابن الخطاب انا یا رسول اللہ
قال لا ولکنہ ذاکم خاصف النعل ویدہ علی نعل النبیؐ ویصلحہا الخ ابو سعید خدری کہتے ہین
کہ ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ بند نعل آنحضرت ٹوٹ گیا تو دیا اُسکو علیؑ کو کہ درست کردین بعد اسکے فرمایا تم مین سے

وہ شخص ہی کہ مقاتلہ کریگا تاویل قرآن پر جیسا کہ مقاتلہ کیا مین نے تنزیل قرآن پر پس کہا ابوبکر صدیق نے وہ مین ہون
یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے کہ نہین پھر کہا عمر ابن خطاب نے انا یا رسول اللہ فرمایا تم بھی نہین ہو ولیکن وہ شخص
ہی درست کرتا ہی میرے نعل کو اور رہا تھا علیؑ کا نعل آنحضرتؐ پر تھا کہ درست کر رہے تھے اُسکو اور حدیث ابوایوب
انصاری جو مذکور ہی کہ کہا ابوایوب انصاری نے کہ ان رسول اللہ عہد الینا ان نقاتل مع الناکثین
فقاتلناھم وعہد الینا ان نقاتل مع القاسطین فہذا وجہنا الیھم یعنے معاویہ واصحابہ
وعہد الینا ان نقاتل مع المارقین ولم ارھم بعد تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم فرمایا ہم کو کہ قتال کرین
ناکثین سے پس قتال کیا ہم نے اُنسے اور حکم فرمایا ہم کو آنحضرت نے کہ مقاتلہ کرین ہم قاسطین سے پس ہم
متوجہ ہین اُنکی طرف یعنے معاویہ اور اُسکے اصحاب کیطرف اور حکم فرمایا ہمکو کہ ہم مقاتلہ کرین مارقین کے ساتھ اور
نہین دیکھا ہم نے اُنکو ابتک اور احادیث صحیحہ متواترہ جو شان علیؑ مین مکرر مذکور ہوئے کہ دشمن علیؑ اور دشمن
رسول اور حرب علیؑ حرب رسولؐ اور سب علیؑ سب رسولؐ اور اذیت علیؑ اذیت رسولؐ ہی اور نیز ثابت ہی کہ شناخت
منافق کی زمانہ رسالت مآبؐ مین یہ مقرر تھی کہ منافق وہ ہی جو بغض وحسد رکھے علیؑ سے اور مولانا عبد الحق
باوجود تعصب شدید کے یزید کو شقی اور واجب اللعن فرماتے ہین اور مستحق لعن ہونے مین یزید کے فرماتے ہین کہ
کہ عند البعض یزید بھی مستحق لعن نہین ہی کہ اُسنے حکم قتل امام حسینؑ نہ دیا تھا بعضے کہتے ہین کہ قتل مومن گناہ کبیرہ ہی
وہ موجب لعن نہین کہ لعنت مخصوص ہی کفار سے اُسکا جواب رقم فرماتے ہین باین عبارت کہ لیکن شعری کہ
ارباب این اقاویل حدیث نبوی کے ناطق اند بانکہ بغض وایذا واہانت فاطمہؑ واولاد وے موجب بغض وعداوت
واہانت رسولؐ است چہ میگویند وآن سبب کفر و موجب لعن وخلود نار جہنم است بلاشک ولاریب ان الذین
یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا پس ارباب ناظرین
سے انصاف طلب یہ امر ہی کہ جب بغض وحسد وایذا واہانت حضرت فاطمہ زہراؑ اور اُنکی اولاد کی موجب بغض و
عداوت واہانت رسولؐ خدا ٹھرے اور وہ سبب کفر اور موجب لعن اور خلود نار جہنم ہوا تو حضرت علیؑ اہلبیت
نبوی مین ایک فرد اعلیٰ اور اکمل ہین اور بلاشک حضرت فاطمہؑ اور اُنکی اولاد سے کسی طرح مرتبہ مین کم نہین ہین
اور اُن سب حدیثون مین جو بہ نسبت جناب فاطمہؑ اور اُنکی اولاد کے بغض وعداوت مین مذکور ہوئین شامل
ہین اور ماورا اُن حدیثون کے احادیث صحیحہ متواترہ شان علی ابن ابیطالبؑ مین وارد ہین اور ناطق ہین
کہ پیغمبر خدا نے ایذاء علیؑ کو اپنی ایذا اور اُنکے خذلان کو اپنا خذلان اور اُنکی اہانت کو اپنی اہانت اور اُنکی حرب
کو اپنی حرب فرمایا اور بغض وعداوت واہانت وسب وشتم ولعن حضرت علیؑ بعینہٖ ایذاء وبغض وحسد و
عداوت واہانت وسب ولعن نبی صلعم قرار پائے گا اور وہ موجب کفر ولعن اور خلود نار جہنم ہوگا پس معلوم
اور اُنکے اصحاب واعوان وانصار اُسی استحقاق سے کیونکر نجات پاسکتے ہین کہ مولانا کے ممدوح محبت معاویہ مین
باتباع اسلاف نا انصاف رقم فرماتے ہین آنچہ از بعضے ازاینشان در مشاجرات ومحاربات وتقصیر در حفظ حقوق

اہلبیت نبوی در غایت سوء ادب با یشان نقل کنند بعد از تسلیم آن اخبار از ان اغماز کنند و تغافل ورزند و گفتہ
را ناگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ انکارند اگر بہ نسبت معاویہ اور اصحاب معاویہ اغماز و تغافل و گفتہ را ناگفتہ
تسلیم کر لیا جائے تو بیچارہ یزید کیون محروم کیے جاتے ہین اُنکی نسبت بھی یہی اعتقاد کرنا لازم ہی اسواسطے
کہ اول تو یزید نے وراثۃً دعوائے خلافت کیا اور خود معاویہ قریب موت یزید اپنے اعوان و انصار سے
لے چکا تھا جسطرح معاویہ نے مقابلہ علیؑ کیا اور ہزارہا مومنین اور اصحاب رسول مختار مقتول ہوئے یزید
نے بھی انھین کی پیروی کی فرق اتنا ہی رہا کہ علیؑ نے مجبور ہو کر مصلحت وقت سے مصالحہ پر صبر فرمایا اور سکوت
کیا اور امام حسینؑ نے بمصلحت اطاعت یزید گوارہ نکی ورنہ کوئی دقیقہ توہین اور تنقیص اور جدال و قتال کا
معاویہ نے اُٹھا نہین رکھا قتل کرنے مین جناب امیرؑ کے کون سعی کوشش تھی جو معاویہ نے نہین کی اور بعد
مصالحہ جو جو امور سب و لعن اہلبیت اور علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کے معاویہ سے سرزد ہوئے شمہ اُسکا اوپر مذکور
ہوا دوسرے یہ کہ جس قسم کے اخبار سیر و تواریخ مین امیر معاویہ کے منقول ہین اُسی قسم کے اخبار یزید کے
بھی انھین کتابون مین مذکور ہین پس جس دلیل سے اغماض و تغافل اور گفتہ را ناگفتہ درباره معاویہ ثابت
کیا جاتا ہی انھین وجوہ سے اخبار یزید بھی قابل اغماز و تغافل قرار پاتے ہین کہ مولانا عبدالحق صاحب فرماتے
ہین زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر یقینی است و نقل ہائے دیگر ظنی و ظن با یقین معارض نگردد و یقینی با ظنی
متروک نشود پس حدیث عمار ابن یاسر کہ صحیح بخاری و نیز تکملۃ الایمان مین مذکور ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے ویحک
یا عمار ستقتلک الفئۃ الباغیۃ تدعوھم الی الجنۃ و یدعونک الی النار
پس فرقہ باغیہ ہونا معاویہ اور اُنکے اصحاب کا اور جہنمی ہونا اُنکا اس حدیث سے بھی بے تکلف ثابت ہی پس
یہ حدیث بمنزلہ یقینی کے ہی کہ سرحد تواتر کو پہنچی ہی بخلاف یزید کے کہ جس قسم کے اخبار و نقول کہ درباره معاویہ
ایسے اغماض و تغافل کا حکم لگایا گیا ہی یزید کے بارے مین بھی پائے جاتے ہین یہی سبب ہی کہ بعضے
یزید کے بھی بیعت لسان کے قائل ہین پس بالضرور یہ اغماض و تغافل افعال و کردار یزید سے لازم ہوا کہ کوئی
حدیث بارہ یزید مثل حدیث عمار یاسر بیان نہین ہوئی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ فتنہ باغیہ اور صاحب نار
ہونا معاویہ کا یقینی ہی اور ناجی ہونا کل اصحاب پیغمبرؐ کا ظنی اور بقول مولانا ظن ساتھ یقین کے معارض نہین
ہوتا اور یقینی ظنی سے متروک نہین ہوتا اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جب یزید قابل لعن ہی تو امیر
معاویہ بدرجۂ اولے مع فتنہ باغیہ مستحق لعن و خلود نار جہنم قرار پاتے ہین اور فی الحقیقت تو یہ اغماض و
تغافل اخبار و نقلہائے مندرجہ سیر و تواریخ درباب معاویہ سے نہین ہی بلکہ یہ تغافل و اغماض ہی اُن
احادیث صحیحہ متواترہ سے کہ جو درباره معاویہ اور اہلبیت و علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کے وارد ہین اور بالضرور
یہ کہنا پڑیگا کہ بعد از تسلیم صحت و تواتر احادیث ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی از ان اغماض
کنند و تغافل ورزند و گفتہ رسول مقبول را ناگفتہ انکارند پھر اُسی تکملۃ الایمان مین رقم فرماتے ہین بالجملہ سرحد

دار اسلام و سنت جماعت با معاویہ و عمر بن عاص و مغیرہ بن شعبہ و اشباہ و امثال ایشان است حاصل یہ ہوا
کہ سرحد دار اسلام و سنت جماعت جب معاویہ اور عمرو عاص اور مغیرہ قرار پائے اور ان صحابیوں کا حال
بھی مذکور ہوا کہ باعلان منابر اسلام پر ہر جمعہ و جماعت مین سب و لعن علی و اہلبیت کو مسنون جانتے تھے
اور حکم کرتے تھے حکام کو کہ ہر شہر و دیار مین اس امر کو شہرت دین پس بقول مشہور چون کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند
مسلمانی جب سرحد دار اسلام منحرف اور مبغض حیدر کرار ہوئے تو مسلمان وہ ہی قرار پائے جو باتباع سرحد
داران دشمن ہون علی بن ابی طالب کے اور سب و لعن اہلبیت اور علی کو مسنون سمجھے نہ یہ کہ دعوائے محبت اہلبیت
کرنا اور باین ہمہ دعوائے محبت اہلبیت کرنا مصداق قول حق تعالے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم
کے قرار پائیگا پھر مولانا صاحب فرماتے ہین کہ الحق مومن لیس بلعان و لعنت خصوص شخصی اگرچہ کافر باشد
جائز ندارند یعنے عادت اور رسم اہل سنت و جماعت کے ترک سب و لعن ہے کہ مومن لعان نہین ہوتا اس تقریر
سے مولانا صاحب کے صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ معاویہ اور اصحاب معاویہ سنت و جماعت اور مومن ہی تھے
اور فی الحقیقت سب و لعن کی عادت جبتک ترک نکیجائے اسوقت تک سرحد داران اسلام اس سب و لعن
سے محفوظ نہین رہ سکتے بلکہ واجب اللعن قرار پاتے ہین حاصل یہ ہے کہ جب ایسے ایسے منحرفین اور معاندین اور
مبغضین علی اور اہلبیت سرحد دار اسلام ہون توکیون ابا و اجداد رسول خدا اور علی مرتضے کافر و مشرک
نہ بنائے جائین کہ علی بن ابیطالب خطبہ مین فرماتے ہین اپنے احباب سے کہ سیروا الی اعداء اللہ سیروا
الی اعداء القرآن کہ چلو دشمنان خدا کیطرف اور چلو دشمنان قرآن کی طرف یعنے چلو واسطے قتال اہل شام کے
پس جن لوگون کو حضرت علی دشمن خدا و رسول فرماوین اور وہ ہی سرحد دار اسلام ہون توکیونکر ابا و اجداد
رسول خدا اور علی عاصی و مشرک کا خطاب نہ پائین اور اہلبیت رسول برحق سب و لعن سے یاد نکیے جائین
چنانچہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب اور نووی تہذیب الاسماء اور لمعات اور وفیات الاعیان وغیرہ مین
لکھتے ہین ابو عبد الرحمن احمد ابن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر نسائی امام اہل حدیث ہین مصر سے
شام مین آئے اور جامع دمشق مین داخل ہوئے دیکھا کہ تمام معتقد اور مقلد معاویہ ابن ابی سفیان کے ہین
اور ہر مسجد مین خطیب مقرر ہین اور ان خطیبون کے وظیفہ معین ہین کہ بعد نماز کے خطبہ مین بعد حمد خدا و
نعت محمد مصطفے سب و لعن معاذ اللہ علی بن ابیطالب پر کرین امام نسائی کو یہ امر نہایت شاق ہوا ہر شخص
کو منع کرتے تھے کوئی نہ مانتا تھا پس چند روز مین نہایت مختصر اور چند حدیثین صحاح احادیث کی کہ جو متفق
علیہ امت تھین جمع کین اور خصائص علی نام رکھا اور بغرض ہدایت انکو منبر پر پڑھنا شروع کیا اثناء وعظ مین
ایک جماعت نے کہا کہ احادیث فضائل معاویہ سے بھی کچھ بیان کیجیے انکے جواب مین امام احمد نسائی نے فرمایا
کہ معاویہ کو اتنا کافی نہین ہے کہ سر بسر نکل جاوے یہانتک ترجیح دیا جائے اور تم فضل معاویہ کے خواہش کرتے ہو
ما اعرف لہ فضیلۃ الا قال النبی صلعم لا اشبع بطنہ یعنے میرے نزدیک کوئی حدیث صحیح

اسکی فضیلت مین وارد نہین ہوئی سوا اسکے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خدا تیرے شکم کو سیر نکرے پس دفعۃً کل اہل مسجد دمشق نے ہجوم کیا اور خصیہ امام نسائی کوٹ ڈالے اور کھینچتے ہوئے مسجد کے باہر لائے کہ اُسی صدمہ سے وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور وقت انتقال اُنھون نے وصیت کی کہ مجھکو مکہ معظمہ مین دفن کرنا دار قطنی کہتے ہین کہ بروز دوشنبہ تیرہ صفر اور بقول دیگر شعبان ۳۰۳ھ مین یہ واقعہ ہوا اور ولادت شہر نسا مین ۲۱۵ھ یا ۲۱۴ھ مین ہوئی تھی مکہ معظمہ مین دفن کیے گئے اور بقول رملہ کہ ارض فلسطین سے ہے وہان مدفون ہوئے اور بقولی بیت المقدس مین حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری کہتے ہین کہ اول محدثین اسلام مین نسائی تھے امام سبکی نے اپنی شیخ ذہبی سے پوچھا کہ ایہما احفظ مسلم ابن الحجاج او النسائی فقال النسائی یعنے کون ان دونون مین احفظ ہی مسلم ابن حجاج یا نسائی ذہبی نے کہا نسائی دار قطنی کہتے ہین کہ نسائی مقدم ہین اُن لوگون پر کہ علم حدیث اور تعدیل وجرح مین امام ہوئے ہین اور نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ کے مقدمہ کتاب مین احوال امام نسائی باین عبارت لکھا ہی کہ امام نسائی نے بہت بڑے عالمون کو علم حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور بڑے عابد تھے ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے پہلے ایک کتاب حدیث لکھی نام اسکا سنن کبری رکھا اور اسمین سے احادیث صحیحہ کو انتخاب کیا اور نام اسکا مجتبیٰ رکھا اور اسکو سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی مشہور ہی وہ یہی سنن صغرا ہی سبب اُنکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضےٰ کے مناقب مین ایک کتاب اُنھون نے تصنیف کی بعد فراغت کے اُنھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہین غرض کچھ تھوڑا سا بیان کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپنے امیر المومنین معاویہ کے مناقب مین بھی کچھ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہی کہ نجات پا جائین اُنکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اُنکے مناقب مین سے کچھ صحیح نہین ہی اسیطرح کچھ کہا کہ عام لوگون نے اُنکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھ چوٹ اُنکے فوطون مین پہنچی کہ اُسکے سبب سے آپ نیم جان ہو گئے خادم اُنکو اُٹھا کر گھر مین لے آئے اُنھون نے کہا کہ مجکو اسیوقت مکہ معظمہ لے چلو کہ وہان جا کر مرون یا راستہ مین مرجاؤن غرض مکہ مین پہنچے اور صفا و مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اُنکی دن شنبہ تاریخ ۱۳ صفر سال تین سو تین مین ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ راہ مین انتقال ہوا اور وہان سے لاش اُنکی مکہ مین لے گئے اب اہل انصاف خود انصاف کرین کہ امام نسائی جو فن حدیث مین سب پر مقدم اور احفظ تھے اور کسی طرح اُنپر تہمت رفض اور شیعہ ہونے کی نہین کی گئی جب اُنھون نے بعض مناقب و فضائل بیان کیے اور کلمہ حق در بارہ معاویہ زبان سے نکالا جسکے معاوضہ مین کس ذلت و خواری سے غربت سفر و بیکسی مین قتل کیے گئے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے پھر کون ایسا تھا کہ فضائل و مناقب اہلبیت خصوصًا فضائل علی بیان کرتا اور کلمہ حق زبان پر جاری کرتا اور یہ زمانہ یورش اور حکومت بنی امیہ کا نہ تھا سنہ ۹۹ مین کہ سلطنت عمر ابن عبد العزیز کی تھی سب و لعن خطبون سے موقوف ہو چکی تھی کہ جسکو دو سو چار برس گذرے

تھے غرض امام نسائی اُسی کتاب مناقب مین بیان فرماتے ہین ابنا نا احمد بن شعیب قال حبرنا
اسحاق بن ابراہیم ومحمد بن قدامہ واللفظ لہ عن جریث عن الاعمش عن اسمٰعیل
ابن رجا عن ابیہ عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا ننظر رسول اللہ فخرج الینا قد
انقطع شسع نعلہ فرمی بہا الی علیؑ فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القراٰن کما قاتلت
علی تنزیلہ فقال ابو بکر انا فقال لا فقال عمر انا فقال لا ولکن خاصف النعل اس حدیث کو
ہم بیان کر آئے ہین لیکن چونکہ خصائص مین باسانید معتبرہ یہ حدیث تھی باین وجہ ہم نے نقل کر لی کہ اس حدیث
سے یہ امر ثابت ہی کہ قتال علیؑ مثل قتال رسولؐ ہی خواہ وہ ناکسین سے ہو خواہ قاسطین سے ہو خواہ
مارقین سے پس یہ قتال ناکسین وقاسطین ومارقین کا پیغمبرؐ برحق سے واقع ہوا نہ فقط علیؑ سے اسیطرح حدیث
عمار بھی اسی خصائص مین مذکور ہی بچند سند لہذا مع اسانید ہم نقل کرتے ہین کہ کسی کو شک باقی نہ رہے ابنانا
حمید بن مسعدہ عن یزید وھو عن زریع قال حدثنا ابن عون عن امہ عن ام سلمہ
قالت لما کان یوم الخندق وھو یعطیہم اللبن وقد اغبر شعرہ صدرہ قالت فواللہ ما نسیت
وھو یقول اللھم ان الخیر خیر الاٰخرہ فاغفر الانصار والمھاجرۃ قالت وجاء العمار فقال
ابن سمیہ تقتلہ الفئتہ الباغیہ اسی حدیث کو پھر رقم فرماتے ہین امام نسائی اخبرنا محمد بن
عبید بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا ابن عوف عن الحسنؑ قال قالت ام الحسینؑ قالت ام سلمہ
ما نسیت یوم الخندق الخ پھر اسی حدیث کی سند مین فرماتے ہین اخبرنا احمد بن عبد اللہ
بن سعید الحکیم ومحمد ابن الولید قال حدثنا ابن محمد بن جعفر قال حدثنا شعبہ عن خالد
عن عکرمہ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ قال لعمار الخ پھر رقم فرماتے ہین ابنانا
اسحاق بن ابراہیم قال ابنانا النضر بن شمیل عن شعبہ عن ابی سلمہ عن ابی نضرۃ عن
ابی سعید الخدری قال حدثنا من ھو خیر منی ابو قتادہ ان رسول اللہ قال لعمار یوشک
یا ابن سمیہ ومسح الغبار عن راسہ لعلک تقتلک الفئتہ الباغیہ پھر لکھتے ہین امام نسائیؒ ابنانا
احمد ابن سلیمان قال حدثنا یزید قال ابنانا العوام عن الاسود بن مسعود بن حنظلہ
بن خویلد قال کنت عند معاویہ فاتا رجلان یختصمان فی راس عمار یقول کل واحد
منہما انا قتلتہ فقال عبد اللہ بن عمرو یطیب احدکما نفسا لصاحبہ فانی سمعت رسول اللہؐ
یقول تقتلک الفئتۃ الباغیۃ قال ابو عبد الرحمٰن خالفہ شعبہ عن العوام عن رجل
عن حنظلہ بن سوید دوسرے حدیث اس طرح نقل کی ہی اخبرنی محمد بن المثنیٰ قال حدثنا محمد
قال حبرنا شعیب عن عوام بن حوشب عن رجل من بنی شیبان عن حنظلہ بن سوید قال
جئ براس عمار فقال عبد اللہ ابن عمر سمعت رسول اللہ یقول عمار تقتلک الفئتہ الباغیۃ

پھر نقل کرتے ہین اخبرنی محمد بن قدامہ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن عبدالرحمن عن عبداللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ یقول تقتل عماراً الفئۃ الباغیۃ قال ابو عبدالرحمن خالفہ معاویہ فرواہ عن الاعمش قال اخبرنا عبیداللہ بن محمد قال ابو معاویہ قال حدثنا الاعمش عن عبدالرحمن بن ابی زیاد پس تعدد طرق سے اور درجہ تواتر کے پہنچنے سے صحت حدیث مین توکوئی کلام نہین حتی کہ صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب تعاون فی مسجد مین بھی مرقوم ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار ویقول عمار اعوذ باللہ من الفتن یعنے ہائے عمار کہ قتل کریگا اُسکو گروہ باغی کہ دعوت کریگا عمار اُن لوگون کو طرف جنت کے اور وہ لوگ بلائینگے عمار کو دوزخ کیطرف اور عمار کہتے تھے کہ پناہ مانگتا ہون مین طرف اللہ کے فتنون سے ان چند حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر برحق نے اول تو معاویہ اور اُنکے ساتھیون کو فتنہ باغیہ کا خطاب دیا پس قیامت تک جو طرفدار اور محب و مخلص معاویہ ہین اور اُسکے قول و فعل پر راضی ہین وہ سب فتنہ باغیہ قرار پاتے ہین ثانی فرمایا پیغمبر برحق نے یدعوھم الی الجنۃ یعنے کہ عمار اُنکو جنت کی طرف بلائیگا پس بیعت علیؑ اور اُنکے گروہ کو جنت فرمایا پس دوست اور محب علیؑ بالضرور جنتی ہین ثالث ویدعونہ الی النار فرمایا جسکا صاف ترجمہ یہ ہے کہ بلائینگے وہ لوگ عمار کو طرف نار کے پس بیعت معاویہ اور اُنکے گروہ کو نار سے خطاب فرمایا تو بلاشک فرقہ معاویہ ناری ہوا اور اُسکے جب معاویہ نے عمار کے قتل ہونیکی خبر پائی تو کہا کہ عمار کو علیؑ نے قتل کرایا قاتل عمار خود علیؑ ہین جسکے جواب مین حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بقول معاویہ قاتل حمزہؓ بھی کفار نہ ہوئے بلکہ خود پیغمبر خدا ہوئے مسند امام احمد سے مناوی نے کنوز الحق مین ابن عساکر سے روایت کی ہے قال دم عمار حرامٌ علی النار ان تاکلہ او تمسہ یعنے خون عمار حرام ہے آگ پر کھاوے یا مس کرے اُسکو ہم تاسف کی نظر سے دیکھتے ہین کہ یہ حدیثین اور خصوصاً حدیث عمار صحیح ہے اور صحیح بخاری شریف مین بھی موجود ہے اور اس امر سے بھی انکار نہین ہوسکتا کہ گروہ معاویہ نے عمار کو قتل کیا اور گروہ معاویہ مین صحابہ کبار بھی شریک تھے اور حق بھی علیؑ کی طرف تھا اور فرقہ علیؑ کو جنتی بھی آنحضرت نے فرمایا اور فرقہ معاویہ کو ناری یعنے جہنمی بھی خطاب کیا باوجود ان سب نصوص صریحہ صحیحہ کے معاویہ مجتہد خاطی مستحق اجر کیونکر قرار پائے اور طرفداران معاویہ اور اصحاب جو شریک معاویہ تھے کیا وہ سب بھی مجتہد خاطی تھے کہ فی النار و السقر ہونے سے نجات پائینگے اور اجر کے مستحق قرار پائین گے افسوس ہے کہ تمام افعال و کردار اور اقوال کفرآثار مجتہد صاحب کے خلاف کتاب خدا اور برعکس نصوص محمد مصطفےٰ تھے اور تمام عمر اُسی پر قایم رہے اور بغض و عداوت اہلبیت رسول کبریا سے مرتے دم تک باز نہ آئے اور خطائے اجتہادی پر قایم رہے حتی کہ زمانہ امام حسنؑ تک یہ شرط لگائی گئی کہ سب و شتم علیؑ پر موقوف نہ کیجائیگی مگر جس صحبت مین تم ہوگے سکوت کیا جائیگا باینہمہ سرحد دار اسلام اور مجتہد خاطی اور اُنکے افعال و اقوال کو ناشنیدہ کرنے کا حکم حالانکہ حق تعالے صریحاً فرماتا ہے کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون پس خلافت

ما انزل اللہ حکم کرنا اور مخالف احادیث رسول مختار اجتہاد کرنا کفر و نفاق ہی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ حق تعالے نے اپنے پیغمبر پر جہاد کو واجب کیا بقولہ تعالیٰ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم یعنے ای نبی جہاد کر کفار و منافقین سے اور شدت کر اُنپر اس آیہ وافی ہدایہ سے ثابت ہوتا ہی کہ حکم ہوا حق تعالے کا اپنے حبیب پر کہ جہاد کریں کفار و منافقین سے پس قتل کفار تو بدست حق پرست رسول مختار بالاتفاق ثابت ہی لیکن قتل منافقین آنحضرت سے وقوع مین نہین آیا حالانکہ حکم خدا جاہد الکفار والمنافقین ہی اگر جاہد الکفار و جاہد المنافقین ہوتا تو البتہ ہوسکتا تھا کہ جاہد کفار کے معنے اور جاہد منافقین کے معنے مین فرق ہوتا جیسا کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولوا الامر منکم کہ اطاعت خدا اور اطاعت رسول مین فرق تھا تو اطیعوا کا لفظ باوجود عطف کے حق تعالے نے مکرر فرمایا اور اطاعت رسول اور اطاعت اولوا الامر مین فرق نہ تھا اس سبب سے فقط واو عطف پر اکتفا فرمایا اور اطیعوا کا لفظ ملحق نہ کیا پس اب معنی جاہد الکفار والمنافقین کے یہ ہوئے کہ جہاد کر کفار سے اور منافقین سے یعنے جسطرح کہ جہاد کرنا کفار سے لازم ہی اُسیطرح منافقین سے بھی جہاد کرنا لازم اور یہ امر بھی مشہور اور معروف ہی کہ فعل نایب فعال منوب سے محسوب ہوتا ہی پس جدال و قتال علی ابن ابیطالب کہ بالاتفاق خلیفہ رسولؐ تھے جدال و قتال رسولؐ خدا قرار پایا اور نیز پیغمبر برحق نے اسی کی توضیح بھی فرمادی کہ یا علیؑ حربک حربی کہ تیری حرب میری حرب ہی اور اگر یہ معنے نہ لین تو ترک واجب سید المرسلین حبیب رب العالمین سے لازم آتا ہی اور وہ محال ہی پس جہاد علیؑ بداہتہ و بالاتفاق منافقین سے واقع ہوا اب نجات منافقین پردہ اجتہاد سے محال ہی بقولہ تعالیٰ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار حاصل یہ ہی کہ بقول ابن تیمیہ تمام اصحاب کبار منقسم تھے تین قسم پر پس اُسیطرح تابعین اور تبع تابعین اور علمائے ماہرین اور فضلائے کاملین الی الان منقسم بہ سہ قسم پائے جاتے ہین پس کل فرقہ سنت و جماعت منقسم بسہ قسم ہوا چنانچہ ایک قسم سنت و جماعت مین سے وہ لوگ ہین کہ جب اُنھون نے کہین فضائل و مناقب اہلبیت اطہار خصوصًا فضائل حیدر کرار قاتل کفار کو دیکھا از سرتا پا بے اختیار ہوگئے تاویلات بے سروپا کرنے لگے اور اہل اور بیت اور آل اور عترت اور ذریت اور ذوی القربا اور مولے کے معنے تحریف بیان کرنے لگے جب کسی کتاب مین فضائل احمد مختار اور مناقب اصحاب کبار دیکھے اُسکی شرح مین بدل و جان مصروف ہوئے جب تمام اصحاب کے مناقب و فضائل سے فرصت پائی اور کوئی فضل مناقب اہلبیت اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام آئے فورًا رنگ تحریر بدل گیا اہل اور بیت اور آل اور عترت اور ذریت اور ذوی القربے کے معنے بتانے لگے کہ یہ الفاظ مخصوص فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ سے نہین ہین اور جب دشمنان اہلبیتؑ کا ذکر آگیا تو اُنکی نجات اور برارت کی تاویلین کرنے لگے کہین خطائے اجتہادی قرار دی کہین کف لسان کا حکم فرمایا کہین فاعل کبیرہ یا فاسق کہکر لعن سے بچایا لیکن مشاجرات صحابہ مین فکر و خوض کرنے سے منع فرمایا صحابہ بھی وہ صحابہ جنکی شان فیئہ باغیہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو نار کی طرف بلانے والے ہین بحدیث عمار یاسر جو مرتے

تفریح الاذکیا جلد ۲ صفحہ ۵۱۹

مرتے ظلم و ستم سے باز نہین آئے اہلبیت نبوی کے مٹانے کی کوشش و سعی مین آخر وقت تک ثابت رہے چنانچہ تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم مین ہی کہ سنہ ۵۱ ہجری مین معاویہ ابن ابی سفیان حج کیواسطے بیت اللہ گیا اصل منشا و اُسکا اخذ بیعت یزید عدو اللہ تھا چنانچہ مکہ مین اہل حجاز اور حرمین شریفین سے جبراً بیعت یزید کرائے مگر امام حسینؑ اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عباس نے بیعت نہ کی تو معاویہ نے یہ حیلہ کیا کہ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا اور کہا کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر نے یزید کی بیعت کی جسکے جواب مین اہل شام نے کہا کہ بیعت یزید پر کہ مخفی کی ہی ہم راضی نہین ہین جب تک علانیہ بیعت نہ کرینگے الا ہم اُنکی گردن مارینگے غرض جب معاویہ نے بیعت یزید مین یہ کوشش کی اور یہ بھی خطاے اجتہادی معاویہ ٹھہری جس خطا کا یہ ثمرہ ہوا کہ شہادت خامس آل عبا کربلا کے میدان مین واقع ہوئی اور مثل ہندیان ترک و روم اہلبیت رسول خدا سر برہنہ دیار بدیار پھرائے گئے اور سرہائے شہدا جنمین اٹھارہ بنی ہاشم تھے مع سید الشہدا روحی لہم الفدا نیزون پر چڑھائے گئے درختون مین لٹکائے گئے گلہو مین صندوقچن مین رکھے گئے پھر صفحہ ۵۴۴ مین لکھتے ہین کہ یزید اور ابن زیاد کو یہ بھی منظور تھا کہ سب جگہ کے لوگ واسطہ اور بلا واسطہ آگاہ ہون کہ پیغمبر خدا کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عوض اپنے اعزا و اقارب کا جو بسبب شرک و کفر مارے گئے تھے پیغمبر کی اولاد سے کیا خوب لیا القصہ خطائے اجتہادے سے معاویہ نے خاتمہ کر دیا اہلبیت نبوت کا لیکن مجتہد خاطی مستحق ثواب ہوتا ہی پھر بھی حضرت معاویہ مستحق ثواب قرار پائے مقام افسوس تو یہ ہی کہ شہادت امام نسائی جو جامع دمشق مین ہوئی تو بقول صاحب نور الہدایہ اہل دمشق خوارج کیطرف میل رکھتے تھے باین وجہ امام نسائی شہید کیے گیے لیکن معاویہ نے امام برحق پر خروج بھی کیا بیعت یزید جبراً ہر شخص سے لے اور یزید نے اپنے اعزا اقربا کا عوض بھی اولاد پیغمبر سے خوب لیا مگر حضرت معاویہ مستحق ثواب ہی رہے خارجی تو معاویہ کو کون کہہ سکتا ہی بلکہ حضرت معاویہ نے امیر المومنینؑ کا خطاب پایا اُنکے حرکات کا فرانہ سے اغماض اور تغافل کرنا عین ایمان قرار پایا اگر کسی نے پنجتن پاک کا نام لیا نائرہ آتش سینہ پر کینہ سے نکلنے لگا اور لگے آستینین چڑھانے کہ یا حضرت یہی پنجتن پاک تھے اور دوسرے سب ناپاک جب آیہ تطہیر کا ذکر آیا تمام ازواج اور اولاد ہاشم کو داخل کر دیا ہزار پیغمبر خدا نے اہلبیت کہا کیے ایک نہ سنی اور اگر ذکر یزید آیا علیہ ما یستحقہ کہکے اوڑا دیا اور اللھم اغفر للمومنین مین شامل فرما دیا الغرض اگر تمام حالات اس قسم سنت جماعت کے لکھے جائین تو ایک مطول طیار ہو قسم دوم دوسری قسم سنت جماعت کے وہ لوگ ہین کہ ذکر فضائل اہلبیت پر بھی خوشی ظاہر کرتے ہین اور فضائل و مناقب بھی انکے سنتے ہین اور لکھتے ہین اور آل و عترت و ذریت و اہلبیت و ذوی القربےٰ اور مولا کے معنے مین تاویلین بھی فرماتے ہین ذکر معاویہ و یزید پر رضی اللہ عنہما بھی کہتے ہین اور یزید کو اللھم اغفر للمومنین والمومنات مین شریک بھی کیے جاتے ہین اگر کسی نے پوچھا یا حضرت آپ تو عالم ہین معاویہ و یزید کے بارے مین کیا فرماتے ہین جواب دیا کہ ہمارے مذہب مین لعن طعن نہین ہی جسنے جو کچھ کیا اچھا یا برا جس بات کا مستحق ہی خدا کے یہان اُس کو ملے گا

ہم اگر کسی پر لعنت کریں اور شاید خدا اُسکو بخشدے یا وہ مستحق لعن نہو تو لعن ہم پر آئیگی اگرچہ معاویہ و طلحہ و
زبیر وغیرہم باہم مقاتلے ہوئے مگر ایک دوسرے کے دشمن نہ تھے ہزارہا آدمی طرفین سے مقتول ہوئے سب حق پر
تھے درجہ شہادت پر فائز ہوئے قاتل و مقتول دونو مثاب سبحان اللہ کیا فتوی ہے افسوس ہے کہ معاویہ تو خطائے اجتہادی
سے بھی مستحق ثواب ہوئے مگر قاتل و مقتول من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم سے کیونکر بچے حاصل یہ ہے کہ
حدیث غدیر کو کہ الست اولی بالمومنین من انفسہم اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور اللہم وال
من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ہے اسکا اقرار کرتے ہیں اور یہ بھی
کہتے ہیں کہ جو فضائل علی بن ابی طالب کو حاصل تھے صحابہ میں سے ایک کو بھی حاصل نہ تھے چنانچہ حاکم نے امام
ابن حنبل سے روایت کی ہے کہ ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ماجاء لعلی بن
ابی طالب یہ بھی انکا منقول ہے کہ پیغمبر خدا نے لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق اور من سب علیا
فقد سبنی اور اللہم ادر الحق معہ حیث مادار اور القرآن مع علی وعلی مع القرآن اور جب ذکر
معاویہ آگیا تو امیر المومنین معاویہ اور سیدنا معاویہ فرمانے لگے غرض ظاہر تحریر و تقریر انکی مبہم ہے اور مساوات پر
دلالت کرتی ہے اور احادیث منقولہ بالا کو بھول جاتے ہیں اور گفتہ رسول مقبول کو ناگفتہ اور ناشنیدہ کردیتے ہیں
حاصل یہ ہے کہ محبت معاویہ میں سرشار اور دوستی علی کا اظہار اگرچہ معاویہ نے تمام عمر اپنی سب علی اور اہلبیت
میں بسر کی گر کسی نے کہا کہ ای معاویہ تو اپنے مقصود کو پہنچا اب تو لعن و طعن اس مرد پر موقوف کر تو جواب دیا کہ جبتک
بچے بڑے نہ ہو جائیں اور بڑھے فانی نہ ہوں اور ذکر خیر انکا دنیا سے مفقود نہ ہو جائے اسوقت تک ترک نکرونگا
اور جب ان حرکات اور اقوال کو احادیث متواترہ منقولہ بالا سے ملاتے ہیں تو تمام عمر جو معاویہ کی سب و شتم علی
میں گذری بلاشک سب و شتم پیغمبر میں گذری مگر یہ سب خطائے اجتہادی ہی رہی اس قسم کے سنت جماعت بھی ہیں
اس گروہ کے ہیں کہ جو شریک علی نہ ہوئے اور بیعت سے ان حضرت کی کنارہ کیا بلکہ خلافت حضرت علی کو عہد فتنہ
قرار دیا اور ظاہر میں شریک معاویہ بھی نہ ہوئے **قسم سیوم** سنت جماعت کے وہ لوگ ہیں جو تابعین ہیں
اس گروہ اصحاب کے جنھوں نے بیعت کی علی ابن ابی طالب کی ابتدا سے انتہا تک ہر مقام میں شریک حضرت علی
رہے بغض و عداوت علی کو علامت نفاق سمجھے محبت علی کو ایمان جانا سب علی سب رسول سمجھے نصرت علی کو
نصرت رسول خیال کیا ولائے علی کو ولائے پیغمبر حرب علی کو حرب رسول سمجھے بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں مصیبتیں
جھیلیں مگر زبان پر یا محمد یا علی جاری رہا اولاد علی کو اولاد رسول جانا کیے دشمنان علی کو دشمنان پیغمبر برحق سمجھے
فدائے اہلبیت اور آل رسول رہے اجتک علمائے کاملین عارف باللہ صاحب کشف و کرامات موجود ہیں
اور اہلبیت اور عترت رسول کو معصوم جانتے ہیں اور عصمت ائمہ طاہرین کو اقوال بعض مارقین سے ہم ثابت
کر آئے ہیں اب ایک امر یہ بھی لائق اظہار ہے کہ خارجی کون ہے اور سنت جماعت کے عرف میں خارجی کسکو کہتے ہیں
علامہ شہرستانی نے ملل و نحل میں جو تعریف خوارج کی کی ہے اور ہم اُسکو بیان کرچکے ہیں کہ جن لوگوں نے خروج کیا

ناحق پر حق پہچان کی امامت پر اتفاق کیا ہو جماعت ... وہ خارجی ہی پس اس تعریف مین تمام ناکثین اور
قاسطین اور مارقین خارجی قرار پاتے ہین درحالیکہ علی ابن ابیطالب خلیفہ رابع متفق علیہ ہون اور اگر خلافت ناکثین
اور قاسطین کے ثابت ہی تو علی اور انکے تمام ہمراہی معاذ اللہ خارجی کہلاتے ہین اور فی زماننا اکثر مذہب سنت
بھی خارجی مارقین کو کہتے ہین کہ جو جنگ صفین مین ... حضرت علی و معاویہ دونون کو لعن کرنے لگے
اور نیز عثمان کو خارج از دائرہ اسلام سمجھنے لگے ... یہ ہی کہ علی اور ہمراہیان علی کو خارجی کہہ سکتے ہی نہین
کہ خلیفہ رابع قبول کرنا پڑا ہی ناکثین بیعت مرتضوی کو بھی خارجی نہین کہہ سکتے کہ صحابہ ... کیا بلکہ عشرہ مبشرہ مین سے
راس و رئیس ناکثین ہین کہ بعد نکث بیعت انھون نے دعوائے خون عثمان کیا اگرچہ بلا اتفاق تھا اور نیز وہ سب
دوستداران معاویہ بھی تھے اور قاسطین تو خود معاویہ اور طرفداران معاویہ کا نام ہی اگرچہ تعریف خوارج
ان تینون فرقون پر صادق آتی ہی مگر حضرت معاویہ کے دوست علی کو اور انکے تابعین کو باعلان ظالم اور خاطی
بلکہ کافر کہنے والے تھے انکو کیونکر خارجی کہہ سکتے ہین اب رہے مارقین تو انھون نے عثمان معاویہ علی سب کو
بالاتفاق کافر کہنا شروع کیا تو وہ بیشک خارجی ہوئے حاصل یہ ہوا کہ جو معاویہ و حضرت عثمان کو سب و
لعن کرے وہ خارجی ہی کہ ناکثین نے تو ظالم اور خاطی کہا علی کو مگر وہ خارجی نہ ہوئے قاسطین نے باعلان سب
ولعن علی کو مسنون سمجھا ہزارہا مومنین کو شہید کیا مگر خارجی نہ ہوئے ان مارقین نے سب ولعن معاویہ جو کیا
تو خارجی ہونے سے بچ نہین سکتے تو اب تعریف خوارج کی یہ ہوئی کہ جو معاویہ کو سب ولعن کرے وہ خارجی ہے نہ یہ کہ
باغیان و عادیان علی خوارج کہلائین حیرت و افسوس تو یہ ہی کہ تفریح الاذکیا جلد دوم مین لکھتے ہین کہ مناقب حضرت
ولایت مآب بکثرت ہین کہ کسی اور کے حق مین نہین منجملہ متواترات کے یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے علی منی وانا منہ
یعنی علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون یعنی علی کا کمال مجھ سے ہی اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا
اور باقی رہیگا اور میری اولاد اُس سے چلے گی پھر فرمایا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی خداوندا جو اسکی
محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو اُس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھنا یہان سے ظاہر ہوا کہ محبت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہی اور عداوت موجب کفر و خذلان ہی اور من کنت مولاہ فعلی
مولاہ یعنے میرے اور علی کے موالات ایک ہی ہی جسکو اُس سے موالات نہین ہی اُسکو مجھ سے بھی نہین ہی پس جسطرح بدون موالات
مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل ہونا محال ہی اُسیطرح بدون ولائے مرتضوی وہ ولایت نہین حاصل ہو سکتی
ازانجملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہی اور بغض رکھنا نفاق ہی چنانچہ جامع ترمذی مین ابوسعید
خدری سے روایت ہی کہ ہم گروہ انصار اسی بات سے منافقون کو پہچانتے تھے کہ وہ علی مرتضے سے بغض رکھتے
تھے یعنے حضرت سرور کائنات سے جو بغض تھا کھلنے نہین پاتا تھا مگر علی مرتضے کیطرف اُسکا خبث باطنی کچھ کھل
بھی جاتا تھا یہ بھی فرمایا کہ جو چیز مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضے کے واسطے مانگی از انجملہ فرمایا کہ مسجد مین
بحالت جنب کسیکو جانا نہین درست مگر مجھکو اور علی کو یعنے طہارت حقیقیہ روحانیہ اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ

مدینہ کے احکام مغلوب ہو گئے تھے از انجملہ فرمایا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنے میرا قرب باطنی بلا تقرب
علی مرتضے کے کسیکو حاصل نہ ہوگا از انجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی بن ابیطالب قائد الغر المحجلین ہو یعنے علی
میرے امت کا کھینچ لانے والا ہی جنت مین امام المتقین سید المومنین ہی یہانتک تفریح الاذکیا کی بعینہ عبارت نقل
کی ہی اور صواعق مین مذکور ہی کہ قال رسول اللہ من سب اہلبیتی فانما یرتد عن اللہ والاسلام
ومن اذانی فی عترتی فعلیہ لعنۃ اللہ یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ جسنے سب میرے اہلبیت کے کی
پس ضرور وہ مرتد ہوا خدا سے اور اسلام سے جس نے اذیت دی مجکو میری عترت کے بارے مین اسپر لعنت ہی
خدا کی دیلمی نے روایت کی ہی من اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فعلیہ لعنۃ اللہ یعنے جسنے اذیت دی
علی کو پس تحقیق کہ اذیت دی مجکو اور جسنے اذیت دی مجکو اسپر لعنت ہی خدا کی کشاف زمخشری مین ہی کہ بعد کثرت کے بجاے سب
علی بارھان اللہ یامر بالعدل والاحسان مقرر ہوا اور باسانید مختلفہ ابن حبش سے روایت
کی کہ فرمایا علی نے کہ رسول برحق نے مجھے عہد کیا کہ لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق ترمذی
نے بھی اسی روایت کو ام سلمہ سے بیان کیا کہ منافق علی کو دوست نہ رکھے گا اور مومن بغض نہ رکھے گا احمد و
حافظ وابونعیم نے حدیث مدارج مین حدیث قدسی نقل فرماتے ہین قال لنبی ان اللہ تعالی لعہدالی ان
علیا لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق وجعلتہ امام اولیای یعنے خدا نے مجھسے مقام
قاب قوسین مین عہد کیا کہ بتحقیق کہ دوست نہ رکھے گا علی کو مگر مومن اور بغض نہ رکھے گا مگر منافق اور گردانا مین نے
علی کو مقتدا اولیاؤن اپنے کا اور سید علی ہمدانی وشیرویہ دیلمی ومناوی نے روایات قدسیہ مین ذکر کیا ہی کہ
حق تعالے نے فرمایا لولا علی لم یعرف حزبی ولا اولیای ولا اولیاء رسلی یعنے اگر علی عالم مین موجود
نہ ہوتے تو نہ پہچانے جاتے گروہ میرے دوستون کے اور نہ دوست میرے کے رسولون کے اور ترمذی مین
ابوسعید خدری سے روایت مذکور ہو چکی ہی کہ انصار رسول مختار کہتے تھے کنا نحن معاشر الانصار نعرف
المنافقین ببغض علی بن ابیطالب الغرض ان حدیثون سے اور احادیث مرقومہ بالا سے ثابت ہی اور نیز
صاحب تفریح الاذکیا نے بھی لکھا ہی اور اکثر محدثین کا اتفاق ہی کہ مناقب حضرت علی اسقدر ہین کہ صحابہ مین سے
کسیکے نہین ہین اب منصفین انصاف فرمائین کہ زمانہ جناب رسول مختار مین تو علامت نفاق بغض وعداوت
علی قرار پائے اور محبت علی علامت ایمان سمجھی جائے اور نیز باحادیث صحیحہ ثابت ہو کہ ایذائے علی ایذاء رسول
ولائے علی ولائے رسول خذلان علی خذلان رسول حرب علی حرب رسول نصرت علی نصرت رسول دشمنی
علی دشمنی رسول سب علی سب رسول ہی اور ان حدیثون مین الفاظ مثل اہلبیت اور آل اور عترت وغیرہ
کے بھی نہین ہین کہ جسکے معنے بنائے جاوین اور نیز کوئی دوسرے علی بھی نہین ہین کہ جو شریک ان احادیث
مین کیے جائین اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ وقت خلافت خلیفہ اول جن لوگون نے مخالفت ابوبکر کی انکو
مرتدین اور اہل ردہ کا خطاب دیا گیا مگر مخالفان وخاذلان ودشمنان علی ہرحال مین مومن ہی رہے

بمجرد وفات رسولؐ کبریا علامت نفاق کہ بغض و عداوت علیؑ کا نام تھا اسکی بھی وفات ہوگئی محبت علیؑ کہ علامت
ایمان تھی وہ بھی فانی ہوگئے اور سب علیؑ کہ سب رسولؐ ایذار علیؑ ایذار رسولؐ ولائے علیؑ ولائے رسولؐ
نصرت علیؑ نصرت رسولؐ خذلان علیؑ خذلان رسولؐ حرب با علیؑ حرب با رسولؐ بھی ہمراہ رسول مقبول مدفون
ہوگئی پھر معادیان و خاذلان و اعیان و موذیان و محاربان علیؑ کیونکر مرتد و خارج از دائرہ اسلام قرار پاتے
ہزار ہزار افسوس ہی کہ بعد وفات سرور کائنات وہ زمانہ آیا کہ ناکثان بیعت مرتضوی نے خروج کیا اور تہمت
قتل حضرت عثمان حضرت علیؑ پر کی حالانکہ بقول عائشہ جو ابن اعثم کوفی نے لکھا ہی اور نیز تمام سیر احوال سے معلوم ہین چنانچہ لکھتے ہین کہ عائشہ در قتل
عثمان جہد وافی مبذول میداشت و میگفت کہ ہنوز پیراہن مصطفیؐ کہنہ نشدہ است عثمان شریعت ورا کہنہ ساخت ہان ای مردم بکشید این
پیر کفتار را کہ خداوند این سر کفتار را زندہ نگذارد و عبداللہ ابن عباس پیش وی باز آمدہ عائشہ او را گفت ای عبداللہ حقتعالے
عقلے و فضیلتے ترا دادہ است زنہار مردمان را از کشتن این طاغیے باز ندارے ام المومنین عائشہ چندانکہ
توانست و دانست مردم را در قتل عثمان تحریص کردتا گاہے کہ سفر مکہ در پیش داشت در مکہ او را آگاہے دادند
کہ عثمان بدست صنادید اصحاب مقتول شد بیک شاد شد پہلے تو یہ کد و کوشش تھی قتل حضرت عثمان مین مگر احوال
بیعت علیؑ سنکر دعوائے خون عثمان ہمراہ طلحہ و زبیر کے ہوکر فرمایا اگرچہ ام المومنین ام سلمہ نے حدیث جناب
رسالت مآب یاد دلائی اور نصیحت بھی کی کہ ای عائشہ آنحضرت نے فرمایا تھا لا تکونی صاحب کلاب
الحوئب ولا یغرنک الزبیر و الطلحۃ فانہما لا یغنیان عنک من اللہ شیئاً یعنی ای عائشہ زنہار
آن زن نباشی کہ سگان آب حوئب در روئے بانگ کنند و نفریبد ترا سخن زبیر و طلحہ کہ ایشان ہیچ چیز از تو باز
ندارند در قبول قول و سخن ایشان ترا ہیچ منفعت نباشد مگر اس حدیث نبویؐ اور نصیحت ام سلمہ سے کچھ اثر
نہوا اور احوال جنگ جمل تو مشہور ہی جو ہوا سو ہوا مگر فریقین مومن ہی رہے سبحان اللہ بیعت علیؑ کو عمارؔ فتنہ بھی قرار
دیا نصرت علیؑ بھی نکی خذلان علیؑ مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا عداوت سے بھی باز نہین آئے اللہم
وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کی کچھ پرواہ نہین کی من سب
علیا فقد سبنی کو فراموش کیا لیکن کیا خذلان رسولؐ نہین ہوا نصرت رسولؐ سے روگردانی نہین ہوئی سب
علیؑ سب رسولؐ نٹھری عداوت علیؑ عداوت خدا و رسولؐ قرار نہین پائی مومنیت مین کسی طرح کا فرق نہ آیا یوذون
اللہ و رسولہ کے مصداق نہین ہوئے بعد جنگ جمل جب معاویہ کی طرف رجوع کی تو جہنم کی طرف نہین
گئے وہ امیر المومنین معاویہ جنکی تمام عمر سب علیؑ مین کٹی خروج بھی کیا خلیفہ وقت پر کہ جسپر اجماع ہوچکا تھا مگر
خارجی قرار نہ پائے اور جب بعد قصہ تحکیم ایک گروہ نے معاویہ اور علیؑ دونون کو چھوڑ دیا تو خارج از اسلام اور
خارجی کہلائے جسکا پورا پورا مطلب یہ ہی کہ جو معاویہ کو چھوڑ دے اور انپر لعن و طعن کرے اور انسے عداوت
رکھے وہ خارجی اسواسطے کہ علیؑ کے چھوڑنے والے علیؑ سے لڑنے والے سب علیؑ کرنے والے نکث بیعت علیؑ
کرنے والے عمار یاسر کے قاتل یعنیہ پیغمبر سے لڑنے والے اور آنحضرت کے سب کرنے والے آنحضرت کی

کی نصرت سے مُنھ موڑنے والے تو نہ ہوئے بلکہ سب کے سب مومن ہی رہے اور جب حضرت معاویہ سیدنا معاویہ امیر المومنین معاویہ کو بد کہا تو خارجی واجب اللعن واجب القتل قرار پائے پس قسم اول و ثانی کے سنت جماعت فی الظاہر اور بغض فی الباطن مخالف اہلبیت اور خصوصًا علیؑ و اولاد علیؑ قرار پاتے ہین اور کیونکر نہون کہ جب دو ثلث صحابہ کبار مخالفت پر پردہ خطائے اجتہادی مین گرفتار اور بتلائے دنیائے ناپائدار ہوں اور بیعت علیؑ کو غمار و فتنہ فرمائین سب علیؑ باعلان جاری رکھین اور حضرت معاویہ کی خوشامد مین حدیثین وضع کرین توہین و تنقیص حضرت علیؑ مین کوششین کرین حتے کہ جناب رسالت مآبؐ کی تنقیص شان آسمان جانے عقد حضرت فاطمہؑ کا سبب مکافات احسان ابیطالب قرار دین آیہ ومن الناس من یعجبک کو شان علیؑ مین روایت کرین ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء کو شان ابن ملجم مین قرار دین اور نیز ثابت ہی کہ مشائخ بغداد متفق ہین کہ بہت سے صحابہ و تابعین اور محدثین منحرف تھے علیؑ سے اور اُنکا ذکر بدی کرتے تھے اور کتمان مناقب علیؑ اور اعلان مناقب و فضائل اعداء علیؑ مین مبتلا تھے پھر اگر اُنھون نے بغض و عداوت رکھی علیؑ اور اولاد علیؑ سے اور اُسکا اعلان کیا تو کونسا استعجاب ہی بلکہ فی الحقیقت بمتابعت اُنھین صحابہ کبار کے تابعین اور تبع تابعین اور بعض علمائے دین بھی پائے گئے تو کیا تعجب ہی مگر اُنھین مین سے کوئی حق پسند ایسا بھی نکل آتا ہی کہ کلمہ حق کہہ جاتا ہی جہاد لسانی کرجاتا ہی پھر آپ ایسے سنت جماعت کے سے سنی کہین یا رافضی جیسے کہ امام شافعی یا امام نسائی امام شافعی فرماتے ہین ان کان الرفض حب علیؑ فانا رافضی اور امام نسائی تو بیچارہ شہید کیے گئے اب ہم کچھ حالات بعض علمائے اعلام اور محدثین و فقہائے عالی مقام کے اور اُنکے اقوال جو بہ نسبت اہلبیت اور آل رسول مختار کے واقع ہوئے ہین مختصرًا عرض کرتے ہین کہ زیادتی بصیرت ہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مقولہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین قال فی حق علیؑ اخطاء فی سبعۃ عشر شیئًا ثم خالف فیہا نص الکتاب یعنے کہا ابن تیمیہ نے حق مین علیؑ کے کہ اُنھون نے سترہ چیزون مین خطا کی اور مخالفت کتاب خدا کی شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین بلکہ غلط از حضرت مرتضے واقع شدہ آن غلط در نفس مسئلہ فقہ بود و پس عدم ذکر غلطات حضرت مرتضے در کتب متداولہ بجہت اختفا علم او و اختلاط قضایائے او ست چون روات او مستور الحال غیر حفاظ بودہ اند مولوی محمد حسن بھوپالی تحریر فرماتے ہین کہ جناب امام زین العابدینؑ کی نسبت کہا گیا کہ یہ تو بت پرستون کیسی باتین کرتے ہین امام محی الدین کا قول تو دربارہ جناب امام حسینؑ مشہور ہی کہ قتل بسیف جدہ کہ اپنے جد کی تلوار سے قتل کیے گئے یعنے یزید کی اطاعت فرض تھی امام ذہبی امام عقیلی سے ناقل ہین کہ امام موسیٰؑ کاظم کی حدیثین غیر محفوظ ہین امام ذہبی ابو حاتم سے نقل کرتے ہین امام رضا علیہ السلام کے بارے مین یاتی عن ابیہ العجائب یعنے اپنے باپ سے عجیب باتین نقل کرتے ہین ا[illegible] قطنی امام حبان سے ناقل ہین یروی عن ابیہ العجائب یہم و یخطی یعنے اپنے باپ سے عجیب روایتین نقل کرتے ہین جنمین وہم بھی کرتے ہین اور خطا بھی ابن تیمیہ لکھتے ہین کہ زفر و ابن لبید طبری و ابراہیم حربی و

دو ادمی ہر واحد انکا زیادہ جاننے والا ہی دین رسول کا ہو والواجب علی مثل العسکریین وامثالہما ان
یتعلموا من الواحد من ہولاء یعنی واجب تھا عسکریین یعنے امام علی نقی اور امام حسن عسکری اور
اُنکے امثال پر کہ تعلیم لیتے ان اشخاص مذکورین سے علامہ سیوطی لکھتے ہین الحسن العسکری لیس بشئی یعنے
امام حسن عسکری تو کچھ چیز بھی نہین ہین امام حنفیہ کمال الدین ابن الہمام نے تو ایسا الزام دیا ہی امام حسنؑ کو کہ
جسپر ملا معین لاہوری حنفی المذہب کو بھی ناگوار گذرا جسکا جواب وہ لکھتے ہین لما قال مالک بحجیۃ عمل
اہل المدینۃ المعظمۃ لزمہ القول بحجیۃ عملہم لاسیما فیما اجتمع علیہ الائمۃ الاثنا عشر
لما ذکرنا والحق حق وان لم یاخذ بہ احد وعلی ہذا الذی اعتقد فی اہل بیت النبوۃ انتقد
علی امام الحنفیہ کمال الدین ابن الہمام فی موضعین من کتابہ فتح القدیر فقد احرق قلبی
بالافراط فیہم مع وفور علمہ وحسن سیرتہ وشمائلہ فستر نا اللہ وایاہ بجمیل عفوہ ورحمتہ
لعزتہم وجاہہم علی جدہم وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات احدہما فی مباحث الطلاق
حیث ذکر قولہ لعن اللہ کل ذواق مطلاق وحرم بذلک فعلہ ثم قال واما ما فعل الحسن
فرای منہ یعنی ما فعلہ رضی اللہ عنہ من کثرۃ الطلاق فرای منہ فی مقابلۃ النص من غیر
تمسک بنص آخر ولا جواب عن ہذا فلا یقبل فان یکون تمسک من اصل وجواب عما یرد
علیہ لیس ہذا عنوان ذکرہ فیفید عدم قبول قولہ مع ان الحنفیۃ یقبلون الف رای
کذلک عن علمائہم ویرتکبون لتقلیدہم تاویل النصوص بل یدعون نسخہا حمایۃ لہم ولا
یاتون فی رائہم بمثل ہذا القول الذی جاء بہ امام من ائمتہم فی رای الحسن غیر ماول
لاصلا اصلہ وطریقہ مجوجا بالحدیث یعنے جب امام مالک قائل ہین بحجیۃ عمل اہل مدینہ تو لازم ہی قائل
ہون بحجیۃ عمل اہلبیت خصوصًا جسپر اجماع ہوا ائمہ اثنا عشر کا جیسا کہ ذکر کیا ہم نے اور حق حق ہی اگرچہ اُسکو کوئی
قبول نکرے اور اختیار نکرے اور اسی اعتقاد کے سبب سے دربارہ اہلبیت نبوت مین معترض ہون امام
الحنفیہ کمال الدین ابن ہمام پر دو مقامون مین اُنکی کتاب فتح القدیر سے جسنے جلا دیا میرے قلب کو ساتھ
اُس چیز کے کہ افراط کیا بیچ اُنکے یعنے اعتراض کرنے مین اُنپر افراط کی باوجود وفور علم اور حسن سیرت اور حسن
شمائل کے خدا مغفرت کرے اُنکے اور ہمارے ساتھ جمیل عفو اور رحمت اپنے کے بحرمت عزت جاہ آل اہلبیت
کے اُنپر افضل صلوات اور تسلیمات ایک اُن دو مقامون مین سے بحث طلاق ہی اس طرح سے کہ حدیث منقولہ حضرت
ابی بکر بیان کی کہ خدا لعنت کرے بہت چکھنے والے طلاق دینے والے پر اور تحریم بیان کی اُس فعل کی پھر کہا
جو کچھ کیا اُسکو امام حسنؑ نے یہ اُنکی رائے سے تھا یعنے کثرت طلاق جو حضرت سے ہوئی یہ اُنکی رائے اور اجتہاد تھا
نص کے مقابلہ مین بغیر تمسک بنص دیگر کے اور کوئی جواب اُسکا نہین ہو سکتا پس قابل قبول نہین پس اگر وہ فعل
اُنکا ہوتا مطابق نص کے یا کوئی جواب ہوتا اُس اعتراض کا تو اسی عنوان سے ذکر نکرتے امام ابن ہمام پس

مفاد اس اعتراض کا یہ ہی کہ کوئی اُنکے قول کو قبول نہ کرے باوجود اس امر کے کہ حنفی لوگ ہزارہا مسائل
اپنے علماؤن سے قبول کرتے ہین اور اُنکے اقوالون کی تاویلین کرتے ہین بلکہ ادعا کرتے ہین کہ [illegible]
ناسخ نص ہی اور اُنکی حمایت کرتے ہین اور اُنکی راؤن پر ایسا اعتراض نہین کرتے جو کوئی امام اُنکے [illegible]
ایسی رائے اور قیاس کرتا ہی جیسا کہ امام حسنؑ کی رائے پر کیا نہ اصلاح کی گئی اس قول کی نہ تاویل کی [illegible]
کر دیا اُسکو حدیث سے مغلوب ہو کرکے وثانیہما فی باب الخمس حیث تکلم علی قول ابی جعفر محمد
بن الباقر فیما اخبر به عن جده علی بن ابی طالب انه کان یری سهم ذوی القربی لهم فی الخمس لم
یعطهم مخافة ان یدعی علیه بخلاف سیرة ابی بکر وعمر لکلام [illegible] فیقولون ان هذا
الخبر خلاف الواقع فیقولون ذلک اما من جهله بمذهب علی بن ابی طالب وسهوه او نسیانه
او کذبه علیه لترویج مذهبه ومذهب الائمة من ولده وکل ذلک یقشعر منه [illegible]
الذین یخشون ربهم ولو کان رأیا من ابی جعفر فرده بما یبدی له لکان اهون رد [illegible]
وخبر به فالحجة کل الحجة علی الائمة ان خلت کتب المذاهب الاربعة عن مذاهب
ائمة اهل الحدیث ثم اذا وجد فیها شیء من ذلک یعارض بمثل هذا وقد سبقت منا
رسالة مفردة فی انتقاد الموضعین وتکلمنا فیها علی الثانی واستوفینا الکلام [illegible]
عن الامام الحق فلیکتف به ولنتکلم علی الاول فاعلم ان الائمة الطاهرین [illegible]
الرای والقیاس ولهذا لما دخل ابو حنیفة علی جعفر بن محمد علی ما حکاه الشعرانی فی
لواقح الانوار قال له لقد بلغنی انک تقیس لا تقس ان اول من قاس ابلیس فانتساب
ذلک الی الامام الحسن باطل وانما علمهم علی النصوص والالهام والکشف والفهم من الله
سبحانه فی معانیها اور دوسرا مقام باب غنائم ہی جسپر اعتراض کیا ہی امام ابو جعفر محمد ابن علی الباقر پر کہ انہون
نے خبر دی اپنے جد علی ابن ابیطالبؑ سے کہ اُنکی رائے یہ تھی کہ سہم ذوی القربی کا ہی لیکن اُنکو دیا نہین اس خوف سے
کہ دعوی کیا جائیگا کہ خلاف شیخین کیا حاصل کلام یہ ہی کہ یہ خبر امام محمد باقرؑ کے خلاف واقع ہی پس نہ ہوگا یہ مگر یا جہل
اُنکا مذہب علیؑ سے یا اُنکو سہو اور نسیان ہوا یا کذب وافترا کیا علیؑ پر واسطے رواج دینے اپنے مذہب کے اور مذہب
باقی آئمہ کے انکی اولاد سے یہ کل باتین ایسی ہین کہ جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اُنکے جو اپنے خدا سے ڈرتے
ہین اور اگر یہ رائے ہوتی ابو جعفر کی پس رد اُسکا کہ وقوع مین آیا ابن ہمام سے سہل ہوتا اس امر سے کہ رد کیا
اُنکی روایت اور خبر کو اور تکذیب کی اُنکی خبر کی اور جھوٹا کہا اُنکو پس وہ ایسے ہی صدوائے ہی اُن آئمہ پر کہ کتابین اُنکی
خالی ہین مذہب آئمہ اہل حدیث یعنے مذہب اہلبیت سے بعد اُسکے جس وقت کوئی شی مذہب اہلبیت سے پائی گئی
تو اُسکا معارضہ کیا جاتا ہی مثل ایسے معارضے کے اور تحقیق کہ قبل ازین ہم سے ایک رسالہ مفردہ ان دو مسئلون کے
نسبت ہو چکا ہی اُس مین نہایت تحقیق سے کلام کیا ہی اور ثابت کیا ہی اور اعتراض ثانی کا جواب پورا ہو رہا

دیا ہی اور اول اعتراض کا جواب جو دربارہ امام حسنؑ بھی ہی جان تو تحقیق کہ آئمہ طاہرین نے رائے اور قیاس
کو حرام کیا ہی اسی سبب سے جسوقت ابو حنیفہ سو پہنچے خدمت مین امام جعفر صادقؑ کے جیسا کہ بیان کیا ہی امام
شعرانی نے لواقح الانوار مین تو کہا امام جعفر صادقؑ نے کہ مین نے سنا ہی کہ تو قیاس کرتا ہی اے ابو حنیفہ قیاس نکر
پہلے جسنے قیاس کیا وہ شیطان تھا انتہی استناد رائے اور قیاس کی امام حسنؑ کی طرف باطل ہی اور جو انکی
نسبت کہ عمل ان آئمہ اہلبیت کا نصوص الہام اور کشف اور فہم معانی پر تھا انتہی امام ذہبی امام جعفر صادقؑ
کی نسبت لکھتے ہین کہ نہین احتجاج کیا اُنسے بخاری نے یعنے اُنسے روایت نہین کی یحییٰ ابن سعید قطان استاد
بخاری کا قول ہی کہ مجالد مجھے اُنسے زیادہ محبوب ہی کچھ میرے دل مین اُنکی طرف سے ہی (یعنے نفرت) اور نہ
روایت لی اُنسے امام مالک نے جب تک کسی کو اُنکے ساتھ شریک نکر لیا اور یہی ذہبی کذاب مجتبیٰ مین
حضرت امام جعفر صادقؑ کو ضعفا سے شمار کرتے ہین بحر العلوم عبد العلی لکھتے ہین کہ اجماع اہلبیت حجت نہین
اسوجہ سے کہ وہ عمدا خطا کر سکتے ہین جیسا کہ واقع ہوا سیدۃ النسا فاطمہ زہراؑ سے کہ اُنھون نے کلام اور سلام
حضرت ابو بکر سے ترک کر دیا جسوقت رد کیا اُنکو ابو بکر نے فدک سے اب تک چلیے جناب رسول خداؐ کا احوال
اور طلب قرطاس اور قول حضرت عمر قد یغلب علیہ الوجع اور حسبنا کتاب اللہ تو مشہور ہی حاجت تحریر
نہین مگر یہ رائے مخالف نص کہی جاتی ہی نہ کسی طرح کا الزام لاحق کیا جاتا ہی نہ اُنکو نسبت جہل دی جاتی ہی
فاعتبروا یا اولی الابصار اور یہ نہین سمجھتے کہ علماء محمدیین نے جناب رسول خداؐ کی نسبت کیا خیال
کیا ہوگا کہ آنحضرت نے ھؤلاء اھل بیتی اُنکی شان مین فرمایا اور وقت نزول آیہ تطہیر و آیہ مباہلہ اور بعدہ
چھ ماہ تک ہر روز فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا دروازہ پر تشریف لیجا کر الصلوٰۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ الخ
کیونکر فرمایا اور ما ورا اسکے فرمایا ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا اور احدھما من الاخر اور مثل
سفینۃ نوح اور اللھم صل علی محمد وال محمد کما صلیت الخ اور اللھم وال من والاہ وعاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اور من سب علیا فقد سبنی اور اللھم ادر الحق معہ
حیث ما دار اور القرآن مع علی وعلی مع القرآن اور من تخلف عنہا غرق اور لا یحبہ الا مومن
ولا یبغضہ الا منافق اور احب خلق وغیرہ کہ جنکا لکھنا طول کلام ہی کہ صحاح ستہ مملو ہین ان احادیث سے یہ
فضائل و مناقب و رایہ وصاف ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ نے کیون فرمائے کیا یہ سبب
خطائین پیغمبر برحق کی طرف منسوب نہ ہونگی کہ فاطمہ زہرا اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کا نام لے لیکر یہ فضائل و مناقب
اور یہ اوصاف اُنکی شان مین فرمائے اسواسطے کہ جب علیؑ سے تشتر خطائین اور خصوصا اصل مسئلہ تعیین
خطا واقع ہوئی تو یا الضرور قرآن و حق دونون سے جدا ہوگئے یا قرآن و حق ناحق ہوگئے کہ علیؑ کی طرف پھر گئے
یا دعائے آنحضرت قبول نہ ہوئی یا پیغمبر نے خطا کی اسیطرح تمام اہلبیت خصوصا جناب سیدہ طاہرہ اور حسنؑ
مجتبیٰ اور حسینؑ شہید کربلا کا خاطی ہونا علما نے ثابت فرمایا حاصل یہ ہی کہ یہ علما مستحق ان مناقب کے تھے معاذ اللہ

رسول خدا روحی لہ الفدا نے اپنے اہلبیت اور آل خصوصاً اپنی پارۂ جگر فاطمہ و علی و حسن و حسین کی محبت مین
بغیر استحقاق انکو متصف ان صفات سے کر دیا پس ان سب علما کو پکار پکار کر اعدل یا محمد اعدل یا محمد
کہنا لازم ہی اگرچہ در پردہ تو کہہ رہے ہین کہ فرادی فرادی سب کو خاطی بنا دیا بلکہ جیسی خطائین کہ پیغمبر کیطرف منسوب
ہوتی ہین حق تعالے کی نسبت منسوب ہوتی ہین کہ جیسا انصاف رسول نے کیا ویسا ہی خدا نے بھی کیا کہ پیغمبر
برحق نے تو محبت اہلبیت مین بغیر استحقاق انکو فضائل مذکورہ بالا کا مستحق قرار دیا اور خدا نے بھی انہین کی محبت
کا حکم دیا اور فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی یعنے کہہ تو اے محمد مین تم سے کچھ نہین
مانگتا مگر دوستی اپنے اقربا کی اور فرمایا رب العزت نے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و رسولہ اور
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فاتبعوہ لعلکم تہتدون غرض حق تعالے تو عالم الغیب
تھا اور ما کان اور ما یکون سے واقف تھا جانتا تھا کہ رسول بیر محبت اہلبیت اور آل مین خصوصاً محبت فاطمہ
اور علی اور حسن اور حسین مین انصاف نکریگا ہم تو اپنے رسول حبیب کو آگاہ کر دین مگر خدا نے بھی یہی حکم
دیا کہ اطاعت رسول اطاعت خدا ہی اسی رسول کی تابعداری کرو وہی ہدایت پاویگا جسنے رسول کی اطاعت
کی اسنے خدا کی اطاعت کی خدا کو تو معلوم تھا کہ پیغمبر القرآن مع علی و علی مع القرآن فرمائیگا اور دعا
کریگا کہ خداوندا پھیر تو حق کو جسطرف علی پھرے اور کہا اگر تم تمسک با اہلبیت کروگے تو کبھی گمراہ نہوگے اور یہ بھی
جانتا تھا کہ علی سترہ مقامات پر خصوصاً نفس مسئلہ فقہ مین خطا کرینگے اور فاطمہ ابوبکر [illegible] کرینگی
حسن بہت طلاق دینے والون سے ہونگے حسین تو مخالفت یزید کر کے اپنے [illegible] رسول کی
اطاعت کیونکر اطاعت خدا ہو سکتی ہی پس جو لوگ احکام خدا کے جاننے والے [illegible] جاننے
والے تھے انکی اطاعت خدا کی اطاعت ہو گی لیکن معاذ اللہ خدا نے بھی عدل نکیا [illegible]
ایک ارادے ہو گی کہ وہ اہلبیت خصوصاً علی و فاطمہ حسن و حسین کے خطائین کرنے [illegible] پیچھے
دوڑتا چلا جائے اور بیچارہ علما سترہ سترہ خطائین پکڑتے ہین مگر خدا سنتا ہی نہ رسول پس بیچارے علما کو لازم ہی
کہ اعدل یا رب کا کلمہ پڑھین علامہ ذو النسبین ابن دحیہ کتاب شرح اسماء النبی مین قصہ خالد ابن ولید کے یمن
پہنچنے اور جناب امیر کے جانے اور بریدہ کی شکایت کرنے اور حضرت رسول خدا کے فرمانے مین لکھتے ہین
اوردہ البخاری ناقصاً مبتورا کما تری وہی عادة فی ایراد الاحادیث التی من ہذا القبیل و
ما ذلک الا لسوء رایہ فی التنکب عن ہذا السبیل یعنے وارد کیا ہی اس روایت کو بخاری نے ناقص
ادھورا جیسا کہ اسکی عادت ہی ان حدیثون کے وارد کرنے مین جو اس قبیل سے ہین اس وجہ سے کہ وہ منحرف
اور برگشتہ ہی اس راہ سے پھر اسی کتاب مین صحیح مسلم سے ایک روایت نقل کی ہی بعدہ بخاری سے پھر لکھتے ہین
انما اوردہ مسلم لانہ اوردہ بکمالہ وقطعہ البخاری واسقط منہ علی عادتہ کما تری وہو
مما یعیب علیہ فی تصنیفہ علی ماجری ولا اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ یعنے بیشک مسلم سے

اسواسطے روایت کو نقل کیا ہی وہ روایت کو پورا پورا نقل کرتا ہی اور بخاری نے اُسکو کاٹ چھانٹ کر
ذکر کیا ہی جیسا کہ اُسکی عادت ہی کہ دیکھتا ہی تو اور یہ قطع برید بخاری کی ایسی ہی کہ جسنے اُنکی تصنیف کو عیب لگا دیا ہی
جیسا کہ گذرا اور خصوصًا اسوجہ سے کہ ساقط کر دیتا ہی وہ ذکر کو علی کے علامہ عبد الکریم شہرستانی مرجیہ کی فہرست
مین لکھتے ہین مقاتل ابن سلیمان کو جو امام شافعی کے اُستاد تھے اور حماد ابن ابی سلیمان کو کہ اُستاد تھے ابو حنیفہ
کے اور امام اعظم ابو حنیفہ کو اور ابو یوسف اور محمد ابن حسن کو کہ شاگرد امام اعظم تھے اور سعید ابن جبیر و طلق
ابن حبیب عمرو ابن مرہ محارب ابن دثار اور ذرو عمرو ابن ذرو قدید ابن جعفر اور حسن ابن محمد کو کہ یہ سب مرجیہ
ہین اور نیز یہ کل آئمہ فن حدیث ہین اور یہ سب اصحاب کبائر کو کافر نہین کہتے اور اُنکے مخلد فی النار رہونے کی
قائل نہین ہین بخلاف خوارج اور قدریہ کے یعنے خوارج سے اس مسئلہ مین مخالف ہین اور غوث اعظم نے مرجیہ
کے بارہ فرقے لکھے ہین اور مرجیہ کا ایک فرقہ حنیفہ ہی وھذہ عبارتہ اما الحنیفۃ فہم بعض اصحاب
ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت یعنے حنیفہ بعض اصحاب ہین ابی حنیفہ نعمان ابن ثابت کے اور مختصر تاریخ
خطیب مین علامہ ابو علی یحیی لکھتے ہین کہ سعید ابن سالم نے قاضی القضاۃ ابو یوسف شاگرد تھے ابو حنیفہ کے
اُن سے کہا کہ اہل خراسان ابو حنیفہ کو جہمی مرجی کہتے ہین ابو یوسف نے کہا کہ ہم لوگ فقط علم فقہ اُنسے سیکھتے
تھے دین مین اُنکی تقلید نہین کرتے تھے حاصل یہ ہی کہ ہم نے جو احوال یہانتک لکھے ہین غرض ہماری اس تحریر
سے یہ نہین ہی کہ ہم اثبات مذہب حق مین بحث کرین بلکہ منشا ہمارا یہ ہی کہ باوجود کثرت اہتمام رسالتمآب
کے دربارہ حقوق اہلبیتؑ اور خصوصًا علی اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے اکثر اصحاب کبار رسول مختار کے کیا
روش اور کس قسم کی رفتار تھی ان اہلبیتؑ کے ساتھ اور فرمان رسول مقبول کو کہ فانظروا کیف تخلفونی
کو کسقدر پہنچایا اور کتنے اصحاب متمسک با اہلبیتؑ رہی اور کتنے صاحبون نے ترک تمسک کرکے شریک مخالفین
ہوئے بلکہ خود مخالفت کے بانی ہوئے مقابلہ اور مقاتلہ کیے تو ہین اور خذلان اہلبیتؑ اور آل اطہارین
سرگرم رہے سب اہلبیتؑ اور خصوصًا سب علیؑ مین اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی بغض و عداوت کو
خاندان رسالت کے مرتے دم تک نہ چھوڑا منابر اسلام پہ باعلان لعن و طعن کو ایمان اپنا قرار دیا مال ناپائدار کو
عزیز کیا جاہ و حشمت کے طالب رہے پھر کسطرح ممکن ہی کہ تابعین اُن اصحاب کے اُس راہ کو اختیار نکرتے اور
جب اُنھون نے بھی وہ ہی راہین اختیار کین تو تبع تابعین اور علماء دین کیونکر پیروی اُنکی نہ کرتے یہ ہی
سبب ہی کہ اکثر علماء اعلام نے اہلبیت خصوصًا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو خاطی عاصی
اور لیس بشی کا خطاب دیا ہی پس جو شخص ان چند اوراق کو بنظر انصاف دیکھے گا بیساختہ کہے گا کہ ان علما
اور محدثین نے پیروی کی ہی اُن اصحاب کی جو ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے تھے اب ہماری غرض یہ
ہی کہ بفرض محال اصحاب رسول امام تو الصحابۃ کلھم عدول سے بھی نجات پا جاوینگے مگر تابعین اور تبع
تابعین اور علما اور مجتہدین جو اُن اصحاب کے مقلد ہین اُنکے اقوال و افعال کا تتبع کرتے ہین اُنکی پیروی یہ

جان دیتے ہین کیونکر نجات پائینگے چنانچہ شیخ عبد الحق تکمیل الایمان مین فرماتے ہین واصحابہ خیر الامۃ اصحاب
پیغمبر ما رضوان اللہ علیہم اجمعین فاضل تر و بہتر و بہتر از باقی اُمت نہ خیر وہ تو خیر امت تھے اور مرفوع القلم
تھے کلہم عدول ہے مگر امت . اُنکے چال و چلن اور اُنکے افعال کی پیروی نہ کرنا چاہیے کہ اُنکو بالضرور
گرداب ضلالت مین ... ہوگا کہ کبھی نجات نہ ملے گی اگر مثل معاویہ و عمر عاص و مغیرہ و شغیرہ سب اہلبیت اور
جدال و قتال کرینگے سیدھے آتش دوزخ مین چلے جاوینگے کف لسان اور گفتہ را ناگفتہ کے مستحق نہ ہونگے
پھر فرماتے ہین کہ از امام مالک آوردہ اند ما افضل علی ما ہو لبضعۃ من النبی صلعم پھر بعد دو سطرونکے
فرماتے ہین و این فضائل کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب و نفع اہل اسلام نیست بلکہ بجز یہ شرف نسب و کرامت
جوہر ذات است چہ شک نیست کہ در اولاد پیغمبر کہ اجزائے وے اند شرفے و شانے ہست کہ در ذات شیخین
نیست ہیچ کس را درین جا مجال توقف و انکار نخواہد بود پھر رقم کرتے ہین کہ و نکف عن الصحابۃ
الا بخیر روش اہل سنت آنست کہ صحابہ رسول را بجز بخیر یاد نہ کنند و لعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بایشان
براہ سوئے ادب نروند از جہت نگاہ داشت نسبت صحبت آنحضرت سبحان اللہ جناب امیر المومنین اور فاطمہ
زہرا اور امام حسن اور امام حسین کو اصحاب مین بھی شامل نہین کرتے پھر بعد پانچ چھ سطرون کے رقم فرماتے ہین
و آنچہ از بعضے از ایشان مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہل بیت نبوی در غایت سوئے ادب
بایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند و تغافل ورزند و گفتہ را ناگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ
انکار ندزیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر یقینی است و نقل ہائے دیگر ظنی یقینی بظنی متروک نشود و ظن بالیقین
معارض نگردد بالجملہ سر حد دار اسلام و سنت جماعت با معاویہ و عمر عاص و مغیرہ ابن شعبہ و اشباہ و امثال ایشان است کہ بمراہ عقبہ مشائخ سنت
و جماعت و دگوزبان را از سب و لعن ایشان بر بندد اگرچہ بجہت تصور بعضی امور کہ ارباب سیر و تواریخ نقل کنند و قدر مشترک آن بسر حد تواتر
رسید باطن را وحشتی و خاطر را کدورتی دست دہد با وجود آن سلامت در اغماض و کف لسان است پس مطابق تحریر شیخ عبد الحق صاحب
جو کچھ کہ افعال و کردار کہ اصحاب باغی طاغی بیان کیے گئے اُن سب سے چشم پوشی کی جائے اور گفتہ کو ناگفتہ
اور شنیدہ کو ناشنیدہ فرما دیا جائے مگر اُنکے افعال و اقوال کی پیروی تو نہ کی جائے اور جو کچھ کہ نقل سیر و تواریخ
سے بسر حد تواتر پہونچا ہی کہ جس سے باطن کو وحشت اور خاطر کو کدورت حاصل ہوتی ہی اُسکی اتباع نہ کیجائے
کہ وہان تو کف لسان اور اغماض کا حکم ہی مگر مقلدین اور پیروان اُن اصحاب کے تو مستحق اُسی امر کے ہونگے
کہ جس سے کف لسان اور اغماض کیا گیا ہی پھر رقم فرماتے ہین کہ علماء سنت و جماعت گویند کہ نہایت کار معاویہ
و امثال وے بغی و خروج است بر امام برحق و خلیفہ مطلق کہ علی مرتضیٰ باشد چنانچہ در حدیث عمار ابن یاسر کہ
بسر حد شہرت و تواتر معنوی رسیدہ ستقتلک الفئۃ الباغیۃ تدعوھم الی الجنۃ و یدعونک
الی النار اگرچہ مطابق حدیث صحیح و متواتر کے جناب معاویہ طاغی باغی خارجی ناری قرار پائے ہین اور کل
ہم ایمان معاویہ بھی کذلک مگر آپ فرمودہ رسول مقبول کو ناگفتہ و حدیث صحیح و متواتر کو ناشنیدہ ...

اور کف لسان اور اغماض ورا الصحابہ کہ کھو عدول کا فتوےٰ دیا جاتا ہے اور جیسے وہ اغماض کیے ہوئے کف
لسان عن الصحابہ کہ کھو عدول کا خیال رکھے فتنہ طاغی باغیہ قاتل علی نے فرمایا ہے اور آنکے سب [illegible] کو اور
[illegible] قرار دیا اور علی اور اُنکی جانب اور انکو صحبت کا خلفا [illegible] معلوم ہوا کہ کف لسان اور
اغماض [illegible] فرمایا اے صاحب اصحاب نار اور اصحاب جنت تو [illegible] ہیں
[illegible] حق سے پھرا ہوا اگر دل کش و دروغ گو کے ہیں اور طاغی کہتے ہیں [illegible] کرنے والے اور
[illegible] کرنے والے کو اور غلو کرنے والے کو کفر ہیں اور جیسا [illegible] حق کو بسبب عداوت کو اور
[illegible] ظالم حق سے پھرا ہوا اگر دل کش کاذب اشرف المعاصی خالع فی الکفر جیسا [illegible] حق قرار دیا اور جیسی
[illegible] کیا اور پھر ایک صفت کہ جیسے آپنے موصوف فرمایا بنص کلام مجید [illegible] ہے پھر لعن لسان [illegible]
ایک [illegible] جہلا کا ہے اس لعن کو اپنے ایک چیستان بنایا ہے لعن کے معنے [illegible] کردن از نیکی
دور کرنے کے ہیں پس طاغی باغی ظالم کاذب کون سے صفت ایسی ہے جو قابل سلام و صلوٰۃ یا رضی اللہ کے ہے
بلکہ حق تعالےٰ نے تو ظالمین و کاذبین پر باعلان لعن فرمایا ہے اب رہا اغماض اور کف لسان کا سبب کہ صحبت
ایشان با پیغمبر یقینی است اور از جہت نگاہ داشت صحبت آنحضرت پس یہی انصاف جناب ابوطالب کو نہیں دیا
جاتا کہ صحبت اور پرورش اور نصرت و محبت و حفاظت و حراست اُنکی یقینی اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرنا
اُنکا ظنی ہے اور یقینی ظنی سے متروک نہیں ہو سکتا پھر شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ در حدیث آمدہ است
کہ ہر کہ دیگری را کافر گوید اگر وی در نفس الامر کافر نبود قائل بالفعل کافر گردد مطابق اس تحریر کے بھی جو لوگ جناب
ابوطالب کو کافر کہتے ہیں اور ثبوت کفر میں اُنکے رسالہ لکھ رہے ہیں اگر وہ نفس الامر میں کافر نہ تھے تو اب
قایل کے بالفعل کافر ہونے میں کوئی شک باقی نہ رہا اور افسوس ہزار افسوس تو یہ ہے کہ اُسی تکملہ میں فرماتے
ہیں و بعضے دیگر گویند خاتمت وے (یعنی یزید) معلوم نیست شاید بعد از ارتکاب از کفر و معصیت توبہ کردہ
باشد و در نفس آخر بہ توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی در احیاء العلوم باین حکایت است کیوں حضرات جس نے
تاراج کر دیا اہلبیت کو اور اٹھارہ بنی ہاشم کو قتل کیا جنکا مثل و نظیر عالم میں نہ تھا اور تمام اعوان و انصار حسینی
کو شہید کیا سر ہائے بریدہ نیزوں کی سنانوں کی نوکوں پر رکھکر دیار بدیار پھرایا اہلبیت عصمت و طہارت کو بے مقنع و چادر
دربار عام میں بلا کر کیسا ذلیل کیا کیسی کیسی تکلیفیں دیں اطفال شیر خوار تک زندہ نہ رکھے ایسے پلید عدو اللہ
شارب الخمر تارک الصلوٰۃ زانی فاسق مستحل محارم کی نسبت تو یہ عقیدہ کہ بعد از ارتکاب از کفر و معصیت توبہ
کردہ باشد اور حضرت ابوطالب کہ عم رسول برحق اور مربی و معین و یاور و ناصر و حامی جو آنحضرت کے دین
کو خیر الادیان اور خود آنحضرت کو رسول کہکے خطاب کرے اور دوسروں کو ترغیب دے اور سمجھا دے کہ
یہ رسول برحق ہیں یہ کبھی جھوٹ نہیں بولے عرب میں انسے بڑھکر کوئی صادق نہیں یہ جو دعوے نبوت کرتے
ہیں سچے ہیں انکی پیروی کرو اور وہ خود اپنے جان و مال و اولاد فداے آنحضرت کرے اور فی الظاہر کلمہ

لا الہ الا اللہ محمد لعنص نہ کہے اور بعض دیگر کے نزدیک بروایت ابن عباس بسبب اس کلمہ کا کہنا ثابت اُنکی طرف
بیشتر بدہ کہ وہ کافر از دنیا رفت ... انکی طرف انتساب نہین کیا بلکہ بعد از انکار بنفس الاخر اقرار کردہ باشد
اور صفحہ ۹ مین اُسی تکملہ کے فرماتے ہین المومن لیس بلعان یعنی مومن لعنت کرنے والا نہین ہوتا پس
معلوم نہین لاانبیا از زمانہ معاویہ تا زمانہ عمر ابن عبد العزیز جو سنت امویہ مقرر ہو گئے تھے اور خطیب منابر
اسلام پر باعلان لعن کرتے تھے حضرت علیؑ اور اہلبیت پر اور نسبت کفر و الحاد کی اُن حضرت کو دیتے تھے وہ
مومن تھے یا نہین اور بعدان افعال کے بھی مومن رہے یا نہین اور نفس الامر مین جناب علی مرتضے اور اُنکے ہمراہی
اگر طلحہ اور رکافر نہ تھے تو قائلین اور لاعنین زمرہ کفار مین محسوب ہوئے یا نہین اور جب جناب علی ابن ابیطالب
اور اُنکے اصحاب کا مستحق لعن ہونا بالاتفاق ثابت نہین تو لعن قائلین پر عائد ہوئی یا نہین باوجود ان سب امور کے
کف لسان کا حکم اور جناب ابو طالب کی نسبت یہ زبان درازیان فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم
حالانکہ جناب ابو طالب بھی اصحاب آنحضرت مین ہین کہ ابو مندہ اور ابو نعیم کے نزدیک صحابیون مین وہ لوگ
بھی ہین جو قبل از نبوت ایمان لائے تھے اور بعد نبوت آنحضرت کی خدمت مین پہونچے جیسا کہ بحیرہ کہ اُنکو اصحاب
آنحضرت مین شمار کیا ہی پس جناب ابو طالب بدرجہ اولےٰ افضل اصحاب مین شمار ہو سکتے ہین بلکہ السابقون
السابقون اولئک المقربون کے مصداق ہین مگر دشمنی اہلبیت سے قلب سیاہ چشم نابینا گوش کر زبان گنگ
ہی فقط طاغیان و باغیان و معادیان اہلبیت کو جو الصحابہ کلھم عدول کے مصداق بنائے جاتے ہین
اُنکی پیروی کیجاتی ہی اور کوئی دقیقہ اہل بیت طاہرین خصوصاً حضرت علی مرتضے اور فاطمہ زہرا حسن مجتبیٰ
حسین شہید دشت کربلا اور دیگر ائمہ ہدا علیہم آلاف التحیۃ والثنا کی ذلت و خواری کا باقی نہین رکھا جاتا کیسی
کیسی سندین دی جاتی ہین خاطی مخالف نص عمل کرنے والے کاذب لیس بشئ بنائے جاتے ہین احادیث و
آیات جو شان مین آئمہ اہلبیت کے ہین اُنکی تاویلین کیے جاتے ہین اور تمام تر کوشش وسعی کی جاتی ہی کہ
کہ دشمنان اہلبیت سے کف لسان کیا جائے اور جہان کہین ال رسول اہلبیت ذوی القربے ذریت اولے
مولیٰ کا لفظ آیات و احادیث مین آگیا فوراً معنے بنا ڈالے اور تاویلات بیسرو پا کرنے لگے کف لسان کا
سبب تو از جہت نگاہ داشت نسبت صحبت آنحضرت قرار دیا اور جو اجزا بدن اور پارہ جگر آنحضرت تھے
اُنکی یہ عظمت کی کہ خاطی کاذب لیس بشئ مخالف نص عمل کرنے والے ٹہرائے وہان نہ جہت نگاہ داشت نسبت
صحبت کا لحاظ کیا نہ اجزا جسم و روح آنحضرت کا خیال کیا الغرض جو منصف مزاج ان حالات سے واقف
ہوگا وہ بالضرور قائل ہوگا کہ یہ اقوال بعض علما کے ہین جو پیرو ہین اُن اصحاب کے کہ جو طاغی و باغی و عادی
اہلبیت تھے اور متصف باصحاب بغض و عناد تھے چنانچہ شیخ دہلوی کے کلام سے معلوم ہوا کہ بعض علما فرماتے ہین
کہ خاتمہ وے یعنی یزید معلوم نیست شاید کہ بعد از ارتکاب آن کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و بہ نفس آخر بہ توبہ رفتہ
باشد اور بعضے یزید کو اللھم اغفر للمومنین والمومنات مین شامل فرماتے ہین ہم پہلے بیان کر آئے ہین

کہ آٹھ حصہ اصحاب کبار رسول مختار کہ کلہم عدول کا خطاب پائے ہوئے ہیں منحرف تھے اہل بیت سے خصوصاً علی بن ابیطالبؑ سے حتے کہ بعضے تو رسول برحق پر تہمت کی کہ بسبب مکافات احسان ابوطالب کے عقد جناب فاطمہ زہرا کا علیؑ سے کر دیا تھا اور بعض دیگر نے خوشامد معاویہ میں منبر و بنبر با علان لعن کرنا شروع کیا علیؑ و اہلبیتؑ پر بعض نے یزید تک کی بیعت کی مگر علیؑ و حسنؑ اور حسین علیہم السلام کی بیعت نہ کی چنانچہ عبد الحق صاحب فرماتے ہیں نعم جماعتی از مدینہ مطہرہ بشام نزد وے (یعنے یزید) کرہاً و جبراً رفتند و او جایزہا ئے سنی و فائدہ ہائے سنی بایشان نہاد اس بیان سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اہل مدینہ بیعت یزید کرنیکو شام گئے مگر امام حسینؑ کی بیعت نہ کی گو مولانا عبد الحق صاحب نے کرہاً و جبراً فرمایا مگر یہ نفرمایا کہ جبر و کرہ کس قسم کا تھا مجبوری کی یہ شان نہیں ہوتی کہ بعد اس عبارت کے لکھتے ہیں بعد از ان کہ حال قباحت مال ورا دیدند بمدینہ باز آمدند و خلع بیعت وے کردند و گفتند کہ وے عدو اللہ شارب خمر تارک الصلوٰۃ زانی فاسق مستحل محارم است پس مجبور خلع بیعت پر کیونکر مختار ہوئے حاصل یہ ہے کہ دشمن خدا و رسولؐ سے بھی بیعت جایز اور اہلبیت علیہم السلام کی بیعت سے انکار بالجملہ فضائل و مناقب اہلبیتؑ جو صحاح ستہ خصوصاً صحیحین سے مختصراً مذکور ہوئے جنسے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت واجب التمسک اور واجب التعظیم تھے جنکی محبت ایمان جنکا بغض نفاق تھا جنکا خذلان خذلان رسول جنکی اہانت اہانت رسول جنکا بغض بغض رسول جنکی ایذا ایذائے رسولؐ تھی اور موذی رسولؐ واجب اللعن بنص جلی ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے انّ الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھینا اور جناب شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہیں و مارا و دوستان مارا در زمرہ محبان ایشان محشور گرداند و در دنیا و آخرت بر دین و کیش ایشان بدارد بمنہ و کرمہ وھو قریب مجیب آمین اس قول سے بھی محبت اور صدق عقیدت اور دین و کیش اہل بیت نبوت کا واجب التمسک قرار پاتا ہے اور افضل اہلبیت علی بن ابی طالب بلاشک و لاریب ہیں کہ ماورے قرابت نسبی کے پیغمبر برحق نے انت اخی فی الدنیا والاٰخرۃ اور لحمک لحمی بھی فرمایا پس جناب فاطمہ زہرا کو بضعۃ منی فرمایا اور علی مرتضےٰ کو لحمک لحمی کہ فاطمہ پارہ جگر ہے اور علیؑ کا گوشت و خون میرا گوشت و خون ہے اور انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور القراٰن مع علی وعلی مع القراٰن بھی فرمایا مگر جسوقت بمکر و حیلہ عمرو عاص معاویہ کی طرف قرآن بلند کیے گئے تو حدیث پیغمبرؐ کو ناشنیدہ کر دیا اور قول علیؑ مقبول نہ ہوا اگرچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تھا لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق اور شان علیؑ میں فرمایا آنحضرتؐ نے احب الخلق اور اللھم ادر الحق حیث ما دار اور فرمایا انت اخی و وزیری وخیر من اخلف بعدی اور یہ بھی فرمایا و تقاتل ھم علی التاویل کما قاتلتھم علی التنزیل اخرجہ الدیلمی وابن مردویہ اور فرمایا انت سید فی الدنیا والاٰخرۃ اخرجہ ابو عمر والحاکم والخطیب و زاد فیہ دیلمی من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ ومن ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ الویل

تکمیل الایمان صفحہ ۹۰

تکمیل الایمان صفحہ ۹۱

تاریخ محمدی مطالب السئول ... ارجح المطالب مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۴۲

ایضاً صفحہ ۱۸ سطر ۱۸

ایضاً صفحہ ۲۴ سطر ۱۴

لمن ابغضك من بعدی یعنے تو دنیا و آخرت کا سردار ہی ابو بکر اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس
حدیث کو اسیقدر لفظون سے روایت کیا ہی لیکن شیرویہ دیلمی نے فردوس الاخبار مین اسی روایت کو اسطرح
روایت کیا ہی کہ یا علی جسنے تجھسے محبت رکھی اُسنے مجھسے محبت رکھی اور حبیب تیرا حبیب خدا کا ہی اور جسنے تجھسے
بغض کیا اُسنے مجھسے بغض کیا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہی اُسپر وائے ہو جو میرے بعد تجھسے بغض رکھے اور
فرمایا پیغمبر خدا نے انت اول من امن بی و صدق و انت صدیق الاکبر اخرجہ الحاکم نقلت من
الریاض النضرۃ اے علیؑ تو وہ شخص ہی جو سب سے پہلے مجھپر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اور تو صدیق اکبر ہی
اور سلمانؓ فارسی اور ابو ذر غفاری سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا نے پکڑا ہاتھ علیؑ کا اور فرمایا ھذا اول من
امن بی کہ یہ اول ہی اُس کا جو سب سے پہلے مجھپر ایمان لایا ھذا فاروق ھذہ الامہ اور یہ جدا کرنیوالا ہی
اس اُمت مین حق و باطل کا ھذا یعسوب المومنین یہ امیر مومنین ہی ھذا من یصافحنی یوم القیامۃ
یہ وہ ہی جو قیامت کے روز مصافحہ کریگا مجھسے و ھذا الصدیق الاکبر اور یہ صدیق اکبر ہی اخرجہ الطبری
والدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان دوسری حدیث بھی عن ابی ذر غفاری قال
سمعت رسول اللہ یقول لعلی انت صدیق الاکبر والفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق
والباطل الریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ محب الطبری ابی ذر غفاری سے روایت ہی کہ مین نے
رسول اللہ سے سنا ہی کہ علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ فرق کروگے حق و باطل مین
عن ابی لیلی قال قال رسول اللہ سیکون من بعدی فتنۃ فاذا کان ذلك فالزموا علیا فانہ
الفاروق بین الحق والباطل اخرجہ الخوارزمی والدیلمی و ابن عبد البر فی الاستیعاب ابی
لیلی سے روایت ہی کہ جناب ختمی مآب فرماتے تھے عنقریب میرے بعد فتنہ ہوگا تو تم ملازمت علیؑ کے رہنا
کہ تحقیق کہ وہ حق و باطل مین فرق کرنیوالا ہی اور حافظ ابی بکر محمد ابن ابی نصر ابی بکر الفتوانی نے اور دیلمی نے اور نقاش نے اس سے
روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ نے انا و علی حجۃ اللہ علی عبادہ حذیفہ سے منقول ہی کہ فرمایا رسالتمآب
نے کہ یا علیؑ انت قسیم النار والجنۃ اخرجہ الدیلمی و ابن المغازلی و قاضی عیاض فی
الشفا عقبہ ابن سعد العوفی سے روایت ہی کہ ہم جابر ابن عبد اللہ کے پاس گئے اور اُنکے ابرو کے
بال اُنکی آنکھون پر پڑے ہوئے تھے ہم نے علی بن ابیطالب کی نسبت سوال کیا وہ اپنی آنکھون سے اپنا ابرو
کے بال اٹھاکر کہنے لگے کہ وہ تو خیر البشر ہی اخراج کیا اُسکو احمد نے اپنے مناقب مین اور ابن مردویہ نے حذیفہ سے
روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا نے علی خیر البشر من ابی فقد کفر یعنے علی خیر البشر ہین جسنے انکار کیا
تو کافر ہی غرض فضائل و مناقب علی ابن ابی طالب سے کتب مملو ہین تمام مہاجرین و انصار اور کل اصحاب کبار
رسول مختار ان مناقب و فضائل سے واقف تھے باوجود اسکے واقف ہونے کے مصداق بنا کینہ و بغض
لوگ کا لنا ممکن بیعت کرنا انقیاد و انعقاد سے دست بردار ہونا اطاعت کرنا ذلت رہنا مخالفت کرنا اور حق

تاریخ ابن عساکر... ابن ابی طالب

صفحہ ۲۳ سطر ۱۵

ایضا صفحہ ۲۴ سطر ۱۹

ایضا صفحہ ۲۵ سطر ۱۶

ایضا صفحہ ۲۶ سطر ۴

ایضا صفحہ ۲۸ سطر ۱۵

ایضا صفحہ ۳۰ سطر ۱۲

ایضا صفحہ ۳۱ سطر ۱

ایضا سطر ۲۴

ومخالفین کی خوشنودی میں حدیثین بنانا سب و شتم علی مرتضے کو مسنون جاننا جمعہ و عیدین کے خطبون مین منابر اسلام
پر باعلان لعن کرنا کلمات نا مربوط شان اہلبیت مین کہنا کسی کو خاطی کسی کو مخالف بعض عمل کرنیوالا کسی کو لیس
بشئے سمجھنا یہ سب امور ہم تصریحا بیان کر آئے ہین یہ سب افعال و اقوال باعث ایذا رسول اللہ ہین یا نہین
اور یوذون اللہ و رسولہ کے مصداق ہین یا نہین مگر ہم کف لسان کرتے ہین بجز صبر و شکر کچھ نہین کرتے
نگہداشت نسبت صحبت آنحضرت پر عمل کرتے ہین لیکن جن علماؤن نے باتباع اُن اصحاب موصوفین کے
از حضرت فاطمہ زہرا و علی مرتضے تا حضرت امام عسکری علیہم السلام سب کو خاطی عاصی لیس بشئی فرمایا اُنکی نسبت
کف لسان کی کیا وجہ ہے منصفین انصاف فرمائین کہ جب فاطمہ زہرا بضعۃ خیر الوریٰ اور علی مرتضے نفس خاتم
الانبیا اور حسن مجتبےٰ اور حسین شہید دشت کربلا کی نسبت ایسی ایسی خطائین منسوب کیجائین اور دیگر آئمہ جو
اولاد فاطمہ زہرا سے ہین اُنکو عاصی خاطی کاذب لیس بشئے کہا جاوے اور حضرت معاویہ کی خوشامد مین خود
آنحضرت پر تہمت رکھی جاوے کہ عقد فاطمہ بسبب مکافات احسان ابوطالب کے علی کے ساتھ واقع ہوا نہ بسبب محبت
علی کے تو ایسے ایسے اصحاب خیار اور ایسے ایسے مہاجر و انصار اگر بہ نسبت ابوطالب کے کہ والد حقیقی علی اور
والد مجازی رسول اللہ ہین اہتمام کریں اور حدیثین وضع کرین اثبات کفر مین اُنکی تا کہ موجب توہین اور تنقیص ہو
علی اور اولاد علی کا تو کوئی مقام تعجب نہین ہے پس جتنی حدیثین کہ کفر جناب ابوطالب مین مذکور ہین وہ سب
موضوعات زمانہ امویہ اور عباسیہ کی ہین اور علماء اعلام نے اُن محققین صحابیان ممدوحین کی ان احادیث کو ذکر
کیا ہے اور اُنکی پیروی کی ہے پس ایسے اقوال و احادیث اگرچہ صحیحین مین کیون نہون معتبر نہین ہوسکتے چنانچہ
شیخ عبد الحق صاحب شرح سفر السعادت در اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین در جامع الاصول میگوید کہ اخذ کردہ اند
جماعت از ائمہ حدیث کہ از فرقہ خوارج اند از آنہائیکہ منسوب اند بقدر و تشیع و رفض و دیگر اصحاب بدع و اہوا
اور عبارت جامع الاصول یہ ہے قد اخذ جماعۃ من ائمۃ الحدیث عن الخوارج و جماعۃ ممن
نسب الی القدر والشیعۃ والرافضۃ واصحاب البدع والاھوا پس صحیح بخاری مین بکثرت روایات
خوارج سے اور جو لوگ بکثرت میلان بخوارج رکھتے تھے موجود و ماخوذ ہین اور خوارج کا مذہب تو مشہور ہے
کہ جو حضرت مولانا علی کو خارج از دائرہ اسلام جانتے تھے پھر اگر اُن خوارج نے اپنی دشمنی قلبی سے جناب
ابوطالب کے کفر کی حدیثین وضع کین تو کوئی مقام تعجب نہین ہے اور صحاح ستہ مین ان حدیثون کا ہونا
ہمارے مطلب کے مخالف نہین ہے اگرچہ صحیح بخاری مین بھی ہون اسواسطے کہ اشعۃ اللمعات مین شیخ عبد الحق
صاحب فرماتے ہین کتب ستہ کہ مشہور اند در اسلام عبارت اند از صحیح بخاری و مسلم و جامع ترمذی و سنن ابوداود
و نسائی و نزد بعضے موطا است بدل ابن ماجہ و صاحب جامع الاصول موطا را اختیار کردہ و درین کتب
ستہ اقسام احادیث از صحاح و حسان و ضعاف ہمہ موجود است و تسمیہ آن بصحاح بطریق تغلیب است
اس عبارت سے ثابت ہے کہ صحاح ستہ مین صحاح و حسان و ضعاف کا وجود ثابت ہے اور یہ بھی اسی عبارت سے

اشعۃ اللمعات ص ۱

ثابت ہی کہ صحیح بخاری منجملہ کتب ستہ ہی اور کتب ستہ کا تسمیہ بہ طریق تغلیب ہی تو پھر صحیح بخاری
کا تسمیہ بھی بصحیح بہ طریق تغلیب ہونا چاہیے بالجملہ احادیث منقولہ صحاح ستہ کا ضعیف ہونا بالبداہتہ
ثابت ہی اور ہمارے مطلوب کی منافی نہین ہے اور نیز ہم یہ بھی ثابت کردیتے ہین کہ راویان
احادیث کفر جناب ابوطالب کس قسم کے ہین بیعت علی کو عار فتنہ کہنے والے بالعکس بیعت کرنے
والے یا افراد فتنہ باغیہ جو جہنم کیطرف بلانے والے تھے یا خروج کرنے والے امام برحق پر کہ جنکی امامت پر
اتفاق جماعت بھی ہوچکا تھا یا محب خالص علی ابن ابیطالب کے اور انکی بیعت کو حق اور انکو امام برحق سمجھنے والے
تھے اور باین ہمہ اگر اغماض کیا جائے اور راویونکا احوال بھی مدنظر رکھا جائے جب بھی وہی حدیثین جنسے
آپ کفر ثابت کرتے ہین وہ ہی ہماری دلیلین ہین انھین سے اسلام اور مومن خالص ہونا جناب ابوطالب
کا ثابت ہوتا ہی احوال بغض بعض صحابہ تو ہم لکھ آئے ہین بقدر حاجت اور بھی اظہار کرنا ضروری ہی تاریخ
ابوالفدا جلد اول مین ہی کان خلفاء بنی امیۃ یسبون علیا من سنۃ احدی واربعین وھی
السنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من خلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین اخرایام سلیمان
ابن عبدالملک فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعہ بدلہ
السب فی اخر الخطبۃ بقراءۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان یعنے خلفاء بنی امیہ
سب علی کرتے تھے ابتدا ۴۱ سنہ ہجری سے کہ جس سنہ مین امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا اول سنہ ۹۹ تک کہ
جو آخر زمانہ سلیمان ابن عبدالملک کا تھا پس جسوقت متولی خلافت عمر ابن عبدالعزیز ہوا تو یہ سب علی موقوف ہوئی
اور لکھا کہ حکام کو کہ موقوف کرین خطبون سے جمعہ وجماعت کے سب علی کو اور جسوقت کہ خطبہ یوم جمعہ ہوا تو
بدل دیا آخر خطبہ سے سب علیؑ کو اور پڑھا اسمقام پر قول حق تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان
صحیح مسلم جلد دوم عن عامر ابن سعد ابن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ بن ابی سفیان سعدا
ما منعک ان تسب ابا تراب یعنے معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو کہ کونسی چیز تجھے مانع ہی سب
ابوتراب کرنے مین ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ بعد خلع خلافت امام حسنؑ کے معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور کل مسلمانون نے
اسکی بیعت کرلی تب سے اپنے عاملونکو لکھا کہ جو کوئی فضائل حضرت علیؑ و اہلبیت بیان کریگا اس سے
ذمہ بری ہی یعنے اسکے لیے امان نہین ہی پس خطیبون نے خطبون مین بالائے منابر علیؑ اور اہلبیت پر لعنت
کرنا شروع کردیا اسوقت اہل کوفہ کا نہایت سخت حال تھا اسلیے کہ وہان شیعہ بہت تھے معاویہ نے زیاد ابن
سمیہ کو وہانکا حاکم کیا وہ چونکہ زمانہ علی علیہ السلام سے شیعون کو خوب جانتا تھا انکے ہاتھ اور پیر کاٹے آنکھین
نکلوائین اور درخت مین سولی دیکر لٹکا دیا یہانتک کہ کوئی مشہور انمین سے باقی نرہا پھر معاویہ نے عاملونکو لکھا کہ
جس پر ثابت ہو جائے کہ وہ محب علیؑ و اہلبیت ہی اسکا نام دفتر سے کاٹ دو اور اسکا وظیفہ بند کردو پھر دوسرا
نامہ عمال کو یہ لکھا کہ ثبوت کا ذکر نہین جسپر تمکو اہلبیت کی محبت کا شبہہ ہو اسکو بلائے سخت مین مبتلا کردو اور گھر کھدوا دو

الغرض اس حالت مین شیعیان علیؑ گرفتار رہے حتّےٰ کہ جو شیعہ و محب علیؑ اپنے کسی دوست پر بڑا اعتبار رکھتا تھا اور وہ اُسکے مکان مین مخفی آتا تھا اور ملاقات مین رازداری کی بات بیان کرتا تھا اور اپنے ملازمین اور غلام وکنیز سے اپنے ڈرتا تھا اور سخت قسمین دیتا تھا کہ کسی پر اُسکا راز ظاہر ہونے نہ پاوے کہ سبب قتل اُس مومن کا ہوتا تھا یہانتک کہ جناب امام حسنؑ نے وفات پائی پس بہت زیادہ ہوا فتنہ اور فساد اور کوئی محب علیؑ کے نام سے نرہا مگر یہ کہ وہ خائف تھا اپنی جان پر یا جلا وطن ہو گیا تھا اور بعد شہادت امام حسینؑ عبدالملک بن مروان حاکم ہوا اُسنے اور زیادہ سختی کی اُس زمانہ کے اہل تقوے بغض علیؑ و اہلبیتؑ سے عبدالملک کا تقرب حاصل کرتے تھے اس بیان سے صاف ظاہر ہی کہ سنہ ۴۱ ہجری سے سنہ ۹۹ تک اٹھاون برس ہوئے جو ابتداء زمانہ خلافت عمر ابن عبدالعزیز تھا اور سنہ ۴۱ مین جو جناب امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا تو تمام ناکثین اور قاسطین اور جو مارقین سے چند اشخاص نہروان مین بچے تھے اُن سب نے دشمنی علیؑ و اہلبیتؑ کو مخفی پھیلایا سب ایک دل ہو گئے اس سبب سے کہ عثمان تو شہید ہو چکے تھے اُنسے تو معاد ضدے چکے تھے اور زمانہ معاویہ عروج پر تھا اُنکی دشمنی کا اظہار بخوف جان و مال و آبرو کر نہ سکتے تھے باقی رہے علیؑ اور اہلبیت علیہم السلام اُنکی تذلیل اور تنقیص کا موقع ہاتھ لگا تمام خوارج نہروان اور قاسطین و ناکثین آپسمین ایک ہو گئے اور دشمنی علیؑ و اہلبیتؑ پر کمر مستحکم باندھی اور اپنے آبا و اجداد کفار کا کہ از دست حیدر کرار قاتل کفار جہنم واصل ہوئے تھے عوض لینے پر آمادہ ہو گئے اور اس اٹھاون برس مین یہ نوبت پہونچی کہ صحابہ و تابعین ہلکہ کل مسلمان دشمن علیؑ و اہلبیتؑ کا اظہار کرنے لگے اگرچہ اُنمین اکثر محب خالص بھی تھے مگر بخوف جان اور آبرو اور ... پوشیدہ کرتے تھے اور اظہار محبت نکر سکتے تھے پھر اٹھاون برس تک فضائل اہلبیتؑ کون بیان کرتا مذہب اہلبیتؑ کیونکر رواج پاتا دین وکیش اُنکا کس طرح باقی رہتا حاصل مطلب یہ ہی کہ وصیت حضرت رسالت مآب کو کہ ہم ذکر کر آئے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے آخر حدیث مین فانظروا کیف تخلفونی اور اذکرکم اللہ فی اہلبیتی کو کیا خوب نباہا اور کیا اچھا سلوک کیا اہلبیتؑ سے جب اہلبیتؑ کی یہ حالت پہونچی کہ کوئی دقیقہ اُنکی ذلت و خواری کا چھوڑا نہین گیا جیسا کہ مذکور ہوا تو منجملہ اُنھین فتنون کے ایک یہ بھی امر خوشامد بنی اُمیہ و بنی مروان مین اگر ظاہر کیا گیا کہ علیؑ کے باپ یا آبائے رسولؐ مقبول سب کافر تھے تو کیا استعجاب کا مقام ہی اسواسطے کہ آبا و اجداد بنی امیہ کا کفر علی العموم ثابت ہی وہ اُنکی ذلت و خواری کا سبب تھا جب آبا و اجداد رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضے کافر مشہور کیے گئے تو وہ ... ذلت نرہی اور اُن خلفائے باغی وطاغی کی خوشنودی بھی ہوئی اور دیگر اصحاب بھی جایزہائے نہاں اور فائدہ ہائے کسنی سے محروم نرہے تاریخ الخلفا صفحہ ۱۹۸ مین ہی عبداللہ بن احمد بن حنبل قال سالت ابی عن علی و معاویہ فقال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش لہ اعداءہ عیبا فلم یجدوا فجاؤا الی رجل قد حاربہ و قاتلہ فاطروہ کیادا منہم عبداللہ ابن احمد ابن حنبل نے کہا کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے علیؑ اور معاویہ کے باب مین پس جواب دیا کہ جان تو بہ تحقیق دشمنان علیؑ بکثرت تھے اور عیب جوئی کرتے تھے اُنکی اور نہ ملتا تھا اُنکو کوئی عیب

پس گئے وہ لوگ اُس شخص کی طرف کہ جسنے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اُنسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ مین ایک قول امام غزالی سے نقل فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب زمانہ خلفائے راشدین کا ختم ہوا اور خلافت آگئی اُس قوم مین کہ جنکو کچھ استحقاق نہ تھا حتیٰ کہ علم فتاوی ور احکام کا بھی انکو نہ تھا پس وہ خلفا مضطرب ہو کر طالب اعانت فقہا سے ہوئے اور علما بطریق صحابہ عامل حدیث تھے بدون قیاس کے جب اُن علمانے دیکھا کہ عزت و دولت خلفا کی رضامندی مین ہی پس اُن علمانے خلفاء وقت کی خوشنودی کے واسطے قیاس کو دخل کیا کہ بحث و تقریر کو گنجائش ملے غرض یہ وہ قیاس ہی جو ناسخ نص سمجھا جاتا ہی اب ملاحظہ فرمایا جائے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ زمانہ خلافت عبد الملک بن مروان مین حکم تھا کہ پرہیز کیا جاوے محبت علیؑ سے اور اکثر محبان علیؑ مبتلا بعذاب شدید ہوتے تھے اُسی زمانہ مین امام زہری تابعی قاضی تھے اور دنیا [illegible] انھین کی ذات سے متعلق تھا اور امام زین العابدینؑ [illegible] کے زمانہ مین خانہ نشین تھے عبد الوہاب شعرانی جلد اول لواقح الانوار مین کہتے ہین کہ امام زہری کہتے تھے کہ دنیا مین چار عالم ہین ایک ابن المسیب مدینہ مین دوسرے حسن بصرہ مین تیسرے مکحول شام مین چوتھے شعبی کوفے مین زہری تابعی نہ کہہ سکے کہ امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ بھی عالم ہین زہری ان دونو اماموں کو عالم ہی نجانتے تھے اور انھین زہری نے کہ اول صدی ہجری اور زمانہ حکومت بنی مروان تھا احادیث جمع کیے اور لکھے یہ پہلی کتاب ہو علم حدیث ہی اسکے قبل علم حدیث مین کوئی کتاب نہ تھی پس زہری عہد عبد الملک مین کہ عہد و فضائل و مناقب علیؑ کیونکر جمع کرتے اور لکھتے اور اصحاب تابعین مین کون ایسا تھا جو حدیث فضائل اہلبیتؑ کا اظہار کرتا سوا اہانت و ذلت اہلبیتؑ کے اور کون ایسا تھا کہ جو مروج مذہب اہلبیتؑ ہوتا اور دین وکتب اُنکا رواج پاتا نام امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ تو زمرہ علما مین بھی شامل نہ کیے گئے اُنکے مذہب کو کون پوچھتا امام ابو حنیفہ سنہ ۸۰ھ زمانہ خلافت عبد الملک مین پیدا ہوئے اور امام شعبی و امام حماد زمانہ خلافت بنی مروان مین مجتہد تھے انھین دونو صاحبون سے امام ابی حنیفہ نے تحصیل علم کیا سنہ ۱۲۰ھ مین امام حماد کی وفات ہوئی اور ابتدا زمانہ اجتہاد امام ابو حنیفہ ہوا انکے زمانہ مین بھی امام جعفر صادقؑ موجود تھے مگر انھین ابو حنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا اور ظاہر بھی ہی کہ فقہ و حدیث اقوال اہلبیتؑ اور علیؑ اور اولاد علیؑ سے خالی ہی اور اگر کوئی حدیث یا کوئی مسئلہ ائمہ اہلبیتؑ سے منقول بھی ہی تو یا اُسکو قول ضعیف کر کے اوڑا دیا یا اُسکو اجتہاد اور رائے مقابل نص کہکر ساقط کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور امر دا انکا دشمن خاندان آل رسولؐ ہونا بالاتفاق ثابت ہی انھین کے زمانہ خلافت مین حدیثین جمع کی گئین فقہ مرتب ہوئی اور مذہب حنفی بھی شروع ہوا اور راویان حدیث بھی اکثر قبیلہ مروان کے لوگ ہین جو کربلا مین قاتلان امام حسینؑ کے شریک تھے اور جو شریک بھی نہ تھے تو اکثر دشمنان آل رسول تو تھی دوستداران آل مروان تھے اور یہ امر بھی مثل آفتاب کے روشن ہی کہ اگر خوشنودی خلفاء جور و فساد کی نہ کی جاتی تو احادیث کا جمع کرنا اور ترتیب فقہ کا موقع ہاتھ نہ لگتا کہ خلفاء وقت اگر بو سے محبت اہلبیتؑ پاتے تو نام و نشان بھی نہ [illegible] عہد و قضا پر معین کیے جاتے نہ اجتہاد کرنے [illegible]

موقع ہاتھ لگتا بلکہ مثل امام نسائی قتل کیے جاتے پس فقہ وحدیث مذہب اہلبیت اور دین وکیش اہلبیت سے بالضرور مخالف امور خلفا وقت کے مذہب کے موافق قرار پائے حاصل یہ ہی کہ جب آئمہ اہلبیت کا شمار علما مین بھی نہ کیا گیا بلکہ خاطی عاصی لعین لشتی مخالف نص عمل کرنے والے مقتول السیف جد امجد قرار پائے از علی ابن ابیطالب تا امام جعفر صادق کہ زمانہ امامت ابو حنیفہ رہا امام جاننا تو کیسا کوئی عالم بھی نہ جانا گیا تو جناب ابوطالب کا اسلام و ایمان کہان رہتا ہی اگر مذہب حنیفہ کے معتقد ہوتے تو مومن کہلاتے اب جناب ابوطالب کو کافر کہنا اُنکے کفر کی حدیثین بنانا خلفائے بنی امیہ اور مروانیہ و خوش کرنا عین ایمان قرار پایا اگر ان حالات کی تفصیل کی جائے تو ایک مطول تیار ہو اور اصل مطلب فوت ہو جائے لہذا ہم بروش اہل سنت وجماعت بہ نسبت صحابہ کبار کے کف لسان اور اغماض کر کے گفتہ را نگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ کیے دیتے ہین مگر تابعین اُن اصحاب کے جو اُنکے اقوال و افعال کی پیروی اور اتباع کرتے ہین کہ جو اہل سیر و تواریخ نے نقل کیے ہین جسکی نسبت شیخ عبدالحق صاحب نے تکملہ مین فرمایا ہی کہ قدر مشترک ازان بسر حد تواتر رسیدہ و بسر حد شہرت و تواتر معنوی رسیدہ اور پھر تحریر فرمایا کہ باطن را دشتے و خاطر را کدورتے دست وہد پس تابعین و تبع تابعین سے جو ایسے ایسے حرکات قولا اور فعلا ظہور مین آئے ان کی نسبت تو کف لسان اور کلمہ عدول اور اغماض و شنیدہ را ناشنیدہ اور گفتہ را ناگفتہ صادق نہ آئے گا اور تابعین اور تبع تابعین سے جو جو تقصیرین حفظ مراتب اہلبیت نبوی مین واقع ہوئین یقین ہی کہ اُنسے تو اغماض نکیا جانے مگر ہم روش سنت و جماعت کا حکم تابعین اور تبع تابعین پر بھی لگائے دیتے ہین اور بفرض محال کلمہ عدول بھی کیے دیتے ہین اور کف لسان بھی کرتے ہین مگر قاعدہ سنت و جماعت جو اخذ احادیث مین منقول ہی کہ فرقہ خوارج اور قدریہ اور شیعہ اور مرجیہ و معتزلہ اور اصحاب بدع و اہوا سے بھی آئمہ حدیث نے احادیث اخذ کیے ہین شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہین کہ مختار آنست اگر داعی باشد بدعت خود در مقام ترویج و تزیین آن حدیث قبول نکنند و اگر چنین نبود قبول کنند پس یہ ہی قاعدہ یہان بھی جاری رکھنا چاہیے کہ جو مشاجرات و محاربات مابین صحابہ واقع ہوئے اور آپس مین ایک دوسرے کی توہین و تذلیل مین احادیث و آیات بیان ہوئے مسموع نہون اور اسیطرح تابعین اور تبع تابعین اور علما دین بجہت خوشامد خلفائے جور و فساد بطمع جائزہ اپنے سنی در فائدہ اپنے ہنی توہین و تذلیل اہلبیت نبوی مین مصروف ہے اُنکے اقوال و احادیث جو مقام ترویج اور تزیین و تحزر و مباہات مین اُن خلفائے بنی امیہ اور بنی مروان کے وارد و صادر ہون قبول کیے نہ جائین اگرچہ وہ سب متصف بصدق لہجہ اور صیانت لسان اور تقوے اور ورع اور احتیاط کیون نہ ہون اس لیے کہ اگر پابندی اس قاعدہ کی نکیجائیگی تو کبھی یہ اقوال و احادیث منقولہ اصحاب معاویہ کو جو متصف بفتنہ باغیہ تھے اور دیگر معاونین و مصاحبان خلفائے امویہ اور مروانیہ کہ اکثر اُنمین اصحاب کبار رسول مختار بھی بالاتفاق تھے اہلبیت اور آل رسول پر سب و شتم کے مجاز ہو جائینگے اور کبھی باتباع اہلبیت وہ اقوال و احادیث منقولہ آل رسول اور اصحاب و معاونین علی اُن سب پر لعن و طعن کرنیکے مستحق ہو جائینگے اور یہ امر بالضرور محال ہی پس اب ہم جواب لاجواب فصل ثانی کا جو

احمد رضا خان نے تحریر فرمایا ہی لکھتے ہین و بہ نستعین قولہ فصل دوم اقول فصل دوم مین جو حدیث چہارم سیدنا عباس عم رسول اللہ سے صحیحین اور مسند امام احمد مین سے مذکور ہوئے ارشاد الساری و قسطلانی شرح صحیح بخاری جز ششم باب قصہ ابیطالب مین بایں اسناد مذکور ہی حدثنا مسدد ہو ابن مسرھد قال حدثنا یحیی بن سعید القطان عن سفیان الثوری انہ قال حدثنا عبد الملک بن عمیر حدثنا عبد اللہ ابن الحارث بن نوفل ابن الحارث بن عبد المطلب قال حدثنا العباس بن عبد المطلب قال للنبی صلعم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک و یغضب لک قال ھو فی ضحضاح من نار و لولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار یعنے مسدد نے یحیی سے اور اُنھون نے سفیان ثوری سے اور اُنھون نے عبد الملک ابن عمیر سے اور اُنھون نے عبد اللہ ابن حارث سے اور اُنھون نے حضرت عباس سے اس حدیث کو لیا ہی سفیان ثوری امام علم حدیث ہین ورع اور زہد مین مشہور اور آئمہ مجتہدین مین معدود ولادت انکی ۹۶ھ خلافت سلیمان ابن عبد الملک مین ہوئی اور وفات انکی ۱۶۱ھ خلافت مہدی مین ان سفیان ثوری نے عبد الملک ابن عمیر سے اس حدیث کو سنا ولادت عبد الملک ابن عمیر ۳۳ھ مین ہوئی جب سفیان ثوری سولہ برس کے ہوئے تو عبد الملک ننّے برس کے ہوئے کہ ۱۱۳ھ خلافت ہشام کی تھی اور یہ سن ابتداء بلوغ و رہاق کہلاتا ہی انتہا اسکی اکتیس سال ہی اور بائیسوین برس سے سن فتی اور سن رشد شروع ہوتا ہی تو سفیان ثوری کے بائیس برس کے سن مین عبد الملک ابن عمیر کا سن چھیانوے برس کا ہوا کہ ۱۲۰ھ ہجری تھی علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین اسطرح تحریر فرماتے ہین ثقۃ فقیہ تغیر حفظہ و ربما دلس پس سفیان ثوری کا عبد الملک ابن عمیر سے اخذ روایات کرنا اُنکے ۸۶ و ۸۷ برس کے سن مین کہ جس سن مین تغیر حفظہ و ربما دلس کے مصداق ہوچکے تھے نہایت حیرت خیز ہی اور پھر وہ روایت صحیحین مین امام بخاری اور امام مسلم کا نقل فرمانا اور بھی حیرت فزا ہی اور ایسی روایت پر اعتماد کرنا اور اُسکو صحیح جاننا سب سے زیادہ عجیب ہی کہ ایسے وقت کی حدیث مین کسی احتمال سے صحیح ہونیکی گنجایش ہی باقی نہین رہتی اس حدیث کو صحیح کہہ سکتے ہی نہین اس لیے کہ وجوہ طعن مین شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہین وجہ نہم سوء حفظ است و در اسکی تفصیل مین فرماتے ہین کہ سوء حفظ اگر لازم حال وے در جمیع اوقات عمر ویست گرد و حدیث وی معتبر نبود و این قسم را شاذ گویند بر راے بعض محدثین و اگر طاری و عارض شدہ بجہت عارضی مثل اختلال حافظہ بکبر سن یا ذہاب بصر یا فوات کتب این قسم را مختلط نامند پس عبد الملک ابن عمیر کے نسبت تو تغیر حفظہ و ربما دلس بھی ہی تو یہ حدیث مختلط بھی قرار پائے اور مدلس بھی اب آپ فرمائینگے کہ صحیحین مین تو موجود ہی تو ہم پہلے عرض کرچکے ہین کہ تسمیہ صحیحین کا بطریق تغلیب ہی ثانیاً ہم پہلے بقول علامہ ذہبی و ابن حجر عسقلانی وجہ بیان کرآئے ہین کہ امام بخاری کی عادت ہی کہ وہ ذکر علی کو ساقط کردیتے ہین اور وہ برگشتہ ہین اس سبیل سے پس جب وہ ذکر مناقب علی ساقط کرنیکے عادی ہین اور منحرف اور برگشتہ ہین اس سبیل سے تو بالضرور علی اور اُنکی اولاد اور اُنکے آبا و اجداد کی توہین اور تنقیص و تذلیل کے بھی عادی اور حریص ہونگے اور دلیل اسپر یہی حدیث مختلط اور مدلس کا اپنی صحیح مین وارد کرنا ہی لہذا صحیحین کی حدیث ہی اور کسی طرح صحیح نہین قرار پاسکتی ثالثاً ابن خلکان احوال عبد الملک ابن عمیر

اسطرح لکھتے ہین کان قاضیا علی الکوفۃ بعد الشعبی کہ قاضی کوفہ ہوئے بعد شعبی کے تخمینًا سن عبد الملک بن عمیر کا پچاس برس کا یا کچھ کم تھا کہ خلافت عبد الملک بن مروان کی ۶۵ھ سے ۸۶ھ تک رہی پھر ابن خلکان لکھتے ہین روی عن جابر ابن عبد اللہ ومن اخبارہ

انہ قال کنت عند عبد الملک بن مروان بقصر الکوفۃ حین جیئ براس مصعب ابن زبیر

فوضع بین یدیہ فرآنی قد ارتعدت فقال لی مالک فقلت اعیذک یا امیر المومنین

کنت بہذا القصر بہذا الموضع مع عبید اللہ ابن زیاد فرایت راس الحسین ابن علی بین

یدیہ فی ہذا المکان ثم انت فیہ مع المختار بن ابی عبید الثقفی فرایت راس عبید اللہ

ابن زیاد فیہ بین یدیہ ثم انت فیہ مع مصعب بن زبیر فرایت راس المختار فیہ

بین یدیہ ثم ہذا راس مصعب بن زبیر بین یدیک قال فقام عبد الملک من

موضعہ وامر بہدم ذالک الطاق الذی کنا فیہ وکان وفاتہ سنۃ ست وثلثین

ومائۃ وھو ابن مائۃ وثلث سنین روایت ہی جابر ابن عبد اللہ سے کہا عبد الملک ابن عمیر نے کہ مین قصر کوفہ مین عبد الملک ابن مروان کے پاس بیٹھا تھا اُسوقت سر مصعب بن زبیر کا لایا گیا اور آگے رکھا گیا اُسنے مجھے دیکھا در آنحالیکہ مین کانپنے لگا اُسنے مجھسے پوچھا کہ یہ کیا حال ہی تیرا مین نے کہا کہ پناہ مانگتا ہون مین تیرے واسطے خدا سے ای امیر المومنین کہ اسی مقام پر اسی قصر مین عبید اللہ ابن زیاد کے پاس بیٹھا تھا مین کہ دیکھا مین نے سر حسین ابن علی کو اسی مقام پر بعدہ اسی قصر مین مختار بن عبیدہ ثقفی کے ساتھ بیٹھا تھا پس دیکھا مین نے سر عبید اللہ ابن زیاد کا اسی جگہ پر پھر مین اسی قصر مین مصعب بن زبیر کے پاس بیٹھا تھا کہ سر مختار کو اسی مقام پر دیکھا مین نے اب یہ سر مصعب ابن زبیر تیرے سامنے آیا ہی عبد الملک ابن عمیر کہتے ہین کہ اُٹھ کھڑا ہوا عبد الملک ابن مروان اور حکم کیا کہ اس طاق کو منہدم کردو کہ ہم جسمین تھے اس بیان سے ابن عمیر کے صاف ظاہر ہی کہ عبید اللہ ابن زیاد کی مصاحبت مین سر امام حسینؑ کا تماشا کیا اور مصاحبت ترک نہ کی پھر رفاقت مختار مین سر عبید اللہ ابن زیاد کا مشاہدہ کیا اور ترک رفاقت اُنکی بھی نہ کی پھر مصعب بن زبیر کی معیت مین سر مختار کا نظارہ کیا اور معیت سے کنارہ نہ کیا پھر عبد الملک ابن مروان کی صحابیت مین سر مصعب ابن زبیر کی زیارت کی ورارتعاد وارتعاش تمام بدن مین پیدا ہوا اور خدا سے پناہ مانگنے لگے امیر المومنین عبد الملک ابن مروان کے لیے سبحان اللہ کیا محبت تھی عبد الملک ابن مروان کی کہ تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا اور حق تعالے سے دعا مانگنے لگے اور بدبختی مکان سے آگاہ کرکے انہدام قصر کرا دیا مگر جب سر سید الشہدا دیکھا نہ بدن مین رعشہ ہوا نہ زبان کی حرکت ہوئی نہ خدا سے پناہ مانگی بلکہ بطیب خاطر مصروف تماشا رہے ان ابن ابی عمیر نے فقط سر سید الشہدا دیکھنے کا اقرار کیا لیکن فقط سر ہی نہین دیکھا بلکہ تمام اہلبیت عصمت وطہارت کو سر برہنہ دربار عام مین مثل بندیان ترک ودیلم رسیمان بستہ کھڑا ہوا ذلت وحقارت سے اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھا اور ممکن ہی کہ تہنیت ومبارکباد دیا کیے ہونگے عبید اللہ ابن زیاد کو غرض وہ عبد الملک ابن مروان مذکور بھی

ہو چکا ہی کہ خاندان رسول کا دشمن تھا جس نے حکم دیا تھا کہ اتقا کرو محبت علی سے اور ابن تیمیہ کے ہاتھ پاؤن کاٹکر درخت مین لٹکا دیا تھا کہ محبت اہلبیت کی یہ سزا ہی اور علی ابن عبد اللہ ابن عباس کی کنیت ابوالحسن تھی عبد الملک ابن مروان نے کہا کہ نام اور کنیت کو اپنی بدل ڈالو مجکو اس نام سے اور کنیت سے عداوت ہی مین نہین چاہتا کہ اس نام اور کنیت سے کوئی شخص موسوم اور مکنی ہو چنانچہ ابن خلکان نے بھی اسی حوال کو اس عبارت سے لکھا ہی قال الحافظ ابو نعیم فی کتاب حلیۃ الاولیاء انہ قدم علی عبد الملک ابن مروان فقال لہ غیر اسمک وکنیتک فلا صبر لی علی اسمک وکنیتک فقال اما الاسم فلا واما الکنیۃ فاکنی بابی محمد فغیر کنیتہ وانتہی کلام ابی نعیم پھر ابن خلکان لکھتے ہین قلت انا وانما قال لہ عبد الملک ہذہ المقالۃ لبغضہ فی علی بن ابی طالب کرہ ان یسمع اسمہ وکنیتہ یعنے ابن خلکان کا قول ہی کہ عبد الملک ابن مروان نے بے شک بغض علی ابن ابیطالب سے یہ خواہش کی کہ سنا اسم وکنیت علی کا اُسکو کریہہ معلوم ہوتا تھا حاصل یہ کہ زمانہ خلفائے مروانیہ مین محبان اہلبیت پر جو جو سختیان گذری ہین بیان سے باہر ہی تاریخ ابو الفدا مین مرقوم ہی کہ سنہ ۱۲۱ و قیل سنہ ۱۲۲ مین زمانہ ہشام ابن عبد الملک کا تھا زید ابن علی بن حسین ابن علی ابن ابیطالب کو یوسف ابن عمر ثقفی نے شہید کیا زید کے ہمراہیون نے ان کی نعش کو مخفی دفن کر دیا یوسف ابن عمر نے سراغ لگا کر اُنکی قبر کو کھد وا کر سر زید شہید کاٹ کر ہشام کے پاس بھیجدیا اُس نے دمشق مین اُس سر کو لٹکوا دیا اور جثہ زید کو صلیب پر چڑھا دیا حتے کہ تین برس یا چار برس وہ سر لٹکا رہا اور بدن مصلوب سنہ ۱۲۵ھ مین ہشام مرا اُس وقت ولید خلیفہ ہوا اُسنے بدن مصلوب زید کو بلوایا حاصل یہ ہی کہ ابن عمیر کی وفات سنہ ۱۳۶ مین ہوئی اگر محبت آل رسول بھی ہوتی تو اسکو ظاہر نفرماتے مگر انکی سوانح عمری سے جو اوپر مذکور ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ محبت مروان تھی اگر اُنکے حفظ مین تغیر بھی نہ ہوا ہوتا اور تدلیس بھی نہ غالب نہ ہوتی اور علی ابن ابی طالب یا اُنکے باپ ابو طالب کو کافر کہتے اور حدیث وضع فرماتے تو انکو شایان تھا مگر ہم تو انپر بھی بروش سنت جماعت کف لسان کرکے کہتے ہین کہ یہ حدیث اُنھون نے اپنے امام عبد الملک ابن مروان کی خوشامد مین بطمع فائدہ ہائے سنی و جائزہائے سنی بیان فرمائی یہ حدیث کسی طرح قابل اعتماد نہین ہو سکتی کا خذ حدیث مین شرط ہی کہ خوارج اور روافض اور شیعہ اور اہل بدع و اہوا اگر ہون اور خود کے مذہب کی ترویج مین جو حدیث بیان کرین وہ قابل قبول نہین ہی کہ شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہین کہ اگر داعی باشد بہ بدعت خود و در مقام ترویج و تزئین آن بودہ قبول نکنند پس ویسا ہی یہان بھی تصور کرنا لازم و واجب ہی کہ اگر داعی باشد بطمع فایدہ ہائے ہنی و جائزہ ہائے سنی خود و در مقام خوشامد خلیفہ وقت باشد قبول نکنند پس یہ حدیث اگرچہ صحیحین اور مسند مین اور مسند امام احمد مین بھی مذکور ہے مگر قابل اعتماد اور قبول نہین ہو سکتی

قولہ حدیث پنجم صحیحین اور مسند مین ابو سعید خدری سے ہی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابو طالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح فی

ابو الفدا جلد ۱ ص ۲۱۳

فی النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ یعنے حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے سامنے
ابوطالب کا ذکر آیا فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ روز قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دیگی کہ جہنم میں پاؤں
تک کی آگ میں کر دیا جائیگا جو اُسکے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اُسکا دماغ جوش ماریگا یونس ابن بکیر نے حدیث
محمد ابن اسحق سے یوں روایت کی ہے یغلی منہ دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اُسکا بھیجا ابل کر پاؤں پر
گریگا عمدۃ القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وغیرہ میں امام سہیلی سے منقول ہے
الحکمۃ فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجملتہ الا انہ
استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصۃ لتثبیتہ ایاھما
علی دین قومہ یعنے ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل جزا مشاکل عمل دیتا ہے
ابوطالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا ملت کفر پر ثابت قدمی
نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا اسیطرح تیسیر شرح جامع الصغیر وغیرہ میں ہے **اقول** یہ حدیث بحکم صحیحین اور مسند
میں موجود ہے چنانچہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں حدثنا عبداللہ ابن یوسف
التینسی قال حدثنا بالجمع ولابی ذر حدثنی اللیث ابن سعد قال حدثنا بالجمع ولابی ذر
حدثنی ابن الہاد ہو یزید ابن عبداللہ ابن اسامہ ابن الہاد اللیثی عن عبداللہ بن
حباب الانصاری التابعی عن ابی سعید سعد بن مالک بن سنان الخدری انہ سمع
النبی ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح
من النار یغلی منہ دماغہ دوسری سند حدثنا ابراھیم ابن حمزۃ الزبیری الاسدی
المدنی قال حدثنا ابن ابی حازم عن سلمۃ بن دینار والدہ والدراوردی عبدالعزیز ابن
محمد عن یزید ابن الہاد لہذا الحدیث المذکور وقال تغلی منہ ام دماغہ وفی روایۃ
یونس عن ابن اسحق فقال یغلی منہا دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اس حدیث میں علامہ ابن
حجر عسقلانی نے احوال دراوردی اسطرح تحریر فرماتے ہیں عبدالعزیز ابن محمد بن عبید الدراوردی
ابو محمد الجہنی مولاھم المدنی صدوق کان یحدث من کتب غیرہ فیخطی قال النسائی
حدیثہ من عبیداللہ العمری منکر من الثامنۃ مات سنۃ ست او سبع وثمانین یہ
عبدالعزیز صدوق ہیں کتب غیر سے حدیث بیان کرتے ہیں پس خطا کرتے ہیں نسائی کہتے ہیں کہ حدیث انکی
عبیداللہ عمری سے منکر ہے طبقہ ثامنہ سے ہیں ۱۸۶ھ یا ۱۸۷ھ میں مرگئے جو زمانہ خلافت ولید ابن عبدالملک ابن
عبدالملک بن مروان کا تھا ابن ابی حازم سلمہ ابن دینار ۱۸۴ھ میں مرگئے یا کچھ قبل اسکے امام بخاری نے
عبدالعزیز ابن محمد کو کہ خاطی تھے ابن ابی حازم سے مقرون کرکے حدیث انکی اپنی صحیح بخاری میں درج فرمائی
خلافت عبدالملک بن مروان میں اُنھوں نے وفات فرمائی یہ وہ زمانہ دشمنان اہلبیتؑ کا تھا کہ محب اہلبیتؑ

قسطلانی جز ۶ صفحہ ۱۴۲ سطر ۲۲

قسطلانی جز ۶ صفحہ ۱۴۲ سطر ۲۰

تقریب التہذیب مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۲۲ سطر ۱۰

جن جن کے قتل کیے جاتے تھے اور بعض روایات سے تو ثابت ہوتا ہی کہ فرمایا تھا پیغمبر خدا نے کہ فرعون میری
اُمت کا ولید نامے ایک شخص ہوگا پس یہ ہی ولید ابن عبد الملک ابن مروان فرعون اُمت محمدی تھے اور
انھین خلفائے بنی مروان کے وقت مین ذلت و حقارت اہل بیتؑ و محبان اہلبیتؑ کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا گیا جسکو ہم مکرر ذکر کر چکے ہین پھر یہ حدیث منقولہ در اوردی اگرچہ متفرد ہی بغیرہ یعنے عبد العزیز
ابن ابی حازم سے بھی بیان فرمائی گئی صحیح و قابل احتجاج نہین ہو سکتی کہ اُن خلفائے جور و فساد اور
معاندین و خاذلین اہل بیتؑ کے وقت مین مذکور ہوئی ہی کہ جو نام علیؑ و اہل بیتؑ سننے سے بھی بیزار
تھے اور بغیر عداوت اہلبیتؑ و اظہار بغض علیؑ کوئی شخص مناصب جلیلہ اور فوائد و مراتب جمیلہ کا
مستحق ہوتا تھا یہ حال تو راویان حدیث کا ہی اب ختم اسناد ابو سعید خدری پہ ہی جنکا اسم مبارک سعد ابن
مالک ابن سنان ہی یہ بزرگوار بھی معتزلین بیعت مرتضوی سے جیسا ابو الفدا نے لکھا ہی اس مضمون کو
بھی ہم بصراحت بیان کر آئے ہین مگر زیادتی بصیرت کے واسطے مکرر عبارت ابو الفدا کو نقل کیے دیتے ہین
وہ عبارت یہ ہی بایعتہ الانصار الا نفرا قلیلا منہم حسان ابن ثابت وکعب
ابن مالک ومسلمۃ ابن مخلد وابو سعید الخدری ونعمان ابن بشیر ومحمد ابن مسلمۃ
وفضالۃ ابن عبید وکعب بن عجرہ وزید ابن ثابت وکان ہؤلاء قد ولاہم عثمانؓ
علی الصدقات وغیرہا وکذلک لم یبایع علیاً سعید بن زید وعبد اللہ ابن سلام و
صہیب ابن سنان واسامۃ ابن زید وقدامۃ ابن مظعون والمغیرۃ ابن شعبہ وسموا
ہؤلاء المعتزلۃ لاعتزالہم بیعتہ علی یعنے بعد شہادت عثمان و بیعت مہاجرین و انصار باجید گرا
قاتل کفار تھوڑے صاحبون نے اعتزال کیا بیعت علیؑ سے بقول ابو الفدا وہ لوگ معتزلی ہوئے پس یہ ابو سعید
خدری معتزلین مین سے تھے اعتزال کے معنے اہل لغت نے بہ یکسو شدن کے لکھے ہین اور قاموس مین
بھی عزلہ یعزلہ فاعتزلہ وانعزل و تعزل نحاہ جانباً فتنحی پس مطابق معنے لغوی جو لوگ بیعت
علیؑ کو چھوڑ کر ایک جانب ہوگئے اور بیعت علیؑ کو غمار فتنہ قرار دیا اور ناکثین و قاسطین مین جا ملے اور باوجود
اجماع حل و عقد اُنکے اجماع سے مخالفت کی وہ لوگ معتزلہ ہوئے اور راس و رئیس معتزلین ابو موسے
اشعری تھے کہ بمقابلہ امام حسنؑ کو فہ مین حدیث بیان فرمائی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد میرے فتنہ برپا ہوگا
اُسمین قاعد بہتر ہی قائم سے اور قائم بہتر ہی ماشی سے اور ماشی بہتر ہی راکب سے اور یہ امر متواترات سے
ہی کہ حضرت علیؑ و تابعین علیؑ باوجود ماشی و راکب ہونے کے متصف بجدال و قتال بھی ہوئے پس معنی
خود علیؑ اور تابعین اُنکے یعنے اصحاب حل و عقد جو شریک حضرت علیؑ ہوئے تھے بدترین فرق و حنا لین فرقہ
مین شمار کیے گئے یہی سبب عدم بیعت کا معین ہوا بہرحال اور تارکین بیعت علیؑ اور شامل ناکثین و قاسطین
[illegible]

اور واصل اُنکے شاگرد سے مشہور ہی کہ حسن بصری نے واصل کو کہا اعتزل عنا واصل فسمی هو واصحابه معتزلہ یہ اعتزال ثانوی ہی ورنہ فی الحقیقت تارکین بیعت علی معتزلہ اولی ہین اور جسطرح اعتزال ثانوی کی معتزلہ مخالف مذہب حسن بصری قرار پائے اُسیطرح معتزلہ اعتزال اولیکے بھی مخالف مذہب علی ہوئے پس تارکین بیعت علی کے روایات جو توہین و تنقیص و تذلیل علی مین ہون کسی طرح قابل قبول نہین ہوسکتین خصوصًا جب وہ راوی معتزلین اور مثل ناکثین اور قاسطین اور فرقہ باغیان وطاغیان مین محسوب ہون پس یہ ابوسعید خدری منجملہ اُن اصحاب کے ہین کہ ترک بیعت کرکے شام چلے گئے اور اہل شام کا اعتقاد بہ نسبت علی ابن ابی طالب کے مشہور اور کتب سیر و تواریخ وحدیث مین مسطور اور اسی رسالہ مین شمہ اُسکا مذکور ہوچکا ہی جنکے اکرام امام نسائی تک مقتول ہوگئے پس اگر وہ لوگ باعلان جناب امیر کو اور اہلبیت کو کافر کہین اور فقط جناب ابوطالب کو کافر کہین اور اُن کے کفر کی حدیثین وضع فرمائین تو نہ وہ قابل لوم ہین نہ وہ حدیثین قابل احتجاج ارباب صحیحین ورمسند ہین ہونا وہ بھی ہم بیان کرگئے ہین کہ ایک راوی اس کے دراوردی جو خاطی اور حدیث اُنکی منکر ہی اور ختم سند ابوسعید خدری پر ہوا اور امام بخاری کی عادت ہی کہ وہ ذکر علی کو قطع کردیتے ہین اور اس سبیل سے برگشتہ ہین پھر اگر اس حدیث کو بھی اپنی صحیح مین داخل فرمایا تو بھی قابل احتجاج نہین ہوسکتی اس مقام پر ہم معتزلین اولین کا ایک اعتقاد اور بھی عرض کردین علامہ شہرستانی تحریر فرماتے ہین فی الفریقین من اصحاب الجمل واصحاب صفین ان احدهما مخطئی لا بعینه وکذلک قوله فی عثمان وقاتلیه وخاذلیه قال احد الفریقین فاسق لا محالة کما ان احد المتلاعنین فاسق لا بعینه وقد عرفت قوله فی الفاسق واقل درجات الفریقین انه لا یقبل شهادتهما کما لا یقبل شهادة المتلاعنین یعنے اصحاب جمل کے دونو فریقون مین سے اور اصحاب صفین کے دونو فریقون مین سے ایک اُن دونونکا مخطی ہی لا بعینه یعنے ہم کسیکو معین نہین کرسکتے اسیطرح قول اُسکا ہی بہ نسبت عثمان کے اور قاتلین ورخاذلین عثمان کے کہ ایک اُن دونون کا لا محالہ فاسق ہی جیسا کہ احد المتلاعنین فاسق ہین اور اقل مدارج فریقین یہ ہی کہ اُن کی شہادت مقبول نہ ہو پھر بعد دو تین سطرون کے لکھتے ہین لو شهد رجلان من احد الفریقین مثل علی ورجل من عسکره او طلحه و زبیر لم یقبل شهادتهما یعنے دونون فرقون کے دو شخص مثل علی یا کوئی شخص لشکر علی کا یا طلحہ و زبیر کی عم گواہی مقبول نہین اور تارکین بیعت علی کا یہی عقیدہ تھا بہ نسبت علی کے اور یہی سبب ہوا ترک بیعت یا نکث بیعت کا اور وہ لوگ ملحق ہوئے عسکر طلحہ و زبیر سے یا شام جاکر اصحاب معاویہ ہوئے پس اُن کی شہادت بہ نسبت علی اور اہلبیت کے اور علی کے باپ ابوطالب کے کیونکر مقبول ہوسکتی ہی پس حدیث منقولہ ابوسعید خدری بہ نسبت جناب ابوطالب کے اگرچہ تمام صحاح ستہ مین کیون نہو مقبول نہین ہوسکتی عمدة القاری اور ارشاد الساری اور مواہب سے جو عبارت آپنے

نقل فرمائیے وہ آپکے مطلوب کی منافی اور ہماری موید بلکہ مثبت ایمان جناب ابو طالب ہے امام سہیلی کا قول
قول الحکمۃ فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ بجملتہ یعنے ابو طالب بہ تحقیق کہ تھے پیرو رسول اللہ
کے تمامہ چلنے تو آپ بیان کر آئے ہین کہ ابو طالب حامی و ناصر و معین و یار و کفیل تھے رسول اللہ کے اب امام
سہیلی نے اس حدیث کی شرح مین بصاف صاف فرما دیا کہ ابو طالب تابع رسول اللہ تھے بجملتہ اور اصطلاح محدثین
مین تابع اور تابعین مسلم اور مسلمین کو کہتے ہین اور اہل لغت خصوصا قاموس مین لکھی کہ تبع کفرح تبعا
بالتحریک وتباعۃ مشی خلفہ اور تبعہ ای لحقہ اور تابع بمعنی عاشق کے بھی ہین تو امام سہیلی
کی عبارت کے معنے یہ ہوئی کہ تھے ابو طالب پیرو تمامہ یعنے بتمامہ قدم بقدم رسول اللہ کے چلتے تھے اور ملحق
بہ رسول اللہ تھے اور عاشق رسول اللہ تھے پس جناب ابو طالب کا پیرو ہونا رسول اللہ کا یعنے قدم بقدم
رسول اللہ کے چلنا اور ملحق ہونا آنحضرت سے اور عاشق ہونا انکا اور مسلم ہونا انکا ثابت ہوتا ہے اب رہی حکمت
حکیم مطلق کہ جسکی سبب سے پاؤنپر عذاب مسلط ہوا جسکا سبب امام سہیلی نے ہنکر ثابتا القدم علی دین
قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ فرمایا اولا تو اس عبارت کا ترجمہ آپنے فرمایا کہ ملت کفر پر ثابت قدمی
نے پاؤن پر عذاب مسلط کیا دین قوم سے ملت کفر مراد لینا یہ آپ کی کمال عداوت ہے اسواسطے کہ ابتدای نزول
وحی سے تا بوقت ظہور دعوت عام کہ تین سال ہوگئے تھے اور آنحضرت نے دو مرتبہ طعام قلیل طیار کرایا
اور تمام بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور ابلاغ رسالت فرمائی اسوقت جناب ابو طالب نے فرمایا کہ ای محمد مجکو
کوئی امر تیری اعانت سے زیادہ محبوب نہین ہے اگر یہ سب قبول کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ورنہ مین
دین عبد المطلب پر ہون اور وہ حدیث جو آپ بحث آیہ انک لا تہتدی اور آیہ ما کان للنبی مین بیان
کر آئے ہین کہ جناب ابو طالب کا آخر ما کلمہم بہ علی ملۃ عبد المطلب تھا اور بعض روایات مین علی
ملۃ الاشیاخ فرمایا اور قسطلانی مین تحت حدیث ہذا امام سہیلی سے علی دین قومہ کے مقام پر علی دین
عبد المطلب موجود ہی پس جب تک آپ کفر جناب عبد المطلب اور تمام اشیاخ ابو طالب کا کہ وہ سب
اشیاخ رسول اللہ ہین ثابت نفرمائیے گا وہانتک علی دین قومہ سے ملۃ کفر مراد لینا آپکا کفر ثابت کریگا
جسکو ہم مکرر بیان کر چلے ہین اگر آپ دین قوم سے مراد گروہ موجودہ لین کہ جو اسوقت موجود تھے تو جواب
اسکا ظاہر ہے کہ کبھی جناب ابو طالب نے نہ اس گروہ سے کہا کہ مین تمہارے دین پر ہون نہ کسی دوسرے سے
اقرار کیا بلکہ جب فرمایا تو یہ ہی کہ مین دین عبد المطلب پر ہون پس یہ استقرار ثابت قدمی کا علی دین قومہ ثابت
ہو تو وہ دین عبد المطلب کہ دین ابراہیم تھا قرار پائے گا اور نیز حق تعالے نے
واتبع ملۃ ابراہیم فرما دیا اس بات پر جناب ختمی مآب بھی تھے پس ملت ابراہیمی کو ملت کفر خطاب کرنا
مخاطب کے کفر کی دلیل واضح ہے ثانیا حدیث چہارم اور پنجم کے ترجمہ مین آپ بیان کر آئے ہین کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ مین نے اسے سراپا آگ مین ڈوبا ہوا پایا تو اسے کھینچ کر پاؤن تک کی آگ مین کر دیا اور امام نے

حجر کے بیان سے آپ ثابت کر چکے کہ شفاعت یعنے پاؤن تک کی آگ مین کر دینا آنحضرت کی خصوصیت سے
ہوا اسی حدیث پنجم مین یہ عبارت بھی موجود ہی لعله تنفعه یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح پھر آپنے امام
سہیلی سے نقل فرمایا کہ اللہ عز وجل جزاء بشکل عمل دیتا ہی ابو طالب دین قوم پر ثابت قدم رہے اس سبب سے
پاؤن پر عذاب مسلط ہوا دیکھی حدیث صحیحین مین اور حکمت اللہ مین تعارض و تناقض موجود ہی کہ جب حق تعالی
نے ابو طالب کو جزا بشکل عمل دی تو پھر خصوصیت آنحضرت کہان رہے اور قول آنحضرت لعله تنفعه
شفاعتی نے کیا نفع بخشا اگر امام سہیلی کا مقولہ من باب المنطق فی حکمة اللہ صحیح ہی تو صحیحین کی دونون
حدیثین غیر صحیح اور اگر دونو حدیثین یعنے چہارم اور پنجم صحیح ہین تو قول امام سہیلی کا غیر معتبر ثالثاً استمر ثابت
القدم علی دین قومہ مین ثابت القدم استعارہ ہی اسواسطے کہ کفر و ایمان فعل قلب کا نام ہی جسکو ہم
بحث ایمان و کفر مین ثابت کر آئے ہین پس قلب کو ایک شخص تصور کیا جائے اور اُسکے جوارح فرض کیے
جائین اور کہا جائے استمر ثابت القدم تو عبارت کے معنے درست ہون اور استعارہ حدیث نبوی مین
بھی واقع ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا الفتنة نائمة لعن اللہ من ایقظها فتنہ کو ایک شخص تصور
کر کے متصف بہ نوم و یقظہ کیا اب فرمایئے کہ یہ کون سی حکمت ہی کہ فرضی قدمون کے عوض مین حقیقی قدمون پر
عذاب مسلط ہو اور فرضی قدمون کے ثبات پر اصلی قدم جو ابتدا سے انتہا تک حفاظت و حراست مین ثابت
رہے ہون اور ایک دم خدمت آنحضرت سے جدا نہ ہوئے ہون رات کو مثل پروانہ گرد آنحضرت پھرتے ہون
تمام شب قائم رہتے ہون کہ کوئی کافر گزند پہنچانے پائے آنحضرت کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر
چھپاتے پھرتے ہون اور تمام کفار عرب کے مقابلہ پر مرتے دم تک قائم رہین اُنپر تو عذاب مسلط ہو اور
فرضی پاؤن چین سے استراحت کرین سبحان اللہ کیا خوب حکیمانہ تحقیق ہی آپکی کیون نہ ہو حکمت حق تعالے
کو بھی آپنے لقواعد حکیمانہ ثابت کر دیا بیشک اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ حق تعالے جزا ہم شکل عمل دیتا ہی
اسی سبب سے جناب ابو طالب کے قدمون پر عذاب کو مسلط کیا واہ واہ کیا عالمانہ تحقیق ہی مگر اس تقریر سے
آپکی اور امام سہیلی کی عبارت سے صحیحین کی حدیثون کو خلعت فاخرہ موضوعیت بھی مل گئی رابعاً الفرض محال
الا انه استمر ثابت القدم الخ کو تسلیم بھی کر لین اور یہ بھی قبول کر لین کہ حق تعالے جزا ہمشکل عمل دیتا ہی
تو پھر جناب ابو طالب تابع تھے رسول اللہ کے الجملة اور جزا بسبب ثابت قدمی کے ہمشکل عمل دی گئی تو یغلی
منه دماغه حتی لیسیل علی قدمیه خلاف حکمت قرار پاتا ہی کہ تابع بالجملة مین دماغ مستثنے نہین کیا گیا
پھر بیگناہ دماغ کو کہ تابع رسول اللہ تھا ضحضاح نار نے کیون غلیان دیا کہ بیگناہ تھا اور بلکہ قدمونپر گر کر داخل
ضحضاح ہوا سبحان اللہ آپکی نظر حکیمانہ ہی کہ خیال مجنونانہ اور یہ کلام عالمانہ ہی کہ بیان وحشیانہ ثامناً امام سہیلی
کے کلام کو آپ سمجھے نہین کہ یہ احادیث جو صحیحین مین ہین امام سہیلی کو ظاہر لبظاہر رد کرنا ان حدیثون کا منظور
ہوا بہ سبب حفظ مراتب امام بخاری اور امام مسلم کے باتین وجہ امام موصوف نے حکیمانہ طور سے رد بھی فرمائی

اور موضوعیت بھی ثابت کردی بگوش دل اور بعقل سلیم سنیے اور سمجھیے فرماتے ہین کہ ان اباطالب کان تابعًا
لرسول اللہ بجملتہ اور یہ نہ کہا کہ ان اباطالب کان ناصرًا وحامیًا لرسول اللہ بجملتہ چونکہ امام
سہیلی کو اثبات اسلام و ایمان ابوطالب کرنا منظور تھا ورنہ اس حدیث کی شرح مین تابعًا نفرماتے کہ اصطلاح
حدیث مین تابع مسلم اور مسلمین واحد و جمع دونون کے واسطے مصطلح ہی اور اہل لغت نے تابع کے معنے عاشق قدم
باقدم چلنے والے اور پیرو کے لکھے ہین الا انہ استمر ثابت القدم علی دین قومہ استثنا کرکے فرمایا کہ
وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے دین پر اپنی قوم کے سبحان اللہ پہلے تو قدم باقدم رسول اللہ کے چلنے والے کہا اور
اب ثابت قدم دین پر اپنی قوم کے فرمایا غرض دین و ایمان فعل قلب کا نام ہی جیسے ہم بحث ایمان و کفر مین
ثابت کر آئے ہین پس اب اس قلب کو ابوطالب فرض کیا جائے اور کہا جائے کہ دونون قدم فرضی ابوطالب
کے اپنی قوم کے دین پر ثابت رہے تو معنے درست ہون اس مقام پر امام سہیلی نے استمر علی ملۃ الکفر
رقم نہ فرمایا کہ استمرار ملت کفر پر ثابت ہو جاتا اور حدیث صحیحین کی صحت کی دلیل ہوتی ور آپنے اپنی عادت جبلی
بیان بھی ترک نہین فرمائی قسطلانی شرح صحیح بخاری مین تحت منقول امام سہیلی علی دین عبدالمطلب لکھا ہی اور
آپ اُس مقام پر علی دین قومہ رقم فرماتے ہین اور معنے اُسکے ملت کفر لیتے ہین اور ان سب تحریفون کے بعد
کفر جناب ابوطالب ثابت فرماتے ہین یہ آپ نہین سمجھتے کہ امام سہیلی کی شرح ان صحیحین کی حدیثون کو موضوع بنائے
دیتی ہی غرض امام سہیلی بعد اُسکے فرماتے ہین فسلط العذاب علی قدمیہ لتثبیتہ ایاھما علی دین
قومہ یعنے دین قوم پر ثابت قدمی کے سبب سے قدمون پر حق تعالے نے عذاب مسلط کیا کہ خدا جزا ہمشکل عمل
دیتا ہی مراد امام سہیلی کی یہ ہی کہ ابوطالب کا عمل مومنین مرتکبین کبائر کا سا ہی ورنہ تمام تر عذاب کے مستحق ہوتے کہ
کفار کو تو شفاعت شافعین کی نفع نہین دیتی کہ حق تعالے و تنفعہم شفاعۃ الشافعین فرما چکا ہی
پس شرح کرنا امام موصوف کا معارض اور مضاد ہی حدیث صحیحین کی شرح تو جب ہوتی کہ یہ حکمت نہ بیان فرماتے
اور فسلط العذاب علی قدمیہ کے مقام پر فسلط علیہ غمرات النار لکن من برکتہ رسول اللہ و شفاعۃ
خرج منہا یعنے ملت کفر پر ہمیشہ رہنے کے سبب سے سراپا آگ مین داخل کیے گئے لیکن برکت رسول اللہ
سے اور اُنکی شفاعت سے غمرات نار سے نکال لیے گئے اور ضحضاح مین کر دیے گئے پس اگر اسطرح سے
رقم فرماتے تو شرح حدیث کی کہلاتی اور صحیحین وغیرہ کی حدیثین صحیح قرار پاتین مگر امام موصوف نے ان حدیثونکی
ردکی ہی اور اُنکی موضوعیت ثابت کی ہی آپ نہ سمجھین تو امام سہیلی کا کیا قصور فتدبرو تفہمو قولہ حدیث تمام
بزار اور ابو یعلی اور ابن عدی و تمام جابر ابن عبداللہ انصاری سے راوی ہین قیل للنبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم ہل نفعت اباطالب قال اخرجتہ من غمرات جہنم الی ضحضاح منہا یعنے حضور
اقدس سے عرض کی گئی کہ حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا فرمایا مین نے دوزخ کے غرق سے پاؤن تک کی
آگ مین کھینچ لیا امام عینی عمدۃ مین فرماتے ہین فان قلت اعمال الکفرۃ ہباءً منثورًا لا فائدۃ فیہا فانتم

هذا النفع من برکة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم وخصائصه اسکا بھی وہی مطلب ہی کہ ابو طالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس کی برکت سے ہوا ورنہ کافرون کے اعمال تو ہبا منثورا ہوا کرتے ہین اور اُنکے ہوئے **اقول** حدیث ششم اور پنجم اور چہارم مین کوئی فرق زیادہ نہین ہی اور وہ سب بتشریح امام سہیلی بحکمتہ اللہ تعالے بفضل حق تعالے ہبا منثورا ہوگئین باوجودیکہ صحیحین اور مسند سے منقول تھین بلکہ اُنھین حدیثون سے مسلم و مومن و تابعین سے ہونا جناب ابو طالب کا ثابت ہوچکا اور رد و منسوخ ہوگئین تو اب اس حدیث ششم کی ردکی حاجت نہین رہی کہ خود راویان حدیث ہذا یا مجہول الحال ہین یا ضعفا مین سے ہین کما قال الامام البخاری بن عدی جماعة من الضعفاء مجہولون بالروایات علیه علی ان فی حدیثهم بعض ما فیه اور علامہ ابن حجر نے کہا ابن عدی بن الکندی شیخ لعیسی ابن یونس لم یسمع ولا یعرف حاله اور اسی طرح ابو یعلی بھی صدوق ہین تکلم فیهم ثانیاً جو علامہ ابن حجر نے رقم فرمایا ہی اور امام عینی نے عمدہ مین جو فرمایا قلت هذا النفع من برکة رسول الله وخصائصه اولاً تو قول امام سہیلی جو اوپر مذکور ہوا وہ معارض و مضاد کلام امام عینی ہی اور ایک دوسرے کی رد کے لیے کافی ہی نہ امام سہیلی کا کلام قابل استدلال ہی نہ امام عینی کا بیان منفعت بخشتا ہی ثانیاً اسنی المطالب مین جسکا ترجمہ محبوب الرغائب ہی قول برزنجی اسطرح مذکور ہی فان قلت اثبت العلماء نوعاً من الشفاعة للکفار وجعلوا ذلك خصوصیة لنبینا ومثلوا ذلك بشفاعة لابی طالب وهی التخفیف من عذابه یعنے اگر تو کہے کہ علما نے ایک قسم کی شفاعت کفار کے واسطے بھی ثابت کی ہی اور اسکو ہمارے نبی کا خاصہ قرار دیا ہی اور اُسکی تمثیل مین شفاعت کرنا آنحضرت کا ابیطالب کے لیے اور تخفیف عذاب ہونا بیان کرتے ہین اُسکا جواب چند سطرون کے بعد یون دیتے ہین کہ فلیس مستثنی من قوله تعالی فما تنفعهم شفاعة الشافعین ولا مخصصاً لعموم الآیة فهی باقیة علی عمومها ولیس عندهم مثال آخر یمثلون به بشفاعة لاحد من الکفار غیر ابیطالب فان کان لهم دلیل آخر فلیبینه حتی ننظر فیه یعنے قول خدا مین استثنا نہین ہی اور کوئی تخصیص بھی نہین ہی اور آیہ اپنے عموم پر موجود ہی اور اُن علما کے پاس کوئی دلیل بھی نہین ہی کہ بہ نسبت کسی کافر کی شفاعت نبی کی مثال دین پس اگر اُنکے پاس کوئی دوسری مثال یا دلیل ہو تو بیان کرین کہ ہم اُسمین نظر کرین فتدبر بلکہ احادیث متعددہ صحیحین اور دیگر صحاح مین موجود ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا نے شفاعتی لاهل الکبائر لمن لم یشرك بالله شیئاً یعنے میری شفاعت اُن اہل کبائر کے لیے ہی کہ جس نے خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہو اور یہ لام لمن کا اختصاص کے واسطے آیا ہی مثل لام الحمد کے یعنے میری شفاعت مخصوص ہی اہل کبائر کے ساتھ امام احمد و طبرانی و ابن ابی شیبہ نے ابی موسی اشعری سے روایت کی ہی قال قال رسول الله انی خبأت شفاعتی وجعلتها لمن مات من امتی لا یشرك بالله شیئاً یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین نے اپنی شفاعت اُس شخص کے ساتھ

مخصوص کی ہی کہ جسنے میری اُمت مین سے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو وفی روایۃ لابی یعلی وابی نعیم
عن ابی ذر وھی نائلۃ منہم ان شاء اللہ تعالیٰ من لم یشرک باللہ شیئا یعنے میری شفاعت
اُنکو پہنچیگی کہ جنھون نے شرک نہ کیا ہو اللہ کے ساتھ روایت کیا اُسکو احمد نے اپنی مسند مین اور ابو داؤد اور
نسائی اور ابن حبان نے اور حاکم نے انس ابن مالک سے مستدرک مین اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر
مین ابن عباس سے اور خطیب نے ابن عمر سے اور کعب ابن عجرہ سے اور اوسط مین بسند حسن ابو سعید
خدری سے قال قال رسول اللہ انی خبات شفاعتی لامتی وھی بالغۃ ان شاء اللہ تعالیٰ
من مات لا یشرک باللہ شیئا یعنے مین نے اپنی شفاعت کو اپنی اُمت کے لیے موخر رکھا ہی کہ وہ انشاء اللہ
اُس شخص کو پہنچیگی کہ جو بوقت موت مشرک باللہ نہو مناوی نے تیسیر مین جو شرح ہی جامع صغیر کی فرمایا
شفاعتی مین اضافت بمعنے الف لام عہد کے ہی شفاعتی وہ شفاعت جسکا حق تعالےٰ نے مجھسے وعدہ کیا ہی
پس ان احادیث سے صاف صاف ثابت ہی کہ شفاعت ہمارے پیغمبرؐ کی مخصوص اہل کبائر سے ہی اور بقول
برزنجی لمن جو احادیث مین آیا ہی تو اُسکا لام مثل لام الحمد کے ہی اور تفسیر جامع البیان سورہ نسا مین تحت
قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لکھتے ہین لا یغفر لعبد لقیہ
مشرکا ویغفر ما دون الشرک صغیرا وکبیرا لمن یرید تفضلا یعنے بخشیگا اُس بندے کو
جو ملاقات کرے اپنے خالق سے درحالیکہ مشرک ہو اور ماسوائے شرک اپنے فضل و کرم سے بخشیگا جسکو
چاہیگا خواہ وہ گناہ کبیرہ ہون یا صغیرہ حاصل یہ ہی کہ جب اہل شرک کی مغفرت ہی نہ ہوگی تو پھر وہ تحت شفاعت
کیونکر داخل ہوسکتے ہین کہ ہر عذاب مقابل ذنب ہی جب تک اُس ذنب کی مغفرت نہ ہوگی عذاب مرتفع نہ ہوگا
اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ شرک لائق مغفرت ہی نہین ہی اور بنص کلام مجید شفاعت شافعین کچھ نفع نہ دیگی تو
اب کہنا کہ یہ شفاعت مخصوص ہی اور خصوصیات سے ہمارے پیغمبرؐ کے ہی دعوائے بے دلیل ہی ثالثا
بالفرض یہ برکت رسول اللہ شفاعت آنحضرتؐ نے اگر نفع دیا اور وہ خصوصیات و برکت آنحضرتؐ سے
قرار پایا تو وہ عذاب جو مقابلہ ذنب تھا مرتفع ہوا پس وہ ذنب اُس مبارک لڑکا ذنب ہی نہ رہا بلکہ قابل مغفرت
قرار پایا اور اُسی برکت رسول اللہ نے درک اسفل سے کہ جو مقام کفار و مشرکین کا تھا نکال کر داخل ضحضاح کیا
اور ضحضاح گنہگاران اُمت محمدیؐ کا مقام ہی تو ابو طالب شامل اُمت محمدیؐ ہوئے اور روز قیامت آنحضرتؐ
بالضرور اپنی اُمت کے گنہگارون کو سجین سے نکال کر داخل جنت کرینگے تو ابو طالب کو بدرجۂ اولےٰ
داخل جنت کرینگے یہ جواب ہمارا اُسوقت مین ہی کہ ہم امام عینی کے اجتہاد مقابلہ نص کو قبول کرین اور تسلیم
کرلین ورنہ فی الحقیقت تو قولہ تعالیٰ لا تنفعھم شفاعۃ الشافعین فائدہ عموم کا دے رہا ہی وکذلک
لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک پھر کس طرح ممکن ہی کہ امام عینی کا قول معتبر سمجھا جائے اور
اور نیز سورہ زخرف مین حق تعالےٰ فرماتا ہی ان المجرمین فی نار جھنم خالدون تفسیر جامع البیان مین ہی

کہ مجرمین یعنے کفار کے ہی اور معالم التنزیل میں مجرمین یعنے مشرکین ہی یعنے کفار و مشرکین ہمیشہ جہنم مین رہینگے
لا یفتر عنھم وھم فیہ مبلسون فاتر لغت مین سست و ناتوان کو کہتے ہین مفسرین نے لا یفتر کی تفسیر
لا یخفف ولا ینقص کے ساتھ کی ہی یعنے نہ خفیف ہونگے اور نہ کم ہونگے عذاب اُنسے اور وہ لوگ اُس مین
خاموش اور مایوس ہونگے ناامید ہوکر وما ظلمناھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون حق تعالے فرماتا ہی
کہ اُن لوگون پر ہم نے ظلم نہین کیا لیکن وہ ہی لوگ اپنے نفسون پر ظلم کرنیوالے ہین پھر حق تعالے سورۂ نور مین
فرماتا ہی والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ
شیئا یعنے جو لوگ کفر کرتے ہین اعمال اُنکے مثل سراب کے ہین صحرا ہموار مین کہ گمان کرتا ہی اُسکو پیاسا کہ وہ پانی
ہی یہانتک کہ جب پہنچتا ہی اُس تک تو نہین پاتا اُسکو کوئی شی اور سورۂ فرقان مین حق تعالے فرماتا ہی وقدمنا
الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ان سب آیات مین جو حکم محکم حق تعالے نے فرمایا ہی اعم ہی
نہ کہین استثنا کیا ہی نہ کسی جگہ کوئی خصوصیت ہی اور تکرار حکم فائدہ تاکید کا دیتی ہی کہ کفار و مشرکین کے عذاب مین
تخفیف اور کمی نہ ہوگی بلکہ ناامید کرتا ہی کفار و مشرکین کو اور سورۂ زمر مین حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی ولقد
اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین یعنے
ہر آئینہ تحقیق کہ وحی کی گئی تیری طرف اور اُن لوگون کی طرف جو تجھسے قبل گذرے ہین یعنے انبیا و رسل
کے اگر تو شرک کریگا یہ خطاب مفرد اس مقام پر باعتبار ہر واحد کے ہی تو البتہ گر جائینگے عمل تمھارے اور ہو جاؤگے
خاسرین سے کیسے اس آیت مین تو خاص کر خطاب ہمارے پیغمبر اور پیغمبران سلف سے ہی کہ ای حبیب ہمارے تمکو
بھی وحی کی جاتی ہی اور تمھارے قبل جو انبیا گذرے اُنپر بھی وحی نازل کی کہ اگر شرکت کروگے تو عمل تمھارے
گر جائینگے اور تم خسران آخرت کے مستحق ہو جاؤگے مفسرین نے تفسیر اسکی اسطرح کی ہی کہ خطاب فرمایا حقتعالے
نے انبیا علیہم السلام سے تادیبا یعنے یہ خطاب ادب سکھاتا ہی انبیا کو یا برانگیختہ کرتا ہی اُنکو یا ناامید کرتا ہی کافرون کو
یا ہدایت اور ڈراتا ہی اُمت کو یا خطاب ہی انبیا سے اور مراد اُمت اُنکی ہی بہرحال آیات مذکورہ مین کفار و
مشرکین کی عدم نجات اور مخلد ہونا فی النار اور عدم تخفیف عذاب اور عدم مغفرت اور عدم منفعت شفاعت
شافعین کی ہی اور اُن مین نہ کسیکا استثنا ہی نہ کسی کی تخصیص ہی اور اس آیہ مین خطاب ہی ہمارے پیغمبر سے
اور خبر ہی پیغمبران سلف کی کہ اُنسے بھی یہی خطاب ہوا ہی کیا کوئی مسلم کہسکتا ہی کہ معاذ اللہ کسی پیغمبر سے
اگر شرک صادر ہوتا تو حق تعالے اُسے خاسرین مین شمار نہ کرتا [illegible] قطعیہ مین اگرچہ ایسے اُمور بہ نسبت انبیا
علیہم السلام کے محض محالات کے ہین حق سبحانہ تعالے نے [illegible] انبیا و مرسلین کو برانگیختہ کیا ہی اور سمجھایا ہی
کہ شرک وہ گناہ عظیم ہی کہ اگر تمام عمر ہدایت خلق کرو اور منصب نبوت کو بجا لاؤ مگر شرک سب اعمال کو برباد [illegible]
[illegible] شرک کو کوئی عمل [illegible] آئیگا تا کہ انبیا سب [illegible] اور [illegible] اہلبیت کی شفاعت [illegible]
[illegible] کہ شرک [illegible] گناہ عظیم ہی کہ بعوض صدور شرک انبیا بھی خاسرین [illegible] سے ہو جاوینگے [illegible]

ان نصوص قطعیہ سے مستثنا ہو سکتے ہین اور جو اقوال مخالف ہین ان نصوص کے کیونکر مقبول ہو سکتے ہین او
یہ کہنا کہ ہذا النفع من برکۃ رسول اللہ وخصائصہ دعواے بے دلیل در مخالف تنزیل اور
اجتہاد بمقابلہ نصوص اے جلیل ہی رہا اوجو حدیثین آپ نے صحیحین اور غیر صحیحین سے نقل فرمائین کہ
فرمایا رسول خدا نے ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار اور فرمایا وجدتہ
فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح اور فرمایا اخرجتہ من غمرات جہنم الی ضحضاح منہا
ان سب حدیثون مین نہ ذکر شفاعت ہی نہ ذکر قیامت اور بالاتفاق زبان درخلائق ہی کہ جناب رسالتمآب صلعم
شافع روز جزا ہین اور دار دنیا مین بشیر و نذیر ہین پس اگر ان سب حدیثون کو تسلیم بھی کرلین اور بالفرض
محال صحیح بھی مان لین تو بھی ہمارے واسطے وہ سب دلیلین ہین اور آپ کو کوئی نفع نہین دیتین کر فرمانا
پیغمبر کا ابو طالب کو کہ ھو فی ضحضاح کہ وہ ضحضاح مین ہین اور ضحضاح مقام ہی عصاۃ مومنین کا تو جناب ابو طالب
عصاۃ مومنین مین شامل ہوے لولا انا لکان الخ یعنی اگر مین نہوتا تو درک اسفل نار مین ہوتے جو مقام کفار
و مشرکین کا ہی حاصل معنی یہ ہین کہ ابو طالب مومن ہین اگر مین نہ ہوتا یعنی اگر مین ہدایت نہ کرتا تو کافر و مشرک
ہوتے اور مستحق درک اسفل نار کے ہوتے اور فرمایا وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح
یعنی پایا تھا مین نے ابو طالب کو مستحق غمرات نار کا بسبب انکے کفر کے پس نکال لیا مین نے انکو طرف ضحضاح
کے یعنی مین نے ہدایت کی ایمان کی اور وہ ایمان لائے اس سبب سے وہ اب عصاۃ مومنین مین شامل
ہین اور حدیث ششم جو آپ نے رقم فرمائی اس مین بھی اخرجتہ من غمرات جہنم الی ضحضاح منہا ہی پس
ھو فی ضحضاح واخرجتہ اور وجدتہ جو ان احادیث مین مذکور ہوے دلالت کرتے ہین معنی خبر
اور مخبر یا ماضی پس ھو فی ضحضاح یعنی وہ ضحضاح مین ہی یہ خبر ہی اگر یہ حدیث صحیح سمجھی جاوے
تو خبر ہی مخبر صادق کی کہ محتمل صدق و کذب نہین ہو سکتی حالانکہ دوسری حدیث سے ضحضاح مین ہونا بعنوان شک
وارد ہوا ہی اور وہ بھی زمان آئندہ مین چنانچہ حدیث پنجم مین جو صحیحین اور مسند سے منقول فرمائی ہی جو وارد ہی
کہ فرمایا رسول خدا نے لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح یعنی مین امید کرتا ہون
کہ یوم القیامۃ میری شفاعت انکو نفع دیگی پس وہ ضحضاح مین کردی جاوینگی اب فرمائیے کہ احادیث مذکورہ
بالا صحیح ہین یا یہ حدیث صحیحین اگر دونون مضمون ان حدیثون کے صحیح ہین تو وہ کونسا غمرات ہی جہان سے
آنحضرت نے ابو طالب کو نکالا اور وہ کونسا ضحضاح ہی جہان داخل کیا اور اس خروج و دخول کی کیا علت ہی
اور یوم القیامہ بشفاعت نفع رسانی کی جو امید فرمائی ہی کہ وہ ضحضاح مین کردیے جاوینگے وہ کونسا ضحضاح ہی
اور اگر وہ ضحضاح مین ہین اور غمرات سے نکل چکے تو امید تحصیل حاصل کی قرار پاتی ہی اور ایسی نسبت دینا
ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے مصداق کو ناسب کے کفر کی دلیل ہی اور فی الحقیقت حدیث
پنجم ان حدیثون کی مخالف اور متضاد ہی کہ حدیث پنجم مین خبر ہی کہ یوم القیامۃ شفاعت ختمی مرتبت صلعم

نفع دیگی اور وہ ضحضاح [illegible] مین کر دیئے جاوینگے اور ان حدیثون مین وقوع نسبت تا قصر [illegible]
مفہوم ہوتا ہی کہ نسبت [illegible] اور دخول فی الضحضاح کے فی الواقع اور نقیض [illegible]
ہوجاتا اگرچہ نقیض اسکی [illegible] بقت نسبت لا وقوع کا اذعان حاصل [illegible] غمرات سے
نکالے گئے ضحضاح [illegible] غمرات مین داخل کیے گئے تھے پس حدیث [illegible]
انہ لما لعلہ کے منجملہ تصورات [illegible] ہین کہ بمنزلہ اخبار اور انتساب کے [illegible] اور متعلق [illegible]
اور آپس مین تضاد رکھتے ہین اس سبب سے درجہ عمل سے ساقط اور قابل اعتبار نہین [illegible]
سے آپ نے [illegible] جناب ابو طالب کا اور نکلنا انکا غمرات سے اور ان حدیثو [illegible]
شفاعت [illegible] صلعم کا قرار دینا ثابت فرمایا کبھی تو آپ بحدیث صحیحین ثابت فرماتے ہین کہ شفا
آنحضرت صلعم دخل ضحضاح کر دیے جاوینگے اور کبھی دلیل لاتے ہین دیگر احادیث سے کہ غمرات سے ابو طالب کو
پیغمبر صلعم نے نکال لیا اور ضحضاح مین داخل کر دیا اور وہ ضحضاح مین ہین پس وہ کونسا ضحضاح ہی جس مین
روز قیامت بشفاعت آنحضرت داخل کیے جاوینگے اور وہ کونسا غمرات ہی جہان سے نکالا اور کونسا ضحضاح
ہی جہان داخل کیا اور کس ضحضاح مین ہین یہ حدیثین خود آپس مین مخالف اور متضاد ہین ایک کا ثبوت دوسرے
کی رد کے لیے کافی ہی اور نقیض انکی صحیح اور صادق اور امام سہیلی کا مقولہ جو مین [illegible] مذکور
ہوا کہ یہ عذاب بمقابلہ ذنب ہوتا ہی اور ابو طالب بشفاعت و برکت آنحضرت درک اسفل نار سے نکالے گئے
یا نکالے جاوینگے تو وہ عذاب جو بمقابلہ ذنب تھا مرتفع ہو گیا یا ہو جائیگا پھر دخول ضحضاح کی کیا علت قرار
پائی کہ ضحضاح تو بمقابل ذنب بعض مومنین مرتکبین کبائر کے ہی نہ بمقابلہ ذنوب کفار و مشرکین حاصل یہ ہی کہ جو
مصداق ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم کے ہون وہ ان احادیث کو کیا سمجھین بفرض
صحت احادیث مذکورہ معنی لطیفت اور مفہوم انکا یہ ہی کہ فرمایا جناب پیغمبر برحق صلعم نے وجدتہ یعنی پایا تھا
مین نے ابو طالبؑ کو مستحق غمرات نار کا فاخرجتہ پس نکال لیا مین نے انکو غمرات سے بسبب اپنی ہدایت کے یعنی
مین نے انکو ہدایت کی اور وہ ایمان لائے اب کوئی حالت منتظرہ ابو طالبؑ کے لیے باقی نہین رہی وہ کفر
سے نکل چکے لولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار یعنی اگر مین نہ ہوتا تو ابو طالب درک اسفل نار مین
ہوتے اور الی ضحضاح جو ان احادیث مین ہی اول تو کوئی علت ضحضاح مین داخل کرنے کی نہین پائی جاتی
اور ضحضاح مقام ہی عصاۃ مومنین اور مرتکبین کبائر کا کہ جو طبقہ فوقانیہ ہی جہنم کا اور لغت مین ضحضاح اس
زمین نرم کو کہتے ہین کہ جس مین پانی اور مٹی ملا ہوا ہو یعنی کیچڑ ہو کر وہ ٹخنون تک پہونچے پس اس مقام سے
کوئی طبقہ فوقانیہ مفہوم نہین ہوتا اس لیے کہ بعض روایات مین وارد ہوا ہی البس نعلین من النار
فصارت لا تغطی ظہور رجلیہ اور بعض دیگر مین ہی ماست لا انحت قدمیہ یعنی دو نعلین آتش
پہنائی گئین کہ پشت پا کھلی رہی اور بعض مین ہی کہ مس کیا آگ نے مگر ابو طالبؑ کے تلوون کو پس

اس طبقہ سے بڑھ کر کونسا طبقہ فوقانیہ ہی اور یہی طبقہ تو فاسقین عصاۃ مومنین کا ہے [illegible] میں
داخل ہونا جناب ابوطالب کا فرض کیا گیا اور عصاۃ مومنین کی شفاعت آنحضرت سے جو منصوص ہے کہ وہ ضرور
داخل جنت کیے جاوینگے تو جناب ابوطالب بالضرور داخل جنت [illegible] ابوطالب
[illegible] حیدرآباد میں لکھتے ہیں قد صح ایضا هذه الطبقة [illegible]
منطفی نارها وتصفق بالریح ابوابها وینبت فیها الجرجیر [illegible] تحقیق [illegible]
[illegible] عصاۃ امت کے یہ طبقہ بجھ جائیگا اور ہوا اسکے دروازوں [illegible] اور دنیا
جرجیر اس میں اگ آئیگی پس جب یہ طبقہ طبقہ ہی نہ رہیگا [illegible] تو جناب ابوطالب اس میں
[illegible] سکتے ہیں بالضرور جناب ابوطالب داخل جنت کیے جاوینگے حدیث ششم میں قول آنحضرت [illegible]
[illegible] ہی اور حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے [illegible] پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ
[illegible] میری شفاعت نفع دیگی [illegible] تو شفاعت شافعین بھی
[illegible] پس کسی طرح جناب ابوطالب کفار و مشرکین میں شامل [illegible] جناب [illegible] تمام
[illegible] حاصل ہی اور جناب ابوطالب مستحق شفاعت آنحضرت ہیں اور شفاعت آنحضرت مخصوص ہی عصاۃ
مومنین سے پس جناب ابوطالب شامل ہیں عصاۃ مومنین میں اور اسی حدیث صحیح میں ہی فجعله فی ضحضاح
یہ قول آنحضرت بھی دلالت کرتا ہی کہ ابوطالب [illegible] پیغمبر خدا نے جعله فی ضحضاح نہیں
فرمایا جس سے خلود فی الضحضاح لازم آئے پس بالیقین جناب ابوطالب بشفاعت آنحضرت داخل جنت
ہونگے **قوله** حدیث ہفتم طبرانی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی سے راوی ہیں ان الحارث ابن هشام
اتی النبی یوم حجة الوداع فقال یا رسول اللہ انک تحث علی صلة الرحم والاحسان الی الجار
وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المساکین وکل ذلک کان یفعله هشام بن المغیرة
فما ظنک به یا رسول اللہ فقال رسول اللہ کل قبر لا یشهد صاحبه ان لا اله الا اللہ فهو
جذوة من النار وقد وجدت عمی ابا طالب فی طمطام من النار فاخرجه اللہ لمکانه منی و
احسانه الی فجعله فی ضحضاح من النار یعنی حارث ابن ہشام نے روز حجة الوداع حضور اقدس
سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور ان باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک
ہمسایہ سے اچھا برتاؤ یتیم کو جگہ دینا مہمان کو مہمانی دینا محتاجوں کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب
کام کرتا تھا تو حضور کا اسکی نسبت کیا گمان ہی فرمایا جو قبر کہ جسکا مردہ لا اله الا اللہ نہ کہتا ہو وہ دوزخ کا
انگارہ ہی اور تحقیق کہ پایا میں نے اپنے چچا ابوطالب کو سر سے اونچی آگ میں [illegible] میری قرابت اور خدمت
کے باعث سے اللہ تعالی نے انھیں وہاں سے نکال کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا **اقول** اولاً یہ
حدیث حارث ابن ہشام ابن مغیرہ ابن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم ابو عبد الرحمن المکی سے ہی آپ نے

بعد اوت جناب ابوطالب طبرانی اور ام سلمہؓ پر اختتام و اقتصار فرمایا مگر حدیث نے خود گواہی دی کہ
ناقل خائن ہی ختم اسناد حارث ابن ہشام بن مغیرہ پر ہی اور یہی حدیث خود پکار پکار کر تصدیق کر رہی
ہی کہ حارث وہ رضی اللہ ہین جنھون نے اپنے باپ مشرک کی مدح کی اور پیغمبر خدا سے فاظلک سے
خطاب کیا اُسکا جواب رحمۃ للعالمین نے یہ نہین دیا کہ تیرا باپ فی النار والسقر ہی بلکہ عام لفظون سے
کام لیا جس صاحب قبر نے شہادت لا الٰہ الا اللہ نہ دی ہو وہ دوزخ کا انگارہ ہی کہ یہ حارث کہین مرتد
نہ ہو جائے اور کوئی فتنہ برپا نہ کرے اور یہ فرمانا جناب ختمی مآبؐ کا وقد وجدت عصبے یہ جو اب ہی
سوال حارث کا کہ حارث نے جب دیکھا کہ پیغمبر نے تو میرے باپ کو جہنم کا انگارہ بنا دیا ہین بھی انکے باپ کو
زبان سے دوزخ کا انگارہ بنوا دون یہ سوچکر دوبارہ سوال کیا ہین ابو لکے یہ مقام بھی لائق انصاف ہی کہ رحمۃ
للعالمین نے تو حارث کا یہ حفظ مراتب کیا کہ اُسکے باپ کو باوجود کافر ہونے کے فی النار والسقر کہنے سے
اجتناب کیا اور عام لفظون سے اُسکے استحقاق کو ظاہر فرمایا اور کل کفار کی نسبت حکم عام دیا کہ کل کافر آگ کا
انگارہ ہین اگر حارث واقف تھے کہ جناب ابوطالب بھی کافر تھے تو اس سوال کی کیا حاجت تھی علی ہذا
القیاس جناب رسالتمآبؐ کو بعد ایک کلیہ بیان فرمانے کے ایک فرد کلی کا ذکر کرنا خلاف قیاس ہی رحمۃ
للعالمین حارث کا تو یہ خیال کرین کہ اُسکے باپ کو مخصوص آگ کا انگارہ نہ کہین اور بشمول کل کفار کے اُسکے
استحقاق کو ظاہر فرمائین اور اپنے محسن اور مربی اور حامی اور ناصر اور چچا کو بغیر اُنکے ذکر کے ایسی کریہ لفظون
سے ذکر فرمائین محال اور غیر ممکن ہی بالضرور حارث رضی اللہ نے اپنے دل کی آگ کو مشتعل کیا اور زبان
کہ ترجمان دل ہی جو اُنکے دل مین متمکن تھا اُسکا سوال بے ادبانہ فرمایا کہ این ابوک اسپر بھی رحمۃ للعالمین
نے کس حلم سے جواب دیا کہ میرے عم بھی مستحق طمطام نار تھے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے میری قرابت اور
احسان ابوطالب کی وجہ سے انکو ہدایت فرمائی اور طمطام کتار سے نکال لیا اور ہدایت خدا ایصال
الی المطلوب ہی اور دخول ضحضاح کی علت مفقود ہی اور آپ کے خیالات مخبوط ہین حاصل یہ ہی کہ ختم
اسناد حارث ابن ہشام پر ہی جو ایسے غلیظ القلب بے ادب زبان دراز تھے کہ ایک مسئلہ کلیہ آنحضرت
نے بیان فرمایا کہ کل کافر آگ کا انگارہ ہین اُسپر بھی این ابوک کہہ دیا یہانتک کہ پیغمبر خدا کو اُنکے مرتد
ہونیکا خوف ہوا اور تصریح اُسکی آگے آتی ہی پھر اس حدیث سے دلیل لانا جہالت ہی اور اگر اس حدیث کو
اصح صحاح مین سے تصور کرین اور بفرض محال صحیح ترین احادیث بھی تسلیم کرین تو بھی ہر ہر لفظ اس حدیث کا
دلیل ایمان ابوطالب ہی کہ اول تو اُس مین خدا کا تخفیف عذاب کرنا اور نکالنا طمطام سے مذکور ہی اور دوسرے
مثاب ہونا اپنے اعمال حسنہ سے اور تیسرے ضحضاح مین داخل ہوتا ہی اور تینون امر کفار کے لیے ممنوع ہین
کہ تخفیف عذاب اور اخراج طمطام سے محال ہی کہ وہ جزاے کفر ہی کہ جسکی بنسبت انبیا تک خسران آخرت
سے ڈرائے گئے ہین پھر غیر انبیا کا کیا ذکر ہی اور اعمال حسنہ سے مثاب ہونا مخصوص ہی مومنین سے کہ کفار سے

اعمال حسنہ مثل سراب کے ہین اور ہبآء منثورا ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور نیز حق تعالی سورۂ فاطر
کے تمامی کے قریب فرماتا ہی والذین کفروا لہم نار جہنم لا یقضی علیہم فیموتوا ولا یخفف عنہم
من عذابہا کذلک نجزی کل کفور یعنی جن لوگون نے کہ کفر کیا ہی اُنکے لیے نار جہنم ہی نہ حکم کیا جائیگا
اُنپر مرنے کا کہ وہ مرکر عذاب سے رہائی پائین یعنی ہمیشہ جہنم مین رہین گے اور نہ ہلکا کیا جائیگا کوئی عذاب
جہنم کا اسی طرح جزا دیتے ہین ہم ہر بڑے کافر کو پس تخفیف عذاب اور اخراج طمطام سے اور داخل ہونا
ضحضاح مین اور نفع پانا اعمال حسنہ سے یہ سب امور بفرض صحت حدیث دلائل ایمان ابوطالب ہین اور
کافر کہنے والا ابوطالب کا مبغض ابوطالب موذی نبی و آل نبی ہی وفی شرح الشہاب لابن وضعی قال
ابوطاہر من یبغض اباطالب فہو کافر باللہ عزوجل و ابوسعید خدری سے دیلمی نے نقل کیا ہی کہ فرمایا
پیغمبر برحق نے کہ اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی قرابتی یعنی غضب خدا سخت تر ہوگا اُس شخص پر
کہ جو میرے قرابت دار کو اذیت دیکر رنجیدہ کرے ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کی ہی کہ فرمایا
رسول خدا نے من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تعالی یعنی جس نے میرے
ایک بال کو ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی پس بہ تحقیق اُسنے اللہ کو ایذا دی اور
موذی خدا و رسول بلاشک کافر ہی ثانیاً سوال حارث سے صاف ظاہر ہی کہ وہ درپردہ معترض ہی
جو جو صفتین جناب ابوطالب کی مشہور تھین وہ سب صفتین اُسنے اپنے باپ کی قرار دین اور پیغمبر خدا
اُسکے فقرے کو سمجھ گئے کہ تیور اسکے بدل گئے ہین آپ نے اُسکے باپ کا نام تو نہ لیا اور ایک حکم قطعیا
بیان فرمایا کل کفار کی نسبت اُسپر بھی حارث کو چین نہ آیا اور ابنہ ابولک زبان پر لایا اُسکا جواب بھی
حلم سے آنحضرت نے دیا کہ وہ بھی مستحق طمطام سے تھے مگر میری قرابت اور اُنکے احسانات کے سبب سے خدا
اُس مقام سے نکال لیا اور وہ مومن ہین چنانچہ اسنی المطالب اور محبوب الرغائب مین لکھتے ہین و بعضہم
ہذا ما اورد فی الدر المنثور من طریق ابن جریر عن قتادہ یعنی درمنثور مین بطریق ابن جریر قتادہ
سے منقول ہی ان رجلا من اصحاب رسول اللہ سالوہ عن الاستغفار لابائہم یعنی چند شخصون
نے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے کا سوال کیا رسول خدا سے فقال واللہ انی لاستغفر
لابی کما استغفر ابراہیم لابیہ فانزل اللہ تعالی ما کان للنبی الخ فقال النبی انی اوحی الی کلمات
قد دخلن فی اذنی ووقرن فی قلبی امرت ان لا استغفر لمن مات مشرکا الخ پس جواب دیا پیغمبر خدا
نے کہ قسم ہی خدا کی کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار کیے جاؤنگا جس طرح ابراہیم نے اپنے باپ کے لیے
استغفار کیا پس آیہ ما کان للنبی نازل ہوئی اُسوقت حضرت نے فرمایا میری طرف چند کلمات وحی کیے
گئے ہین کہ میرے کانون مین بھر گئے ہین اور میرے دل مین متمکن ہو گئے ہین مجھکو حکم ہوا ہی کہ جو کوئی شخص
مشرک مرا ہو اُسکے لیے استغفار نہ کرون پس پیغمبر خدا کا قسم کھانا کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار کیے جاؤنگا

اور یہ فرمانا کہ مجھکو حکم ہوا ہی کہ جو مشرک مرے اُسکے لیے مین استغفار نہ کرون اور یہ فرمانا کہ مجھکو حکم
ہوا ہی کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار نہ کرون اس بیان سے آنحضرت کے صداقت ظاہر ہوتی یہ جواب ہی
اُن سائلین کے جو اپنے آبائے مشرکین کے لیے استغفار کرنے کی اجازت چاہتے تھے اور اشارۂ مخفی
اس مین یہ ہی کہ میرے باپ مشرک نہ تھے اور مراد باپ سے چچا ہی اور ایسے اشارۂ مخفی اکثر واقع ہوئے تھے
کہ جس مین کوئی لفظ کلام آنحضرت مین خلاف واقع نہ ہوتی تھی کہ آپ معصوم تھے کذب سے چنانچہ یہ ثابت
ایسی عام لفظ فرمائی کہ جس سے سائلین اصحاب کا جواب بھی ہو گیا اور باشارۂ مخفی ابو طالب کا کافر ہونا
بھی ثابت ہو گیا او مثل حدیث منقول زعادت یہ حدیث بھی اسنی المطالب مین ہی جسکو ذکر کیا ہی ابن ماجہ
نے عن ابن عمر قال جاء اعرابی الی النبی فقال ان ابی کان یصل الرحم وکان وکان فاین ھو
قال فی النار یعنی ابن عمر سے روایت کی ہی کہ ایک اعرابی نبی کے پاس آیا اور کہا کہ میرا باپ صلۂ رحم
کرتا تھا اور وہ ایسا اور ایسا تھا یعنی بہت سی صفتین اُسکی بیان کین اور پوچھا کہ وہ کہان ہی جواب دیا
کہ فی النار اُسوقت وہ رنجیدہ ہوا فقال لرجل این ابوک اُس اعرابی نے کہا کہ آپکے باپ کہان
ہین اُسکا جواب دیا فقال حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار فاسلم الاعرابی پس جواب سنیے
کہ فرمایا آنحضرت نے کہ تو جب کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اُسکو بشارت دے دوزخ کی پس یہ کیسا جواب
صادق اور مجمل اور جامع ہی کہ وہ اعرابی بھی خوش ہوا اور یہی عادت تھی آنحضرت صلعم کی کہ جسوقت
کوئی اعرابی اس قسم کا سوال کرتا تھا کہ جس مین خوف فتنہ وفساد و اضطراب پایا جاتا تھا تو آپ ایسا جواب
دیتے تھے کہ جس مین حفاظت صدق کے ساتھ توریہ اور ابہام ہوتا تھا یہان بھی رحمۃ للعالمین نے
اپنے باپ اور چچا کا حکم کہ مخالف اُسکے باپ کے حکم کے تھا بسبب خوف ارتداد اُس اعرابی کے ظاہر نہ فرمایا
کہ نفوس غیر کی فضیلت گو کہ جو اپنے نفس پر پائی جاتی ہی مگر وہ سمجھتے ہین اور عرب کے تو خمیر مین جفا اور تنگدلی
تھی اس سبب سے حضرت نے اُسکے خوش کرنے کو اور بخوف ارتداد کے مبہم جواب دیا اور یہی روایت
بقول بیہقی اور زینی بمقابلہ دوسری روایتون کے کہ جنکو راویون نے متغیر کر ڈالا ہی معتبر ہی مثل روایت
مسلم کے کہ مخالفون نے اسطرح روایت کیا ہی ان رجلا قال یا رسول اللہ این ابی قال فی النار فلما ولی
دعاہ فقال ان ابی وابالک فی النار یعنی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہی آپنے جواب
دیا جہنم مین پس وہ مُنھ پھیر کر چلا آپ نے اُسکو بلایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین
پھر اُسی اسنی المطالب اور محبوب الرغائب مین لکھتے ہین فھذہ الروایۃ منکرۃ وللعلماء فیہا کلام کثیر
لخصہ الزرقانی فی شرح المواھب قال واحسن ما یقال فیہا ان الروایۃ تصرفوا فیہا واختلف
روایاتھم وان الصواب ھو الروایۃ الاولی وھو حیث ما مررت بقبر کافر فھی فی غایۃ
الاتقان یتبین بھا ان اللفظ عام وھو حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار یعنی یہ روایت منکر ہی

اور علما نے اس مین بہت کلام کیا ہی جسکا خلاصہ زرقانی نے شرح مواہب مین کہا ہی کہ اس روایت کے متعلق حسن یہ ہی جو کہا گیا ہی کہ راویون نے اس روایت مین تصرف کیا ہی اور انکی روایتین مختلف ہو گئی ہین اور صحیح وہی پہلی روایت ہی کہ نہایت اتقان پر ہی کہ فرمایا پیغمبر نے کہ جسوقت تو کسی کافر کی قبر پہ سے گذرے اُسکو دوزخ کی بشارت دے وھو الصادر منہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فکان بعض الرواۃ فہم ان قولہ حیث مامررت بقبر کافر شامل لابی النبی صلعم وانہ کافر فغیرہ بالمعنی علی حسب فہمہ وقال ان ابی وابالک فی النار یعنی وہی روایت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی بعض راویون نے سمجھا کہ آپ کا قول حیث مررت آپ کے والد پر شامل ہی اور وہ کافر ہین پس اُس عبارت کو متغیر کر ڈالا اور اپنی سمجھ کے موافق اُس معنی مین یہ الفاظ رکھ دیے اور کہدیا ان ابی وابالک حالانکہ یہ تصرف راویون کے ہین پھر اس روایت پر اور جو مثل ان روایات کے ہین اُنپر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی یہ حارث بھی اُنھین مین سے ہین کہ جنھون نے اپنے آبا سے مشرکین کی نسبت فی النار جو سنا تو پیغمبر خدا کے آبا ے مومنین کو شامل کفار کر دیا کہ کوئی مجھکو کافر بچہ نہ کہے اور اگر کسی نے طعن کیا کہ یہ کافر بچہ ہی اور باپ اسکا بسبب کفر کے فی النار ہوا تو مین جواب دونگا کہ خود پیغمبر نے اپنے باپ وچچا کو کافر اور فی النار فرمایا ہی یہ امر باعث ذلت نہین ہی حاصل یہ ہی کہ یہ حارث اس فکر کے تھے کہ حدیث پیغمبر کو اُلٹ پلٹ کر متغیر کر ڈالا اور اپنے مطلوب کے موافق بنا لیا پھر ایسے احادیث متغیرہ اور موضوعہ سے دلیل لانا جہالت ہی **قولہ** مجمع البحار مین بعلامت ک ت امام کرمانی شارح بخاری سے منقول ہی نفع اباطالبؓ اعمالہ ببرکتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم والا ان کان اعمال الکفرۃ ھباء منثورا یعنی نبی کی برکت سے ابو طالبؓ کے اعمال نفع دیگئے ورنہ کافرون کے اعمال تو ہدر سے برباد ہوتے ہین **اقول** جس طرح سے کہ حق سبحانہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے رسالت کو ختم کر دیا جناب ختمی مآب صلعم پر اسی طرح سے اختتام برکت نبوی جناب ابو طالبؓ پر ہو گئی پس وہ جناب صلعم خاتم الرسالت من عند اللہ ہین اور جناب ابو طالب خاتم البرکۃ من عند الرسول ہین اگر کسی مجادل و معاند و متعصب کے پاس کوئی دوسری مثال ہو تو پیش کرے کہ کون سے مشرکین وکفار ببرکت رسول مختار باوجود استحقاق آتش دوزخ مشرک سرور ومبارک فیہ ہوے اور ہونگے اور اعمال کفار تو ہباء منثورا ہی ہین کہ اُنکو شفاعت شافعین نفع نہ دیگی اور حق تعالی وعید مشرکین وکفار کے واسطے فرما چکا ہی کہ وہ کبھی بخشے نہ جاوینگے اور اُن پر تخفیف عذاب نہ ہوگی اور نیز جناب رسالت مآب صلعم اپنی شفاعت کو مومنین کے واسطے مخصوص فرما چکے ہین اور مبغضین قرآن کو اپنی شفاعت سے محروم اور مایوس کر چکے ہین بمقابلہ کلام خدا اور حدیث محمد مصطفی صلعم ببرکتہ والا ان کان الخ کہنا خود ہباء منثورا ہی جیسا کہ بالتصریح مذکور ہو چکا ہی **قولہ** حدیث ہشتم امام احمد اور بخاری اور مسلم اپنے صحاح مین حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے راوی رسول اللہ صلعم فرماتے ہین اھون اھل النار عذابا ابو طالب وھو منتعل بنعلین من نار یغلی منھا دماغہ بیشک دوزخ مین سب سے کم عذاب

ابو طالبؓ پر ہی وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہی جس سے اسکا دماغ کھولتا ہی **اقول** اولاً صحیح مسلم مین یہ حدیث ابو سعید خدری سے اور نیز ابن عباسؓ سے منقول ہی بتفاوت بعض الفاظ ابو سعید کی روایت مین ابو طالب کا نام نہین ہی یہ عبارت ہی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان ادنی اہل النار عذابا ینتعل بنعلین من نار یغلی دماغہ من حرارۃ نعلیہ اور ابن عباسؓ سے وہی روایت ہی جو آپ نے رقم فرمائی یہ دونون حدیثین قابل احتجاج اور استدلال نہین ہین کہ ابو سعید خدری کا احوال تحریر ہوچکا ہی کہ وہ معترفین بیعت مرتضوی سے ہین باوجود اجماع اہل حل و عقد کے مقولین بیعت شکنی انہی سے واقع ہوئی تھی انحراف و انتزال ظاہر ہی پھر انکی روایت بہ نسبت تذلیل جناب ابو طالبؓ اور توہین حضرت علیؑ مین کس طرح قابل قبول نہین ہوا ب رہی روایت عبد اللہ ابن عباسؓ تو انکا احوال ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ عبد اللہ ابن زبیر نے ایام خلافت مین اپنی چشمک کی ابن عباسؓ پر اور کہا ان اناسا اعمی اللہ قلوبھم کما اعمی ابصارھم یفتون بالمتعۃ بعضے آدمی ہین کہ اندھا کردیا ہے اللہ نے انکے قلبون کو جیسا کہ انکی آنکھین اندھی ہین کہ وہ فتوی دیتے ہین متعہ کرنے کا فقال ذلک الجلف جاف فلعمری لقد کانت المتعۃ تفعل فی عہد امام المتقین پس جواب دیا انھون نے کہ تو جلف جافی ہی قسم ہی اپنی عمر کی کہ متعہ جاری تھا اور کیا جاتا تھا رسول خدا کے وقت مین ابن زبیر نے جواب دیا فجرت بنفسک واللہ لئن فعلتہا لارجمنک کہ تو نے فجور کیا اپنے نفس کے ساتھ واللہ اگر تو نے اب کیا تو ہم تجھ کو سنگسار کرینگے امام نسائی نے بھی اسی کا ذکر کیا ہی اور لکھا ہی کہ کوئی شک نہین کہ یہ چشمک ابن زبیر کی ابن عباس پر تھی اور وہ جواز متعہ پر مستمر القول تھے پس بقول ابن زبیر فاجر قرار پائے اور شفائے قاضی عیاض مین ہی فی تفسیر النقاش عن احمد ابن حنبل انا اقول بحدیث ابن عباس بعینہ راہ حتی انقطع نفسہ احمد ابن حنبل سے ہی کہ کہتا ہون مین بحدیث ابن عباسؓ کہ پیغمبر خدا نے اپنی آنکھون سے دیکھا اپنے رب کو یہان تک کہ سانس انکی منقطع ہوگئی تھی ترمذی نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ابن عباس نے ملاقات کی کعب سے مقام عرفہ مین کعب نے کہا کہ خدا نے اپنے دیدار اور کلام کو درمیان حضرت محمدؐ اور موسیٰ کے تقسیم کیا دو مرتبہ موسیٰ سے کلام کیا اور دو مرتبہ رسول خدا نے خدا کو دیکھا مسروق کہتے ہین کہ مین خدمت مین ام المومنین عائشہ کی گیا اور پوچھا کہ کیا رسول خدا نے اپنے خدا کو دیکھا تھا جسکا جواب صدیقہ نے دیا کہ تیرا کہان خیال ہی تو نے وہ بات پوچھی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے مسروق نے اس آیت کی تلاوت کی لقد رای من ایات ربہ الکبری ام المومنین نے کہا کہ وہ تو جبرئیل تھے جنکو رسول خدا نے دیکھا تھا اور جسنے تجھے یہ خبر دی تھی اسنے افترائے عظیم کیا ہی رسول خدا پر صحیح بخاری صحیح مسلم مین بھی اس مضمون کی روایتین موجود ہین شفائے عیاض مین بھی کچھ تفاوت اور تغیر سے یہ روایت موجود ہی پس بتصریح حضرت عائشہ ابن عباسؓ اور کعب مرتکب افترائے عظیم ہوئے رسول خدا پر

تاریخ خمیس و مواہب ابن حجر عسقلانی مین بھی یہ ہی روایت رویت پروردگار کی انھین ابن عباس سے منقول ہی پھر اور روایات انکے مطابق قاعدہ مقررہ اہل سنت کے کیونکر معتمد ہوسکتے ہین کہ علامہ سیوطی تدریب مین لکھتے ہین کہ جو جھوٹ کہے ایک حدیث مین اُسکے پہلے کی حدیثین رد کی جائینگے ایسا ہی بغوی نے تقریب مین لکھا ہی قال السمعانی من کذب فی خبر واحد وجب اسقاط ما تقدم من حدیثہ یعنے جو ایک حدیث جھوٹی بیان کرے واجب ہی ساقط کرنا اُسکی تمام پہلی حدیثون کا پس جب ابن عباس فاجر کاذب مفتری ٹھرے تو ان کی بیان کی ہوئی حدیث ساقط الاعتبار رہی اور بخاری کا برگشتہ ہونا علیؑ ابن ابی طالب سے ثابت ہو چکا ہی پھر کیونکر انکی روایتین معتبر اور معتمد ہوسکتے ہین پس یہ روایت بنسبت جناب ابو طالبؓ کی صحاح ستہ مین کیون نہ ہو لیکن کسیطرح مقبول نہین ہوسکتی ثانیاً اس حدیث سے اہون اور ادنے اہل نار ہونا جناب ابو طالبؓ کا ثابت ہی اور اہل نار کا لفظ اعم ہی مشرکین و کفار اور مومنین عصاۃ کو پس جناب ابو طالب کا اہون اہل نار ہونا بنسبت مشرکین و کفار اور مومنین عصاۃ اہل نار کے صادق آتا ہی اور جب عذاب جناب ابو طالب کا جمیع مومنین عصاۃ سے بھی اہون ہوا تو جناب ابو طالبؓ کل مومنین عصاۃ سے افضل و اشرف ہوئے اور بالضرور اور بالاتفاق ثابت ہی کہ مومنین عصاۃ بشفاعت شافع روز جزا داخل جنت ہونگے پس جناب ابو طالبؓ بدرجہ اولے بشرافت و فضیلت اہونیت مستحق شفاعت رسول کبریا اور رحمت و غفران حق تعالے داخل جنت ہونگے اور بحیثیت حامی اور ناصر و محب و عاشق و چچا اور رباپ ہونے کے رحمۃ للعالمین کے مستحق ہین اُن مدارج عالیہ کے کہ جسکا فوق بجز درجہ رسالت کے محال ہی پس ضرور ہی کہ حضرت رسالت مآب اپنے درجہ مین جگہ دینا اسواسطے کہ جزا و سزا حق تعالے بشکل عمل دیتا ہی جناب رسالت مآب بھی احسانات جناب ابو طالبؓ کا معاوضہ بشکل انہین احسانات کے فرماوینگے بقولہ تعالے هل جزاء الاحسان الا الاحسان قولہ صحیحین مین نعمان ابن بشیر کی روایت سے ہی رسول اللہ نے فرمایا ان اهون اهل النار عذابا من له نعلين وشرا كان من نار يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل ما يرى ان احدا اشد منه عذابا وانه لاهونهم عذابا دوزخ مین سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہی جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمی پہنائے جائینگے جنسے اُسکا دماغ دیگ کی طرح جوش ماریگا وہ سمجھیگا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اُسی پر ہی حالانکہ اُسپر سب سے عذاب ہلکا ہوگا اسی حدیث مین امام احمد کی روایت مین ہی یوضع فی خمص قدمیہ جمرتان یغلی منهما دماغہ تلوون مین دو آگ کے انگارے رکھے جائینگے جس سے بھیجا ابلیگا اقول یہ جو آپنے رقم فرمایا کہ صحیحین مین نعمان ابن بشیر کی روایت سے ہی یہ کہنا ہی صحیح نہین ہی صحیح مسلم مین البتہ یہ روایت موجود ہی لیکن صحیح بخاری و نیز اُسکی شرح قسطلانی مین بلفظ اس حدیث کا نشان تک نہین ہی ہان صحیح مسلم باب شفاعت مین یہ حدیث ہی بلکہ جس حدیث کو آپ امام احمد کیطرف منسوب کر رہے ہین یہ حدیث

بھی بعینہٖ صحیح مسلم میں با ین عبارت موجود ہے ان النعمان ابن بشیر کان یخطب و یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ لرجل یوضع فی خمصہ فما فیہ جمرتان یغلی منہما دماغہ اور صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی میں بہ تغیر بعض الفاظ یہ حدیث جو آپنے امام احمد کی طرف منسوب کی ہے باین اسناد موجود ہے حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر حدثنا شعبہ قال سمعت ابا اسحق قال سمعت النعمان قال سمعت النبی یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ لرجل یوضع فی خمصہ فما فیہ جمرۃ یغلی منہا دماغہ اور دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی باین اسناد ہے حدثنا عبد اللہ ابن رجا قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن النعمان ابن بشیر قال سمعت النبی یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ رجل علی خمصہ قدمیہ جمرتان یغلی منہما دماغہ کما یغلی المرجل بالقمقم پس آپنے جو اس حدیث کو امام احمد کی طرف منسوب کیا اور نعمان ابن بشیر کا نام ساقط کیا آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ نعمان دشمن علی تھے کہ ایک حدیث کو تو نعمان ابن بشیر کی سند سے ظاہر فرمایا اور دوسری حدیث سے انکے نام کو ساقط فرما کر امام احمد کی طرف منسوب کیا کہ مضمون حدیث کی تقویت ہو جائے اور جہلا دام مکر میں آپکے پھنس جائیں ایسی تحریفیں آپکی شان سے بعید ہیں یہ دونوں حدیثیں بہ تفاوت بعض الفاظ نعمان ابن بشیر سے مروی ہیں اور تقریب تہذیب علامہ ابن حجر عسقلانی میں ہے نعمان ابن بشیر ابن سعد بن ثعلبہ الانصاری الخزرجی لہ ولابیہ صحبۃ ثم سکن بالشام ثم ولی امرۃ الکوفۃ ثم قتل بحمص سنۃ خمس و ستین ولہ اربع وستون سنۃ یعنے نعمان ابن بشیر یہ دونو رضی اللہ اصحاب رسالت مآب صلعم سے ہیں انصاری خزرجی شام میں جا کر رہے متولی امر کوفہ ہوئے حمص میں قتل کیے گئے کہ سنہ ۶۵ھ تھی اور چونسٹھ برس کا سن تھا استیعاب میں ہے کان النعمان امیرا علی الکوفۃ لمعاویۃ تسعۃ اشہر ثم کان امیرا علی حمص لمعاویۃ ثم لیزید فلما مات یزید صار زبیریا فخالفہ اھل حمص فاخرجوہ منہا واتبعوہ فقتلوہ یعنے یہ نعمان امیر کوفہ رہے نو مہینے تک معاویہ کی طرف سے پھر امیر حمص ہوئے پہلے معاویہ کی طرف سے پھر یزید کیطرف سے پس جب یزید بھی اپنے مقام پر پہونچا تو عبد اللہ ابن زبیر کی اطاعت کی یزیدی سے زبیری ہوئے اہل حمص نے انسے مخالفت کی شہر بدر کیا اور ڈھونڈھ کر قتل کیا اور بھی ابن رضی اللہ کے اوصاف اور مناقب سنیے کہ یہ نعمان ابن بشیر بعد شہادت حضرت عثمان پیراہن خون آلود و انگشتان مقطوعہ نائلہ زوجہ عثمان لے کر معاویہ کے پاس پہنچے گئے ابو الفدا لکھتے ہیں سار النعمان بن بشیر الی الشام بقمیص عثمان الملطخ بالدم فکان معاویۃ یعلق قمیص عثمان علی المنبر یحرض اھل الشام علی قتال علی و اصحابہ وکلما رآہ اھل الشام ازدادوا غیظا یعنے نعمان ابن بشیر پیراہن خون آلودہ

عثمان لیکر شام معاویہ کے پاس چلے گئے معاویہ نے اُس قمیص خون آلودہ کو منبر پر لٹکا دیا تاکہ اہل شام غمگین
اور اندوہگین ہو کر قتل علیؑ اور اصحاب علیؑ پر آمادہ ہو جائیں اور جو لوگ شام کے اُس قمیص خون آلودہ
کو دیکھتے تھے تو غیظ و غضب اُنکا زیادہ ہوتا تھا یہ نعمان ابن بشیر ایسے رضی اللہ تھے اور ایسے محب نبیؐ اور
آل رسولؐ تھے اور ایسے دوست صادق تھے علیؑ اور اولاد علیؑ اور اصحاب علیؑ کے اور خلیفہ تھے معاویہ
اور یزید اور ابن زبیر کے پھر ایسے رضی اللہ کی حدیث بیان کی ہوئی کیونکر صحیح قرار نہ پائے اور صحیحین میں کیونکر
داخل نہ کی جائے کہ خاص اہل شام کو اور معاویہ وغیرہ کو آمادہ کرنے والے تھے قتل حضرت علیؑ و اصحاب
حضرت علیؑ پر اور یقیناً بطمع فائدہ پائے سنی اور جائزہ پائے ہیں اور حصول دنیاء دنی کے اُسی منبر پر جس پر
قمیص خون آلودہ اور انگشتان مقطوعہ بی بی نائلہ لٹکائے گئے تھے اور گرد اُس منبر کے تمام اہل شام کا ہجوم
ہوتا تھا خطبہ فرمایا ہوگا اور مولانا علیؑ اور تمام اہل بیت نبویؐ اور اصحاب علیؑ کی مذمت میں کوئی دقیقہ اُٹھا
نہ رکھا ہوگا اور اُس خطبہ میں ضرور اس افترائے عظیم کے مرتکب ہوئے ہونگے حضرت رسالت مآب صلعم پر
کہ یہ حدیث آنحضرت نے فرمائی ہے اس لیے کہ شام اور کوفہ اور حمص میں نعمان ابن بشیر نے خلافت کی ہے
معاویہ اور یزید کی اور معاویہ کا حکم جاری کرنا خطبوں پر اور منبر خود باعلان سب و لعن کرنا مولانا علیؑ اور آل نبیؐ
اور اولاد علیؑ اور اصحاب علیؑ پر مشہور اور تمام کتب تواریخ و سیر اس حال سے معمور ہیں کہ سب و لعن کرنا علیؑ پر
سنت امویہ قرار پائی تھی اور یزید نے تو اپنے باپ دادا پردادا کا ایسا عہد کر لیا کہ تا قیامت یادگار زمانہ
رہیگا غرض ہم باوجود ان فضائل و مناقب نعمان ابن بشیر کی نسبت بموجب اہل سنت و جماعت الصحابہ کلہم
عدول ہی کہے جائینگے اور ثقہ اور صدوق کا خطاب دیے جائینگے مگر یقین ہے کہ کوئی منصف مزاج انکی
شہادت بہ نسبت توہین و تذلیل مولانا علیؑ اور آبا و اجداد علیؑ کی قبول نہ کریگا اور قاعدہ جو اخذ حدیث میں خوارج
اور روافض اور اصحاب [illegible] کے [illegible] وہ بھی [illegible] ابن بشیر کی [illegible]
مذمت علیؑ اور آبا و اجداد علیؑ میں جو مذکور ہوں مسموع نہوں نہ کہ جو الشرح نہج البلاغہ بیان کر چکے ہیں کہ کان
نعمان ابن بشیر الانصاری منحرفاً عن علیؑ و عدو الہ پس کیونکر یہ خطبہ اور روایات مسموع ہوسکتے
ہیں اور اگر بفرض محال ان احادیث کو صحیح بھی سمجھیں تو بھی ہوں اہل نار ہونا اور یوضع فی اخمص قدمیہ جمرۃ
اور یوضع فی اخمص قدمیہ جمرتان دخول و خلود جنت کی دلیلیں ہیں کہ جنکو مکرر بیان کیا ہے قولہ اور صحیحین میں
انس کی روایت سے ہے رسول اللہ فرماتے ہیں یقول اللہ لاھون اھل النار عذاباً یوم القیمۃ
لو ان لک ما فی الارض من شیء کنت تفتدی بہ فیقول نعم فیقول اردت منک اھون
من ھذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئاً فابیت الا ان تشرک بی دوزخیوں میں
سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا
اُسے اپنے فدیہ میں دیکر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کریگا ہاں فرمائے گا میں نے تو

روز میثاق اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نکرنا مگر تو نے نہ مانا بغیر میرا شریک کیے ہوئے اس حدیث سے بھی ابوطالبؓ کا شرک پر مرنا ثابت فقط **اقول** یہ حدیث صحیحین تو ہی مگر صحیح نہین ہوسکتی اولاً تو انس بن مالک ابن النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول اللہ تھے یہ وہ بزرگ ہین جنکی نسبت امام ابو حنیفہ فرماتے ہین الصحابۃ کلھم عدول الا انس اور یہ وہ بزرگ ہین جنکا باغ برکت دعائے پیغمبر سے سال بہین دو مرتبہ میوہ دیتا تھا عمر ان کی سو سے تجاوز کرگئی تھی تا زمانہ یزید زندہ رہے صحابت معاویہ اور یزید سے بہرہ ور ہوئے اور جب جناب علی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی نسبت گواہی طلب کی اکثر اصحاب نے گواہی دی جناب امیر نے پوچھا کہ کیون اے انس تم بھی تو موجود تھے تم کیون خاموش ہو جواب دیا کہ کبرسنی وضعیفی یعنے بڈھا ہو گیا اور بھول گیا ہون اُسوقت حضرت علی نے فرمایا کہ خدایا اگر انس جان بوجھ کر کتمان کرتے ہین تو انکی پیشانی کو مبروص کردے کہ عمامہ سے پوشیدہ نہو سکے اسیوقت برص اُن کی پیشانی پر نمایان ہوا کہ جسکو چھپا نہ سکتے تھے اور دربار ابن زیاد مین بھی یہ بزرگ موجود تھے جب سر جناب امام حسینؑ آیا اور سامنے رکھا گیا سبط ابن جوزی لکھتے ہین کہ کیا حقوق رسول اللہ کے انس پر اتنے بھی نہ تھے کہ منع کرتے ابن زیاد کو چھڑی مارنے سے دندان مبارک پر سید الشہدا کے حاصل یہ ہو کہ ایسے بزرگ اگر کوئی حدیث کفر جناب ابوطالب مین وضع فرمائین تو اُن کی شان سے کیا بعید ہو کہ پدر بزرگوار علی اور جد امام حسینؑ تھے اُنکے فضائل کا کتمان اور بہ نسبت اُنکے قبائح کا اعلان یہ کتنی بڑی بات تھی پھر ایسے رضی اللہ کی حدیث بہ نسبت کفر جناب ابوطالبؓ کے کیونکر معتبر اور معتمد ہوسکتی ہو ثانیاً حدیث مذکور مین نام ابوطالبؑ کا نہین ہو بقول اللہ تعالیٰ لا ھون اھل النار ہی اور اھون اھل النار سے مراد ابوطالب لیے جاتے ہین اور پھر یہ بھی ثابت کیا جاتا ہو کہ حق تعالے کے گا اردت منک اھون من ھذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی کہین نے جو تجھ سے روز میثاق اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نکرنا پس تو نے انکار کیا اور شرک کیا پس قول منسوب بحق تعالے سے شرک بالذات اھون اور ادنی ذنب قرار پاتا ہو کہ جسکی جزا سے اھون اہل نار ہوتا ہو اور جہان کہین اھون اہل النار یا اقلیمن نار یا ادنی اہل النار خمصق قدمیہ جمرۃ پایا جاتا ہو اُس سے مراد ابوطالب ہی لیجاتی ہو اس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہو کہ تمام مومنین عصاۃ کی ذنب سے بھی ذنب شرک ابوطالبؓ اھون اور ادنی ہو پس جب ذنوب کبائر مومنین عصاۃ کے بمقابلہ ذنب ابوطالبؓ اکبر اور اعظم قرار پائے کہ عذاب بمقابل ذنب ہوتا ہو اور اھون اور ادنے اہل نار کے ابوطالب قرار دیے گئے بلکہ وہ جنکا رتبوں کے مستحق ہوئے کہ تلوون مین پاؤن کے رکھے جاوین اور اس سے زیادہ اہونیت کا کوئی درجہ عقل و نقل سے پایا نہین جاتا تو شرک جناب ابوطالبؓ کا ایمان مومنین عصاۃ سے بدرجہا افضل و اعلی قرار پایا کہ عذاب مومنین عصاۃ کا و شدہ اعظم اہل نار ہوا

پس جب عذاب مومنین عصاۃ کہ اشد واعظم ہی اور بشفاعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بخشا جائیگا اور داخل
جنت کیے جائینگے تو جناب ابو طالب کا ذنب تو اخف واہون اور ادنے ہی بالضرور بشفاعت آنحضرت داخل
جنت ہونگے اور اس حدیث سے ذنب شرک تو اصغر صغائر مین محسوب ہوا جاتا ہی تم فہموا وتدبروا ثانیاً
بالاتفاق ثابت ہی کہ مومنین عصاۃ بسبب اپنے گناہون کے اور ارتکاب بعض کبائر کے داخل جہنم ہونگے اور
بشفاعت رسول مقبول جہنم سے نکالے جائینگے اور جنت مین داخل کیے جائینگے جیسا کہ صحیح بخاری مین ایک
طولانی حدیث موجود ہی جسکے آخر مین یہ جملہ ہی ما بقی فی النار الا من حبسہ القرآن یعنے نہ باقی رہے گا
نار مین مگر وہ شخص کہ حبس کیا ہی اُسکو قرآن نے یعنے کفار ومشرکین اور شرک وکفر کہ جو ابو طالب کی طرف نسبت
دیا جاتا ہی وہ تو فی الحقیقت افضل ہی اسلام اور ایمان سے اور مطابق احادیث منقولہ مذکورہ کے مصداق برعکس
نہند نام زنگی کافور ہی کہ شرک وکفر کو ایمان واسلام اور ایمان واسلام کو شرک وکفر کا خطاب دیا گیا ہی اور شیخ
عبد الحق صاحب بروایت صحیح بخاری ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہین قال رسول اللہ یخلص المومنون
من النار الخ اور اسکی شرح کے آخر مین لکھتے ہین کہ ازین جا معلوم میشود کہ درآوردن مومنان فاسق در
دوزخ برائے تنقیہ وتہذیب ایشان است از کثافت تا پاک وصاف کردہ در بہشت کہ مکان خلود ایشان
است درآرند نہ بطریق غضب وعداوت چنانچہ در دنیا بامراض ومصائب کفارات ذنوب می نمایند محققان
گفتہ اند کہ بعضے گناہان ہست کہ بامراض ومصائب ازان پاک گردانند وبعضے بشدت سکرات موت وبعضے
بعذاب قبر وبعضے گناہان ہست کہ جز بآتش دوزخ ازان پاک نگردد چنانچہ طلا ونقرہ جز بگداختن پاک وصاف
نگردد فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدھم اھدی بمنزلہ فی الجنۃ منہ بمنزلۃ الذی کان لہ
فی الدنیا پس بخدا سوگند کہ ہر آئینہ یکے از ایشان راہ یابندہ تر وشناسندہ تر است بمنزل ومکان خود کہ در
بہشت دارد از خودش کہ راہ یابندہ وشناسندہ بود بمنزل ومکان خود کہ بود مر او را در دنیا اشارت است
بقوت نورانیت قلب وہدایت بعد از وجود تہذیب وتنقیہ وپاکی چون در دنیا بنور توفیق بایمان وعمل
صالح ومقام قرب الٰہی عزوجل ہدایت یافت در آخرت نیز بمنزل ومقام خود کہ در بہشت ارد اہتدامی باید
وثانی اثر اول است رواہ البخاری شیخ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کی فرمایا کہ اقوال محققین سے
ثابت ہوتا ہی کہ بعض گناہ مومنین کے ایسے ہین کہ بغیر آتش دوزخ کے جلے بھنے وہ پاک وصاف نہ ہونگے
جسطرح کہ طلا ونقرہ بغیر پگھلنے کے پاک وصاف نہین ہوتا پس اسی تحقیق محققانہ محققین سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ
وہ مومنین ضحضاح نار اور نعلین نار اور دو چنگاریون سے نار کی پاک نہین ہوسکتے جب تک سب
اونچی آگ مین نہ ڈالے جائین بخلاف جناب ابو طالب کے کہ اُنکا سارا بدن تو پاک وصاف تھا کان ہولناک
تھے فقط پاؤن پر عذاب مسلط ہوگا ضحضاح نار یا نعلین نار یا دو چنگاریونکا پس بلاشک ولاریب سب اونچی
آگ والے مومنین کے ایمان سے کفر وشرک جناب ابو طالب بدرجہا افضل ہوا اور جب وہ مومنین بہ شفاعت

رحمۃ للعالمین مستحق خلود جنت ہین تو جناب ابوطالبؑ بدرجۂ اولےٰ مستوجب خلود جنت ہین اور آیات و احادیث سے ہم مکرر ثابت کر چکے ہین کہ کفار و مشرکین سے نہ کبھی عذاب مرتفع ہوگا نہ اُنکو شفاعت شافعین نفع دیگی نہ اُنسے عذاب ہلکا کیا جائیگا بلکہ وہ عذاب شدید مین گرفتار رہین گے اور اس حدیث کو کیونکر صحیح کہہ سکتے ہین کہ کفار و مشرکین جو مرتکب اکبر کبائر اور اعظم ذنب کے ہون وہ تو اہون نار کے مستحق ہون اور مومنین جو مرتکب ہون اصغر کبائر اور اخف ذنب کے مستحق ہون اعظم اور اشد عذاب کے یہ امر محال اور نرا وہم و خیال ہی کہ شرک و کفر کا اعظم و اکبر کبایر سے ہونا بالاتفاق ثابت ہی اور حدیث ہذا سے اہون اہل نار ہونا مشرکین و کفار کا پایا جاتا ہی چنانچہ برزنجی وزینی رقم فرماتے ہین ولو کان ابوطالبؑ کافرًا لکان عذاب الکفر دون عذاب الکبایر و معران عذاب الکفر فوق عذاب الکبایر قطعًا وھذا لاشک فیہ فان الکفر اکبر الکبایر ولا یغفر بخلاف بقیۃ الکبایر ولو وجد مؤمن عاص اخف عذابًا من ابیطالبؑ لزم الخلف فی قول الصادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم حیث جعلہ اخف اھل النار عذابًا علی الاطلاق فوجب ان یکون لہ عذاب کعذاب عصاۃ المومنین بل یکون اخف العصاۃ عذابًا یعنے اگر ابوطالبؑ کافر ہوتے تو کفر کا عذاب دیگر کبایر کے عذاب سے کم ہوتا حالانکہ عذاب کفر کا عذاب کبایر سے قطعًا فائق ہی کہ جسمین کسی طرح کا شک نہین ہو سکتا کہ کفر اکبر کبایر ہی کہ جو بخشا ہی نجائے گا بخلاف باقی کبائر کے اور اگر کوئی مومن عاصی ایسا پایا جائے کہ جسکا عذاب ابوطالبؑ کے عذاب سے اخف ہو تو معاذ اللہ مخبر صادق رسول برحق کے کلام مین کذب لازم آئیگا اس سبب سے کہ اپنے مطلقًا اہل نار سے ابوطالبؑ کو اہون اور اخف کا خطاب دیا ہی اسی سے لازم و واجب ہو گیا کہ مثل مومنین عصاۃ کے عذاب ابوطالبؑ کا ہو بلکہ مومنین عصاۃ سے بھی اخف ہو انتہی اس تقریر سے بھی اس حدیث کا موضوعات سے ہونا اور جناب ابوطالبؑ کا جنتی ہونا ثابت ہی اور ان احادیث موضوعہ کو دلائل کفر جناب ابوطالبؑ سمجھنا سفاہت و جہالت ہی **قولہ** کتاب الخمیس فی احوال نفس نفیس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مین ہی قیل ان النبیؐ مسح اباطالبؑ بعد موتہ والنبیؐ تحت قدمیہ ولذا ینتعل بنعلین من النار یعنے کہا گیا ہی نبیؐ نے بعد مرگ ابوطالبؑ کے بدن پر دست اقدس پھیر دیا مگر تلوون پر ہاتھ پھیرنا بھول گئے یا دنہ رہا اس لیے ابوطالبؑ کو روز قیامت آگ کے دو جوتے پہنائے جائینگے باقی جسم برکت دست اقدس سے محفوظ رہیگا **اقول** اولًا تو یہ قول خود ہی ضعیف ہی کہ بلفظ قیل مذکور ہی پھر قابل استدلال کیونکر ہو سکتا ہی ثانیًا کبھی دخول ضحضاح اور ینتعل بنعلین من نار اور یوضع فی اخمص قدمیہ کا سبب شفاعت اور برکت اور خصوصیت جناب ختمی مرتبت قرار دی جاتی ہی اور کبھی من باب النظر فی حکمۃ اللہ جزا بشکل عمل قائم کی جاتی ہی اور کبھی برکت مسح دست اقدس سے محفوظ رہنا تمام جسم کا اور عروض نسیان مسح تحت قدم سے منتعل بنعلین ہونا ثابت کیا جاتا ہی غافل اس سے کہ علل متضادہ متخالفہ خود ہی ایک

دوسرے کی رد کر رہے ہین ثالثاً بعد وفات جناب ابو طالب آنحضرت صلعم کا ہاتھ پھیرنا تمام جسم پر دلالت کرتا ہی کہ بعد موت ابو طالبؓ بھی انکو دوست رکھتے تھے اور جو محبوب رسول ہی بلا شک وہ محبوب خدا ہی اگر معاذ اللہ عروض نسیان بھی آنحضرتؐ کے لیے ثابت کیا جاوے اور کہا جائے کہ جسطرح غلب علیہ الوجع کہنا شایان ما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی کے جائز ہی اُسی طرح غلب علیہ النسیان بھی کہنا جائز ہی تو بھی حبیبؐ خدا کا محبوب بلا شک محبوب خدا ہی جسطرح بہ محبت جناب پیغمبر خداؐ نے تمام بدنکو مسح کرکے آگ سے محفوظ رکھا حق تعالے اپنے حبیب کے نسیان سے حبیب کے محبوب کو کبھی معذب بنعلین نار نہ فرمائیگا کہ حبیب خداؐ کا محبوب محبوب خدا ہی جناب ابو طالبؓ کو حق تعالے وہ درجہ جنت مین عطا فرمائیگا جو محبوبین خدا کا درجہ ہی تاکہ حبیب رب العالمین محمد مصطفےٰ علیہ وعلی آلہ التحیۃ والثنا متاسف اپنے نسیان پر نہون رابعاً اس حدیث سے تو جناب ابو طالبؓ کا طبقات جہنم مین سے کسی طبقہ مین جانا ہی ثابت نہین ہوتا بلکہ بغیر دخول نار بہ برکت مسح آنحضرت صلعم تمام جسم کا محفوظ رہنا ثابت ہی اگر بالفرض ینتعل بنعلین من نار کو صحیح بھی لکھین تو بھی ظاہر ہی کہ نعلین نار سے تصفیہ تحت قدم کا ہو جائیگا اور بشفاعت شافع روز جزا داخل جنت ہونگے بخلاف اُن مومنین مرتکبین کبائر کے کہ جو مثل طلا و نقرہ آگ مین پگھلائے جائینگے جب بھی پاک و صاف ہونگے تنبیہ ان اقوال و احادیث سے صاف صاف ظاہر ہی کہ جناب ابو طالبؓ کے کافر بنانیکی کیا کیا کوششین کی گئی ہین کہین تو آیات قرآنی کے تاویلین کی جاتی ہین کسی مقام پر حدیثین موضوع ہوتی ہین کبھی شفاعت سے تخفیف عذاب کبھی ضحضاح مین داخل ہونیکی علت جزا ہمشکل عمل قرار دیجاتی ہین کبھی بہ برکت خصوصیت آنحضرت نفع پانا ابو طالبؓ کا اور ضحضاح مین داخل ہونا ثابت کیا جاتا ہی کبھی برکت مسح آنحضرت جسم ابو طالبؓ کا محفوظ رہنا بیان کیا جاتا ہی کبھی اھون اھل النار مشرک کی صفت گردانی جاتی ہی کبھی دو چنگاریونکے مستحق کیے جاتے ہین بس ایسے دلائل منتشرہ متضادہ مخبوط فیہا سے کونسا دیندار مسلمان جناب ابو طالبؓ کو کافر کہہ سکتا ہی اور باوجود اس کد و کوشش کے بھی جناب ابو طالبؓ کا مومن و محبوب خدا و رسول ہونا ثابت ہوتا ہی حیرت تو یہ ہی کہ جناب ابو طالبؓ نہ طالب خلافت تھے نہ دعوائے نبوت کرتے تھے نہ یہ کوئی مسئلہ اعتقادیہ ہی کہ جسکو اصول و فروع مین کوئی دخل ہو پھر یہ کوششین اور عرق ریزیان اثبات کفر مین جو کیجاتی ہین تو سوا بغض و عداوت کے اور کیا کہہ سکتے ہین حالانکہ آئمہ اربعہ کے اقوال سے ثابت ہی کہ بغض و عداوت اور توہین و تذلیل جناب ابو طالبؓ فتنہ پیدا کرنا ایذا دینا ہی جناب حضرت رسالت مآب کو اور موذی نبی کافر اور جگہ اُسکی درک اسفل نار ہی فتدبر قولہ حدیث نہم امام شافعی و امام احمد و امام اسحق ابن راہویہ و ابو داؤد و طیالسی نے اپنے مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابوبکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی مین اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار اور ابو یعلی مسانید اور بیہقی سنن مین بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی قال قلت

للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمک الشیخ الضال قد مات قال اذھب فوارا یعنی باک مین نے
حضور اقدس سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مرگیا فرمایا
جاؤ اُسے دبا آ اقول اس حدیث کو آپ بڑے زور شور سے لکھ گئے اور کسقدر اپنے آئمہ دین اور راویان شرع
متین سے کس شد و مد سے رقم فرما گئے یہ بھی آپ نہ سمجھے کہ شیخین نے صحیحین مین کیون اس حدیث کو ترک فرمایا
اولاً تو جو روایت عروض نسیان جناب ختمی مآبؐ مین کتاب الخمیس سے آپنے رقم فرمائے اس حدیث نے
اُس حدیث منقولہ کتاب الخمیس کو ھبئاً منثوراً کر دیا کہ اُسمین وقت وفات جناب ابوطالبؑ پیغمبر خدا کا اُنکے
پاس موجود ہونا اور بعد موت ابوطالب مسح کرنا اُنکے تمام جسم پر اور نسیان فرمانا تحت قدم کا مذکور ہی اور حدیث
ہذا سے ثابت ہوتا ہی کہ فقط امیر المومنینؑ نے حبیب رب العالمین کو خبر دی اور آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ جاؤ
دفن کردو نہ جناب رسالت مآبؐ اُنکے پاس تھے نہ گئے پھر اُنکے جسم پر ہاتھ کا پھیرنا اور اُنکے جسم کا محفوظ رہنا
اور عروض نسیان اور باعث انتقال نعلین کیونکر ثابت ہوا بلکہ منافات بیجا سے موضوعیت احادیث کا ثبوت
کامل ہی ثانیاً اگر اس حدیث کو صحیح بھی فرض کرین تو یہ بھی حدیث دلالت کرتی ہی کمال ایمان در یقان
اور محبت اور رفعت شان اور علو مکان جناب ابوطالبؑ پر مگر آپ تو مصداق لا یعقلون اور لا یسمعون
اور لا یبصرون کے ہین عداوت اہل بیتؑ اور خاندان نبوت خصوصاً عداوت جناب ابوطالبؑ مین آپ
مدہوش ہو رہے ہین کیونکر آپکی سمجھ مین آوے حدیث کی عبارت تو یہ ہی قال علی للنبیؐ ان عمک الشیخ
الضال قد مات جسکے ترجمہ مین آپ رقم کرتے ہین کہا مولانا امیر المومنین علیؑ نے حضور اقدس سید المرسلینؐ
سے کہ وہ آپکا چچا گمراہ بڈھا مرگیا اس قول منسوب بعلیؑ سے ایک بڈھے چچا گمراہ کا مرنا ثابت ہوا اُسوقت تک
ابولہب بھی زندہ تھا اور حضرت عباس بھی مشرف باسلام نہ ہوئے تھے اور حضرت ابوطالبؑ بھی کذلک
پھر جناب ختمی مآبؐ نے اس کلام حضرت علیؑ سے کہ ایک خبر مبہم تھی کیونکر یقین فرمایا کہ جناب ابوطالب ہی نے
انتقال کیا عمک الشیخ الضال شامل ہی تینون چچاؤن پر پھر ایسی اعم خبر سے خاص جناب ابوطالبؑ مراد لینا خالی
تکلف سے نہین ہی اب بہ تکلف اور احتمال ہی تسلیم کر لین کہ عمک سے ابوطالبؑ مراد لی تو شیخ اور ضال دونو
لفظ ایسے ہین کہ جیسا لفظ عمک کا ہی کہ شیخ اور ضال بھی تینون چچا دنپر صادق آتا ہی کسی طرح فائدہ تخصیص کا نہین
دیتا پھر ایسے زواید کلام مین افصح الفصحا کی جو بعد رسولؐ افصح عرب مشہور تھے محال اور غیر ممکن ہین اب رہا
جواب پیغمبر خدا کا اذھب فوارا باک علی ھذا اسمین بھی باک زائد ہی اذھب فوارہ کافی تھا اس لیے کہ
مخبر اعرف ہی سامع سے پس شیخ اور ضال کلام مولانا علیؑ مین اور باک کلام خیر الانام مین بے فائدہ اور
زائد اور ایسے زواید غیر مفید الفاظ کلام فصحا مین بلاشک و لاریب معیوب ہین کیونکر ممکن ہی کہ ایسے زواید
کلام علیؑ و نبیؐ مین فصیح قرار پا ہین بلکہ اس حدیث سے تو ایک جاہل بھی یہ ہی سمجھے گا کہ حضرت علیؑ نے پیغمبر خدا
پر طعن کیا اور تو ہینا آپکا چچا بڈھا گمراہ کہا ورنہ ان ابی قد مات کہتے یا اگر باپ کہنا کافر کو مکروہ سمجھتے تھے

[illegible] ابوطالب قد مات [illegible] حدیث کا تو یہ ہی کہ پیغمبر خدا نے بھی [illegible] جواب دیا اور وہ ہی توہین کی علی کی
کہ جسکا چچا شیخ ضال تھا ہو وہ مر گیا اب حاصل اس حدیث کا یہ ہوا کہ علی نے پیغمبر خدا کو طعنہ دیا اور [illegible]
عمک الشیخ الضال کہا اور اسی طرح پیغمبر خدا نے بھی از روئے طعن کے [illegible] اذهب فواره فرمایا معاذ اللہ
معاذ اللہ اگر یہ ہی عبارت اس حدیث کی اسی معنی مین ہی تو یہ کلام فصیحانہ ہی یا تقریر عامیانہ بلکہ صاف صاف
گالی گلوچ ہی کہ علی کو بسبب کفر ابوطالب کے باپ کنایہ [illegible] دیا اور مجمع عام مین پیغمبر خدا کو ذلیل کیا کہ تیرا
چچا بڈھا گمراہ مر گیا اور پیغمبر برحق کو بھی یہ نسبت ناپسند ہوئی اور اسی مجمع مین اپنا عوض لے لیا کہ تیرا چچا نہین بلکہ
تیرا باپ بڈھا گمراہ حالانکہ ابوطالبؑ دونو صاحبون کے باپ تھے ایک صاحب کے حقیقی اور ایک صاحب
کے مجازی پھر خواہ یہ انکو طعنہ دین خواہ وہ انکو آل واحد ہی اور نیز یہ عبارت اگر فصیح قرار دی جائے تو
فصاحت اور بلاغت کا نام ہی مفقود ہو جائے پھر کسطرح یہ حدیث صحیح قرار پا سکتی ہی بلکہ اس عبارت کو
نسبت بہ حدیث دینا ہی کفر ہی کہ گنوار دیہاتی بھی ایسی گفتگو کو مکروہ جانتے ہین مگر آپ چونکہ اس قسم کی گفتگو
کے عادی ہین بفخر و مباہات بیان کر رہے ہین کہ پیغمبر اور وصی پیغمبر مین فیمابین گالی گلوچ بھی ہوتی تھی افسوس
ہزار افسوس ہی ایسے معاندین و منافقین نے دین اسلام کو ذلیل و برباد کر ڈالا اور کوئی دقیقہ ذلت و
خواری کا اٹھا نہین رکھا مگر حق تعالے وعدہ فرما چکا ہی بقولہ تعالی واللہ متم نورہ ولو
کرہ الکافرون تا قیامت یہ دین کامل باقی رہیگا اگرچہ منافقین و معاندین پردہ اسلام مین بیخ کنی اسلام
کرتے ہین مگر حافظ حقیقی تا قیام قیامت اس دین اسلام کا حافظ ہی ثالثاً تھوڑی دیر کے لیے ہم فرض کیے
لیتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی اور جو مکالمہ اسمین مذکور ہی وہ خلاف شان نبی و وصی نہین ہی تو بھی جو مقصد آپکا ہی
وہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ قایل کہسکتا ہی کہ یہ سوال و جواب پیغمبر خدا اور وصی مصطفے مین خاص معنون مین
واقع ہوئے ہین وہ معنی یہ ہین قال امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب قلت للنبی ان عمک
الشیخ الضال قد مات یعنے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ مین نے عرض کیا نبیؐ سے
ان عمک کہ تحقیق کہ چچا آپکے پس جناب امیر علیہ السلام نے یہ کیون نہ فرمایا کہ ان ابی الخ یعنے میرے باپ
اسکا سبب یہ تھا کہ اپنے باپ کی قدر و منزلت کو اعلے اور ارفع کرکے بیان فرماتے اس لیے کہ جناب
ابوطالبؑ علو مرتبت اور سمو منزلت مین یکتائے زمانہ تھے کہ باپ تھے خلیفہ و داماد و برادر رسول خدا کے
اور چچا اور مجازی باپ تھے پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفے صلعم کے پس منسوب کیا جناب ابوطالبؑ کو سید المرسلین
سے بعد اسکے فرمایا الشیخ جسکا ترجمہ اپنے وہ بڈھا رقم فرمایا حالانکہ کوئی چچا پیغمبر خداؐ کے جوان نہ تھے جن سے
اس لفظ شیخ نے تمیز دی ہو بلکہ یہان پر شیخ کے معنے بزرگ کے ہین اور بزرگی حضرت ابوطالبؑ مین کوئی
شک نہین اسلیے کہ اور مربی اور کفیل تھے رسول خداؐ کی اس سبب سے کہ صغر سنی سے پرورش کیا تھا اور
ابتدا سے تا وقت وفات جناب ابوطالبؓ سید المرسلینؐ نے کوئی امر مخالف جناب ابوطالبؓ نہین کیا [illegible]

جناب ابو طالبؑ چاہتے تھے لے جاتے تھے جہان چاہتے تھے لٹاتے تھے سلاتے تھے جو کچھ چاہتے تھے کھلاتے تھے پلاتے تھے پہناتے تھے جس چیز کی حضرت رسالت مآبؐ طلب کرتے تھے جناب ابو طالبؑ حاضر کرتے تھے حتے کہ کوئی امر آنحضرتؐ بغیر مشورہ جناب ابو طالبؑ نکرتے تھے اکثر امور دین کا ابلاغ بوساطت ورسالت جناب ابو طالبؑ فرماتے تھے جیساکہ مذکور ہوچکا ہی کہ عہدنامہ کفار عرب کو دیمک نے کھا لیا جبرئیلؑ نے خبر دی حبیب رب العالمین کو حبیب خدا نے اپنے حبیب کو مطلع کیا اُسیوقت جناب ابو طالبؑ گئے اور مجمع کفار مین اُس وحی کا اعلان کیا کہ محمدؐ کو اُسکے خدا نے خبر دی ہی اگر اس قول مین محمدؐ سچے ہین تو حق انکی طرف ہی ورنہ تمکو اختیار ہی جو چاہنا کرنا غرض ان حالات سے تمام کتب تواریخ وسیر مملو ہین اور اقبہ رہ ہزدرینت تم بھی لکھ چکے ہین مراد لفظ شیخ سے یہ ہوئی کہ آپکے بزرگ ور مربی اور کفیل نے انتقال کیا اس مقام پر یہ گمان نہ ہو کہ ہم معنی شیخ مین مربی کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دئیے نہین نہین بلکہ کلام علما مین رب کا لفظ بہ نسبت جناب ابو طالبؑ کے متعارف ہی چنانچہ برزنجی ور زینی رقم فرماتے ہین کہ اکثر عبارت سے ذکر ابو طالب کا کرنا ایذا دینا ہی نبی کو لان ابا طالبؑ رب النبیؐ وکان یحبہ اسواسطے کہ ابو طالبؑ نے پرورش نبی کی تھی ور محبت رکھتے تھے اُنسے پھر بعد عمک الشیخ کے اتصال فرمایا وہ آپنے ضال کے معنے گمراہ کے لیے حالانکہ یہ معنی بھی غیر مناسب ہین اور تمیز ومفرق بھی نہین ہوسکتے اسلیے کہ اُسوقت تک جناب عباسؓ اور حضرت ابو طالبؑ ور ابولہب بھی زندہ تھے بڑھا گمراہ اُنپر بھی صادق آتا تھا اور ابولہب تو بجمیع الوجوہ ان الفاظ کا مستحق تھا بلکہ مراد جناب امیر المومنینؑ کی یہ تھی کہ جو آپ کا محبوب و عاشق تھا اُسنے وفات فرمائی اس لیے کہ ضال کے معنے مغلوب ور عاشق کے ہین چنانچہ سورہ یوسف مین حق تعالے برادران یوسف کا مقولہ بیان فرماتا ہی کہ کہا اُنھون نے ان ابانا لفی ضلال مبین یعنے ہمارا باپ مغلوب ہی عشق یوسف مین اور نیز حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی اپنے حبیب سے وجدک ضالا فہدی یعنے پایا مین نے تجکو مغلوب اور عاشق پنا پس ہدایت کی مین نے طرف رسالت کے اور کردیا تجکو خاتم المرسلینؐ پھر دوسرے مقام پر فرماتا اذا وانا من الضالین یہ لفظ ضال پسران یعقوب نے اپنے باپ کو کہا حق سبحانہ تعالے نے اپنے حبیب کو خطاب کیا اسی لفظ ضال سے اُسیطرح حضرت علیؑ نے بھی اپنے باپ کو ضال فرمایا اب اس حدیث کی عبارت کے یہ معنے ہوئے کہ تحقیق آپ کا چچا جو بزرگ مربی ور کفیل ور عاشق تھا ور آپ کے عشق مین مغلوب تھا تمام دنیا ومافیہا کو بھولا ہوا تھا اُسنے وفات فرمائے اب جواب پیغمبر خدا اسنیے فرمایا اذہب فواربہ یعنے لیجا دفن کرد اپنے باپ کو یہ تخصیص جوابک کی فرمائی اُسکی وجہ بھی یہ تھی کہ جو ان اوصاف کا جامع ہی کہ مربی ور محسن بھی تھا وہ تھارا باپ ہی یعنے ایسے فخر عرب عالی ہمت والا مرتبت مربی محسن ور عاشق ور مربی کے تم فرزند ہو اگر کہا جائے کہ ان اوصاف عالیہ کو ایسے الفاظ مین کیون ذکر کیا تو جواب سکا یہ ہی کہ شاید مقصود یہ ہو کہ جو اُسوقت تک جو وصیت ور وعظ وپند جناب ابو طالبؑ نے تمام بنی عبد المطلبؓ ور قریش کو کی تھی وہ حسلیع اور

پیدا نہ ہو جائے اور قدر و منزلت اُنکی وصیت اور وعظ و پند کے دلون مین تمام بنی عبد المطلبؓ اور قریش کے
باقی رہے بالجملہ شیخ وضال کا اُن معانی مین مستعمل ہونا جنکو آپنے رقم کیا ہی کسی طرح درست نہین ہوتا اسیوجہ سے
آپ کے علما بھی بناچاری ان الفاظ سے یاد کرنے کو مدارات پر محمول کرتے ہین چنانچہ برزنجی اور زینی بھی رقم
فرماتے ہین لعل علیا رضی اللہ عنہ قال ذلک بحضور سفہاء المشرکین مداراة لہم یعنے شاید
علی رضی اللہ عنہ نے سفہاے مشرکین کے سامنے اُنکی مدارات کے لیے فرمایا ہو قولہ ابن ابی شیبہ کی روایت
مین یون ہی مولے علیؑ نے عرض کی ان عمک الشیخ الکافر قد مات فما تری فیہ حضور کا چچا وہ بڈھا
کافر مرگیا اُسکے بارے مین حضور کی کیا راے ہی یعنے غسل وغیرہ دیا جائے یا نہین سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اری ان تغسلہ وتجنہ نہلاکر دبادو اقول ابن ابی شیبہ کی روایت مین کسی طرح کیون نہ ہو مومن
خالص ہونا جناب ابوطالبؑ کا ہر طرح ثابت ہی مگر آپ مولے علیؑ فرماکر مصداق یقولون بافواہھم ما لیس
فی قلوبہم کیون بنی شاید باتباع خلیفہ ثانی رضی اللہ آپنے بھی اقرار فرمایا کہ اُنھون نے بھی اقرار فرمایا تھا
اور مجمع عام مین بخ بخ لک یا ابن ابی طالبؑ اصبحت وامسیت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ
فرمایا تھا جسکو ہم سر العالمین امام غزالی سے نقل کر آئے ہین جسکے آخر مین امام غزالی فرماتے ہین وبعد
ھذا اغلب الہوی لحب الریاسۃ اب رہے کافر کے معنے ساتر کے ہین ذرا قاموس یا کوئی دوسری
کتاب لغت بھی ملاحظہ فرمائیے اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ جناب ابوطالبؑ اپنے ایمان کو کفار سے پوشیدہ کیے
ہوئے تھے جیسا کہ مومن آل فرعون پس فرمانا مولے علیؑ کا ان عمک الشیخ الکافر کوئی قباحت نہین رکھتا
معنے یہ ہوئے کہ آپ کا چچا اور مالک و مربی کہ جو اپنے ایمان کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا اُسنے انتقال کیا اب
کیا راے ہی یہ سوال مولے علی کا استفسارًا اور استثنائًا تھا جسکے جواب مین جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا
جاؤ نہلاکر دفن کر دو اگر جناب ابوطالبؑ اپنے اسلام کو ظاہر کر چکے ہوتے تو استفسار کی حاجت کیا تھی کہ
کیا احکام غسل وکفن و دفن مخفی نہ تھے کافر مومن کو مومن تجہیز وتکفین کرتے تھے اور اب تک وہی احکام جاری ہین
اور تفصیل اسکی آتی ہی ثانیًا برزنجی نے بہت سی روایتین نقل کین ہین جو دلالت کرتی ہین نجات جناب ابوطالبؑ
پر اور یہ بھی کہا ہی کہ اگرچہ بعض اُنمین کے ضعیف ہین مگر اپنے کثرت کی وجہ سے بعض حدیث بعض کو قوت
دیتی ہی اور اکثر اُنمین کے صحیح ہین چنانچہ ایک حدیث صحیح یہ بھی ہی کہ جسمین ذرا بھی ضعف نہین ہی اخرج ابن
سعد وابن عساکر عن علیؑ قال اخبرت رسول اللہ بموت ابی طالبؑ فبکی وقال اذھب
فاغسلہ وکفنہ وواره غفر اللہ لہ ورحمہ یعنے ابن سعد اور ابن عساکر نے علیؑ سے روایت
کی ہی کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین نے خبر دی رسول اللہ کو انتقال ابوطالبؑ کی آنحضرت پہلے تو روئے اور
پھر فرمایا کہ تم جاؤ اور غسل وکفن دیکر دفن کرو اللہ اُنکو بخشے اور اُنپر رحم کرے سیرۃ حلبیہ مین مذکور ہی کہ اسی
حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ نے بھی بیان کیا ہی اور ہبیرہ جوزی

تذکرہ مین ابن سعد سے اور واقدی محمد ابن اسحاق سے باسناد صحیح اور باسناد متعددہ یہی روایت کو نقل کر کے مین
اور یہ زیادہ کیا ہی فقال لہ العباس یا رسول اللّٰہ انک لترجو لہ قال ای واللہ لا رجو لہ
وجعل رسول اللّٰہ یستغفر لہ ایاما لا یخرج من بیتہ یعنی بعد کفن و دفن جناب ابو طالبؓ کے
جناب عباس نے عرض کی یا رسول اللہ تحقیق آپ امید نجات ابو طالبؓ رکھتے ہین جواب دیا آپنے کہ قسم
خدا کی البتہ مین امید رکھتا ہون اُنکے واسطے ہر نیکی اور ہر بھلائی طبقات ابن سعد کے اور ابن عساکر
باسناد صحیح روایت کرتے ہین وقد صح ان العباس سئل رسول اللّٰہ اترجو لابی طالب خیرا
قال کل الخیر ارجو من ربی یعنی تحقیق ثابت ہی کہ عباس نے پوچھا جناب رسولخدا سے کیا آپ امید
خیر کی رکھتے ہین ابو طالبؓ کے واسطے فرمایا کہ مین امید کل خیر کی رکھتا ہون مین اپنے پروردگار سے نیز
جوزی نے واقدی سے اور اُسنے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ عارض رسول اللّٰہ وفی بعض
النسخ عن جنازۃ ابیطالبؓ فقال وصلت لرحم وجزاک اللّٰہ یا عم خیرا یعنی وقت
عارض ہونے یا عارض کے جانے جنازہ ابو طالبؓ کے پیغمبر خدا نے فرمایا صلہ رحم کیا تونے ای عم میرے
خدا تمکو جزائے خیر دے محب الدین طبری ذخائر العقبیٰ مین اور امام ابو نعیم بسند صحیح ابن عمر سے روایت کرتے
ہین قال قال رسول اللّٰہ اذا کان یوم القیامۃ شفعت لابی وامی وعمی ابیطالبؓ واخ لی
فی الجاہلیہ وصرح ابو نعیم بان الاخ کان لہ من الرضاع پیغمبر خدا نے فرمایا جسوقت قیامت
برپا ہوگی تو شفاعت کرونگا مین اپنے باپ اور مان اور چچا ابو طالبؓ اور اپنے بھائی کی کہ جو جاہلیت مین
تھا ابو نعیم نے تصریح کی ہی کہ جناب رسالتمآب کا کوئی بھائی نسبی نہین تھا اور بھائی کا خطاب اپنے برادر
رضاعی کے حق مین فرمایا ہی پس ان احادیث سے چند امور ثابت ہین اول تو یہ کہ اگر جناب ابو طالب کافر ہوتے
تو جناب امیر المومنینؑ علی کو حاجت استفسار نہ ہوتی کہ احکام اموات کے مشہور تھے کافر کو کافر مومن کو مومن
دفن کرتے تھے امر ثانی خبر انتقال ابو طالب سنکر جناب رسول خدا صلعم رنجیدہ ہو کر بکا فرماتے اور بروایت
واقدی بکا بکاء اشدید یعنی بہت پھوٹ پھوٹ کر شدت سے نہ روتے امر ثالث حکم تجہیز و تکفین و تغسیل
باین الفاظ کہ جو دلالت کرتے ہین وجوب پر نہ دیتے بلکہ حکم دیتے کہ چھوڑ دو اُنکو درمیان طالب و عقیل
اور دیگر اقربائے کفار کے امر رابع جناب رسولخدا صلعم دعائے رحمت و غفران نفرماتے اور بدلائل
قطعیہ ثابت ہی کہ دعائے آنحضرت بلا توقف مقبول ہی امر خامس جناب عباسؓ سے وعدہ حتمی و اقرار
قطعی نکرتے اور بقسم نفرماتے کہ ای واللہ کل الخیر ارجو من ربی حالانکہ خیر و نجات آخرت اصلا اور ابدا
کفار و مشرکین کے لیے ثابت نہین بلکہ بلا تخفیف عذاب درک اسفل نار اُنکا مقر ہی امر سادس وعدہ شفاعت
یوم القیامت اپنے والدین اور اپنے چچا جناب ابو طالبؓ اور اپنے بھائی رضاعی کے لیے نہ فرماتے بقولہ
تعالیٰ لا تنفعہ شفاعۃ الشافعین پس شفاعت باوجود اس تصریح کے دو حال سے خالی نہین یا تو

بہشت قرار پاتی ہو یا معصیت اور یہ دونو امر لائق شان انبیا نہین ہین چہ جائیکہ سید المرسلین صلعم بلکہ ایسے سے تو
مغفرت کی امید بھی کر نہین سکتے بقولہ تعالی ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک
کہ یہ آیہ عام اور قطعی ہی پس وعدہ شفاعت کرنے اور طلب مغفرت کرنے اور دیگر وجوہات مذکورہ سے صاف
صاف واضح ہی کہ جناب ابو طالبؓ مومن تھے ثالثًا اہل سنت وجماعت کے مذہب مین ایسے کافر کو غسل و
کفن دینا اُسکے قرابت دار مسلمان کو جائز نہین کہ جسکے اقربائے کفار موجود ہون چنانچہ نیل المارب شرح دلیل الطالب
علی مذہب الامام بن حنبل مین کہ جو تصنیف شیخ الامام عبد القادر ابن عمر الشیبانی سے بھی موجود ہی کہ مسلمان میت
کافر کو غسل نہ دے اگرچہ ذمی بھی ہو اور برابر ہی کہ وہ میت کسی کافر قریب کی ہو یا اجنبی کی اسیطرح کفن دینا اور
اور اُسپر نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز نہین کہ یہ سب امور دلالت کرتے ہین تولے پر اور دوستی پر اور حق تعالی
فرماتا ہی کہ ای مومنو دوستی نرکھو اُس قوم سے کہ جسپر حق تعالے نے غضب کیا ہی اسلیے کہ نماز جنازہ پڑھنا مغفرت
چاہتا ہی اور کافر لائق شفاعت نہین ہی اور مشایعت جنازہ تعظیم ہی اور کافر لائق تعظیم نہین بلکہ جب اُس کافر کی
میت کا کوئی قریب کا دفن کرنے والا نہو تو اُسکو دفن کردے خواہ وہ ذمی ہو خواہ حربی خواہ مرتد ہو خواہ
مستامن مواہب الرحمن فقہ ابی حنیفہ النعمان اور اُسکی شرح مین ہی کہ اگر کوئی کافر مرجائے اور اُسکا کوئی قریب
مسلمان ہو اور کوئی کافر قرابت دار اُسکا نہو تو اُسکو غسل میت مثل ثوب نجس دے اور اُسکو ایک خرقہ مین ملفوف
کرکے ایک حفرہ مین ڈالدے اور مراعات سنت کی نہ کیجائے کہ اُسکی حیات مین بھی محافظت اُسکی نہ کی گئی تھی
ایسا ہی اُسکی وفات کے بعد بھی نہ کی جائے گی یا اُسکو اُسکے اہل مذہب کو سونپ دین کہ وہ اُسکے ساتھ وہ معاملہ
کرین جو اپنے اموات کے ساتھ کرتے تھے مراقی الفلاح بامداد الفتاح شرح نور الایضاح ونجات الارواح مین
لکھتے ہین کہ اگر کسی کافر کی میت کا کوئی ولی کافر نہو اور مسلمان قریب اُسکا موجود ہو تو اُسکو مثل ثوب نجس غسل
دے اور دفن کردے ثم ذلک فتاوائے خیریہ فی نفع البریہ علی مذہب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان مین موجود ہی
سئل فی مسلم تولی غسل میت نصرانی وتکفینہ ودفنہ فہل یلزمہ بذالک اثم او تعزیر
اولا اجاب حیث لم یراع فی ذلک ما یراعی فی غسل المسلم وتکفینہ ودفنہ لا یلزم فیہ
اثم ولا تعزیر لکن ان کان لہ اقارب من النصاری فالاولی ان یترکہ لہم ومع ھذا لو لم
یترک فقد یاثم خلاف الاولی لم یرتکب محظورا یعاقب علیہ ومن المصرح بہ ان المیت
الکافر یغسلہ قریبہ المسلم لکن غسل الثوب النجس من غیر وضوء ولا بتدا من ر یس
المعنی انہ یجب علیہ بل لا باس ان یفعلہ معہ ویکفنہ فی ثوب غیر مراع سنتہ فی تکفینہ و
یدفنہ فی حفرۃ من غیر لحد ولا توسعۃ فان راعی ما نصت العلماء علیہ فی غسل المسلم
وتکفینہ ودفنہ فقد ارتکب محظورا بلا شک لانہ ممنوع عنہ شرعًا واللہ اعلم ترجمہ
سوال کیا کہ مسلم متولی غسل میت نصرانی ہوا اور اُسکو کفن اور دفن کرے تو اُسپر گناہ اور تعزیر لازم ہی یا نہین جواب دیا

جو [illegible] کے غسل و کفن و دفن میں لیجاتی ہیں اسمین نکیجاوینگی تو اسمین کوئی گناہ بھی نہین ہے اور تعزیر بھی
نہین لیکن اگر اسکے اقارب مسلمان موجود نہوتے تو ایسے ہی چھوڑ دیا جاتے اُنہین اور باوجود اسکے بھی
اسکے [illegible] علما نے کیا اُسنے مرتکب ہوا وہ ایسے محظور کا کہ جو لائق عقاب ہے اور بعضے صحیح
سے [illegible] تحقیق [illegible] کافر کو غسل دیگا اُسکا قریب مسلم لیکن مثل غسل ثوب نجس کے بغیر وضو کے اور بے
معنے نہین ہین [illegible] واجب ہے بلکہ نہین خوف ہے اگر دے وہ ساتھ اسکے اور کفن دے اُسکو ایک کپڑے
مین بغیر رعایت سنت کے اور دفن کرے اُسکو گڑھے مین بغیر لحد کے اور نہ وسیع کرے اُسکی قبر کو پس اگر رعایت
کی مسلک کہ جو نص کیا ہے علما نے غسل مسلم میں اور اُسکے دفن و کفن میں پس بتحقیق مرتکب ہوا وہ بلا شک محظور کا
اسواسطے کہ وہ ممنوع ہے اس سے شرعاً فقط پس واضح ہوگیا کہ میت کافر کا ولی مومن اُسوقت ماذون ہے کہ اقربا ے
کفار سے اُسکے کوئی نہو اور اگر موجود ہو تو اُسے سونپدے اور اسپر بھی اُسنے نہ سونپا اور دفن و کفن کیا
تو ترک اولے کیا اور اگر رعایت سنت کی بھی کی تو لائق عقاب ہو پس کوئی مسلمان آپکی بات کو مانیگا اور یقین
کریگا کہ جناب ابو طالب کافر تھے اور پیغمبر خدا نے حکم دیا اُس فعل کا کہ جو لائق عقاب تھا یا جسکا ترک اولے تھا
کہ عقیل و طالب و دیگر اقربا جناب ابو طالبؓ کے موجود تھے اب آپ یا اعتراف کرین کہ جناب رسالتمآب نے
حکم دیا فعل ترک اولے کا اور اُس فعل کا جو لائق عقاب تھا یا علماء اعلام نے خصوصاً علماء حنفیہ نے اجتہاد کیا
بمقابلہ نص کے اور فعل واجب یا مسنون کو ترک اولے اور لائق عقاب ٹھہرایا حالانکہ یہ دونو امر غیر معقول بالبداہت
ہین آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصول فقہ مین ثابت ہوچکا ہے کہ اوامر آنحضرت حقیقتاً واسطے ایجاب کے ہین
کہ صیغہ امر سے ترجیح فعل کی لازم ہوتی ہے اور اباحت مین مساوات اور یہان تو ارتکاب ترک اولے کا ہے پس
کوئی جاہل بھی یہ کہسکتا ہے کہ پیغمبر برحق ایسے فعل کو واجب یا مستحب فرماوین بلکہ یہی حدیث اور یہی اقوال علما
اور یہی مسائل منقولہ صحیح اور مبین ہین کہ جناب ابو طالبؓ مومن کامل اور محب خالص اور محبوب صادق پیغمبر خدا
صلعم کے تھے پس ہر مومن کو لازم ہے کہ باتباع حضرت سید المرسلین صلعم ذکر وفات جناب ابو طالب سنکر محزون
و غمناک ہو اور بجائے شدید کرے اور غفر اللہ لہ و رحمہ و جزاہ اللہ انکی شان مین کہے اس لیے کہ یہ سب افعال
و اقوال آنحضرت ہین اور افعال و اقوال آنحضرت یا واجب ہین یا مستحب ہین پس بالضرور فاعل ان افعال کا
اور قائل ان اقوال کا عند اللہ و عند الرسول مثاب و ماجور ہوگا اور منکر ان امور کا منافق اور مرتد اور
موذی خدا و رسول ہونا ثابت ہے رابعاً ہدایہ کی عبارت و اذا مات الکافر ولہ ولی مسلم فانہ
یغسلہ و یکفنہ و یدفنہ و بذلک امر علی فی حق ابیہ ابیطالبؓ لکن یغسل غسل الثوب النجس
و یلف فی خرقہ و تحفر حفیرۃ من غیر مراعات التکفین و اللحد و لا یوضع فیہ بل یلقی
ترجمہ جب کوئی کافر مرے اور ولی اُسکا مسلمان موجود ہو تو اُسکو غسل و کفن دے اور دفن کردے اور ساتھ
اسکے حکم دے گئے علیؑ اُنکے باپ ابو طالبؓ کے حق مین لیکن غسل دے مثل غسل ثوب نجس اور لپیٹا جاے

ایک خرقہ مین اور ایک گڑھا کھودا جائے بغیر رعایت تکفین و لحد کے اور نہ رکھا جائے بلکہ ڈال دیا جائے
اُسمین انتہی یہ عبارت ہدایہ کی خود ہی معیوب اور مقدوح ہے بچند وجہ اول وہ ولی مسلم فانہ یغسلہ
مطلق مذکور ہوا ابن ہمام فتح القدیر مین فرماتے ہین کہ جواب اس مسئلہ کا مقید ہے اور یہ ہے اذا لم یکن لہ
قریب کافر وان کان خلی بینہ و بینہم و یتبع الجنازہ من بعید یعنے جسوقت ہو اُسکا ولی
کافر اور اگر ہو تو چھوڑ دیا جائے درمیان اُسکے اور درمیان اُن لوگون کے اور جنازہ سے دور دور چلے
اسی قید سے جناب ابوطالبؑ کا مومن ہونا ثابت ہو گیا کہ عقیل و طالب و دیگر اقربا کہ اُسوقت تک اسلام
سے مشرف نہ ہوئے تھے موجود تھے اگر جناب ابوطالبؑ کافر ہوتے تو بارشاد پیغمبر یہ حق فرماتے خل بینہ
و بینہم دویم صاحب ہدایہ لکھتے ہین و بذالک امر علی فی حق ابیہ ابیطالبؑ پس جب جواب اس مسئلہ کا
مقید ٹھرا تو یہ عبارت مہمل و بے ربط ہوئی پھر اسی ہدایہ پر یہ نشان حاشیہ لکھا ہے روایت کی سعد نے طبقات
مین قال علی لما اخبرت النبی بموت ابی طالبؑ بکی ثم قال لی اذہب فاغسلہ و کفنہ وواره
قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی اذہب فاغتسل پس رونا اور محزون و غمناک ہونا اور بکا فرمانا
آنحضرت صلعم کا دلالت کرتا ہے کہ کسقدر دوست رکھتے تھے جناب ابوطالبؑ کو سیوم اور صاحب ہدایہ
کا لکھنا لکن یغسل غسل الثوب النجس یہ استثنا مستثنے ہے قول آنحضرت سے کہ حضرت نے تو فاغسلہ
و کفنہ فرمایا ہے کوئی قید لگائی ہے نہ استثنا کیا ہے اور نیز غسل ثوب نجس واسطے تطہیر کے ہے اور تطہیر میت کافر
کی ناممکن ہے تو غسل دینا میت کافر کا عبث ہوا اور فعل عبث کا وجوب یا استحباب کیطرح ثابت نہین چہارم
صاحب نہایہ اسی ہدایہ کی شرح یون کرتے ہین کہ یہ مطلق بیان لفظ جامع صغیر ہے اور اصل مین یون ہے و
ذکر فی الاصل کافر مات ولہ ابن مسلم یغسلہ و یکفنہ و یدفنہ اذا لم یکن ہناک من
قرابتہ الکافر من یتولی امرہ فان کان بہا احد فالاولی ان یخلی مسلم بینہ و بینہم یصنعون
بہ ما یصنعون بموتاہم ترجمہ کافر مرا اور اسکا لڑکا مسلمان ہے وہ اُسکو غسل دے کفن دے اور دفن کردے جسوقت
اُسجگہ اُسکے اقربائے کفار سے ایسا نہ ہو جو اس کام کو انجام دے سکے اور اگر ہو کوئی تو اُسکے لئے یہ ہے کہ اُسکو
سونپ دے کہ جو معاملہ وہ اپنے اموات کے ساتھ کرتے ہین کرین انتہی تعجب [illegible] کے اصول
فقہ مین منار ہے ملاحظہ فرمایئے نور الانوار سے آنکھونکو نورانی فرمائیے کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر عبارت منار کی
یہ ہے و المطلق محمول علی المقید یعنے مطلق مقید پر محمول ہے نور الانوار مین اسی عبارت کی شرح فرماتے
ہین المطلق ہو المتعرض للذات دون الصفات لا بالنفی و لا بالاثبات و المقید ہو المتعرض
للذات مع صفتہ منہا اذا وردا فی [illegible] فالمطلق محمول علی المقید ای یراد
بہ المقید ترجمہ اور مطلق متعرض للذات ہے سوا صفات کے نہ ساتھ نفی کے اور
نہ ساتھ اثبات کے اور مقید متعرض للذات مع الصفات ہے پس جب یہ دو کسی مسئلہ [illegible]

تو مطلق محمول ہوگا مقید پر یعنے مراد اس مطلق سے مقید ہی جائیگی اور محشی قمر الاقمار میں اسی نور الانوار پر حاشیہ میں لکھتے ہین قولہ محمول لان المطلق ساکت والمجمل والمقید ناطق ومفسر فیحمل المطلق علیہ وفیہ ان المطلق لیس بساکت ولا بمجمل بل ھو دال علی ثبوت الحکم فیہ ترجمہ سو اسطے کہ مطلق ساکت ہی اور مجمل اور مقید ناطق ہی اور مفسر پس حمل کیا جائیگا مطلق اوپر مقید کے اور اسی مین ہی کہ مطلق ساکت بھی نہین ہی اور مجمل بھی نہین ہی بلکہ وہ دلالت کرتا ہی ثبوت حکم پر کہ جو اسمین ہی انتہی پس عبارت ہدایہ کی گرچہ مطلق ہی مگر محمول کیجائیگی مقید پر اور ثبوت ایمان جناب ابوطالبؑ قرار پائیگی مگر ہمتو آپ کی اور آپکے اجتہاد کے تعریف کرتے ہین سبحان اللہ کیا عبور ہی آپ کو معقول ومنقول پر اور کیسی دستگاہ کامل ہی فقہ واصول پر اور کیا قوت دماغ آپنے پائی ہی قید وصفی کی طرف بھی ملاحظہ نہین فرماتے کتب فقہ کی جانب بھی التفات نہین کرتے اقوال ائمہ اربعہ بھی پس پشت پھینکے دیتے ہین اپنے اجتہاد اور مہارت علمی پر کیا غرہ اللہ کی پناہ یہ قوت حدسیہ ہی کہ اغوائے شیطانیہ مقید کو مطلق پر محمول فرما رہے ہین برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق بنے جاتے ہین خامساً محشی ہدایہ نے ابن سعد سے جو روایت نقل کی ہی اسیکو نور الہدایہ شرح وقایہ میں بایں اسناد لکھا ہی اخبرنا محمد ابن عمر والواقدی ثنی معاویہ ابن عبد اللہ ابن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ عن علی قال لما اخبرت النبی بموت ابی طالب بکی ثم قال اذھب فاغسلہ وکفنہ وواراہ قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی اذھب واغتسل بعد ترجمہ کرنے اس حدیث کے لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غسل دینے والے کو بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہی اور ایسی ہی روایت کی ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے کہ تھے حضرت صلعم غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعہ کے اور غسل میت سے اور یہ ضعیف ہی اور روایت کی سی ترمذی نے مرفوعاً کہ جو غسل دے میت کو سو غسل کرے اور جو اٹھائے اسے تو وہ وضو کرے حسن کہا اسکو ترمذی نے اور ضعیف کہا اسکو جمہور نے اور اس باب مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی انتہی پس اسی حدیث سے مومن ہونا جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہی کہ آخر روایت مین جو اغتسل واقع ہی تو صاحب نور الہدایہ لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہی اسیطرح دوسری روایت ابو داؤد اور عائشہ سے بھی وجوب غسل کے باب مین مذکور ہی اور نیز ترمذی سے حدیث مرفوعاً بھی ذکر کی پھر یہ بھی کہا کہ ضعیف کہا اسکو جمہور نے اور اس باب مین کوئی حدیث صحیح وارد ہی نہین ہوئی جب یہ ثابت ہوگیا کہ کوئی حدیث صحیح اس بارے مین وارد ہی نہین ہوئی اور جمہور اسکو ضعیف فرما چکے تو یہ حدیث بدرجہ اولےٰ صحیح نہوئی کہ من جملہ انھین حدیثون کے ایک یہ بھی حدیث ہی اور صاحب نور الہدایہ نے جو اغتسل سے وجوب غسل غاسل میت کا مسئلہ نکالا اور دوسری حدیثیں اور اقوال اوسکے وجوب مین بیان کیے اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جسطرح اغتسل صیغہ امر ہی اسی طرح تو فاغسلہ وکفنہ وواراہ بھی ہی تو جسطرح وجوب غسل کا غاسل میت پر لازم آیا اسطرح وجوب غسل دینے کا بھی علی پر لازم ہوگیا

صاحب منار مبحث امر مین لکھتے ہین الامر وھو قول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء افعل یعنی
بعض اقسام خاص سے امر ہی اور وہ قول ہی قائل کا کہ اپنے غیر سے علی سبیل الاستعلاء کہے افعل صاحب نور
الانوار اُسکی شرح کرتے ہین و من الخاص الامر یعنے مسمی الامر لا لفظ الا نہ یصدق علیہ
انہ لفظ وضع لمعنی معلوم وھو الطلب علی الوجوب یعنے بعض خاص سے امر ہی یعنے مسمی
امر کا نہ لفظ اُسکا اسواسطے کہ صادق آتا ہی اُسپر کہ وہ ایک لفظ ہی وضع کیا گیا ہی واسطے معنے معلوم کے اور
وہ طلب علی الوجوب ہی پھر بعد دو سطرون کے لکھتے ہین والمراد بقولنا افعل کل ما کان مشتقا من
المضارع علی ھذا الطریق سواء کان حاضرا او غائبا او متکلما معروفا او مجہولا ولٰکن بشرط
ان یکون المقصود منہ ایجاب الفعل یعنے مراد قول ماتن مین افعل سے وہ ہی کہ جو مشتق مضارع سے
اس طریق پر برابر ہی کہ ہو حاضر یا غائب یا متکلم معروف ہو یا مجہول لیکن شرط یہ ہی کہ ہو مقصود اُس سے ایجاب
فعل کا اور نیز اصطلاح اصول مین صادق آتا ہی تہدید اور تعجیز پر اور مجرد استیلا مقصود نہین ہی بلکہ الزام فعل
مقصود ہی اور الزام فعل نہین صادق آتا مگر وجوب پر بخلاف تہدید اور تعجیز کے پھر شارح لکھتے ہین یختص
مراد الامر وھو الوجوب بصیغۃ اللازمۃ للمراد یعنے مختص ہی مراد امر کی اور وہ وجوب ہی ساتھ
صیغہ لازمہ کے کہ جو واسطے مراد کے ہی یعنے مراد اُس امر کی مختص ہی کہ طلب حتمی ہی ایسے صیغہ سے کہ خاص
کر اُس مراد کو لازم ہی اور یہ مراد بغیر امر کے پائی نہین جاتی والغرض منہ بیان الاختصاص من
الجانبین ای لا یکون الامر الا للوجوب ولا یثبت الوجوب الا من الامر اور غرض
اُس سے بیان ہی اختصاص کا جانبین سے یعنے نہین ہوتا امر مگر وجوب کے واسطے اور نہین ثابت ہوتا
وجوب مگر امر سے فقط حاصل یہ ہی کہ اس حدیث مذکور مین اذھب فاغسلہ وکفنہ وواراہ ہی اور یہ سب
صیغہائے امر ہین اور انسے الزام فعل مقصود ہی یعنے غسل وکفن دینا اور دفن کرنا ہی پس اسپر وجوب صادق
آتا ہی اور ظاہر ہی کہ تہدید بھی نہین اور تعجیز بھی نہین ہی اب رہا اباحت ور ندب تو اباحت بھی بیان منتفی ہی
کہ تنویر المنار مین لکھتے ہین کہ از صیغہائے امر ترجیح فعل لازم است پس منتفی شد اباحت وغیر آن وباقی ماند
مگر وجوب و ندب و ندب منتفی است برائے اینکہ فرق ظاہر است میان اسفنی و ندبتك ان اسفنی برائے
اینکہ ذم کردہ میشود بر ترک اول نہ در ثانی پس ندب منتفی شد و وجوب لازم آمد فقط پس قواعد اصول فقہ اور
حدیث مذکور سے بوضاحت ثابت ہی کہ در صورت صحت حدیث مذکور جناب ابو طالب مومن تھے کہ
غسل و کفن اور دفن اُنکا اُنکے ولی امیر المومنین امام المتقین علی بن ابی طالب پر واجب تھا کہ پیغمبر خدا صلعم
نے حکم فرمایا بصیغہائے امر کہ جسمین نہ تہدید ہی نہ تعجیز نہ اباحت ہی نہ ندب بلکہ وجوب ہی کہ الزام فعل ہی
اور نیز غاسل میت پر ہی غسل کا واجب ہونا ثابت ہو گیا اب آپ ضرور فرما دینگے کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی
اس لیئے کہ ایمان جناب ابو طالب تو نہ ثابت ہوتا ہی تھا مگر غاسل میت پر بھی وجوب غسل کا ثابت ہو گیا تو

جواب ہمارا یہ ہی کہ پھر کیون آپنے اسقدر کد و کوشش کی اور نفاق مخفی کا اعلان فرما کر یحادون اللہ و رسولہ
کے مصداق بنے **قولہ** امام شافعی کی روایت مین ہی فقلت یا رسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذہب
فواره عرض کی یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا فرمایا جا و دبا آؤ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہی
امام حافظ الشان اصفہ تمیز الصحابہ مین فرماتے ہین صححہ ابن خزیمہ **اقول** دلالابو داؤد و نسائی و اسحاق
و بزاز و ابن ابی شیبہ و سعد و احمد و امام شافعی سے جتنی روایتین ہین آپس مین مختلف ہین اور مفہوم ہر
واحد کا مختلف اور متناقض دوسرے کا ہی کسی روایت مین لفظ ضال ہی اور حکم غسل دینے کا نہین ہی
کسی مین لفظ کافر ہی اور حکم غسل دینے کا ہی کسی مین لفظ مشرک ہو مگر ذکر غسل نہین کسی مین حکم غسل دینے کا ہی
اور نیز غاسل کو بھی غسل کرنے کا حکم ہی اور یہ سب اختلافات آپکی تحریر پر تزویر سے ظاہر ہو رہے ہین پھر آپ ہی
اجتہاد بھی فرمائے کہ انہین سے کون سے روایت صحیح ہی اور کونسی غیر صحیح حاصل یہ ہی کہ یہ سب روایتین موضوع
اور غیر صحیح کہ مخالف قواعد اصول فقہ اور مسائل فقہیہ ائمہ اربعہ کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا نیز تنقیح اور توضیح میں
مذکور ہی فصل فی الطعن وھو من الراوی ومن غیرہ والاول اما بان عمل بخلافہ فبعد
الروایۃ یصیر مجروحا کحدیث عائشۃ الخ ترجمہ یہ فصل ہی طعن مین اور وہ طعن یا راوی کیطرف
سے ہی یا اسکے غیر کیطرف سے اول یا تو راوی روایت کرنیکے بعد برخلاف اس کے عمل کرے تو وہ
مجروح ہی جیسا کہ حدیث کی عائشہ نے کہ جو عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت بغیر تو نکاح اسکا باطل ہی
بعد اس حدیث کے خود اپنے بھتیجے عبد الرحمن کے لڑکے کا نکاح کر دیا اور عبد الرحمن موجود نہ تھے تو وہ حدیث
مجروح قرار پائی اسی طرح حدیث ابن عمر رفع یدین کرنیکی اور مجاہد نے کہا کہ مین دس برس ابن عمر کی صحبت میں رہا
اور رفع یدین کرتے ہوئے انکو نہ دیکھا ہین نے مگر رکعت اولی مین اس وجہ سے یہ حدیث بھی مجروح قرار پائی
اور نیز حامی مین بھی لکھتے ہین کہ ساقط ہوتا ہی عمل اس روایت سے کہ جسکا راوی اس حدیث سے مخالفت
کرے قولا یا فعلا پس حدیثین جو آپنے باختلاف الفاظ و معانی ذکر فرمائین علی سے مگر بعد ان حدیثون کی
خود حضرت علی اپنے تشہد مین بعد ہر نماز فرمایا کرتے تھے واغفرلی و لوالدی جسکو ہم کتاب الشفا فی حقوق
المصطفے اور اسکی شرح نسیم الریاض خفاجی و اسکی شرح للملا علی قاری سے بیان کر آئے ہین اگر جناب ابیطالب
کافر ہوتے تو کیونکر حضرت علی اپنے باپ ابوطالب کے لیے طلب مغفرت کرتے باوجود نص صریح ما کان
للنبی الخ کے جو آپ بڑے شد و مد سے لکھ آئے ہین اور اسمین بھی کوئی شک نہین ہی کہ یہ تشہد حضرت علی
حسنے کا بعد وفات جناب ابوطالب تھا اور نماز بھی بعد وفات ابوطالب فرض ہوئی ہی اس سبب سے بھی
یہ حدیث مجروح ہی اور نیز اس حدیث مین اضطراب بھی ہی اور علماء حنفیہ کے نزدیک مضطرب حدیث پر عمل جائز نہین جیسا کہ حدیث قلتین پر
بسبب اضطراب کے عمل نہ کیا گیا پھر کسطرح یہ حدیث قابل اعتبار ہو سکتی ہی کہ مطعون بھی ہی مضطرب بھی ہی اور مجروح بھی **قولہ** اس حدیث
جلیل کو دیکھے کہ ابوطالب کے مرنے پر جو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہین کہ حضور کا

وہ گمراہ چچا مر گیا حضورؐ اُسپر انکار نہین فرماتے نہ خود جنازہ مین تشریف لیجاتے ہین اقول یہ ین گل دیگر شگفت
اصطلاحات محدثین مین تو کوئی صفت حدیث کی ایسی نہین سنی کہ جسکو حدیث جلیل کہتے ہون شاید یہ اصطلاح
خاص آپکی ہی کہ حدیث مطعون اور مضطرب اور مجروح کو حدیث جلیل کا خطاب دیا نہ جناب امیر المومنینؑ نے
بایں الفاظ خبر دی نہ سید المرسلین نے سکوت فرمایا اور بفرض صحت حدیث اور سکوت آنحضرت بھی ایمان
جناب ابوطالب کو کوئی نقصان نہین پہنچتا کہ مکرر عرض کر آئے ہین کہ پسران حضرت یعقوب کو ضال فرمایا
حق سبحانہ تعالے نے اپنے حبیب کو ضال فرمایا اگر حبیب خدا نے اپنے حبیب کی نسبت لفظ ضال پر سکوت
فرمایا تو کون سی قباحت لازم آئی جو جواب آپ حضرت یعقوبؑ اور حضرت سید المرسلینؐ کے بارے مین
دینگے وہی جواب ہمارا ہی اور ہم تو مکرر عرض کر چکے ہین مگر آپ مصداق صم بکم عمی فہم لا یعقلون
کے ہین کیا کیا جائے پھر گذارش ہی کہ بعد وفات جناب ابوطالبؓ کے بفرض تسلیم جناب علیؑ نے ان عمک
الشیخ الضال فرمایا جسکے معنے یہ ہین کہ آپکا چچا آپکا مربی آپکا عاشق جو اپنے اسلام کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا
اُسنے وفات فرمائی پھر حضور کیون انکار فرماتے بلکہ اس خبر کے سنتے ہی آپ روئے اور بروایت واقدی بیقرار
ہوکر شدت سے روئے اور یہ بکائے شدید آنحضرت صلعم کا خود دلالت کرتا ہی کمال محبت پر اگر جناب ابوطالبؓ
کافر ہوتے تو پیغمبرؐ برحق انکو ایسا دوست نرکھتے کہ انکی خبر انتقال سنکر بکائے شدید فرماتے کہ حق سبحانہ تعالے
فرماتا ہی لا یتخذ الکافرین اولیاء من دون المومنین یعنے نہ بناؤ تم کافرون کو دوست سوائے
مومنین کے اور یہ بھی فرماتا ہی ومن یتولہم منکم فانہ منہم یعنے جو دوست رکھیگا انکو تم مین سے
تو وہ انھین مین سے ہی اور فرماتا ہی لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ
ورسولہ ولو کانوا اباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم یعنے نہ پاؤگے کسی قوم کو
کہ ایمان لاتے ہون ساتھ اللہ کے اور یوم الاخرت پر کہ دوست رکھین وہ اُس شخص کو کہ دشمن رکھے خدا کو
اور اسکے رسولؐ کو اگرچہ ہون وہ باپ انکے یا بیٹے انکے یا بھائی انکے یا اقربا انکے پس اب کوئی کافر بھی یہ
کہہ سکتا ہی کہ باوجود ان نصوص قطعیہ کے پیغمبر خداؐ ایک کافر مشرک گمراہ سے ایسی دوستی رکھتے تھے کہ اُسکے
مرنے پر بکائے شدید فرماتے بلکہ بلا شک ولا ریب جناب ابوطالبؓ مومن اور محب خدا و رسولؐ تھے کہ جنپر
پیغمبر برحق صلعم نے گریہ شدید فرمایا اگر پیغمبر خداؐ محب ابوطالبؓ نہوتے تو کیون بکائے شدید فرماتے اسی سے
یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خدا بھی محب ابوطالبؓ تھا کہ پیغمبر خدا دشمن خدا کو کبھی دوست نرکھتے پس ابوطالبؓ محب خدا
و رسولؐ اور خدا و رسولؐ محب ابوطالب ٹھہرے اور جو جناب ابوطالبؓ کو کافر کہے اور انکی مذمت کرے
وہ موذی خدا و رسولؐ ہی اور مصداق خسر الدنیا والاخرہ کا ہی حاصل یہ ہی کہ دشمن ابوطالبؓ دشمن خدا و رسولؐ
اور دشمن خدا و رسولؐ کافر اور رقبۂ اسلام سے باہر اور جگہ اسکی فی النار و سقر اور مشایعت جنازہ فرمانا
آنحضرت صلعم کا باحادیث منقولہ سبط ابن جوزی اور واقدی جو ابن عباسؓ سے منقول ہوئی ثابت ہی اور

نیز تحقیق اُسکی آتی ہی اور با این ہمہ اگر مشایعت جنازہ نفرمانا فرض کرلیا جائے تو بھی کوئی قباحت نہین ہی کہ مشایعت جنازہ ابوطالبؓ اگر ممنوع یا مکروہ ہوتی تو پیغمبر خدا صلعم کیون حکم فرماتے جناب امیر المومنین علیؑ کو کہ لیجا و غسل و کفن دو دفن کردو اگر پیغمبر خدا نے افعال ممنوعہ اور مکروہہ کا بھی حکم دیا ہی بلکہ حکم دینا اور تشریف نہ لیجانا آنحضرت کا بمصلحت اور مقتضائے وقت کے تھا اور ایسے امور بمصلحت اور بمقتضائے وقت رسول اللہ صلعم نے اکثر فرمائے کہ جو بکثرت کتب احادیث اور سیر و تواریخ مین موجود ہین چنانچہ ایک وقت بمصلحت غار مین تشریف لیجانا اور یار غار کو اپنے ہمراہ رکھنا چھوڑ نہ جانا اسیطرح حدیبیہ مین صلح فرمانا اور بعض اصحاب کا اعتراض کرنا اور اسیوجہ سے رسالت آنحضرت صلعم مین شک کرنا یہ سب امر بمقتضائے وقت اور بمصلحت نہین تھے تو کیا تھے **قولہ** ابوطالبؓ کی بی بی امیر المومنینؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ نے جب انتقال کیا ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اور قمیص مبارک مین اُنھین کفن دیا دست مبارک سے لحد کھودی اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی پھر اُنکے دفن سے پہلے خود اُنکی قبر مین لیٹے اور دعا کی اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین اللہ جلاتا ہی اور مارتا ہی اور خود زندہ ہی کہ کبھی نہ مریگا میری مان فاطمہ بنت اسد کو بخشدے اور اُنکی قبر وسیع کر صدقہ اپنے نبی کا اور مجھسے پہلے انبیا کا تو سب مہربانون سے بڑھکر مہربان ہی رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ ابونعیم فی الحلیہ عن انس ونحوہ ابن ابی شیبہ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبد البر وابی نعیم فی المعرفہ والدیلمی بسند حسن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین **اقول** یہ جو کچھ آپنے بہ نسبت فاطمہ بنت اسدؓ کے رقم فرمایا کہ حضور اقدس نے قمیص مبارک کا کفن دیا دست مبارک سے قبر کھودی مٹی نکالی پہلے خود لیٹے پھر دفن کیا پھر دعا کی یہ سب افعال جو آنحضرت سے واقع ہوئے یہ سب مبین اور مصرح ہین کہ کمال محبت اور نہایت شفقت اور رحمت فرمائی اپنی مان فاطمہ بنت اسد پر اور اُمی فاطمہؓ فرمایا اور قدر و منزلت اور بزرگی اُنکی سب پر مثل آفتاب نمایان کردی مرتبہ اُنکا ہر ظلوم وجہول پہ ہویدا ہو گیا مگر یہ بھی یاد رہے کہ جو محنت و مشقت اور حفاظت و حراست اور پرورش مین صعوبتین جناب ابوطالبؓ نے اُٹھائین اور جو جو جان فشانیان اور مشقتین جناب ابوطالبؓ نے اظہار نبوت آنحضرتؐ مین اُٹھائین اپنی جان اور مال و اولاد کو فدائے آنحضرت کیا افراد بشر مین سے کسی نے بھی نہین کیا اور جو محبت فیمابین جناب ابوطالبؓ اور پیغمبر برحق کی تھی کسی کو بھی حاصل نہ تھی کونسا شرف ایسا تھا جو جناب ابوطالبؓ کو حاصل نہ تھا حتی کہ آپ ایسے دشمن تک مقر ہین محبت جناب ابوطالبؓ کی تو مشہور اور معروف ہی اور محبت جناب پیغمبر خدا صلعم کو حق تعالے نے بہ نص صریح ظاہر کردیا من احببت فرماکر پھر اظہار محبت اور شفقت کی کیا احتیاج رہی اب رہا شرف و منزلت تو اگر

چادر اور قمیص مبارک کا کفن جناب فاطمہ بنت اسد کو دیا تو اگر پوشاک جناب ابوطالبؓ کو خود آنحضرت صلعم
نے پہنائی اور پھر اسی پوشاک کو جناب ابوطالبؓ نے پہنائی ایک فرش پر بلکہ سینہ جناب ابوطالبؓ پر آنحضرت نے
آرام فرمایا ہی ایک ظرف مین غذا نوش فرمائی ہی تمام جسم جناب ابوطالبؓ کا جسم مبارک حضرت رسالت مآبؐ
سے ہمیشہ مس رہا ہی کسی وقت آنحضرتؐ کو تنہا نہین چھوڑا گود یون مین رات دن پرورش فرمایا ہی کونسا شرف
ایسا ہی جو جناب ابوطالبؓ کو حاصل نہ تھا بلکہ ابتداء ولادت آنحضرتؐ صلعم سے تا وقت انتقال ابوطالبؓ جو جو
شرف و منزلت کہ اقربا اعزا مہاجر انصار کو حتیٰ کہ اصحاب کبار کو حاصل ہوئے تھے وہ سب جناب ابوطالبؓ
کو حاصل ہو چکے تھے اب رہا دعائے مغفرت فرمانا کہ خدایا تو بخشدے میری مان فاطمہ بنت اسدؓ کو اور اُنکی قبر کو
وسیع کر تو اُسی طرح جناب ابوطالبؓ کے لیے بھی طلب رحمۃ اور غفران فرمائی ہی غفر اللہ لہ و رحمہ
فرمایا ہی جزاک اللہ یا عم خیرا بھی اُن کی شان مین فرمایا ہی کل الخیر ارجو من ربی بہ قسم ارشاد فرمایا ہی
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ اور اسی قدر سندین اور اقوال جو بہ نسبت مناقب و فضائل
جناب فاطمہ بنت اسد کے آپنے رقم فرمائے انکا کسنے انکار کیا ہی اور وہ ما بہ النزاع بھی نہین ہین پھر
اسقدر سندین بیان کرنا تضیع اوقات کے سوا کیا نفع دیتا ہی ہم بھی یہ ہی کہتے ہین کہ صحیح اور صحیح اور صحیح اور
پھر جناب ابوطالبؓ کو کیا نقصان پہنچتا ہی آپ اگر اصحاب آنحضرت صلعم مین سے کسی کے فضائل و مناقب
رقم فرمائینگے تو کیا دیگر اصحاب کی مذمت سمجھی جائیگی آپکو پہلے تدبیر لازم تھا کہ آپ فاطمہ بنت اسد کے اُن
افعال کا ذکر فرماتے کہ جنکی وجہ سے پیغمبر برحق نے قمیص مبارک کا کفن دیا قبر کھودی پھر اُسمین لیٹے پھر دفن کیا
پھر دعا کی فقط اسلام فاطمہ بنت اسد تو ان مخصوصات کا سبب ہو سکتا ہی نہین کہ اکثر مسلمین اور مومنین نے
انتقال کیا ہی اُن سب کے ساتھ یہ افعال مخصوصہ آنحضرت صلعم سے وقوع مین نہین آئے **قولہ** کاش
ابوطالبؓ مسلمان ہوتے **اقول** کاش آپ اسلام سے خارج اور محبوط الکفر نہ ہوتے اور یؤذون اللہ
ورسولہ کے مصداق نہ بنتے **قولہ** کیا سید عالم اُنکے جنازے مین تشریف نہ لیجاتے **اقول** کہانتک
آپکی تحریر پر تدبر پر سر مغزی کیجائے ہان صاحب مصلحت اور مقتضائے وقت یہ ہی تھا کہ تشریف نہ لیجاتے
تشریف لیجانے مین خوف فتنہ و فساد تھا منافق آپ کا ایذادہی پر آمادہ تھے اور ایسے امور رحمۃ للعالمین
سے بکثرت واقع ہوئے ہین افعال آنحضرت صلعم پر اعتراض کرنا دلیل کفر ہی چنانچہ ابھی ہم عرض کر آئے ہین
کہ ایک وقت ایسا بھی آگیا تھا کہ مصلحت نماز میت نہ پڑھنا فرمایا تھا ایک وقت ایسا بھی تھا کہ صلح فرمائی تھی اور
اسم مبارک سے لفظ رسول اللہ کو حک فرمایا تھا جس سبب سے بعض اصحاب کو رسالت آنحضرت صلعم
مین شک پڑ گیا تھا اور نیز مشایعت جنازہ نہ فرمانا اور حکم کرنا علیؑ کو کہ لیجا و غسل و کفن دو اور دفن کرو خدا
اُن کی مغفرت کرے اُنپر رحمت نازل کرے اسمین بھی یہ مصلحت تھی کہ ظلوم و جہول پر بھی ثابت ہو جائے کہ
غسل و کفن اور دفن ابوطالبؓ کا اُنکے ولی امیر المومنین پر واجب ہی تنویر المنار جو اصول فقہ مین ہی ملاحظہ ہو

بحث امر مین لکھتے ہین لانتفا الخیرۃ عن المامور بالامر بالنص یعنے امر برائے وجوب است برائے اینکہ
منتفی است اختیار از مامور بہ بعض چون اختیار منتفی شد پس اتیان مامور بہ واجب شد اور اگر جناب رسالتمآب
مشایعت جنازہ فرماتے اور حضرت علیؑ کو حکم نکرتے تو یہ سب افعال آنحضرت صلعم قرار پاتے اور سب افعال
آنحضرتؐ واجب نہین ہین نور الانوار اور دابیر الوصول ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ الامر وھو قول القائل بغیرہ
علی سبیل الاستعلاء افعل حتی لا یکون الفعل موجبا ای فعل النبی موجبا یعنے امر قول ہے قائل
کا علی سبیل الاستعلاء اپنے غیر کے واسطے افعل کر تو حتی کہ فعل نہین ہوتے تھے نبی صلعم کے واجب فقط اگر
افعال آنحضرتؐ واجب ہوتے تو قمیص مبارک کا کفن دینا اپنے ہاتھ سے قبر کھودنا مٹی نکالنا اور پہلے خود لیٹنا
پھر دفن کرنا یہ سب فعل واجب قرار پاتے حالانکہ کل افعال آنحضرتؐ واجب نہین ہوسکتے اسی سبب سے
حضرت صلعم نے حکم فرمایا اذھب فاغسلہ وکفنہ وواراہ تاکہ کور باطن یہ نہ کہین کہ پیغمبر خدا نے تلافی کی اُن
احسانات کی جو جناب ابوطالبؑ نے کیے تھے اور بالاتفاق ثابت ہے کہ کسی کافر کا غسل و کفن اور دفن کسی
مسلم پر واجب نہین ہے پس واجب ہونا غسل و کفن اور دفن کا علیؑ پر دلیل واضح ہے کہ ابوطالبؑ مومن تھے
قولہ انتہی ہے ارشاد پر قناعت فرمائی کہ جاؤ دبا آؤ **اقول** اتنے ارشاد فرمانیکی آپ کے نزدیک کچھ حقیقت نہین
ہے جب تک دو چار صفحے ارشاد سے نہ بھر جائین اور اُ پھر بھی اگر آپ کی رائے سے مخالف ہون تو کیا عجب ہے
کہ صفت مہربان سے آپ آنحضرتؐ کو متصف فرمائین علمائے اسلاف تو آپکے فقط افعل کو علی سبیل الاستعلاء واجب
فرماتے ہین مگر آپ کیسے سچے مسلمان اور پکے مومن ہین کہ تمام اوامر و نواہی آنحضرتؐ کو اتنا سا ارشاد کہکر اوڑا
دیتے ہین اور اسکے اتنے ارشاد پر کب قناعت فرمائی پہلے تو خبر وفات سنتے ہی بکائے شدید فرمایا پھر حکم فرمایا
لیجاؤ غسل و کفن دو دفن کرو پھر غفر اللہ لہ ورحمہ فرمایا پھر جزاک اللہ یا عم خیرا فرمایا پھر حضرت عباس سے تقسم
فرمایا کل الخیر ارجو من ربی با این ہمہ آپ مصداق ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم
غشاوہ کے ہوجائین اور اس سب کو اتنا سا ارشاد قرار دین تو کیا کیا جائے غرض یہ سب جواب تو بہ تسلیم
صحت روایات مذکورہ اور عدم مشایعت جنازہ کے ہین ورنہ اتنے سے ارشاد نے جسکی آپ کے نزدیک
کچھ حقیقت نہین ہے غسل و کفن اور دفن جناب ابوطالبؑ کا اُنکے ولی امیر المومنینؑ پر واجب کردیا اور پھر
مشایعت جنازہ بھی فرمائی چنانچہ ملا معین کاشفی لکھتے ہین نقل است از اہلبیتؑ کہ ایشان اتفاق دارند بر
آنکہ ابوطالبؑ با ایمان رفتہ پھر بعد دو تین سطرون کے لکھتے ہین روایت است کہ آنحضرت صلعم بغایت ملول شد
بر مفارقت ابوطالب وگریست وہمراہ جنازہ اش میرفت ومی فرمود اے عم من صلہ رحم بجائے آوردے
ودر حق من ہیچ تقصیر نکردی ترا خدائے تعالے جزا خیر دہاد پھر لکھتے ہین چون ابوطالبؑ را دفن کردند پیغمبر
عقب جنازہ او باز گشت بنا بر وعدہ کہ فرمودہ بود مر ابوطالب را در حالت رفتن کہ از برائے تو آمرزش
خواہم طلبید روضۃ الصفا جلد ۲ میں ہے از ابن عباس قول است کہ آنحضرت پیش پیش جنازہ ابوطالبؑ میرفت

دی گفت اے عم صلہ رحم بجالائے اور دی ونیکو ہائے کر دی جزاک اللہ خیرا سید علی ہمدانی ابن ہشم سے نقل فرماتے
ہین قال سمعت یقول علی تبع ابوطالب عبد المطلب فی کل حوالہ حتی خرج من الدنیا علی
ملتہ دا وصانی ان ادفنہ فی قبرہ فاخبرت رسول اللہ قال ذھب فوارہ فانفذ ما اوصی
بہ فاغسلہ وکفنہ وحملہ الی الحجون فنبشت قبر عبد المطلب فرفعت الصفیح فاذا ھو موجہ
الی القبلۃ فحمدنا اللہ علی ذالک واطبقتہ الصفیح علیہا ھو وصی الاوصیاء وخیر ورثۃ
الانبیاء کہا ابن ہشم نے کہ سنا مین نے فرماتے ہوئے علی کو کہ پیروی کی ابوطالب نے عبد المطلب کی سب
امرون مین یہانتک کہ انتقال کیا دنیا سے ملت عبد المطلب پر اور مجکو وصیت کی کہ بعد غسل و کفن قبر عبد المطلب
مین مجکو دفن کرنا پس مین نے خبر دی رسول اللہ صلعم کو فرمایا جاؤ غسل و کفن دو دفن کرو اور نافذ کرو وصیت
انکی اور غسل و کفن دو اور لیجاؤ حجون مین فرماتے ہین حضرت علی کہ مین نے کھولا قبر عبد المطلب کو پس صفیح یعنے
تختہ قبر کو ہٹایا ناگاہ دیکھا مین نے کہ عبد المطلب قبلہ کی طرف متوجہ ہین ابوطالب کے لینے کیواسطے بعض
نسخ مین ہے کہ عبد المطلب متوجہ اور روبقبلہ مدفون تھے پس حمد الٰہی بجالایا مین اور قبر کو ساتھ اسی صفیح کے مطبق
کردیا مین نے اور وہ وصی الاوصیا اور بہترین ورثہ انبیا تھے مناہج النبوت خواجہ عبد المجید کہ جو ترجمہ ہے مدارج النبوۃ
مصنفہ شیخ عبد الحق دہلوی کا وہ لکھتے ہین اور یہ بھی لایا ہے روضۃ الاحباب والا کہ سید عالم ابوطالب کے جنازہ
کے ساتھ ساتھ جاتے تھے اور فرماتے تھے ای چچا میرے صلہ رحم میرا بجالایا تو اور بیشک حقمین تیرے مجھسے کوئی قصور واقع
نہین ہوا خدائے تعالے تیرے تئین جزائے خیر دیوے ان روایات سے ثابت ہو گیا کہ اتنے ہی ارشاد پر
قناعت نہین فرمائی بلکہ جناب رسالت مآب صلعم گریہ کنان دعائین دیتے ہوئے طلب مغفرت فرماتے ہوئے
انکی صلہ رحمی کو یاد فرماتے ہوئے ہمراہ جنازہ تا حجون تشریف لیگئے جزاک اللہ یا عم خیرا زبان مبارک پہ جاری
تھا پس ان روایات سے خصوصًا حدیث منقول سید علی ہمدانی سے تو کوئی شک باقی نرہا کہ جناب ابوطالب اوصیائے
خلیل الرحمان سے تھے باین وجہ کہ حضرت عبد المطلب وصی اوصیائے ابراہیم سے اور ابوطالب وصی عبد المطلب
تھے اسی سبب سے آپنے علی ملۃ عبد المطلب فرمایا ملت عبد المطلب ملت ابراہیم تھی اور ملت ابراہیم پیغمبر ما صلعم
بھی تھے آیہ فاتبع ملۃ ابراھیم ناطق ہے تصدیق نبوت آنحضرت صلعم کی ابوطالب کو ابتدا سے حاصل تھی
بمصلحت و معنی الفاظ مین تصدیق فرمائی اس بحث کو ہم توضیح تمام بیان کر چکے ہین و دوسرا علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی
اس حدیث کو اصابہ مین بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث شیعوں کی ہے اسکا جواب بھی عسقلانی نے خاتمہ سداد
مین لکھا ہے کہ سلسلہ شیعہ و رغلات کا اس حدیث کی سند مین ہونا جو علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے تو کوئی مضائقہ نہین
ہے اسلیے کہ ہر شیعہ اور غالی جھوٹھ نہین بولتا بلکہ اکثر شیعہ اور غلات سے وہ لوگ ہین جنسے صحاح ستہ مین روایتین
لی گئی ہین اور خصوصًا اس روایت کی شاہد تو اور بھی روایتین ہین آئمہ اہلسنت و جماعت بھی اس روایت کے
راوی ہین پھر اس روایت کی صحت مین کیا عذر ہو سکتا ہے اور ہمارا جواب یہ ہے کہ اہل کشف تو بالمشاہدہ ابوطالب غیر

خدمت پیغمبر خدا صلعم مین بھیجتے ہین اور صحت حدیث کی کر لیتے ہین بلکہ اکثر حدیثین جو قواعد کی پابندی سے صحیح
تھین وہ غیر صحیح اور غیر صحیح صحیح ہو گئی ہین پھر اس حدیث کو خود سید علی ہمدانی نے کتاب مودۃ مین نقل فرمایا ہی
اور اُنکا سلطان الاولیا صاحب کشف و کرامات ہونا بالاتفاق ہی جسکو ہم بیان کر آئے ہین پھر یہ حدیث کیونکر صحیح
نہ ہوئے بلکہ اس حدیث کی صحت تو یقینی ہو گئی سند حدیث کیطرف ملتفت ہونا ہی بیکار ہو گیا **قولہ** امیر المومنین
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوت ایمانی دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہی اور خود حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وسلم غسل کا فتوے دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا **اقول** آپ تو
کور باطن ہین یقولون بافواھھم کے مصداق ہین آپکے امیر المومنین تو معاویہ ہین کیا آپ کو معلوم نہین
کہ جب صلحنامہ صفین ہین امیر المومنین علی ابن ابیطالب لکھا گیا تو معاویہ اور اعوان معاویہ اور اعوان و
انصار معاویہ نے قبول نہین کیا چنانچہ روضۃ الصفا مین لکھتے ہین کہ عبید اللہ ابن ابی رافع کاتب امیر المومنین
علی ابن ابی طالبؑ نے لکھا ھذا ما صالح علیہ امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ معاویہ گفت چہ بد مردی
باشم کہ باوجودیکہ دانم علی امیر المومنین است با او مقاتلہ نمایم عمر عاص گفت لفظ امیر المومنین را محو باید کرد علیؑ
گفت اللہ اکبر صدق رسول اللہ نظیر این قضیہ بدست من اجرا یافتہ چہ در روز حدیبیہ کہ صلحنامہ می نوشتم
در قلم آوردم کہ این صلحی ست کہ محمد رسول اللہ میکند سہیل ابن عمرو و برادرتیے با اہل مکہ سہیل بن عمرو گفت کہ لفظ رسول اللہ
را محو باید کرد جسپر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا یا علیؑ ثم قال للشیء ما تیھی ھذا ایسا ہی حبیب السیر و نیز شرح
نہج البلاغہ مین مذکور ہی اور یہ بھی معاویہ اور عمر عاص سر حد دار اسلام و سنت جماعت ہین اور بالاتفاق ثابت
ہی کہ معاویہ و عمر و عاص و شبیہ و اشباہ و امثال اُنکے علیؑ کو امیر المومنین نہ جانتے تھے اور نہ کہتے تھے
تو مومنین سنت جماعت جو مثال آپکے ہین وہ علی کو کسطرح امیر المومنین کہہ سکتے ہین گو آپ امیر المومنین اس مقام پر
لکھ گئے مگر دل و زبان کا مختلف ہونا کہ جو صفت خاص آپکی ہی ظاہر ہی کہ اپکی سر حد دار مذہب درمحکک اس صفت کی
اسم مبارک حضرت علیؑ سے ہین پھر آپ کیونکر مصدق ہو سکتے ہین آپکا علیؑ کو امیر المومنینؑ لکھنا اور اُنکی قوۃ ایمانی کا اقرار کرنا
مصداق امنوا بافواھھم ولم تومن قلوبھم کا ہی بلکہ بقول سر حد داران محمد و حین آپ تو بد ترین مردم روزگار
قرار پاتے ہین کہ اُنھون نے بئس الرجل نا ان افرت انہ امیر المومنین ثم قاتلتہ فرمایا اور
آپ تو امیر المومنینؑ بھی کہتے جاتے ہین اور اُنکی قوت ایمانی کا بھی اقرار کرتے جاتے ہین اور کوئی دقیقہ اُن کی
توہین و تذلیل کا باقی نہین چھوڑتے جیساکہ ابھین پانچ چار سطر دمین آپنے در پردہ کیا سخت الزام دیا ہی مولانا علیؑ
کو جسکو ہم ظاہر کیے دیتے ہین خاطر جمع رکھیے اور حضرت امیر المومنین کی قوۃ ایمانی کا ذکر ہی کیا ہی وہ تو نمونہ قدرت
یزدانی ہین جنکی ایک ضرب یوم الخندق افضل ہی عبادت ثقلین سے اور بعض دیگر روایات مین افضل من عبادۃ امتی
الی یوم القیامۃ ہی یعنے افضل ہی میری امت کی عبادت سے جو قیامت تک کریگی تو تمام مہاجرین و انصار
اور کل اُمت رسول مختار کی عبادت سے ایک ضربت علیؑ افضل ہی جن کی شان مین اللھم ادر الحق حیث ما دار

ما دار وارد ہوا ہی اور القرآن مع علی و علی مع القرآن لن یفترقا حتی یردا علی الحوض [illegible]
پھرتے ہین اُس طرف حق پھرتا ہی اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی [illegible] ساتھ ہی یا ہین وجہ تو
ایمان جو حق ہی وہ تو پیرو ہی علیؑ کا بلکہ حق وہ ہی جو ظاہر ہوا افعال و اقوال علیؑ سے اُنھین کی محبت کا نام
تو ایمان ہی اُنھین کے بغض کو نفاق کہتے ہین اگر آپ مومن ہوتے تو در پردہ ایسا الزام نہ دیتے
اور نہ لکھتے کہ حضور اقدس تو غسل کا فتوی دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ وہ تو مشرک مرا
حاصل اس عبارت سراپا ضلالت کا یہ ہوا کہ حضور تو حکم فرماتے ہین اور فتوی دیتے ہین اور علیؑ
اتیان مامور بہ سے انکار فرماتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ حکم فرمانے سے آنحضرت صلعم کے ختیار
منتفی ہو گیا ہی یا حضور اقدس کے فتوی کو ناجائز سمجھکر عرض کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا آپ کیسا
فتوی دے رہے ہین یا جناب ختم المرسلینؐ جناب ابوطالبؑ کو مومن جانکر اُنکے غسل و کفن و دفن کا
فتوی دیتے ہین اور یہ آگاہ کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا یا اتیان امر آنحضرتؐ کے واجب نہین جانتے
سبحان اللہ کیا خوب قوت ایمانی امیر المومنین علیؑ کا آپ نے ثبوت دیا بجمیع الوجوہ مورد الزام اُنھین کو
ٹھہرایا اور غرض بھی آپ کی یہی ہی کہ علیؑ اتیان مامور بہ کو آنحضرتؐ کے واجب نہ جانتے تھے اور
احکام پیغمبرؐ پر اعتراض کرتے ہی تھے **قولہ** ایمان ان بندگان خدا کے تھے کہ اللہ اور رسولؐ
کے مقابلہ مین باپ بیٹی کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسولؐ کے مخالفون کے دشمن تھے اگرچہ
وہ اپنا جگر ہو دوستان خدا کے اور رسولؐ کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو **اقول**
اولاً اگر یہی ہی تعریف ایمان کامل کی تو جناب ابوطالبؑ کے مومن کامل ہونے مین کیا تردد باقی رہا
مطابق آپ ہی کے قول کے جو ابتدائے رسالہ مین آپ نے تحریر کیا ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان
ہو گیا تھا پھر آپ ہی فرمایئے کہ اُس وقت مین کون کون بندگان خدا مین ایسا تھا جس نے بمقابلہ خدا
و رسولؐ کے باپ بیٹی قوم و قبیلے اپنے پرائے سے علاقہ اُٹھا لیا ہو اور تمام کفار عرب کے مقابلہ
مین تنہا کھڑا ہوا ہو اور یہ اعلان کہا ہو واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب
دفینا اور کون ایسا تھا کہ اللہ و رسولؐ کے دشمنون کا دشمن اور اُنکے دوستون کا دوست بن بیٹھا ہو
اور کون ایسا تھا کہ جس نے اول اول حضور کو رسولؐ موسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان کہا ہو یہ
اوصاف تو مسمی بندۂ خدا کے باپ کے ہین جسے نصیری خدا کہتے ہین جسکا اسم مبارک ابوطالب ہی
جو خیر البشر کا خیر العم ہی ثانیاً ان بندگان خدا سے آپ کی کیا مراد ہی اگر آپ کی مراد فقط حضرت علیؑ ہی
تو بندگان خدا کہنا اور بندۂ خدا مراد لینا خالی صفاہت سے نہین اور اگر بندگان خدا سے دیگر
مہاجر و انصار بھی مراد لی ہی تو آپ ہی بتایئے کہ بندگان خدا مین کون کون ایسے تھے کہ جنکی محبت
ایمان جنکا بغض نفاق تھا جو مولی کل مومن اور مومنہ کے تھے جنکی ایک ضرب تمام امت محمدی کی

عبارت سے فضل تھی جنکا حق بیرو تھا جوکرار غیر فرار تھے جنکی شان مین لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار نازل ہوا جسکو خدا نے آیۂ مباہلہ مین نفس رسول خطاب کیا آیہ تطہیر مین جنکو شامل فرمایا انت منی و انا منک سے جنکو خطاب کیا جنکے فضائل و مناقب سے کتب خانہ مخالف و موافق کے مملو ہین اس بندۂ خدا کا تو مثل بجز ذات محمد مصطفیٰ کوئی تھا ہی نہین انا و علی من نور واحد انھین کی شان مین آیا ہی حاصل یہ ہی کہ آپ کی ایسی چوسطری عبارت سے آپ کا نفاق آشکارہ ہی کہ اس بندۂ خدا کے اوصاف مین دیگر بندگان خدا کو آپ شریک فرمائے دیتے ہین زبان سے تو محبت اہل بیت کا دم بھرنا اور امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم فرمانا اور در پردہ ایذا دہی آل رسول و آبا و احدا در سول مین مصروف رہنا سبحان اللہ کیا محبت آل رسول ہی شاید آپ وحدہین مدہوشانہ تقریر فرما رہے ہین اور با تباع مکذبین اور محکلین امارت شاہ ولایت کی اور حمایت مین ناکثین اور قاسطین اور مارقین کی یہ مکر و فریب کی راہین اختیار کر رہے ہین توہین و تنقیص و تذلیل مین اہل بیت نبوت اور معدن رسالت کی خصوصًا تذلیل نفس رسول و زوج بتولؑ اور عم رسول مین رات دن مصروف ہین یہ نہین جانتے کہ آپ کے امثال کی شان مین حق تعالیٰ فرماتا ہی و من الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر و ما ھم بمؤمنین یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم و ما یشعرون فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۰ **قولہ** حدیث دہم بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار اور اسمٰعیلی مستخرج علی صحیح البخاری مین بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای ہین انہ قال یا رسول اللہ این تنزل فی دارک بمکۃ فقال ھل ترک عقیل من رباع او دور وکان عقیل ورث ابا طالب ھو وطالب ولم یرثہ جعفر ولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما شیئا لانھما کانا مسلمین وکان عقیل وطالب کافرین فکان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لا یرث المومن الکافر و لفظ ابن ماجہ والطحاوی فکان عمر من اجل ذلک یقول الخ و لفظ الاسمٰعیلی فمن اجل ذلک کان عمر یقول یعنی انھون نے خدمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مین عرض کی کہ یا رسول اللہ حضور کل مکہ معظمہ مین اپنے محلے کے کون سے مکان مین نزول اجلال فرمائینگے فرمایا کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑا ہی امام زین العابدین نے فرمایا حال یہ تھا کہ ابو طالب کا ترکہ عقیل و طالب نے پایا اور جعفر و علی کو کچھ نہ ملا یہ دونون حضرات وقت موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے اسی بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا

ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا فقط **اقول** اول تو یہ حدیث مضطرب اور منکر اور منقطع ہی اضطراب حدیث تو ظاہر ہی کہ حضرت عثمان کے دو فرزند تھے ایک کا نام عمر بضم العین تھا دوسرے کا نام عمرو بفتح العین تھا مالک کا قول تو عمر بضم العین ہی اور جمیع اصحاب ابن شہاب عمرو بفتح العین کہتے ہین چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین لکھتے ہین کہ مالک نے حدیث اسامہ مین تفرد اعمر بالضم اختیار کیا ہی اور صواب عمرو بالفتح ہی وقال امام الائمہ فی اسنادہ شئ اور منکر ہونا اس حدیث کا تو ایسا واضح ہی کہ حتی جعل ابن الصلاح ذلک مثالا للمنکر یعنی ابن صلاح نے اس حدیث کو مثال منکر مین وارد کیا ہی انقطاع حدیث مین بھی کوئی تردد نہین کہ انقطاع دو حال سے خالی نہین یا ظاہری ہی یا باطنی اس حدیث مین دونون موجود ہین انقطاع ظاہری تو یہ ہی کہ اس حدیث کی مقبولیت مین اختلاف ہی اور انقطاع باطنی یہ ہی کہ صحابہ اور تابعین اور نیز جو بعد اُنکے ہین اُن سب نے توریث مسلم من الکافر مین اختلاف کیا ہی چنانچہ شریفیہ شرح سراجیہ صفحہ ۱۷ سطر ۷ مطبوعہ مصطفائی مین موجود ہی والثالث اختلاف الدینین فلا یرث الکافر من المسلم اجماعا ولا المسلم من الکافر علی قول علی وزید وعامۃ الصحابۃ والیہ ذہب علماؤنا والشافعی لقولہ علیہ السلام لا یتوارث اہل الملتین شتی والقیاس ان یرث کقولہ ع الاسلام یعلو ولا یعلی ومن العلوان یرث المسلم من الکافر ولا یرث الکافر منہ والیہ ذہب معاذ بن جبل ومعاویۃ بن ابی سفیان والحسن ومحمد ابن الحنفیۃ ومحمد بن علی بن الحسین ومسروق التابعی رحمہم اللہ تیسرے اختلاف ہی مذہب مورث اور وارث کا پس نہ وارث ہوگا کافر مسلم سے اجماعًا اور نہ مسلم کافر سے اوپر قول علی وزید و عامہ صحابہ اور اسی طرف ہمارے علماء بھی گئے ہین اور شافعی رح لقولہ کہ نہین وارث ہوتے صاحب دو مختلف ملتون کے اور قیاس یہ چاہتا ہی کہ وارث ہون لقولہ ع الاسلام یعلو ولا یعلی اور علو اسلام یہ ہی کہ وارث ہو مسلم کافر سے اور نہ وارث ہو کافر مسلم سے اور یہ مذہب ہی معاذ ابن جبل اور معاویہ اور حسن اور محمد ابن حنفیہ اور محمد بن علی بن الحسین اور مسروق کا نووی نے مسلم کی شرح مین کہا ہی اجمع المسلمون علی ان الکافر لا یرث المسلم واما المسلم فلا یرث الکافر ایضا عند جماہیر العلماء من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم وذہبت طائفۃ الی توریث المسلم من الکافر وہو مذہب معاذ بن جبل ومعاویۃ وسعید ابن المسیب ومسروق وغیرہم وروی ایضا عن ابی الدرداء والشعبی والزہری والنخعی نحوہ علی خلاف بینہم فی ذلک والصحیح عن ہؤلاء بقول الجمہور یعنی اجماع ہی مسلمانون کا کہ کافر مسلمان کا وارث نہین ہوتا لیکن مسلمان پس وہ بھی کافر کا وارث نہین جمہور صحابہ و تابعین اور جو اونکے نزدیک اور ایک طائفہ کا مذہب

نزدیک اور ایک طائفہ کا مذہب ہی کہ مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہی اور وہ مذہب ہی معاذ بن جبل اور
معاویہ اور سعید بن مسیب کا اور مسروق وغیرہ کا اور نیز مروی ہی ابی الدردا اور شعبی اور زہری اور
نخعی سے مثل اسی کے کہ آپس مین اختلاف کیا ہی اور صحیح قول جمہور ہی ثانیا اسامہ بن زید کا
احوال بھی مشہور ہی کہ باوجود اجماع کے مخالفت کی اور بیعت حضرت علیؑ نہ کی وہ اس حدیث
کے راوی اور راوراج بھی اُنھین کی طرف سے ثابت ولو بالشک اور اُسپر طرہ یہ کہ جب اُنھون نے
پوچھا کہ این تنزل فی دارک بمکہ تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا ھل ترک عقیل من رباع سوال تو
این تنزل فی دارک بمکہ ہی جسکے ترجمہ مین آپ نے غلطی فرمائی ہی کہ من رباع اور ورد
کا ترجمہ یون فرمایا ہی حضور کل مکۂ معظمہ مین اپنے محلہ کے کون سے مکان مین نزول اجلال فرمائینگے
حالانکہ مراد یا رباع یعنی محلہ ہی یا مکانات جس سے شک راوی ظاہر ہی آپ نے خوب معنی اپنے
مطلب کے موافق گڑھ لیے کہ محلہ کے کون سے مکان مین حاصل یہ ہی کہ آپ اپنی فریب دہی سے
نہ چوکیے غرض اس سوال اسامہ اور جواب رسول اللہؐ سے تو یہ پایا نہین جاتا کہ عقیل کسی طرح بھی
اپنے باپ ابوطالب کے وارث ہوے بلکہ اس حدیث کا مطلب اور معنی تو صاف صاف ہین کہ اسامہ
نے سوال کیا کہ آپ اپنے کس مکان مین اُترینگے حضرت نے جواب دیا کہ عقیل نے ہمارا کوئی مکان
چھوڑا ہی لیکن ہم آپ ہی کے معنی بتائے ہوے تسلیم کیے لیتے ہین کہ عقیل اپنے باپ ابوطالب
کے وارث ہوے اور وراثت بھی شرعی شارع کے حکم سے واقع ہوئی پھر فرمائیے کہ پیغمبر خداؐ نے
کیون فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی محلہ یا مکان چھوڑا ہی وارث کو خود ہی نے تو میراث کا
وارث کیا اور خود ہی نے فرمایا کہ اُسنے ہمارے لیے کچھ چھوڑا ہی وارث جو میراث پاتا ہی تو یہ نہین
کہا جاتا کہ وارث نے کچھ نہین چھوڑا وارث اگر اپنی میراث کو چھوڑ دے تو اُسنے اپنا حق چھوڑ دیا
اور حق کو چھوڑنا حق کو ناحق کرنا ہی اگر عقیل اپنا حق چھوڑ دیتے تو پیغمبرؐ کو کیا نفع ملتا کیا وہ پیغمبرؐ
کا حق ہو جاتا کیا حق کو ناحق کرنا جائز ہی واسے ہی آپ کی عقل و علم پر کہ خود ہی تو رسول برحق نے
عقیل کو بسبب کفر ابی طالب کے اُنکا وارث قرار دیا اور خود ہی تاسف سے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے
لیے کچھ چھوڑا ہی اس سوال و جواب سے تو یہ ثابت ہو رہا ہی کہ عقیل نے پیغمبر برحق کے حق کو بھی
نہین چھوڑا جس طرح جناب ابوطالب کے مال کو برباد کیا اُسی طرح پیغمبر خداؐ کے حق کو بھی برباد کیا
ثالثا عبارت اوراج وکان عقیل ورث اباطالب تین حال سے خالی نہین یا تو یہ توریث شرعی بہ حکم
شارع واقع ہوئی ہی یا یہ توریث غیر شرعی اور من جہۃ الکفر واقع ہوئی یا یہ توریث ذوجہتین واقع ہوئی
اگر من جہۃ الاسلام بحکم شارع واقع ہوئی تو جو مستحق اسکا تھا اُسکو پہونچے مثل مشہور ہی حق بہ حقدار رسید
پھر اُسی شارع نے تاسف کیون فرمایا اور بغیر استحقاق کس لیے فرمایا کہ ھل ترک عقیل من

رباع او دو رکیا کوئی مسئلۂ اجتہادی آپ کا ایسا بھی ہو کہ وارث شرعی کو جب شارع اسکا حق دے
تو وہ حق وار اپنے حق کو شارع کے لیے چھوڑ دے اور اگر یہ توریث من جہۃ الکفر واقع ہوئی کہ عقیل
و طالب بسبب اپنے کفر کے وارث بن بیٹھے ابو طالبؑ کے اور جعفر و علیؑ کو بسبب اپنے غلبہ کے
کچھ نہ دیا اھم انتہی کہ جعفر و علی علیہ السلام بحکم اسلام بھی مستحق وراثت رہے ہوں یا نہ رہے ہوں اور
مورث بھی کافر ہو یا نہ ہو اس حال میں تو وارث ہونا عقیل و طالب کا ثابت اور نہ وارث ہونا جعفر
و علیؑ کا بھی ثابت مگر ایک بڑی سی بڑی قباحت یہ لازم آئی کہ فکان عمر بن الخطاب یقول لا
یرث المومن الکافر اور بلفظ ابن ماجہ و طحاوی فکان عمر من اجل ذلک یقول لا یرث المومن
الکافر اور بلفظ اسماعیلی فمن اجل ذلک کان عمر یقول لا یرث المومن الکافر جسکا ترجمہ آپ نے
فرمایا اسی بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم فرمایا کرتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہونچتا اور قسطلانی
نے اسکی شرح کی فکان یقول عمر مما ہو موقوف علیہ یعنی یہ قول حضرت عمر کا موقوف علیہ ہو یس
یہ توریث تو من جہۃ الکفر قرار پائی اس بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم کا لا یرث المومن الکافر
فرمانا بناے کفر کو مومنین پر جاری کرنا اور فرق بین الحق والباطل نہ کرنا بناے فاسد علی الفاسد ہوگا
اس اہتمام کی سزا روز قیامت عمر فاروق آپ کو ضرور دینگے فتبصر اور اگر یہ توریث ز وجہتین واقع
ہوئی کہ طالب و عقیل بسبب اپنے کفر کے اور غلبہ کے کل ملک و مال جناب ابو طالب دبا بیٹھے اور بغیر
استحقاق وارث بن گئے اور جعفر و علیؑ بحکم شارع اور بحکم اسلام وراثت سے محروم ہوے تو بھی
وہی قباحت لازم آئی کہ خود ہی تو آنحضرتؐ نے ترک وراثت کا حکم دیا علی اور جعفر کو کہ مسلمان کافر کا
وارث نہیں ہوتا تم ابو طالب کے وارث نہیں ہو اور پھر بغیر استحقاق وراثت خود متاسف ہوکر فرمایا
ھل ترک لنا عقیل من ظل او رباع او دو ربلکہ توارث شرعی تو ثابت ہو سکتا ہی نہیں کہ بعد وفات
جناب ابو طالبؑ وہ غلبہ ہوا کفار کا کہ اللہ کی پناہ اور مصائب عظیم کا سامنا ہوا کہ جسکی انتہا نہیں
کون سی سختی تھی جو کفار عرب نے اٹھا رکھی حتی کہ پیغمبر صلعم نے جب دیکھا کہ کفار ایذا دہی و ضرر رسانی
پر آمادہ ہوگئے تو یاد کیا اپنے حامی و ناصر و عاضد یا ور عم بزرگوار کو اور فرمایا یا عم ما اسرع ما
وجدت فقدک کہ آپ کے بعد اے چچا جو کچھ مجھ پر پڑنے والی تھی کیسی جلد آن پڑی غرض تمام کتب
احادیث و سیر اس حال سے مملو ہیں اسی سال کو جس میں جناب ابو طالب نے وفات فرمائی آنحضرتؐ
نے عام الحزن نام رکھا اور اسقدر جرأت اور بے ادبیان کفار اشرار نے شروع کیں اور ایسا مبالغہ
کیا ضرر رسانی اور ایذا دہی میں کہ مکہ چھوڑنا پڑا ہجرت فرمائی ایسے وقت میں نفاذ احکام اسلام کفار
پر محال تھا پھر طالب و عقیل پر کیونکر توریث جاری فرمائی اور وہ دونوں باوجود کفر کے اور غلبۂ کفار
کے کیوں محکوم اور مغلوب ہوے احکام اسلام کا مومنین پر اجرا مشکل تھا کفار کا ذکر ہی کیا جواب ہے

جعفرؑ و علیؑ تو خود جناب رسالتمآب صلعم نے تو اپنے مولد و مسکن اور کل املاک و مال وغیرہ کو چھوڑ کر ہجرت فرمائی کذلک اکثر مومنین نے بھی اپنے مکانات اور کل املاک چھوڑ دی اپنی اپنی جانین لیکر ہجرت کی کہ جانون کا بچانا محال ہو گیا تھا ابو سفیان اور دیگر کفار تمام مہاجرین کے کا نہ وارث بنگئے اور کل املاک برباد کر ڈالی بیچڈالی توریث شرعی کے جاری کرنیکا کیا محل تھا اور اگر اسی کا نام وراثت ہے تو کان عقیل و رث اباطالب ہو وطالب کے مقام پر کل من ہاجر من المومنین حتی النبی صلعم ورث فریبہ الکافر صادق آتا ہے اور جناب ابو طالب اس مسئلہ توارث مین مومنین اور مہاجرین کے شریک نہین رالبتہ عدم ارث کافر من المسلم اور بعکس اسکا اور توریث المسلم من الکافر بلکہ اکثر احکام جو مستقر ہوئے ہین بعد استیلائے اسلام اور فتح مکہ معظمہ کے واقع ہوئے ہین اور مومنین مہاجرین کے احکام جو مابین ہجرت واقع ہوئے اور حق سبحانہ تعالی نے حکم فرمایا بقولہ ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض الآیہ جسکی شرح مین قسطلانی نے طولانی تقریر بیان کی ہے اور لکھتے ہین وکان المہاجرون والانصار یتوارثون بالھجرۃ والنصرۃ دون الاقارب حتی نسخ ذلک بقولہ واولی الارحام بعضھم اولی ببعض پھر لکھتے ہین والذی یفھم یعنی وہ معنی کہ جو آیۂ سابقہ سے سمجھے جاتے ہین کہ مومنین آپس مین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین اور یہ لازم نہین آتا اس سے کہ ان المومنون لا یرث الکافر لیکن مستفاد ہوتا ہے بقیۂ آیہ سے وہی قولہ والذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیٔ حتی یھاجروا یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور انھون نے ہجرت نہین کی تم کو انکی وراثت سے کوئی حصہ نہین ہے یہانتک کہ وہ لوگ ہجرت کرین فمن لم یکن مھاجرا کانہ لیس مومنا فلھذا لم یرث المومن المھاجر یعنی جس نے ہجرت نہین کی وہ گویا مومن ہی نہین ہے اور اسی سبب سے مہاجر وارث نہین ہوتا غیر مہاجر کا پس اس حکم مین نہ عقیلؑ و طالبؑ شریک ہین نہ جعفرؑ و علیؑ بلکہ مومنین غیر مہاجر شامل کفار ہوئے جاتے ہین اور وفات ابو طالبؑ قبل ہجرت واقع ہوئی ہے بلکہ سبب ہجرت آنحضرتؐ وفات جناب ابو طالبؑ ہے جو مومنین لیس مومنا کے مصداق بنائے گئے ہین ان مین بھی جناب ابو طالبؑ شریک نہین ہو سکتے اور تفسیر بیضاوی مین اولیاء بعض پر حاشیہ پیشتر سے لکھا ہے کہ ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ اور سدی اور عبد الرحمن اور ایک جماعت نے اس آیہ کو حمل کیا ہے وراثت پر و قالوا کان التی ارث فی الابتداء بالمواخات فانہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین قدم المدینۃ اخی بین المہاجرین والانصار فجعل کل مہاجری اخا انصاریا وکانوا یتوارثون بالقرابۃ اذا لم یکن معھا ھجرۃ فکان لا یرث المہاجر من غیر المہاجر

ولا غیر المہاجر من المہاجر وان کان قریبین حتی کان یوم فتح مکہ فسقطت فرضیۃ
الہجرۃ و نزلت ایۃ المواریث بالقرابات یعنی اُن سب نے کہا کہ تھا توارث ابتدا مین بالمواخات
پس پیغمبرؐ خدا جب مدینہ پہونچے تو بین المہاجرین مواخات کی یعنی آپس مین ایک دوسرے کا
بھائی قرار دیا پس ہر مہاجر کا بھائی ایک انصار ہوا اور نہ تھے وہ لوگ کہ وراثت لیتے آپس مین
بالقرابۃ جب تک کہ قرابت کے ساتھ ہجرت نہ ہوتی پس نہ وارث ہوتے تھے مہاجر غیر مہاجر کے
اور نہ غیر مہاجر مہاجر کے اگرچہ ہوتے تھے وہ دونون قرابت دار یہانتک کہ ہوا یوم فتح مکہ تو ساقط
ہوگئی فریضۃ ہجرت کی اور نازل ہوئی آیہ مواریث اولی الارحام کی انتہی حاصل یہ ہی کہ توارث
بالمواخات تا زمانہ فتح مکہ متحقق اور بعد فتح مکہ حکم توارث بالمواخات اور فرضیت ہجرت دونون
منسوخ اور ساقط پس کیونکر صادق آیا کان عقیل ورث ابا طالب بلکہ توارث درمیان علیؑ و پیغمبرؐ کے
فی الدنیا والآخرۃ متحقق اور ثابت کہ مشکوٰۃ مین ترمذی سے منقول ہی عن ابن عمر قال اٰخی رسول
اللہ م بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اٰخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی
وبین احد فقال رسول اللہ م انت اخی فی الدنیا والاخرۃ یعنی روایت ہی ابن عمر سے کہ برادری
لگائی رسولؐ خدا نے اپنے اصحابون مین پس آئے علیؑ روتے ہوے اور کہا کہ مواخات قرار دی آپنے
اپنے اصحاب مین اور میرا کوئی بھائی مقرر نہ کیا فرمایا حضرتؐ نے کہ تو بھائی میرا ہی دنیا و آخرت مین
پس ان آیات مذکورہ اور انکی تفسیر اور تشریح اور حدیث سے چند امور ثابت ہین اول تو ابتداے
بعثت مین ہجرت جزو ایمان تھی جن مومنین نے ہجرت نہین کی کانہ لیس بمومن قرار پائے اگرچہ
حق تعالی اُن لوگون کو والذین امنوا ولم یہاجروا خطاب کرتا ہی اور جناب ابوطالب عم اس سے
کہ ایمان لائے تھے یا نہین وہ قبل ہجرت انتقال فرما چکے تھے دوسرے مومنین مہاجرین مین اور
اُن مومنین مین کہ جنھون نے ہجرت نہ کی تھی توارث منقطع کیا گیا تھا حتی کہ وہ ہجرت کرین اسوجہ
سے بھی جناب ابوطالب کا مستثنی ہونا ظاہر ہی کہ ہجرت کا سبب ہی وفات جناب ابوطالب ہوئی
تھی تیسرے فیما بین المہاجرین والانصار اخوت لگائی گئی کہ ایک دوسرے کا وارث اور یاور
رہے اس مین بھی جناب ابوطالبؑ کو کوئی واسطہ نہین ہی چوتھے فیما بین علیؑ و دیگر مہاجرین و انصار
مین اخوت نہ لگائی گئی اور جب حضرت علیؑ نے تحزن و آبدیدہ ہو کر عرض کی تو حضرتؐ نے فرمایا
انت اخی فی الدنیا والاخرۃ تو میرا بھائی ہی دنیا و آخرت مین اس سے یہ ثابت ہوا کہ حاجت
مواخات کی فیما بین مہاجرین و انصار واسطے توارث اور نصرت کے تھی اس سبب سے حضرت علیؑ کا
نہ کوئی وارث قرار پایا [illegible] کیونکہ حکم توریث اور مواخات مقید بزمانۂ ہجرت تھا اور وقت استفسار
حضرت [illegible] فرمایا [illegible] بھائی [illegible] دنیا و آخرت مین تو مراد یہ ہوئی کہ فیما بین میرے اور تیرے

مواخات اور توارث تاقیامت باقی ہو کہ قید دنیا و آخرت کی ہو نہ ہجرت کی پانچوین بالاتفاق ثابت ہو کہ حکم فرضیت ہجرت اور توارث بین المہاجرین والانصار بعد فتح مکہ منسوخ ہوا اور توارث اولی الارحام جاری ہو گیا مگر منسوخیت اخوت علیؑ و نبیؐ اور توارث فیما بین فی الدنیا والآخرۃ محکم اور باقی رہا مگر کسی طرح سے کان عقیل ورث ابا طالب ثابت نہین ہوتا اور نسبت اوراج کی جو امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف آپ دے رہے ہین یہی آپ کا خام خیال ہی یہ تو ادراج بھی نہین ہو بلکہ اتہام نامعقول کسی دشمن خاندان رسول کا ہم رسول مقبول پر ہی اور ایسے اتہام کی نقل کرنا اور بیان کرنا کسی طرح ممنوع نہین ہو حق تعالی کلام مجید مین اقوال کفار کو کس طرح بیان کرتا ہی نقل کفر کفر نہین ہو امام زین العابدین علیہ السلام کا راوی حدیث مع عبارت ادراج ہونا کوئی نقصان نہین رکھتا نہ کوئی منفعت بخشتا ہو خامسا برزنجی خاتمہ سداد مین لکھتے ہین کہ ان جعفر قد ھاجر الی الحبشہ وعلی کان صغیرا فی حجر النبی وقد کان عقیل اغتصب المال وترک رسول اللہ المخاصمہ دفعا للشر فان قریشا بعد موت ابی طالب نالوا من النبی ما ارادوا من الاذی کما ھو معلوم یعنی تحقیق کہ ہجرت کی جعفر نے حبشہ کی طرف اُس وقت علیؑ خورد سال تھے اور پرورش مین آنحضرتؐ کی رہتے تھے اور عقیل نے کل مال ابو طالب کا غصب کر لیا تھا اور قابض ہو بیٹھے اور پیغمبر خدا نے دفعا للشر مخاصمہ ترک کیا اور قریش بعد وفات ابو طالب اپنی مراد کو پہونچے اور ایذا دہی پر قادر ہوے اور جو کچھ ایذائین دین وہ مشہور اور معلوم ہین پھر کونسا مومن سنت جماعت قبول کریگا اس بنا پر عمر فاروق فرماتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا سادسا برزنجی خاتمہ سداد مین ایک وجہ یہ بھی لکھتے ہین کہ یمکن انہم لما ھاجروا وترکوا العقار استولی عقیل اور نیز ممکن ہو کہ جب ہجرت کی رسول اللہؐ نے تو محلہ گھر بار سب چھوڑ کر چلے گئے اور عقیل اُس پر قابض ہو گئے اور بیچ ڈالا ان سب کو اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ یوم الفتح عقیل مسلمان تھے تو پیغمبر خدا کو اپنا فخر سمجھ کر انھین مکانون مین اُتارتے اور پیغمبرؐ بر حق بھی ضرور بطیب خاطر انھین مکانون مین اُترتے اس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ عقیل نے بسبب اپنے غلبہ کے مکانات جناب ابو طالبؑ اور نیز مکانات جناب رسول اللہ غصبا بیع کر ڈالے تصرف طالب و عقیل کا از روے تو ریث شرعی کے نہ تھا سابعا جن مکانات مین آنحضرتؐ سے اُترنے کا سوال کیا گیا وہ خود مملوک تھے آنحضرتؐ کے جیسا کہ برزنجی نے احکام سلطانیہ مین ذکر کیا ہو حیث قال ورث النبی من امہ امنہ بنت وھب دارا تہا بمکہ وہی التی بین الصفا والمروۃ التی خلف سوق العطارین فاما المدور فباعہا بعد ہجرۃ رسول اللہ ص یعنی وارث ہوے نبی صلعم اپنی ماں آمنہ بنت وہب کے مکانون کے کہ جو مکہ معظمہ مین بین الصفا والمروہ عقب بازار عطارین واقع ہین جب آپ نے ہجرت فرمائی تو کل

سے عقیل نے غصب کرے اور بیچ ڈالے فلما قدم صلی اللہ علیہ و اٰلہ وسلم مکہ فی حجۃ
الوداع قیل لہ انی داراک تنزل فقال ہل ترک عقیل من ربع ولم یرجع فیما باعہ فقیل
لانہ غلبہ علیہ ومکہ دار الحرب لہ واجری علیہا حکم المستہلک فخرجت ہاتان الدارن من
صدقاتہ انتہی پس جب آنحضرت داخل مکہ ہوے حجۃ الوداع مین تو کہا گیا آپ سے کہ کیا آپ
اپنے مکان مین اُتر ینگے تو آپ نے جواب دیا کہ کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی محلہ یا مکان چھوڑا ہی
اور نہ رجوع فرمائی آپ نے اُنکی طرف کہ جنکو عقیل نے بیع کر ڈالا تھا اسواسطے کہ وہ غالب ہوگئے تھے
اُسپر اور مکہ دار حرب تھا جاری ہوے اُس پر احکام مستہلک کے پس نکالے وہ دونون گھر صدقات
سے انتہی اسوجہ سے تو عقیل جہان وارث ہوے اپنے باپ ابوطالب کے اُسی طرح تو وارث
رسول خدا بھی قرار پائے جس طرح اپنے باپ کے مکانون کے وارث ہوکر تصرف کیا اُسی طرح تو پیغمبر خدا
کے مکان وغیرہ پر بھی تصرف کیا اگر اسی کا نام وراثت ہی تو خوشا نصیب وارث کا اور اُسکے کفر کا
کہ اپنے باپ کے وارث تو بنے تھے مگر پیغمبر برحق کے بھی وارث قرار پائے ثانیاً حافظ ابن حجر
فتح الباری شرح صحیح بخاری کے باب این رکز النبی الرایہ مین اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین
ویحتمل ان تکون الہجرۃ لما وقعت استولی عقیل وطالب علی ماخلفہ ابوطالب وکان
ابوطالب قد وضع یدہ علی ماخلفہ عبد اللہ والد النبی لانہ کان شقیقہ فکان النبی
عند ابی طالب بعد موت جدہ عبد المطلب فلما مات ابو طالب ثم وقعت الہجرۃ
ولم یسلم طالب وتاخر اسلام عقیل استولیا علی ماخلف ابوطالب ومات طالب قبل
بدر وتاخر عقیل فلما تقرر حکم الاسلام بترک توریث المسلم من الکافر استمر ذلک
بید عقیل فاشار النبی الی ذلک فکان عقیل قد باع تلک الدور واختلف فی تقریر النبی
عقیلا ما یخصہ ہو فقیل ترک لہ ذلک تفضلا علیہ وقیل استمالۃ لہ وتالیفا وقیل تصحیحا
تصرفات الجاہلیۃ لما تصحح انکحتہم انتہی اور احتمال ہی کہ ہجرت اُسوقت واقع ہوئی کہ جس وقت
غالب ہوگئے تھے عقیل وطالب اُن چیزون پر کہ جو ابوطالب چھوڑ گئے تھے اور ابوطالب نے قبضہ
کیا تھا اون اشیا پر کہ چھوڑا تھا عبد اللہ والد نبی نے اس لیے کہ وہ اُنکے حقیقی بھائی تھے اور خود
رسول خدا اُنکے پاس تھے اُس وقت سے کہ انتقال کیا تھا عبد المطلب نے پس جب وفات پائی
ابوطالب نے اور واقع ہوئی ہجرت اور اسلام قبول نہ کیا طالب نے اور تاخیر کی عقیل نے اسلام
لانے مین حتی کہ غالب ہوگئے یہ دونو اون سب چیزون پر کہ جو کچھ ابوطالب نے چھوڑا تھا اور انتقال
کیا طالب نے قبل بدر کے اور متاخر ہوے عقیل پس جب مقرر ہوا حکم اسلام کا کہ مسلمان کافر کا وارث
نہین تو باقی رہا قبضہ عقیل کا اون سب پر اور اشارہ کیا تھا اسیکے طرف آنحضرت نے کہ تھے عقیل

کر اُن سب مکانوں کو بیع کر ڈالا تھا اور اختلاف واقع ہوا ہے کہ آنحضرت نے عقیل کو کیوں مخصوص کیا اور
اُنکے تصرف کو جاری رکھا پس کہا گیا کہ چھوڑ دیا تفضلاً اور کہا گیا کہ چھوڑ دیا اُنکے مائل ہونے کے واسطے
اور اُنکی تالیف قلوب کے واسطے اور کہا گیا کہ تصرف جاہلیت کے قائم رکھنے کے واسطے جس طرح کہ
رکھے گئے اُنکے نکاح انتہی تشریح ابن حجر سے بھی ثابت ہے کہ طالب و عقیل دونوں متصرف ہوئے
ملک ابو طالب پر اور ملک نبی پر اور سب بیچ ڈالا جو کچھ کہ تھا اور جب حکم اسلام مقرر ہوا ترک توریث
مسلم من الکافر تو بالاستمرار مال ابو طالب اور ملک پیغمبرؐ پر عقیل قابض رہے اگر جناب ابو طالبؑ کافر
تھے اور حکم توریث حضرت نے جاری کیا تو اپنی ماں آمنہ اور اپنے باپ عبد اللہ کا مال و ملک کیوں
نہ لے لیا عقیل مال پیغمبرؐ کے کیونکر وارث ہوئے اور یوم فتح مکہ تو جعفرؑ و علیؑ و عقیل سب اسلام سے
مشرف ہو چکے تھے مگر آپ کو تو تعصب نے عداوت خاندان رسالت پر مدہوش کر دیا ہے آپ کی سمجھ
میں کیونکر آئے ذرا حواس خمسہ درست فرمائیے اور دیکھیے کلام معجز نظام پیغمبرؐ کو آپ نے فرمایا هل ترك
لنا عقيل من رباع او دور یعنی عقیل نے ہماری ماں آمنہ اور باپ عبد اللہ اور چچا ابو طالب سب کا
مال و ملک برباد کر دیا ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا فتبصر فقط **قولہ** تنبيه لا شك ان قوله وكان
عقيل ورث ابا طالب مدرج في الحديث ولم يبين قائله في الكتب الذي ذكرنا و
صرحت انا انه الامام زين العابدينؓ وقال الامام العيني في العمدة قوله وكان عقيل
ادراج من بعض الرواة ولعله من اسامة كذا قال الكرماني اه والصواب ما ذكرته فقط
اقول فانتبه ان هداك الله تعالى لا يلحق الشك الا بالمشكك والحق حق وان تركت
حتى اعترفت ان قوله وكان عقيل ورث ابا طالب مدرج في الحديث ولم يبين قائله
في الكتب الذي ذكرنا فباى وجه صرحت انه من الامام زين العابدينؓ وخالفت
في ذلك الامام العيني كذا العلامة الكرماني مع انهما كانا مجتهدين في العلوم العقلية
والنقلية وما ذا بعد الحق الا الضلال لعلك زعمت نفسك مجتهدا في العلوم هذا
زعم فاسد وجهل مركب وليس لك قدرة في اللغة العربية وقواعدها لانك ما
شعرت بتلك الخطأت بايراد لفظ الذي في صفة الكتب افعلى هذا تقيس انك مجتهد
في زعمك لا تقس لقول الصادق اول من قاس ابليس ولا تكن مصداق الذي يوسوس
في صدور الناس اما ترى انك مثل ما ميك الكرماني والعيني فحاشا ثم حاشا اين الثريا
من الثرى واين المدر من الحصى واين صاحب العلم والفضل من الغوى الغبى الاعمى
الجاهل الذي كذب ردتولى قوله والصواب ما ذكرته **اقول** ما ذكرت بعيد من الصواب
بل هو عليك عذاب لانه يستلزم تكذيب اقوال علمائك والمجتهدين الراسخين في العلم

كالامام العيني والكرماني وابن ماجة والبخاري بل يلزم منه تكذيب قول الغفار وق
الاستظهار ايضا لانه مستند اضعفية الادراج من كلام زين العابدين فكيف يصدق جملة
[illegible] لا يرث المسلم الكافر قوله وقد كتبت على هامش العمدة
ما افده [illegible] عندنا محمل ليس بموجب للاعتبار عند النظار فعليك بمستندات ما
سطرت في هذه الاساطير قوله اقول بل هو من علي بن الحسين رضي الله عنه بينه مالك في موطاه
فانه اسنده الى ابن شهاب بالسند المذكور في الكتاب اعني صحيح البخاري ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر ثم قال مالك عن ابن شهاب عن
علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب انه اخبره انما ورث ابا طالب عقيل وطالب ولم
يرثه علي قال فلذا تركنا نصيبنا من الشعب انتهى وكذا رواية محمد في موطاه عن مالك
[illegible] احسن الله اليه والينا به امين اقول قولك هذا
مردود وليس لك شيء في ايراد الاحاديث التي تنفعك بل هي حجج قاطعة وبراهين
ساطعة لمقصودنا فتدبر ظاهر هذا مما ذكرناه سابقا وانفا ومما سنذكره لاحقا ان شاء
الله المتعال وانت اوردت هذا الحديث من علي ابن الحسين غفلت عن مقتضاه بوجوه
الاول انه لا يعلم ان الامام زين العابدين سمع هذه الالفاظ المدرجة من عمر او عمرو
ابني عثمان ابن عفان عن اسامه فاضطرب لك ابن شهاب فكيف يكون مفهوم الادراج
عن علي ابن الحسين لديك حجة بل يلزم عليك اقامة الدليل وليس لك الى ذلك سبيل
والثاني في قولك بينه مالك في موطاه انظر الى ما قال العلامة الزرقاني في شرح
هذا الموطاه قال مالك عمر بضم العين وجميع اصحاب ابن شهاب يقولون عمرو بفتح العين
ولابن القاسم عمرو بفتح العين وليحيى ابن بكير عن مالك بالشك عمر ابن عثمان او
عمرو ابن عثمان والثابت عن مالك عمر بضمها ثم قال الزرقاني قال احمد بن الزبير
خالف مالك الناس قال ابن عبد الله وقد حكم مسلم وغيره على مالك بالوهم
فيه وروى ابو الفضل السليماني عن معن بن عيسى قال قلت لمالك الناس يقولون
انك تخطي في اسامي الرجال تقول عبد الله الصنابحي وانما هو ابو عبد الله وتقول
عمر بن عثمان وانما هو عمرو وتقول عمر بن الحكم وانما هو معاويه فقال مالك هكذا
حفظنا وهكذا وقع في كتابي ونحن نخطي ومن يسلم من الخطاء وقد جعل ابن الصلاح
ذلك مثالا للمنكر انتهى وفي التقريب قال ابن حجر عمر بن عثمان ابن عفان في حديث
اسامه صوابه عمرو وتفرد مالك بقوله عمر قال امام الائمة في اسناده شيء انتهى

فهل علمت وعرفت من مدائح مالك واسناد هذا الحديث ووهمه وخطاءه حتى اعترف هو بنفسه وقال هكذا وقع فی کتابی ونحن نخطی ومن یسلم من الخطاء فکیف یحصل لك مع وهمه وخطاءه صواب ولا ادری ای شئ یکون اعجب من هذا العجاب لانه لما ثبت انه کان مالك خاطیا وواهما فی اسماء الرجال فلن یکون لك عاضد الا فی الضلال ولانه اذا ثبت فی الحدیث اضطراب ونکارة وانقطاع و اختلال فکیف یصح به الاستدلال بل هو ساقط عن الاعتبار والاعتلال وان کان بینه مالك عن ابن شهاب کما لا یخفی علی اولی الالباب والثالث قال صاحب نور الانوار فی شرحه صفحه ۲۰۵ سطر ۱۰ قول صاحب المنار وان کان ای النقصان بالعرض بان خالف الکتاب او السنة المشهورة او الحادثة المشهورة او اعرض عنه الائمة من الصدر الاول یعنی ان الصحابة اذا تکلموا فیما بینهم بالرای ولم یلتفتوا الی الحدیث کان ذلك دلیل انقطاعه وکان مردودا منقطعا انتهی قال الصحابة ومن بعدهم قد اختلفوا فی توریث المسلم الکافر کما یظهر من کلام العلامه عبد الحی فی التعلیق المجد علی موطاء محمد قال اما عدم ارث الکافر من المسلم فامر مجمع علیه لقوله تعالی لن یجعل الله للکافرین علی المومنین سبیلا واما عکسه فمذهب علی وعامة الصحابة وذهبت طائفة الی توریث المسلم من الکافر وهو مذهب معاذ ابن جبل ومعاویه وسعید بن المسیب ومسروق والحسن ومحمد بن الحنفیة ومحمد بن علی بن حسین وایضا عن ابی الدرداء والشعبی والزهری والنخعی ونحوه علی خلاف بینهم فی ذلك انتهی فثبت ان الصحابة والتابعین ومن بعدهم تکلموا فی هذه المسئلة ولم یلتفتوا الی هذا الحدیث فکان مردودا منقطعا ایضا فکیف تحتج به والرابع کما رواه مالك عن ابن شهاب بن علی بن الحسین کذلك نقل الحافظ ابن حجر فی باب توریث دور مکه من فتح الباری شرح صحیح بخاری فی کتاب الحج عن روایة عن ابن مدینی عن سفیان بن عیینه عن عمرو بن دینار عن محمد بن علی بن حسین قال قیل للنبی حین قدم مکه این تنزل قال هل ترك لنا عقیل من ظل قال علی بن المدینی ما اشك ان محمد بن علی ابن الحسین اخذ هذا الحدیث عن ابیه وقد ثبت فی الاصول کل حدیث اذا عمل راویه بخلافه فهو ساقط عن الاعتبار وقد اوضحناه فیما قبل ان مذهب الامام محمد بن علی بن الحسین توریث المسلم من الکافر وکذلك مذهب الزهری فسقط العمل به فکان استدلالك مردودا الخامس وان قلت قول علی بن الحسین فلذلك ترکنا

نصیبا من الشعب مثبت لادراجه فاقول وان سلم صدور هذا القول من علی بن الحسین
فایضا لا یلزم انتساب الادراج الیه لان احمد بن محمد القسطلانی قال فی ارشاد
الساری فی شرح هل ترک عقیل من رباع او دور الرباع جمع ربع المحلة والمنزل
المشتمل علی ابیات او دور وحینئذ فیکون قوله او دور تاکیدا او شکا من الراوی ثم قال
القسطلانی وقیل ان هذه الدار کانت لهاشم بن عبد مناف ثم صارت لابنه
عبد المطلب فقسمها بین ولده ومن ثم صار للنبی حق ابی عبد الله وفیها ولد النبی
قاله الفاکهی وظاهر قوله وهل ترک لنا عقیل من رباع انها کانت ملکه واضافها الی
نفسه فیحتمل ان عقیلا تصرف فیها کما فعل ابو سفیان بدور المهاجرین ویحتمل غیر ذلک
وقد فسر الراوی ولعله اسامه المراد بما ادرجه عنا انتهی فثبت ادراج الاسامه و
انهاما علی علی بن الحسین وایضا ثبت انه کان فی الدار وحق النبی عن ابیه فلما
هاجر تصرف فیها عقیل کما تصرف ابو سفیان بدور المهاجرین ثم قال القسطلانی
فی شرح قوله وکان عقیل ورث اباه ابا طالب اسمه عبد مناف هو واخوه طالب
المکنی به عبد مناف ابوه ولم یرثه ای ولم یرث ابا طالب ابناه جعفر الطیار ذو الجناحین
ولا علی ابو تراب رضی الله عنهما شیئا لانهما کانا مسلمین ولو کانا وارثین لنزل علیه
الصلوة والسلام فی دورهما وکانت کانها ملکه لعلمه بایثارهما ایاه علی انفسهما و
کان قد استولی طالب وعقیل علی الدار کلها باعتبار ما ورثاه من ابیهما لکونهما کانا
لم یسلما او باعتبار ترک النبی صلی الله علیه وسلم لحقه منها بالهجرة وفقد طالب ببدر
فباع عقیل الدار کلها ثم قال القسطلانی وقال الداودی وغیره کان کل من هاجر
من المومنین باع قریبه الکافر داره فامضی النبی صلی الله علیه وسلم تصرفات الجاهلیة
تالیفا القلوب من اسلم منهما انتهی فاذ قد ثبت بالاقوال والاخبار والاثارات الدور
المذکورة کانت ملک النبی وترکها بالهجرة وباع عقیل وترک النبی نصیبه وکذا
هاجر المهاجرون فعل ابو سفیان ما ذکر ترکوا نصیبهم وکل ذلک فعلوا انصیبی التصرفات
الجاهلیه وتفضلا علیهم وتالیفا لقلوبهم کذلک قال علی بن الحسین تاسیا
لرسول الله ص الکریم وهدایة الی الطریق المستقیم فلذا ترکنا نصیبا من الشعب
فکیف استدللت انه من علی بن الحسین الشادس لقد عظمت غباوة ذهنک
قساوة قلبک وغشاوة ابصارک لا ادری ای الامور اعجب من هذا الاستدلال علی
ادراج علی بن الحسین عن هذا الحدیث انه مضطرب منقطع منکر سنداً قطعیا

العمل ومع هذا انما بين مالك سند الحديث ولا عن ابی شهاب ثم عن ابن شهاب
عن علی بن الحسين فهو احد من رواة هذا الحديث فمن اين حكمت بدلالة على
ادراجه وايضا لا اجد فی ما وردت من اقوال العلماء حتى ما انت استدلال
ادراج علی بن الحسين عليه السلام فكيف اخترت وقلت انه الامام زين العابدين
لعمری انما تهمت على ابن سبط النبی الكريم ونسبة الادراج اليه بهتان عظيم
فاستعذ بالله من شر الوسواس الخناس الشيطان الذی يوسوس فی صدرك فاحترز
من تلبيس الشيطان الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم **السادس** وان
سلم قولك انه الامام زين العابدين فادراجه ايضا ادراج والادراج عندك ليس
بحديث فان الحديث فی اصطلاح المحدثين انما هو قول النبی او فعله او تقريره هل
عندك الكلمات المدرجة قول النبی ام فعل النبی ام تقرير النبی هل انت عالم
بمصطلحات المحدثين ام لا فاعلم ان الكلمات المدرجة ليست بحديث انما هی من
اقوال بعض الرواة فكان عندك ادراجه كذلك فكيف زعمته حديثا واوردته فی
اثبات كفر ابی طالب الذی كان عم الرسول الله وعاضده وناصره بالاتفاق الامة ولو
كان كافرا لما اتخذه النبی عضدا لقوله تعالى وما كنت متخذ المضلين عضدا وكان واحدا
من معاضدی رسول الله صلی الله عليه وسلم وناصريه بكافر فحصل ان ابا طالب ليس بكافر فكيف يكون
استدلالك صحيحا بهذه الكلمات المدرجة لا سيما اذا كان قائلها مجهولا فتبصر ولا
تغفل **قوله** حديث باز دہم عمر ابن شیبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی اور ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور
حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن هشام بن حسان عن محمد بن سیرین
قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہما میں انس
ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی قال فلما مد یدہ یبایعہ بکی ابو بکر فقال النبی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما یبکیک فقال لان تکون ید عمک مکان یدہ ویسلم
ویقر اللہ عینک احب الی من ان یکون یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ
روئے حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو عرض کی اس کے ہاتھ کی جگہ آج
حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُنکے اسلام لانے سے اللہ تعالی حضور کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا تو مجھے
اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہے
حافظ العسقلانی نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا سندہ صحیح فقط **اقول** یہ حدیث خود محل النظر ہے

بچند وجہ آولاً ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے حضور انور کا ہاتھ بڑھانا اور اُنکے فرزند
آپ کے صدیق اکبر کا رونا ایسا بے محل تو تھا کہ حضور اقدس نے فرمایا وما یبکیک کہ کیوں روتے
ہو اور یہ امر ظاہر ہی کہ خوف و حزن اور گریہ و الم ادراک منافی کا ہی اور مبداء قوت بدنی روح حیوانی
ہی جب روح کو امور مذکورہ عارض ہوتے ہین تو حرکت کرتی ہی روح داخل کی طرف اور قوت
بدنی کم ہو جاتی ہی اور انحطاط ہو جاتا ہی اسی طرح فرحت و سرور اور غضب وغیرہ ہین کہ ادراک
ملایم کو کہتے ہین جب روح کو یہ امور لاحق ہوتے ہین تو حرکت کرتی ہی خارج کی طرف تو قوت بدنی
زیادہ ہوتی ہی پھر آپ ہی کوئی توجیہ فرمائیے ظاہر تو یہ ہی کہ دست بیعت جو حضور انور نے بڑھایا
بیعت اسلام لینے کو تو نفس ابو قحافہ کو شقاوت سے سعادت حاصل ہوئی کافر سے مسلم بنے
بت پرست سے خدا پرست ہوے یہ سب اسباب تو کمال سرور اور فرحت کے تھے اس سے
بڑھ کر کونسا محل سرور ہوگا اور آپ کے صدیق اکبر کو تو یہ مرتبہ آپ کے زعم کے مطابق حاصل ہو چکا
تھا شقی سے سعید ہو چکے تھے اسلام قبول فرما کر شرک اور کفر سے پاک و صاف ہو چکے تھے بلکہ
سابق الاسلامی مین ابنائے جنس پر سبقت لے گئے تھے ابتدائے ہجرت سے یار غار ہونا تو اذ
یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا سے ظاہر ہی اگرچہ حزن و ملال تو آیۂ مذکورہ سے بھی
ثابت ہی مگر بعض اسباب حزن بھی موجود تھے لیکن باوجود امور مذکورہ کے بیعت اسلام ابو قحافہ
پر کونسا محل گریہ تھا ما وراء اسکے ابتدائے اسلام سے تا فتح مکۂ معظمہ ہزارہا کفار بدست رسول مختار
بیعت کرنے کو آئے اور حضور انور نے اپنا دست حق پرست بیعت اسلام لینے کو بڑھایا اور دولت
اسلام سے اُن سب کو سرفراز فرمایا مگر آپ کے صدیق اکبر کو کبھی جھوٹون بھی رونا نہ آیا اور کبھی حضور
اقدس کے چچا کو یاد نہ فرمایا اپنے باپ ابو قحافہ کی بیعت کے وقت کس وجہ سے رونا آیا اور حضور کے
چچا کو یاد فرمایا اور کون سی ایسی خصوصیت تھی کہ دیگر آبا و اجداد اور امہات پیغمبر خدا کو فراموش فرمایا
کہ وہ سب بھی تو معاذ اللہ مثل جناب ابو طالب اسی حالت کفر سے وفات فرما چکے تھے تا انیکہ جب جناب
ختمی مآب نے سبب گریہ پوچھا تو جواب دیا کہ اگر میرے باپ کے ہاتھ کے مقام پر اگر آپ کے
چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُنکے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے
باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز ہوتی سبحان اللہ یہ عجب سبب گریہ و حزن و ملال ہی
کہ جو باعث ضحک کبار و صغار ہی بھلا دو عزیز امرون میں سے اگر ایک امر عزیز تر ہو اور دوسرا زیادہ
عزیز ہو تو کیا امر عزیز کے حصول پر رقت طاری ہوتی ہی حزن و ملال لاحق ہوتا ہی امر عزیز منافی طبع
ہوتا ہی ظاہر تو عند العقلاء امر عزیز کے حصول پر خوشی اور زیادہ عزیز پر بہت خوشی حاشا کہ یہ قول نا
معقول و منسوب بہ صدیق اکبر کہا جائے اور بالفرض گریہ ہی سبب گریہ و حزن و ملال تھا اور آپ کے

صدیق اکبر نے پیغمبر خدا کو یاد دلایا تو لازم تھا حضور انور بھی سن کر محزون ہوتے اور رونے لگتے حالانکہ
آنحضرت کا حزن وملال کہین سے بھی ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ آپ کے صدیق اکبر جناب
ابوطالب کو پیغمبر خدا سے بھی زیادہ دوست رکھتے تھے کہ پیغمبر خدا نے آزردہ ہونا اور رونا تو کیا
آپ کے صدیق اکبر کو کلمات صبر سے تسکین بھی نہین دیتی جیسا کہ غار مین لاتحزن ان اللہ معنا فرماکر
تسکین دی تھی ثالثًا جناب ابوطالب وفات فرما چکے تھے امید انکے اسلام لانے کی بھی صدیق اکبر
کو باقی نہ تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ پیغمبر خدا جناب ابوطالب کو نہایت دوست رکھتے تھے اور
انکے ایمان لانے سے مایوسی بھی ہو چکی تھی پس ایسے امور گذشتہ محزون وغمناک کرنے والے یاد
دلانا موذی خدا ورسول بناہی بناہ خدا ایسی نسبتین صدیق اکبر کو دینا باعث کفر مخاطب نہ ہو جائے
رابعًا بالفرض اگر ابوقحافہ کے ہاتھ کے مقام پر ابوطالب کا ہاتھ ہوتا تو ظاہر ہی کہ ابوقحافہ مشرف باسلام
نہ ہوتے اور کافر رہتے تو کیا صدیق اکبر اپنے باپ کے جہنم واصل ہونے سے مسرور ہوتے اور کیا
اسلام ایسا مضیق تھا کہ صدیق اکبر کے باپ کے ہاتھ کی جگہ باقی رہ گئی تھی اسلام ختم ہو چکا تھا کیا
خدا نے اپنے محبوب کو رنجیدہ ہی رکھا اور انکی آنکھون کو ٹھنڈا نہین کیا اور اس نعمت عظمی سے محروم
ہی رکھا اور پھر اتممت علیکم نعمتی بھی فرما دیا خامسًا ہم ابتدا سے بدلائل قطعیہ ثابت کر آئے
ہین کہ جناب ابوطالب اوصیاے انبیا مین سے تھے ہمیشہ سے ملت ابراہیم رکھتے تھے اوائل بعثت
سے تصدیق نبوت خاتم المرسلین انکو حاصل تھی اور اقرار لسانی انکا انکے کلام سے ثابت ہی کہ
جناب پیغمبر برحق کو رسول کموسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان فرمایا اس وقت مین کہ کسی زید وعمرو
نے حتی کہ کسی نے ان اوصاف سے متصف نہ کیا تھا بلکہ مجنون وساحر آپ کا نام رکھا تھا اور یہ
صفت خیر الادیان مساوی ہی آنحضرت کی صفت خیر البشر سے جس صفت سے آنحضرت ایک
مدت کے بعد مخاطب ہوے ہین اور نیز جناب ابوطالب کا رسول کموسی فرمانا کیا دلالت نہین کرتا کہ انبیاء
سلف کا اقرار کیا اور آنحضرت کو رسول کہا نبی بھی نہین کہا اور یہ مصلحت حفاظت وحراست اور اعلان امر
حق کے اور ابلاغ احکام حق کے کفار پر اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا سادسًا اگر بفرض محال اس حدیث
کو صحیح بھی تسلیم کرلین تو کیا ممکن نہین ہی کہ آپ کے صدیق اکبر کو بھی اطلاع انکے اسلام کی نہ ہوئی ہو
کہ جناب ابوطالب نے کتمان اپنے اسلام کا کفار سے فرمایا تھا اور جو کفار مین سے مشرف باسلام ہوے
تھے ان سے بھی توریہ اور ابہام فرماتے تھے کہ مبادا کوئی منافق یا مرتد اعلان کر دے اور مصالح مطلوبہ
مین تعطل واقع ہو جائے فتنہ وفساد برپا ہو جائے پھر یہ حدیث کس طرح دلیل کفر جناب ابوطالب ع
ہوسکتی ہی سابعًا ہشام بن حسان کے حفظ مین کلام ہی جس سے حدیث لی گئی ہی حافظ ابن حجر فتح الباری
کے مقدمہ مین لکھتے ہین کہ شیعہ کلام کرتے تھے ہشام کے حفظ مین وقال ابن معین کان یتقی

حدیثه عن عکرمه وعطاء عن الحسن البصری وقال یحیی القطان هشام
فی الحسن دون محمد بن عمرو هو ثقة فی محمد بن سیرین وقال ایضاً
هو فی ابن سیرین احب الی من عاصم الاحول وخالد الحذاء ابن معین
کہتے ہین کہ حدیث انکی پرہیز کیجاتی ہے عکرمہ سے اور عطا سے اور حسن بصری سے
اور یحیی اقطان کہتے ہین کہ ہشام حسن مین ادون ہین محمد ابن عمر سے اور ثقہ ہین محمد ابن
سیرین مین اور کہا قطان نے کہ وہ ابن سیرین مین محبوب ہین مجکو عاصم احول سے
اور خالد خدا سے فقط علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین لکھتے ہین ہشام ابن حسان
الازدی القردوسی بالقاف وضم الدال ابو عبدالله البصری ثقة
من اثبت الناس فی ابن سیرین وفی روایة عن الحسن وعطا مقال
لانه قیل کان یرسل عنهما من السادسة مات سنة سبع او ثمان
واربعین یعنے ہشام ابن حسان ازدی قردوسی بالقاف وضم الدال جنکی کنیت
ابو عبدالله بصری ہی ثقہ ہین اور لوگون سے زیادہ ثابت ابن سیرین مین اور انکی
روایت مین حسن اور عطا سے مقال ہی کہ ارسال کرتے ہین اُن دونون سے طبقہ
سادسہ سے ہین انتقال کیا سنہ سینتالیس یا اڑتالیس مین اور یہ ثابت ہوچکا ہے
کہ سوئے حفظ کی سبب سے حدیث ضعیف ہوجاتی ہی اگرچہ جلالت شان راوی
اور اُسکے صدق مین کوئی شک نہین ہوتا پس یہہ ہشام باوجود سوئے حفظ کے ارسال
بھی کرتے تھے اور انکی روایت پرہیز کی جاتی ہے عکرمہ اور عطا اور حسن بصری سے
اگرچہ ابن سیرین مین ثقہ بھی ہون اور اصول حدیث مین ثابت ہوچکا ہے اذا اجتمع
الجرح والتعدیل یغلب الجرح یعنے جرح اور تعدیل جب جمع ہون تو جرح غالب
کیجائے چنانچہ نور الانوار صفحہ ۱۵۶ مین کہ اصول فقہ مین ہی بحث انقطاع مین موجود
ہی کہ ارسال کی چار قسمین ہین ایک تو ارسال صحابی کا اور وہ مقبول ہی دوسرے
ارسال قرن ثانی اور قرن ثالث کا اور وہ مقبول حنفیہ ہے اور عند الشافعی غیر مقبول
تیسرے من دون ہولاء اسمین اختلاف ہی کرخی کے نزدیک مقبول اور ابن ابان کے
نزدیک غیر مقبول چوتھے من وجه دون وجه اس چوتھی قسم مین یہہ عبارت
ہی والذی ارسل من وجه واسند من وجه مقبول عند العامة لحدیث
لا نکاح الا بولی رواه اسرائیل بن یونس مسنداً وشعبه مرسلا فنقلب
اسناده علی رسالة وقیل لا یقبل لان الاسناد کالتعدیل والارسال

کالجرح واذا اجتمع الجرح والتعدیل یغلب الجرح یعنے ارسال من وجہ دون
وجہ عند العامہ مقبول ہے مثل حدیث لا نکاح الا بولی مین کہ روایت کیا اُسکو اسرائیل
ابن یونس نے مسنداً اور شعبہ نے مرسلاً پس غالب ہوئے اسناد اسرائیل کے ارسال
پر شعبہ کے اور کہا گیا کہ حدیث مقبول نہین اسواسطے کہ اسناد مثل تعدیل کے ہے اور ارسال
مثل جرح کے اور جسوقت جمع ہون یہہ دونون تو غالب ہوجاویگی جرح حاصل
یہ ہے کہ یہ قاعدہ مذکورہ اُسوقت مین ہے کہ ایک راوی مسنداً بیان کرے اور ایک
مرسلاً اور یہہ درجہ مساوات کا رواۃ مین ہے اسسے بڑھکر تو یہ ہے کہ اکثر حدیثین ایسی
ہین کہ بہت سی سندون سے مسند ہین اور ایک ہی سند سے غریب سمجھی گئین ہین جیسا کہ
حدیث ابو ہریرہ کی کہ جو جنازہ کے ساتھ جاوے اُسکو ایک قیراط ہے اور جو فراغت
کرے اُسکے کام سے اُسکو دو قیراط ہین کہا ابو عیسےٰ نے یہہ حدیث مروی ہوئی کئی
سندون سے بواسطہ حضرت عائشہ کے اور غریب سمجھی گئی ہین فقط اسناد سائب سے کہ وہ
حضرت عائشہ سے وہ نبی سے روایت کرتے ہین اور فقط اسناد سائب سے غریب سمجھی گئی
ہے حاصل یہ ہے کہ اس حدیث ما نحن فیہ مین تو ہشام ابن حسان ہین کہ شعبہ کلام کرتے تھے
جنکے حفظ مین اور ابن معین پرہیز کرتے تھے اُنکی حدیث سے یحیی قطان انھین ہشام کو
ادون جانتے تھے محمد ابن عمر سے پھر یہ ہے ہشام اگرچہ ثقہ بھی ہون ابن سیرین مین مگر عکرمہ
اور عطا اور حسن بصری مین ارسال انکا ثابت ہے بالاتفاق اور انکی حفظ مین بھی کلام
ہے جیسا کہ مذکور ہوا پس بالضرور ارسال انکا انکی اسناد پر اور واثقیت وثوق پر
غالب ہے اور سوے حفظ ارسال اور اسناد دونون پر غالب ہے اور کیونکر نہ ہوگا کہ شعبہ
کا ارسال اسناد پر اسرائیل کے بقاعدہ مقررہ اصول حدیث در اصول فقہ غالب کیا گیا
اور ایک راوی کا ارسال دوسرے راوی پر غالب سمجھا گیا تو ہشام ابن حسان کا ارسال
کرنا عکرمہ اور عطا اور حسن بصری سے اور ابن سیرین مین ثقہ ہونا یہ دونون صفتین انھین
کی ذات مین مخصوص ہین تو ارسال انکا کالجرح اور ثقہ ہونا ابن سیرین مین کالتعدیل بلا اشکال
ولا ریب ہے کہ جب یہ دونون صفتین شخص واحد مین جمع ہوگئین تو بالضرور جرح غالب ہوجائیگی
تعدیل پر اور یہ تو ظاہر ہے کہ جب حدیث بہت سی سندون سے مسند ہو اور ایک سند سے
غریب ہو وہ غریب سمجھی جائے حالانکہ رواۃ حدیث ایک دوسرے سے مغائر ہون تو یہان
ہشام خود ہی متصف بہ واثقیت وثوق ہین اور دوسرا طرہ یہ ہے کہ صفت سوے حفظ
سے بھی موصوف ہین اور عطا و حسن بصری و عکرمہ مین ارسال انکا عند الجمہور ثابت

[illegible]

اور ابن معین نے انکی حدیث سے پرہیز کرنا بھی ثابت پھر انکی حدیث کیونکر مقبول ہو سکتی ہی
اور شیخ نیکر جرح التیام پا سکتا ہی بلکہ اس صفت سوئے حفظ نے تو انکی وا ثقیت و ثوق کو
مجروح کیا شہید بھی کر ڈالا اس لیے کہ کیا اعتبار رہو سکتا ہی اور کیونکر ثابت ہو سکتا ہی کہ جو
روایت انھون نے ابن سیرین سے بیان کیے وہ ابن سیرین سے ہے یا نہین ممکن ہی کہ ابن
سیرین سے روایت کرین بسبب سوئے حفظ کے اور وہ عطا یا حسن یا عکرمہ یا ان کے
غیر سے ہو حاصل یہ ہی کہ آپکو دشمنی خاندان رسالت نے مدہوش کر کہ کہا ہی کہ جس قول
نامعقول کو اور مجروح و مقدوح اور موضوع کو آپ پاتے ہین صحیح ترین صحاح ستہ قرار
دیکر دلیل لاتے ہین اتنا بھی نہین جانتے کہ استدلال ایسے احادیث سے مابین مناظرہ دلیل
... مبالغت ہی **قولہ** حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہی حافظ الشان نے
... اسے مسلم رکھا ہی اور فرمایا سندہ صحیح **اقول** حاکم کے آپ محکوم ہین صحت حدیث
منحصر ہی قواعد منضبطہ علم حدیث اور اصول حدیث پر وہ بیان مفقود جیسا کہ مذکور ہوا
کہ ہشام ابن حسان کے حفظ مین کلام ہی انکی حدیثین قابل پرہیز ارسال انکا ثابت اب
رہے محمد ابن سیرین جنمین ہشام ثقہ ہین انکی نسبت صحیح بخاری مین موجود ہی کان ابن
سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی الکذب میزان الاعتدال مین موجود
ہی وقال ابن ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی باطل
صحیح بخاری مین ہی کہ ابن سیرین کے نزدیک عام روایت علی کی کذب ہی اور میزان
الاعتدال مین ہی کہ ابن ایوب کہتے تھے کہ ابن سیرین کے نزدیک جو روایت علیؑ سے
ہی وہ باطل ہی پس ایسے جاہل و متعصب کی روایت کیونکر مانی جایگی انس بن مالک
کا احوال بھی ہم بتصریح بیان کر آئے ہین کہ بسبب کتمان شہادت حدیث من کنت مولاہ
کے مبروص ہوگئے تھے اور یہ کلام سبط ابن جوزی کا انہین انس بن مالک کی نسبت ہی کہ
کیا حقوق رسول خداؐ کے انس بن مالک پر اتنے بھی نہ تھے کہ منع کرتے ابن زیاد کو چھڑی
مارنے سے دندان مبارک پر سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے اور بیعت نکرنا انس کا
جناب امیر علیہ السلام سے بھی ثابت ہی اور انحراف ان دونون صاحبونکا اہلبیت طاہرین
سے مثل شمس آشکار ہی سندہ صحیح کہنا کسی طرح صحیح نہین بلکہ بالکل لغو اور غلط ہی فتنبہ

ولا تکن مصداق فلا تبصرون

حدیث دوازدہم

قولہ حدیث دوازدہم ابو قرہ موسی بن طارق موسی بن عبیدہ و عبد اللہ بن دینار

وحضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبکر بابی قحافہ یقودہٗ
یوم فتح مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا ترکت الشیخ حتی
ناتیہ قال ابوبکر اردت ان یاجرہ اللہ والذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحًا
بالاسلام ابی طالب لو کان اسلم منی بابی یعنے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ فتح مکہ کے
دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
مین حاضر لائے حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بڈھے کو وہین کیون
نہ رہنے دیا کہ ہم خود اسکے پاس تشریف فرما ہوتے صدیق نے عرض کی مین نے چاہا کہ
اللہ انکو اجر دے قسم اسکی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہی مجھے اپنے باپ کے مسلمان
ہونے سے زیادہ ابو طالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لے آتے اقول
محصل حدیث یازدہم اور دوازدہم واحد ہی فرق الفاظ کا ہی حدیث یازدہم تک ابوبکر
اور پوچھنا آنحضرت کا وما بینہما ملک ہی اور حدیث ہذا یعنی دوازدہم مین فرمانا آنحضرت
کا الا ترکت الشیخ حتی ناتیہ اور جواب ابوبکر کا اردت ان اجرہ اللہ ہے اور بعد
اسکے عبارت والذی بعثک بالحق لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لو کان
اسلم منی بابی کیا بے ربط اور بے محل ہی اس لیے کہ رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین تو ابوبکر
کو مسرور اور معزز اور ممتاز فرمائین کہ تمھارے باپ سے بیعت اسلام لینے کو ہم خود
تشریف فرما ہوتے اسکا شکریہ یہ ہی تھا کہ کہا تمھارے چچا ابوطالب مسلمان ہوتے اسلام
لاتے تو مین اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ خوش ہوتا یہ جواب ابوبکر کا تین
حال سے خالی نہین یا جناب ابوطالب سے ابوبکر کو اس حد کی دوستی تھی کہ حالت کفر مین
اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھتے تھے یا حالت کفر مین بھی دوست رکھتے تھے اور بعد
اسلام بسبب دوست رکھنے پیغمبر خدا کے اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنے لگے یا فقط
اس وجہ سے کہ پیغمبر خدا جناب ابوطالب کو دوست رکھتے تھے لہذا ابوبکر بھی دوست
رکھنے لگے وجہ اول و ثانی مردود ہین کوئی سبب طرفین سے عقلًا اور نقلًا دوستی کا پایا نہین جاتا
رہا امر ثالث کہ جناب رسول برحق ابوطالب کو نہایت دوست رکھتے تھے یہ امر بلا شک
ولاریب اظہر من الشمس اور بدیہی ہی کہ آپ ایسے دشمن بھی معترف ہین اور اس سے بڑھکر
کیا ثبوت ہوگا کہ بنا بر آپ کے خیال کے حق تعالےٰ نے انک لا تہدی من احببت
فرما کر دوست رکھنا اپنے حبیب کا ابوطالب کو ثابت کر دیا اور نیز یہ امر متواترات سے
بھی ہی پس سمجھنا کہ بسبب دوست رکھنے پیغمبر خدا کے ابوبکر بھی انکو دوست رکھنے لگے

مگراس سے بھی اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنا ثابت نہین ہوتا بالفرض اگر محبت پیغمبر خدا
مین ابو بکر جناب ابوطالب کو اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنے لگے تو کیا خوب دوستی پیغمبر خدا
یہ ہی تھا کہ یوم فتح مکہ بسبب حصول فتح کے حضرت رحمۃ للعالمین تو حالت فرحت و سرور
مین فرحان و شادان ہو رہے ہین کہ احاطہ تحریر سے باہر ہی اور جوق جوق اپنے اور
بیگانے اسلام سے مشرف ہوتے جاتے ہین سورہ انا فتحنا کی تلاوت جاری ہی اشراف
مہاجرین و انصار تحت رایت رسول مختار مجتمع ہین آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد
دے رہے ہین پیغمبر خدا صلعم سجدہ شکر بارگاہ ایزدی مین فرمارہے غلغلہ تکبیر سے مہاجرین
و انصار کے ہر صغیر و کبیر و ہر برنا و پیر کو رعشہ ہو رہا ہی تمام شہر لرز رہا ہی کل مسلمان طواف
بیت اللہ سے شرف یاب ہو رہے ہین خانہ کعبہ انجاس و ارجاس سے بتون کے پاک و
صاف ہو رہا ہی حیدر کرار سوار دوش رسول مختار ہو کر بت شکنی فرماچکے ہین تمام
اہل مکہ کو رحمۃ للعالمین بشارت الیوم یغفر اللہ لکم و ھو ارحم الراحمین دے
رہے ہین ایسی حالت فرحت و سرور مین ابوبکر اپنے باپ ابو قحافہ کو بیعت اسلام کیواسطے
لائے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ سرور و فرحت و بہ شفقت و محبت فرمارہے ہین
کہ تم کیون بڈھے کو لائے ہم خود بیعت اسلام لینے کو وہین رونق افروز ہوتے ایسی حالت
فرحت و سرور مین ابو بکر جواب دیتے ہین کہ ہمارا باپ تو اسلام لایا مگر آپکا چچا ابوطالب
اسلام نہ لایا اگر وہ اسلام لاتا تو مین اپنے باپ کے اسلام لانے سے زیادہ خوش ہوتا
سبحان اللہ اس جواب سے ابوبکر کے تمام خاندان جناب رسالت مآب صلعم ہاشمی و
مطلبی خصوصاً جو جو مشرف بہ اسلام ہوئے ہونگے اظہار سرور کرتے ہونگے علے الخصوص
رحمۃ للعالمین کو تو بے حد و انتہا مسرت و فرحت حاصل ہوئی ہوگی اور غلغلہ محبت ابوبکر
سے تمام مہاجر و انصار وجد مین آگئے ہونگے کہ یہ مرتبہ فنا فی اللہ تو پیغمبر خدا کو بھی حاصل نہین
ہوا کہ وہ تو فرماتے ہین کہ مین بہترین خلق ہون از روے خلقت کے اور قبائل و بیوت کے اور
میری شان مین حق تعالے و تقلبک فی الساجدین فرماتا ہی آیہ انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت میرے اہلبیت کی شان مین نازل ہوئی ہی یہان تو
ابوبکر نے تمام قلعی کھولدی کہ میرا باپ تو اسلام لایا ہی وہ تمھارے چچا سے افضل ہی کہ تمھارا
چچا رجس شرک و کفر سے طاہر نہین ہوا اور ما سوا ان امور مذکورہ کے پیغمبر بر حق یہ
بھی فرماچکے تھے کہ لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات اور جلد دوم مناہج النبوت
ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ شیخ عبدالحق مین احوال اسلام عکرمہ یون مرقوم ہی کہ بعد فتح

جب حضرت سید المرسلین نے اپنے نور باطن سے دریافت کیا کہ عکرمہ مومن و مہاجر آتا ہے
اصحاب سے فرمایا کہ اُسکے باپ کو سب نکرو کہ عکرمہ متاذی ہوگا اور اسی روایت کو جلد دوم
روضتہ الصفا مین اور اکثر کتب سیر مین بہ این عبارت نقل کیا ہی یا تیکم عکرمہ ابن
ابی جہل مومنا مہاجرا ولا تسبوا اباہ فان سب المیت یوذی الحی ولا یبلغ المیت یعنے
عکرمہ تمھارے پاس مومن اور مہاجر آتا ہی اُسکے باپ ابوجہل کی سب نہ کرنا کہ سب میت
ایذا دیتی ہی زندہ کو اور میت کو کچھ ایذا نہین پہونچتی پس ابوبکر نے ذکر کفر ابیطالب سے ایسے
وقت فتح اور حالت فرحت و سرور مین ایذا دی آنحضرت کو کہ راحت شاد کام اور مسرور
کیا یا محزون و غمناک مدح و ثنا کی آنحضرت کی کہ حق دوستی ادا کیا کہ در پردہ دشمنی
کی ذلت دی مجمع مہاجر و انصار مین کہ عزت افزائی کی جب عکرمہ کے سامنے اُن کے
باپ ابوجہل تک کو کافر کہنا ایذا دہی عکرمہ ٹہرا تو ذکر کفر ابو طالب سے کیونکر ایذا نہ پہنچی
اور راحت ہوئی آنحضرت کو آپ ہی فرمایئے کہ ذکر منافی طبع اقدس تھا کہ ملایم طبع مہیج غم
والم تھا کہ مسکن غم و الم اتنا بھی نہین خیال کیا جاتا کہ تصور کفر اور عدم اسلام ابوطالب
ایسا مولم اور موذی اور مہیج غم و الم تو تھا کہ ابوبکر تاب نہ لا کے بیساختہ رونے لگے
حالانکہ کچھ بھی اگر انکو محبت تھی تو بتوسط محبت جناب رسالتمآب تھی پس ذکر اس تصور کا
روبروے پیغمبر خدا کیونکر موذی اور مولم مہیج غم و الم نہوا ہوگا اور صدمہ روحانی آپ کو
نہ پہونچا ہوگا کہ جناب ابوطالب چچا تھے اور ایسے چچا جو مربی اور محافظ و ناصر و عاشق و معاضد
آنحضرت کے تھے اور محبت و مودت جو مابین جناب ابوطالب و حضرت ختمی مرتبت تھی اُسکو
ہم متعدد مقامو نپر بقول خدا اور رسول ثابت کر آئے ہین اور خیرہ چشمون کی بصیرت کیواسطے
یہان بھی عرض کیے دیتے ہین کہ جو محبت اور مودت کہ جناب ابوطالب کو آنحضرت سے تھی
وہ تو مستغنی عن البیان ہی اور دوست رکھنا پیغمبر خدا کا جناب ابوطالب کو بنا بر زعم مخاطب
آیہ انک لاتہدی من احببت سے ثابت ہی اور تھا ابوبکر مصدق اور مصرح اور مبین
اُسکا ہی اور بالاتفاق ثابت ہی کہ ایذا دینے والا تو ہین کرنے والا آنحضرت کا کافر مخلد فی النار
ہی پس مومنین سنت جماعت اپنے صدیق اکبر کو کسطرح قابل مقولہ ہذا قرار دیسکتے ہین بلکہ منسوب
کرنا اس مقولہ کا اپنے صدیق اکبر کی طرف کفر ہی اور با وجود علم جو ایسی نسبت دے اُنکو وہ
بلاشک کافر مخلد فی النار ہی اور اس حدیث کا موضوعات سے ہونا مثل شمس آشکارا ہی
ثانیاً جناب ابوطالب و حضرت رسالتمآب کا آپس مین ایک دوسرے کے واسطے
حبیب و محبوب ہونا بہ نص کلام مجید اور باتفاق اُمت ثابت ہوگیا تو لازم آیا کہ کل

حبیب اور محبوب خاتم الرسل بھی حبیب و محبوب خدا ہین اور اسکا عکس بھی صادق ہی
اسلیئے کہ صدق قضیہ کو صدق عکس لازم ہی حتی کہ مفروض الصدق قضیونکو مفروض الصدق
ہونا اُنکے عکسونکا لازم ہی اور عکس اسکا یہ ہی کہ بعض حبیب و محبوب خدا حبیب و محبوب
خاتم الرسل ہین یہان اور بھی اتنا ظاہر کرنا لازم ہی کہ موجبہ مطلقا خواہ کلیہ ہو خواہ جزئیہ
عکس جزئیہ ہی اُنکا اس وجہ سے کہ ایجاب و اجتماع ہی درمیان موضوع اور محمول
کے پس وہ افراد کہ جنمین موضوع اور محمول کا اجتماع ہوتا ہی وہ مشترک ہوتے ہین طرفین
دونون مین اور ظاہر ہی کہ جب محمول کل افراد موضوع پر اور اُسکے بعض پر صادق آئیگا
تو موضوع بھی بعض افراد محمول پر صادق آئیگا کہ وہ دونون مشترک بالضرور طرفین بعض مین
ہین اور جزئیہ حاصل ہوگی اور موجبہ کلیہ کا عکس کلیہ نہین آتا المجوا ز عموم المحمول
فی الحملیة والتالی فی الشرطیة والا لازم آتا ہی کہ اخص جمیع افراد اعم پر صادق آوے
حملیہ مین اور جمیع تقادیر پر شرطیہ مین اور یہ غیر جائز ہی اور بعض مواد مین جو عکس موجبہ کلیہ کا
کلیہ پایا جاتا ہی اور صادق بھی آتا ہی تو وہ بہ سبب خصوصیت مادہ کے اور عکس کو لازم
ہی کہ جمیع مواد مین اصل سے مخالف نہ ہو پس مانحن فیہ مین عکس صادق ہی اور نقیض اُسکی
باطل و کاذب اور مستلزم محال ہی اور وہ محال ہی اور جس طرح صدق قضیہ کو صدق
عکس لازم ہی اُسیطرح صدق عکس نقیض بھی لازم ہی اور صورت اُسکی عند المتقدمین یہ ہی
کل لاحبیب اللہ ولا محبوبہ لا حبیب خاتم الرسل ولا محبوبہ اور عند المتاخرین نقیض جزء
ثانی کو اصل کے جزء اول کر دین اور عین اول کو ثانی مع مخالفت فی الکیف و موافقت فی
الصدق حاصل یہ ہی کہ وہ صفت سلبی کا اثبات کرتے ہین اور یہ صفت ایجابی کا سلب پس
چونکہ تفصیل قول متاخرین مین اور اُسکے اثبات مین اور بیان اعتراضات مین طول ہی
اور با این ہمہ طریقۂ قدما سے استغنا بھی حاصل ہوتا ہی پس بطریقۂ متقدمین اگر فرض کیا جائے
کہ عکس نقیض قضیہ مذکورہ صادق نہین ہی تو چاہیے کہ اسکی نقیض ثابت آوے اور وہ نقیض
یہ ہی کہ بعض لاحبیب اللہ و لا محبوبہ لیس بلا حبیب خاتم الرسل و لا محبوبہ تو وجود خاص کا بدون
اعم کے ہے اور یہ باطل ہی اور جب لازم نقیض کو ضم کرین اصل کے ساتھ اور کہین کہ
بعض لاحبیب اللہ و لا محبوبہ حبیب خاتم الرسل و محبوبہ ہین اور کل حبیب خاتم الرسل و محبوبہ
حبیب اللہ و محبوبہ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ بعض لاحبیب اللہ و لا محبوبہ حبیب اللہ و محبوبہ ہین
اور اُسکا عکس آوے گا بعض حبیب اللہ و محبوبہ لاحبیب اللہ و لا محبوبہ ہین ان دونون
سلب شی عن نفسہ لازم آتا ہی اور اجتماع نقیضین ہو جاتا ہی اور وہ باطل ہی پس اصل قضیہ

مع العکس وعکس النقیض صادق ہو اب بھی اگر کوئی اعتراض کرے کہ قضیہ مع العکس وغیرہ
بقواعد عقلیہ مفروض الصدق ہی لیکن حقیقت مین اگر اسکی نقیض کو اگر مفروض الصدق
قرار دین تو بھی وجوہ مذکورہ وہ بھی اسی طرح صادق آویگی تو جواب اسکا یہ ہی کہ نصوص قطعیہ
اور احادیث متعددہ سے حبیب اور محبوب ہونا مؤمنین حضرت رسالتمآب اور جناب ابوطالب
ثابت ہی اور امتناع وانقطاع مودت مین کفارون کی آیات کثیرہ ناطق ہین بقولہ تعالے
لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین اور ومن یتولہم منکم فانہ
منہم اور لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ
ورسولہ ولو کانوا اباءہم واخوانہم وعشیرتہم اور وما کنت متخذ المضلین
عضدا باوجود این نصوص قطعیہ کے سید المرسلین کو متہم کرنا کہ وہ ایک مشرک کو دوست
رکھتے تھے اور حق تعالے فرماتا ہی کہ جو دوست رکھے گا مشرک کو وہ انھین مشرکون مین
سے ہی اور جناب ابوطالب کی نسبت آیہ بھی نازل فرمایا ہی کہ اے پیغمبر تو ابوطالب کو
دوست رکھتا ہی یہ اجتماع نقیضین کس طرح ممکن ہی معاذ اللہ معاذ اللہ حبیب رب العالمین
اور مشرک کو دوست رکھین اور ماورائے ان آیات کے بکثرت آیات واحادیث اس
باب مین وارد ہین جنکا ذکر باعث طول ہی حاصل یہ ہی کہ حبیب خدا کا حبیب اکمل افراد
مؤمنین ہی پھر اس قضیہ کے عقلاً اور نقلاً صادق ہونے مین کیا شک ہوسکتا ہی اور جناب
ابوطالب کا اپنے جان اور مال اور اولاد سے پیغمبر صلعم کو زیادہ عزیز اور دوست رکھنا
مشہورات اور مسلمات اور متواترات سے ہی کہ دشمن بھی انکار نہین کرسکتے پھر اس قضیہ
کے یقینی اور صادق ہونے مین کیا شک رہا اور قید مفروض الصدق ہونیکے واسطے
تعلیم اور افہام اور تفہیم کے ہی کہ بحث اس علم مین قواعد کلیہ سے کیجاتی ہی اور قضایائے
صادقہ اور کاذبہ دونون کو مفروض الصدق والکذب کہہ سکتے ہین بلکہ فرض محال بھی
محال نہین ہی اور باتفاق عقلا ثابت ہی کہ خطا فی الکفر سے نجات ملنے کی اور حق وباطل
کے ظاہر ہونیکی کامل راستی اور کلی قاعدے یہہ ہی کہ علوم عقلیہ ہین دیکھیے جب قضایائے
کاذبہ مفروض الصدق ہونے سے مفروض التصدیق ہوجاتے ہین تو قضایائے صادقہ
کی تصدیق مین کیا عذر ہوسکتا ہی پس نقیض قضیہ متنازعہ فیہا کے مفروض التصدیق تو
ہوجائیگی مگر جو اس قضیہ کے نقیض کو مفروض الصدق قرار دیگا تو پہلے وہ مفروض الکفر
قرار پائے گا اب ان قضایائے مذکورہ کو مرکب کرکے قیاس بنائے اور اشکال اربعہ
نکالے تو شکل اول باتفاق علما وعقلا مطبوع اور بدیہی الانتاج اور پسندیدہ ہی

استدلال مین اور ضروب منتجہ شکل اول کے چار ہین ضرب اول موجبتین کلیتین سے مرکب ہی ضرب ثانی موجبۂ کلیہ اور سالبۂ کلیہ سے ضرب ثالث موجبۂ جزئیہ اور موجبۂ کلیہ سے ضرب رابع موجبۂ جزئیہ اور سالبۂ کلیہ سے اور ایجاب وسلب دو کیفیتین ہین ایجاب اشرف ہی اور سلب اخس ہی اور کلیہ وجزئیہ دو کیفیتین ہین کلیہ اشرف ہی اور جزئیہ اخس ہی پس شکل اول کی ضرب اول بجمیع الوجوہ افضل اور بدیہی الانتاج اور پسندیدہ ہوئی علوم و استدلال ہین بہ نسبت ضروب ثلثہ کے کہ وہ مرکب ہین کیفیات اور کمیات شریفہ اور خسیسہ سے حاصل یہ ہی کہ شکل اول کی ضرب اول مرکب ہی دو موجبون کلیون سے مثلاً کل حبیب خاتم الرسل ومحبوبہ حبیب اللہ ومحبوبہ وکل حبیب اللہ ومحبوبہ مومن فکل حبیب خاتم الرسل ومحبوبہ مومن یہ شکل مع اپنے نتیجہ کے ... ہی اور صدق قضیہ کو صدق عکس اور صدق عکس النقیض لازم اور فرض صدق نقیض کو محال اور سلب شی لنفسہ اور اجتماع نقیضین لازم پس ان دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے بھی جناب ابو طالب کا مومن اور محبوب خدا و رسول ہونا اور حامی و ناصر و معاضد دین خدا و رسول ہونا ثابت اور یقینی اور جو منکر ہی ان اوصاف جناب ابوطالب کا وہ منکر بدیہیات اور عدو ے خالق علام اور دشمن خیر الانام اور معاند دین اسلام ہی فتبصر ولا تکن من العادین **قولہ** اللہ اللہ یہ محبوب ہین فناے مطلق کا مرتبہ ہی صدق اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ **اقول** اللہ اللہ بلکہ اعوذ باللہ اولاً تو آپ کی تحریر سے ٹپک رہا ہی کہ آپ بھی سلوک وعرفان مین ہم پلۂ اولیاے عظام ہین اور عالم وجد مین لکھ رہے ہین تفرقہ و تمیز آپکا زوال پاچکا ہی حق و باطل حدوث وقدم کا فرق وغیرہ آپ کی ذات مین باقی نہین رہا محبوب مین فناے مطلق کے مرتبہ کے علامات کیا خوب بیان فرمائے سبحان اللہ سبحان اللہ اصطلاحات عارفین اور مسالک سالکین اور مذاق عارفین سے بھی آپ کو کامل مہارت حاصل ہی واسے ہی آپ کی معرفت پر اتنا بھی نہین جانتے کہ فنا اور فناء الفنا اور نفی اور نفی النفی اور مدارج و معارف و مراتب و انکشافات و مراقبات اور علامات انکے کیا ہین اور سلوک طرق ولایت او حصول منازل ہدایت اور وصول حقائق معرفت کس کو کہتے ہین باوجود اس سفاہت وجہالت کے تدلیس و اغواے عوام کالانعام اور اظہار طرق ضلالت و بغاوت اور توہین وتذلیل خاندان رسالت مین یکتا اور بے مثال باین ہمہ سلوک و معرفت مین دعوے ہمہ دانی اور ہمپایگی اولیاے عالیمقام مین لن ترانی اتنا بھی ادراک آپکو نہین کہ یہ وہ مدارج و معارف اور مقامات و مراتب ہین کہ سالکین و عارفین بھی مخبوط الفکر والذکر ہو جاتے ہین اور متحیر اور مبہوت ہوکر ایسے گرداب تحیر مین غرق ہوتے ہین کہ پتا نہین لگتا اولاً تو لطائف ستۂ گانہ کی ترتیب سے ذکر

سلہ یہ مضامین اور اصطلاحات کتاب احیاء العلوم امام غزالی اور نیز صراط مستقیم اور رسالہ انیس العارفین سے نقل کیے ہین ۱۲

نفی و اثبات کا مرحلہ طی کرنا دشوار ہے اگر بکثرت مشقت اور توجہ بیحد ان مراتب کو طی کیا اور نفی تمام عالم اور نفی بدن کہ مشغل تر از نفی عالم ہی اور اثبات ذات حق سبحانہ تعالی حاصل ہوئی اور یہ مشقت کثیر الکمال کو بھی پہونچائی تو فقط انکشاف دوائر کا ہوا یہ وہ مرتبہ ہی کہ کمال نفی سے بجز انوار دوائر کے کچھ باقی نہین رہتا کہ عدم وجدان بدن کمال ہی بعد اسکے شغل دوائر ہی اور اُنکے مراقبات ہین دائرۂ امکان سے مراقبۂ احدیت کی ابتدا ہی اور اثر اُسکا یہ ہی کہ ایک نور جانب فوقانی قلب سے ممتد ہوکر عرش مجید تک پہونچتا ہی اور محیط عالم ہوکر عالم امکان سے تجاوز کر جاتا ہی بعد اُسکے دائرۂ ثانیہ ہی اُسکو ولایت صغری کہتے ہین اس دائرہ مین مراقبہ اقربیت ہی اثر اُسکا یہ ہی کہ در تحتانی قلب کھل جاتا ہی اور تمام قلب مثل آفتاب ہو جاتا ہی اور اُس قلب کے ہر مقام سے نور درخشان ہوتا ہی اور نور تمام جہات سے درخشندہ ہوکر بدستور دائرۂ اول کے موجودات ممکنہ سے متجاوز ہوکر حد لا مکان کو پہونچکر غیر متناہی ہو جاتا ہی اور قلب مصدر انوار بجمیع الجہات بن جاتا ہی اور اسرار توحید واضح و منکشف ہوتے ہین اور وجود تمامی ممکنات واجب [illegible] ہوتا ہی بعد اسکے دائرۂ ثالثہ ہی جسکو ولایت کبری کہتے ہین یہ دائرہ متضمن ہی تین دائرون کا اور ایک قوس کا دائرہ اول مراقبہ معیت ذات پاک حق سبحانہ تعالی ہی اس مین اختلاف ہی اس وجہ سے کہ معیت کو اقربیت لازم ہی اور اقربیت کو معیت لازم نہین پس سیر اور سلوک مین اقربیت مقدم ہی معیت پر غرض جب اس مرتبہ پر پہونچیگا تو لحاظ معیت او سبحانہ تعالی ذہن مین راسخ ہوگا اور یہ معیت اُسوقت علامت ولایت کبری ہی کہ نور اُسکا دائرتین مذکورتین سے بدرجات بیشمار زیادہ ہی اور فی الحقیقت انوار مختلفہ حجب ذات پاک ہین جب اُنکو طی کریگا تو حصول قرب و معیت وغیرہ کا ہوگا اور اسکا الکمال مثل دائرتین مذکورتین نہین ہی گو حصول اُن آثار کا ایک گمان عجیب اور نہایت مرغوب ہے لیکن حقیقت دائرہ کمال کو نہین پہونچتی پس تکمیل دوائر منحصر ہی دو امر دن پر ایک تو انکشاف دوائر اور دریافت انوار دوسرے آثار قرب و معیت و محبت اور نفی ولایت کے جو مقصود اور مطلوب سلوک سے ہی وہ بدون انکشاف کے انوار دوائر حاصل نہین ہو سکتا پس بعد فایز ہونے مراتب انکشاف کے مراقبہ یحبہم و یحبونہ ہے یعنی محبت اپنے بذات حق سبحانہ تعالے اور محبت حق تعالی کی اپنے ساتھ اور یہ ایک دائرہ ہوا اس مقام مین دو دائرہ اور ایک قوس ہے وجہ اُس کی یہ ہے کہ محبت کے تین درجہ ہین اول درجۂ ابتداے محبت اس درجہ مین محب نفع اپنا اور خوشنودی محبوب کے دونون کا لحاظ رکھتا ہی اور اپنا پاس اور اپنے محبوب کا پاس دونون ملحوظ و ملحوظ رکھتا ہی اور جب محبت ترقی کرتی ہی تو جانب محب کو اضمحلال پیدا ہوتا ہی اور فنا ہونے لگتی ہی یہ علامت ہی تمامی دائرۂ اول اور شروع دائرۂ ثانی کے اس دائرۂ ثانی مین ترجیح جانب حق بجانب خود اور بجانب تمامی مخلوقات پیدا ہوتی ہی اور اضمحلال و فنا مرتبۂ اعلی پر پہونچتا ہی اور نشان جانب محب کا باقی رہتا یہ علامت ہی اتمام دائرۂ دوم اور شروع قوس کے یہ نصف دائرہ ہی اسکو قوس اس سبب سے

کہتے ہین کہ جانب محب اس ہین باقی نہین رہتی اس مرتبہ مین خیال اضمحلال اور فناے جانب محب نسیاً منسیا ہوجاتا ہی اور کمال قوس محبت ہی اور اس مقام مین فناء الفنا حاصل ہوتی ہی بعد اسکے مراقبہ اسم الظاہر ہی حق سبحانہ تعالی کے دو نام پاک ہین ایک ظاہر دوسرا باطن اور مظاہر اسکے بیشمار ہین پھر تسبیح سبحان اللہ عدد خلقہ سبحان اللہ زنة عرشہ سبحان اللہ مداد کلماتہ ہی اس مراقبہ کی مزاولت کما ینبغی کرے کہ لطیفہ نفس بالاصالت اور سائر لطائف کہ بالتبع ہین اُن سب سے کما ینبغی مستفیض ہو اور مظاہر اسم الظاہر کا ادراک عقل پر ہی اور مظاہر اسم الباطن کا وصول بجز کشف اور الہام کے نہین ہی اور بعد انفراغ مراقبہ اسم ظاہر کے تجلیات اسم باطن کے نمایان ہوتے ہین پھر سیر ہی تجلی ذاتی دائمی کی اور اس تجلی مین ظہور ہی کمالات انبیا اور مرسلین اور اولوالعزم کا اور اس سیر تجلی ذاتی دائمی مین تبدل انوار کا ضروری ہی اس سیر کے تین درجہ ہین درجۂ اول سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات انبیا علیہم السلام کے ہی اس مین رویاے صادقہ کہ وہ ادنی درجہ نبوت ہی اُس سیر فائز ہونا درجۂ دوم سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات رسالت ہی اس مین الہام ادنی درجہ رسالت ہی اس پر فیضیاب ہوکر تفہیم اور تعظیم و مناظرہ غافلان و جاہلان و معاندان پر فائز ہوگا درجۂ سوم سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات اولوالعزم ہی اس مین ہمت قویہ کا حصول ہی واسطے اہلاک عصاة اور متمردین اور معاندین کے اور انعام و اکرام مطیعین و مخلصین رب العالمین کے حاصل یہ ہی کہ جس اسم کو اسماے الٰہی سے مراقبہ کریگا تو کوئی حصہ بھی اُسکا ضرور پائیگا اور منتہاے سیر پر ہر مقام کے پہونچنے کی تین جیہین ہین اول تبدل انوار کا دوسرے تبدل صفات کا تیسرے منجملہ تبدل صفات کے کسی صفت اور شان کا اُن اوصاف مذکورہ سے کہ جو خصائص مخصوصہ ہین نبوت اور رسالت اور اولوالعزم کے حاصل ہونا ہی اور بعد اسکے بھی مراقبات اسماے الٰہی ہین اور مراقبات حضرت ذات باعتبار ظہور حقیقت کعبہ اور مراقبہ ذات باعتبار ظہور حقیقت قرآنی اور مراقبہ بلحاظ منشائیت حقیقت صلوات اور مراقبہ معبودیت صرفہ اور مراقبہ ذات بلحاظ منشائیت حقیقت ابراہیمی اور مراقبہ ذات بلحاظ منشائیت حقیقت موسوی ہی اب یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ محبت کے بھی تین درجہ ہین اول محبیت صرفہ ہی کہ سرحد محبوبیت تک نہ پہونچے دوم محبیت کہ سرحد محبوبیت کو پہونچے مگر محبوبیت کو نہ پہونچے اور اعلاے درجۂ محبیت مین واصل ہو بطرزیکہ اگر بیش قدمی کرے محبوبیت کو پہونچے اور یہ خلت ہی سوم محبیت کہ محبوبیت کو پہونچے یہ خود درجۂ خلت سے بلند تر ہی اور یہی منشاے حقیقت محمدیہ ہی حاصل یہ ہی کہ ان سب مراحل و مسالک اور مراقبات اور [illegible] اور اشغال کو طی کرے اور سیر حقائق اور معارف سے فیضیاب ہوکر مدارج اور مراتب عالیہ پر فائز ہوکر مقام معرفت ذات پر پہونچے تو بھی باوجود حصول مراتب اور وصول مدارج مذکورہ کے جو کمال کہ مطلوب اور مقصود ہی حاصل نہین ہو سکتا بعد ان مراقبہ حضرت ذات بلحاظ محبیت و محبوبیت ممتزجہ

کہ منشاے حقیقت محمدیہ ہی پھر مراقبہ حضرت ذات بلحاظ محبوبیت محض ہے انتزاج محبیت ہی اور حقیقت احمدیہ ہی بعد اسکے مراقبہ حب صرفہ ہی پھر مراقبہ لاتعین ہی اس لیے کہ حق تعالی کی ذات پاک کا وہ مرتبہ ہی کہ کسی طرح بیان اور تعبیر کرنا اُسکا ممکن نہین ہی اور بعد وصول حصول سلوک اول سلوک ثانی ہی اسلیے کہ راہ ولایت مین دو سلوک ہین اور مقصود اصلی منتہاے سلوک ثانی ہی کہ جسکو سیر فی اللہ کہتے ہین پھر سلوک طریق نبوت ہی اور سالک راہ نبوت جب اس سلوک پر فائز ہوتا ہی تو ایک نور قدسے اُسکے نفس مین پیدا ہوتا ہی کہ ادراک ہر نسبت کا صاحب نسبت کے کر سکتا ہی اور سالک اس طریق کو ترقیان اور مقامات حاصل ہوتے ہین اور وہ زمرۂ مقبولان بارگاہ ایزدی مین محسوب ہوکر بسبب اُنھین ترقیات کے اور مقامات کے سائر مقبولان سے امتیاز حاصل کرتا ہی اور متصوفین مین ان مقامات کے القاب مخصوص ہین چنانچہ منتہاے مقام کو قطب ارشاد خطاب کرتے ہین اور عارف کامل اور سالک واصل جب ان مقامون پر پہونچتا ہی تو جس چیز کی طرف التفات کرتا ہی اُسکی کنہ اور دقائق پر کماحقہ بشرح وبسط تمام واقف ہو جاتا ہی گویا کہ پیش نظر اُسکے ہی اور جمیع نسب ولایت کمال سالک راہ نبوت مین مندرج ہوتے ہین اور ادنی التفات سے حقائق اشیا پر بشرح وبسط تمام واقف ہوتا ہی گویا کہ وہ اُسکو دیکھ رہا ہی اور کمالات راہ نبوت سے کشف والہام وخرق عادات ہی اور کمالات راہ ولایت سے نفس طالب مین ایک اثر حادث ہوتا ہے کہ بسبب اوسکے عالم قدس سے ارتباط رکھتا ہے اور وہ دائم نفس طالب مین موجود رہتا ہی اور یہ کل امور بسبب تواردِ ثمرات اشغال اور ریاضات اور مراقبات اور اذکار ومجاہدات کے حاصل ہوتے ہین اور انکشافات اور تجلیات اور کمالات سے الہام وخرق عادات پر فائز ہوکر عارف کامل ہو جاتا ہی حاصل یہ ہی کہ دریاے بے پایان عرفان کے چند طرق اور بعض اصطلاحات اور مدارج معارف اور مسالک اور مجاہدات اور ریاضیات اور انکشافات اور تجلیات اور کمالات اور سیر کو مجملاً مشتے نمونہ از خروارے بدون تفصیل بخیال اختصار حیز تحریر مین لائیے اب ہم چند اقوال عارفین عظام اور اولیاے عالی مقام اہل سنت بھی عرض کردیتے ہین تاکہ جو لوگ اُنکے معتقد ہین وہ آگاہ ہو جائین حضرت ابو یزید فرماتے ہین کہ محب نہ دنیا کی محبت کرتا ہی نہ آخرت کی بلکہ اپنے مولی سے مولی ہی کو چاہتا ہے حضرت خواص رح فرماتے ہین کہ محبت ارادون کا مٹانا اور سب صفات اور حاجات کا جلا دینا ہی حضرت شبلی کا قول ہی کہ محبت لذت مین مدہوشی اور تعظیم مین حیرت ہی بعض اولیاے کرام کا مقولہ ہی کہ محبت اُسکا نام ہی کہ اپنا آپ سے نشان مٹادے یہان تک کہ کوئی چیز ایسی باقی نہ رہے کہ جسکا مائل اور راجع ہو حضرت رابعہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ رسول مقبول سے کیسی محبت رکھتے ہین فرمایا کہ مجھ کو محبت تو بہت ہی مگر خدا کی محبت نے مجھ کو مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہی ایک بہت بڑے بزرگ کے احوال مین ہی

کہ وہ ساٹھ برس تک ... دیا کی اور توبہ کرتی رہی اور کہتی تھی کہ مجھسے بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے کسی نے پوچھا کہ وہ کون سا گناہ ہے
جس کے سبب آپ ساٹھ برس سے توبہ کرتی ہین اور روتی ہین جواب دیا کہ ایک بات ہوگئی تھی مین نے کہا ہوتی تو
خوب ہوتا بعض سلف کا قول ہے وہ کہتے تھے کہ اگر میرا بدن مقراض سے کاٹا جاوے تو مجھکو محبوب ہے اس امر سے کہ جو چیز
اللہ نے کی ہو اور مین کہون کہ نہ کرتا تو خوب تھا سعد ابن ابی وقاص مستجاب الدعوات تھے اور نابینا تھے عبد اللہ
ابن صائب ان کے پاس گئے اور کہا کہ چچا آپ تو غیرون کے واسطے دعا کرتے ہین اور دعا آپ کی مقبول ہوتی ہے
آپ اپنی بینائی کے سبب دعا کیون نہین کرتے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ بیٹا خداے پاک کی رضا میرے
نزدیک بینائی سے بہتر ہے حاصل اس تحریر کا یہ ہے کہ صدیق اکبر بسبب بیعت فرمانے کی اور سبقت کرنے سے
اسلام لانے کے اور شفقت کرنے سے حضرت سید المرسلین کے پہلے محنت و مشقت با ستعداد تن حضرت
ان سب مدارج اور مقامات عالیہ پر فیض یاب ہو چکے تھے اور مقام شکر و صبر پر فائز ہو کر اور متجاوز ہو کر بکمال
اصطفا و اجتبا درجہ مقبولیت اور محبوبیت پر پہونچے تھے اور بندہ خاص اور عبد با اختصاص سے ملقب ہو گئے
تھے اعمال و افعال و اقوال اون کے باسترضا و حضرت ذو الجلال واقع ہوتے تھے مدارج کمالات بیمثال
اور صفات کمال مین کوئی کمال ایسا متخیل اور متوہم نہین ہوتا جو باقی رہ گیا ہو تمام اوصاف اولیا و انبیا سے
متصف تھے اور انصرام و انتظام اور اجرا احکام الہیہ کے مستحق ہو چکے تھے اور والذین امنوا اشد حبا للہ
کے اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا
کے مصداق تھے اور بسبب سابقیت اسلام مومنین متصفین سے ممتاز تھے حتی کہ بعد وفات خاتم المرسلین
رحمۃ للعالمین حبیب رب العالمین باجماع امت خلیفہ برحق اور نائب اونکے قرار دیے گئے پس جو جامع
اوصاف اور فائز بکمالات اور کامل اور عارف اور واصل ہوگا اسکو زید عمرو بکر سے کیا علاقہ کہ نفی اور نفی النفی
اور فنا اور فنا و الفنا اور فناے مطلق کے علامات سے تو غفلت محض اور نابودگی اور تعطل قواے ادراک
ہے اس لیے کہ فنا سے تو تفرقہ اور تمیز اور حدوث قدم کا فرق حاصل ہو گیا نفی النفی و فنا و الفنا کہ
نیستی محض کو کہتے ہین کچھ باقی نہ رہا سیر فی اللہ سے مستغنی ہوے حب نفسانی کہ ملقب بعشق ہے کہ منتہی ہے
اسکے مقام ولایت تک اور حب ایمانی کہ ملقب بہ حب عقلی ہے کہ منتہی ہے مقام نبوت تک ان سب پر فیضیاب
ہوے معاذ اللہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت ابو بکر باوجود ان فضائل و مناقب کے اپنے باپ کے
اسلام لانے پر اور پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست مبارک بڑھانے پر واسطے بیعت لینے کے
اور بیعت بھی کون سی بیعت کہ جس بیعت سے صدیق اکبر ان مراتب پر پہونچے ہون گریہ فرمائین اور وقت
استفسار فرمائین کہ اگر ابو طالب کا ہاتھ میرے باپ کے ہاتھ کے مقام پر ہوتا تو مجھ کو محبوب زیادہ تھا
کیون حضرات اسی کا نام غفلت اور ربودگی اور فناے مطلق ہے اسی کو محبوب مین فناے مطلق کا مرتبہ
کہتے ہین محبوب سے آپ نے کیا مراد لی ہے کیا آپ کی اصطلاح خاص مین محبوب سے مراد وہ کا فر ہے

جو اپنے کفر پر مرجائے جیسا کہ جناب ابوطالب کی نسبت آپ کا زعم باطل ہی یا مراد آپ کی محبوب سے
ذات خاتم المرسلین ہی تو بھی حضرت رابعہ سے مقام عرفان مین پست تر ہوتے ہین کہ وہ فرماتی تھین
کہ خالق کی محبت نے ہم کو مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہی یا مراد آپ کی محبوب سے ذات حق سبحانہ
تعالی ہی تو بھی یہ قباحت لاحق ہوکہ پھر اپنے باپ کا کافر رہنا اور جناب ابوطالب کا اسلام لانا
کیونکر محبوب ہوا باوجود عدم امکان کے اور مخالف رضاے محبوب کے اور کیا تجلیات ربانیہ سے
فیضیاب ہونا مقام شکر محبت سے تجاوز کرنا کمال اجتبا اور اصطفا سے درجۂ مقبولیت اور
محبوبیت پر فائز ہونا منشاء حقیقت ابراہیمیہ اور موسویہ اور عیسویہ اور احمدیہ سے ممتاز ہونا اسی کا
نام ہی مقام معرفت ذات پر پہونچنا اور تمام افعال واعمال واقوال باستر رضاے حضرت ذوالجلال
واقع ہونا اسی کو کہتے ہین کہ جو امر بمشیت ایزدی واقع ہوچکا ہو وہ تو مخالف طبع اقدس ہوا اور محبوب
نہ ہوا اور مخالف مشیت محبوب محبوب زیادہ حضرت سعد وقاص تو اپنی نابینائی کو دوست رکھین واسطے
رضاے حق تعالی کے عارفین وعابدین ساٹھ ساٹھ برس توبہ کرین اور گریہ کرین فقط اتنے امر پر کہ جو
بات ہوگئی تھی اور اُنکے منھ سے نکل گیا تھا نہ ہوئی ہوتی تو خوب تھا اور اُسکو ایسا گناہ عظیم سمجھے
کہ ساٹھ ستر برس تک توبہ کرین اور آپ ایسے امر کو محبوب مین فناے مطلق کا مرتبہ فرمائین اولیاے
عظام اور عرفاے عالی مقام تو کہین کہ اگر تمام بدن مقراض سے کترا جائے تو مجھے محبوب ہی اس امر سے
کہ جو چیز اللہ نے کی ہوا ور مین کہون کہ نہ کرتا تو خوب تھا حاصل یہ ہی کہ آپ دشمن ایمان ہین آپ کا شیوہ
ہی کہ پردۂ اسلام مین وہابیت کو ترقی دیتے ہین فقط خاندان رسالت کے آپ دشمن نہین ہین
بلکہ تمام آل واصحاب آنحضرتؐ کے بھی عدو باطنی ہین فرق اتنا ہی کہ خاندان رسالت مین بعض سے
تو عداوت کا بلا تکلف اظہار ہی اور بعض سے در پردہ اور یہ بعض چونکہ باتفاق اہل اسلام زمرۂ
اصحاب مین محسوب و معدود ہین عداوت و دشمنی ظاہری سے بچے ہین مگر بغض وعداوت جو مخفی
اور مستتر ہی آپ کی ذات مین وہ اعم ہی جمیع اصحاب کبار اور خاندان رسول مختار سے دیکھیے آپ اپنے
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کیسی کیسی نسبتین دے رہے ہین اور کس کس طرح کی تمثیلون سے
ممثل فرمارہے ہین اور ظاہر مین اُنکو مدح اور منقبت کے قالب مین لاکر روغن قاز جو مشہور ہی مل کر
کیسا چکنا اور چپڑا اور چمکدار کرکے دکھا رہے ہین اور فرماتے ہین کہ یہ فناے مطلق کا مرتبہ ہی اور
اُسپر آیۂ کلام مجید بھی وارد کرتے ہین باین نہج کہ صدق اللہ الذین امنوا اشد حباً للہ پس اس
قول حق سبحانہ تعالی کی تصدیق تو عموماً کل اہل اسلام کو حاصل ہی لیکن آپ کو وقت تسوید حدیث ہذا
حاصل ہوئی کہ آپ نے بھی [illegible] اشد زبان اور قلم پر جاری کیا یہ اقرار آپ کا اجمالاً بہت
مناسب تھا اگر مفصلاً اور ممثلاً جو آپ نے تحریر کیا تو آپ کے ارتداد اور کفر کی دلیل ہوگئی بنظر التفات

ملاحظہ ہو کہ محصل قول حق تعالی تو یہ ہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہین محبت اُنکی نسبت بخدا پیشتر ہے مشرکون کی محبت سے جو اُنکو بتون کے ساتھ ہی اور آپ کی تمثیل سے ثابت ہوتا ہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور بت پرستون اور کافرون کو دوست رکھتے ہین وہ مصداق اشد حبا للہ ہین کہ حضرت صدیق ایسے خیرخواہ اور دوست تھے جناب ابوطالب کے کہ اُنکے اسلام نہ لانے پر گریہ فرمایا اور اپنے باپ سے بھی جناب ابوطالب کی محبت زیادہ رکھتے تھے کہ اپنے باپ کے اسلام لانے سے ابوطالب کے اسلام لانے کو زیادہ دوست رکھتے تھے وہ مصداق اشد حبا للہ ہوے حالانکہ جو شخص مومنین سے دوست رکھے کافرون کو وہ اُنھین مین شامل ہی اور آیات متعددہ ہم ذکر کر آئے ہین اسی مضمون مین پس جو شخص خاتم المرسلین کو اور صدیق اکبر کو نسبت دے کہ وہ کافرون کو دوست رکھتے تھے وہ باتفاق مذہب سنت وجماعت اور بوجہ شامل ہونے پیغمبر خدا کے کل اہل اسلام کے نزدیک مرتد منافق مکذب کلام خدا موہن رسول کبریا مذلل آل و اصحاب باصفا ہی سبحان اللہ کیا آپ کی تحقیق اور تصدیق ہی اور کیا خوب فناے مطلق کے مرتبہ کو آپ سمجھے ہین کہ جو مجمع عام مین مہاجرین و انصار کے عین حالت فرحت و سرور مین یوم فتح مکہ منہ در منہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ کے اموات کی سب کرے اور کہے کہ ہمارا باپ تو ایمان سے مشرف ہوا اور آپ کا محبوب باپ یعنی چچا کافر رہا اس قول کا کہنے والا موذی خدا و رسول اور عدوے آل و اصحاب مقبول ہوا یا مرتبۂ فناے مطلق پر پہونچا اور اشد حبا للہ کا مصداق بنا کیا مصداق اس آیۂ شریفہ اور مرتبۂ فناے مطلق کے کیا وہ ہی مومنین تھے کہ جو مجمع مہاجر و انصار اور اقربا و اغیار مین آنحضرت کے اموات کی سب کرتے تھے اور کفار سے پوشیدہ اور ظاہر دوستی رکھتے تھے اگر اسی کا نام مرتبۂ فناے مطلق ہی تو آپ کو اور آپ کے امثال کو مبارک رہے **قولہ** اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم نے سیدنا عباس عم رسول اللہ سے کہا انا باسلامك اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب **اقول** یک نہ شد دو شد آپ نے صدیق اکبر کو تو متہم کیا تھا حضرت فاروق کو بھی نہ چھوڑا اولاً تو آپ کا رقم فرمانا کہ اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم نے الخ یہ بھی غلط اور کذب صریح ہی کہ صدیق اکبر نے رو رو کر اور پردۂ اظہار محبت ابوطالب مین مجمع اقربا و اغیار اور مہاجرین مین کفر ابوطالب کا اعلان فرمایا پیغمبر برحق کو حالت فرحت فتح مکہ مین کفر جناب ابوطالب یاد دلا کر محزون و غمناک فرمایا اور قلب منور آنحضرت کو ایذا دی اور فاروق اعظم نے رفع منزلت حضرت عباس کیا اور خاموش رہو خاموش رہو کہکر التجاء اخفا فرمایا اور اسی ضمن مین اظہار محبت اسلام حضرت عباس کیا پس اسی طرح کہنا آپ کا کیونکر لغو اور کذب اور غلط نہ ہوا اور اس تمثیل سے جو آپ نے مرتبۂ فناے مطلق کا اظہار کیا تو ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہین کہ آپ کو اصطلاح [illegible]

اجنبیت ہی اور وہ ہمارے بیان سابق سے آپ پر منکشف ہو گیا ہوگا تکرار بیان کی حاجت نہین ہی اور حق یہ ہی کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہی کہ آپ اصحاب باصفا کی مدح بالزم فرمارہے ہین اور عوام جہلا کو دام مکر مین گرفتار کر رہے ہین آپ کو لازم تھا کہ حدیا رسم تام یا ناقص محجوب ہین فناے مطلق کے بیان فرما کر حضرت فاروق کے کلام کے شان نزول کو تحریر کر کے تمثیلاً پیش فرماتے کہ یہ محجوب مین فناے مطلق کا مرتبہ ہی اگر آپ سچے دوست فاروق اعظم کے اور پکے سنت جماعت ہوتے تو اس قول فاروق اعظم کو نقل ہی نہ کرتے اور اگر یہ فعل و قول حضرت شیخین کا مرتبۂ اعلی اور فناے مطلق آپ کے زعم مین ہوتا تو ضرور آپ لکھتے کہ کس مقام پر کس وجہ سے کس حالت مین کون سی ضرورت لاحقہ کے سبب سے فاروق اعظم نے انا یا سلامك الخ فرمایا تاکہ انکشاف مرتبۂ شیخین ہر شخص پر ہو جاتا مگر حقیقت مین در پردہ آپ انکی توہین کر رہے ہین اللہ اللہ اس فناے مطلق نے آپ کو درجۂ جہل مرکب سے بھی متجاوز کر دیا ہی اعنی دی سنے آپ کو آپ سے باہر کر دیا ہی تفرقہ اور تمیز حدوث قدم کا آپ سے ایسا زائل ہوا ہی کہ جس نے آپ کی نوعیت سے بھی آپ کو خارج کر دیا ہی بلکہ ختم اللہ علی قلوبھم کا مصداق بنا دیا ہی اور لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آپ کی شان مین صادق آتا ہی یہ سؤال و جواب سیدنا عباس اور حضرت فاروق کے تمام کتب سیر مین مندرج ہین چنانچہ رکن چہارم باب یازدہم وقائع سال ہشتم ہجری معارج النبوۃ صفحہ ۲۴۰ مین اور روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ ملاحظہ فرمائیے اور خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جب سیدنا عباس نے ابوسفیان کو امان دیکر بخدمت حضرت رحمۃ للعالمین لائے اور حضرت فاروق نے انکو آتے دیکھا تلوار میان سے کھینچ کی اور ابوسفیان کے قتل کرنے کو چلے حضرت عباس مانع ہوے حضرت عمر نے جلدی کی کہ تئے پہلے خدمت آنحضرت مین پہونچکر اجازت قتل ابوسفیان حاصل کرون اور سیدنا عباس بھی بہ تعجیل تمام برابر ہی پہونچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان کو مین اپنی امان مین لایا ہون اور فاروق اعظم بھی بار بار اجازت خواہ ہوتے تھے کہ ابوسفیان کو قتل کرون اور پیغمبر برحق خاموش تھے اور کچھ نہ فرماتے تھے جب سیدنا عباس نے بے چینی اور تعجیل بحد سے دیکھی حضرت عمر کی تو کہا کہ ای عمر اسقدر اضطراب جو قتل ابوسفیان مین کرتے ہو تو اس لیے کہ وہ بنی عبد مناف ہی اگر قبیلہ بنی عدی سے ہوتا تو اتنی زیادتی اور مبالغہ نہ کرتے جواب دیا حضرت فاروق نے کہ خاموش رہو اس لیے کہ جس روز تم اسلام لائے تھے تو اسلام تمھارا میرے نزدیک محبوب زیادہ تھا اسلام سے اپنے باپ خطاب کے اس گفت و شنید سے جو مابین حضرت عباسؓ اور فاروق اعظم کے واقع ہوے اسکا مطلب کالشمس فی نصف النہار آشکار ہی کہ حضرت عباس نے سبب اضطراب و تعجیل کو حضرت عمر کے ظاہر فرمایا کہ تم کو بنی عبد مناف سے دشمنی ہی حضرت عمر نے اسکا انکار کیا اور تمثیلاً بیان کیا کہ ان؟

بالاسلام اذا اسلمت انشرح صدی باسلام الخطاب مطلب اس تقریر کا یہ ہی کہ مین بنی عبد مناف کا دشمن نہین ہون اگر دشمن ہوتا تو تمہارے اسلام لانے سے اتنا خوش نہ ہوتا کہ تم بھی بنی عبد مناف ہو پس کلام حضرت عمر سے نہ کوئی بزرگی پائی جاتی ہو نہ کوئی علو ہمتی اور نہ محبت خدا نہ رسول نہ کوئی مرتبہ عرفان ہو پھر محبوب مین فنائے مطلق کا مرتبہ مصنف کو کہان سے مل گیا سبحان اللہ یہ عرفان و سلوک کی مذمت ہو نہ مدح ہی عارفین و سالکین کی تحقیر ہو کہ تعریف یہ اصحاب آنحضرت کی منقبت ہی کہ منقصت اور کیا تعجب ہی کہ فرمانا سیدنا عباس کا کہ تم بسبب عداوت بنی عبد مناف کے تعجیل کرتے ہو قتل ابوسفیان مین اسوجہ سے ہو کہ خود حضرت عمر ایک مرتبہ خدمت سید المرسلین مین عرض کر چکے تھے کہ یا رسول اللہ حضور پر روشن ہی کہ قریش کی عداوت مجھ سے کس درجہ مین ہو اور شدت و غلاظت میری اس قوم سے کس مرتبہ مین ہی یہ کلام حضرت عمر اور یہ دعوی عداوت قریش کا یاد دلایا یہ قصہ اکثر کتب احادیث اور سیر مین نہایت توضیح سے موجود ہی مثلا مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۴ مین اور روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۲۲ مین مذکور ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ خواجہ عالم نے فرمایا کہ ای عمر تمہین جانا چاہیے اور کہنا چاہیے کفار عرب سے کہ ہم داعیہ جنگ نہین رکھتے عمر کی زیارت کو آئے ہین جواب دیا حضرت عمر نے کہ یا رسول اللہ حضرت کو روشن ہی کہ قریش کی عداوت مجھ سے کس درجہ ہی اور شدت و غلاظت میری اس قوم سے کس مرتبہ مین ہی فلعتبروا یا اولی الابصار مخاطب وحید الدہر فرید العصر کی تحقیق سے عرفان و سلوک کی یہ قدر و منزلت ہی محبوب مین فنائے مطلق کا یہ مرتبہ ہی احیاء العلوم فی الدین جسکا ترجمہ مذاق العارفین ہی صفحہ ۳۰۵ و صفحہ ۳۰۶ مین حبیب خدا ہونے کی بہت سی علامتین لکھی ہین کہ جن سے انکا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہی چنانچہ ایک علامت یہ ہی کہ خدا تعالی کے لقا کو کشف اور مشاہدہ کے طور پر دار السلام مین اچھا جانے اس لیے کہ ہو نہین سکتا کہ دل کسی محبوب کو چاہے اور اسکے مشاہدہ کو اور لقا کو نہ چاہے اور معلوم ہی کہ بدون دنیا سے کوچ اور مفارقت سے یہ آرزو پوری نہ ہوگی تو چاہیے کہ موت سے محبت رکھے اور اس سے نفرت نہ کرے اسواسطے کہ عاشق کو اپنے وطن سے سفر کرنا اور محبوب کے دیار مین اسکے دیدار سے بہرہ ور ہونے کو جاتا گران نہین معلوم پڑتا اور موت دیدار کی کلید اور مشاہدہ کے جانے کا دروازہ ہی آنحضرت فرماتے ہین من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ اور ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا اور ما وراء اسکے ہم بہت سے علامات اور مثالین اور اقوال عارفین بیان کر آئے ہین جن سے کتب مملو ہین کاش کسی سے بھی آپ کا بیان متمثل اور مشابہ ہو جاتا کہ محبوب مین فنائے مطلق کے درجہ سے مشابہ یا منجملہ اسکا کہلاتا آپ کی تقریر و تحریر کا منشا تو یہ ہوا کہ قریش سے انتہا درجہ کی شدت اور غلظت کرنا بنی عبد مناف کے قتل مین تعجیل و مبالغہ کرنا سیدنا عباس کے اسلام کو اپنے

باپ کے اسلام سے زیادہ دوست رکھنے کا اقرار کرتا یہ مرتبہ محبوب ہین فنائے مطلق کا ہی فاعتبروا یا
اولی الابصار ثانیاً سند حدیث مین موسی ابن طارق ہین علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین رقم فرماتے
ہین موسی بن طارق الیمانی ابو قرہ بضم القاف الزبیدی بفتح الزاء القاضی ثقۃ یغرب
من التاسعۃ اور موسی ابن عبیدہ بضم اولہ ابن نشیط بفتح النون وکسر المعجمہ بعدہا
تحتانیۃ ساکنۃ ثم مہملۃ الی اء بفتح الواء والموحدۃ ثم معجمۃ ابن عبد العزیز المدنی
ضعیف لاسیما فی عبد اللہ ابن دینار وکان عابدا من الضعفاء من السادسۃ مات سنۃ
ثلث وخمسین پس غریب وضعیف ہونا اس حدیث کا ایسا ظاہر ہو کہ کسی کو مجال دم زدن نہین
اور ایسی بے سر و پا ٹوٹی پھوٹی حدیثون سے دلیل کفر مومن اغرب اور اعجب ہی ہان عوام جہلا کے
سمجھانے کو اور حدیثون کے گنوانے کو کہ اتنی حدیثون سے ہم نے ثابت کر دیا کافی ہو سکتا ہی
مگر مکرم بندہ صاحبان بصیرت کے نزدیک آپ کے سب کی اور توہین کا باعث ہی کہ مابین مناظرہ احادیث
مجروحہ اور غریبہ اور ضعیفہ سے آپ دلیل لاتے ہین اور اُسپر یہ تعلی کہ اصحاب کبار کی طرف اُن لغویات
کی نسبت دیکر اُنھین حدیثون سے اُنکے مدارج اور معارف اور مراتب اور فضائل اور کمال ولایت
کا ثبوت دیتے ہین اتنا نہین خیال فرماتے کہ جب یہ حدیثین خود لائق اعتبار نہین تو اُنکے مدلولات کا
کیا اعتبار ہو سکتا ہی وما علینا الا البلاغ **قولہ** حدیث سیزدہم یونس ابن بکیر فی زیادات
مغازی ابن اسحق عن یونس ابن عمرو عن ابی السفر قال بعث ابو طالب الی النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتک فقال ابی بکر ان اللہ حرمہا علی الکافرین
یعنی ابو طالب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے انگور
کھلائیے اسپر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا بیشک اللہ نے انھین کافرون پر حرام کیا ہی
فقط **اقول** اولاً تو آثار و احادیث مین بھی آپ تمیز نہین کرتے باتفاق جمہور محدثین آپ اس قول کا
حدیث ہونا ثابت فرما دیجیے پھر حدیث سیزدہم فرمائیے اور عند البعض جو قول و فعل و تقریر صحابہ
اور تابعین کو حدیث شمار کرتے ہین تو بھی اگر وہ منتہی ہو آنحضرت تک تو اُسکو مرفوع کہتے ہین
اور جو منتہی ہو اصحابہ تک اُسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین تک اُسکو مقطوع کہتے ہین
اور موقوف و مقطوع دونون اصطلاح محدثین مین مشہور باثر ہین آپ کا حدیث سیزدہم لکھنا
دلالت کرتا ہی کہ محدثین کی اصطلاح مشہور سے بھی آپ کو اجنبیت ہی ثانیاً بالفرض جناب ابو طالب
انگور جنت اپنے بھتیجے خاتم المرسلین صلعم سے طلب کرین اور صدیق اکبر خواہ مخواہ جواب دینے مین رسول اللہ
پر سبقت فرمائین یہ سبقت اور مبادرت کیسی حرکت گستاخانہ ہی اور یہ تعجیل و سبقت صدیق اکبر کی کتنی
مشابہ ہو اسی تعجیل فاروق اعظم سے جو انھون نے قتل ابو سفیان مین کی تھی اور حضرت عباس نے

جواب دیا تھا کہ یہ بھی عبید منافق تھا اس سبب سے اسکے قتل مین تعجیل کرتے ہو اگر یہی حادثی سے
ہوتا تو انہی تعجیل نہ کرتے اس نقل کو ہم حدیث دوازدہم کے جواب مین تفصیلاً بیان کر چکے ہین قولہ قلنا
قلت ابو بکر ان اللہ حرمہا علی الکافرین یہ مقال بھی قال رسول اللہ سے خالی ہے بالفرض سی
قول صدیق کی تصدیق کی جاسکے کہ حدیث ہے اور یہ بھی فرض کر لین کہ یہ قول پیغمبر خدا صلعم سے سنا
تھا تو بھی یہ اعم ہے کل کافرین کے حق مین ہے لیکن تخصیص اسکی تاویل کر لیا اور مصداق ابو طالب کو قرار
دینا یہ دونون امر صدیق اکبر سے متعلق ہین کہ حدیث شریف مین ... حرمہما ہے اور تفسیر اسکی اعنی
طعامہا و شرابہا موجود ہے اور ہم پہلے ہی ثابت کر آئے ہین ... ہے کہ ایمان جناب ابو طالب
صدیق اکبر پر بھی مخفی رہا ہو اور انھون نے مطابق اپنے علم کے جواب مین تخصیص تاویل کی ہو اور
مصداق اسکا جناب ابو طالب کو قرار دیدیا ہو اور بزعم خود کافرین مین شمار کر لیا ہو اور جب
امکان اس احتمال کا ہوا تو ظاہر ہے کہ احتمال مسقط استدلال ہے کہ جو کچھ صدیق اکبر نے کہا مطابق اپنے
علم کے کہا نہ فی الحقیقت پس کسی طرح یہ آپ کی حدیث سیزدہم دلیل کفر ابو طالب نہین ہو سکتی رابعاً
علامہ ابن حجر تقریب و تہذیب مین لکھتے ہین یونس ابن بکیر واصل الشیبانی ابو بکر الجمال
الکوفی صدوق یخطی یعنی یونس ابن بکیر ابن واصل شیبانی ابو بکر جمال کوفی صدوق ہین مگر خاطی
ہین خطا کرتے ہین اور سعید بن محمد ابو السفر ضعیف ہین سبحان اللہ ناقل ور راوی حدیث تو خاطی و
ضعیف اور اس حدیث کا ایسا آپ کے نزدیک صحیح ہو تاکہ اس سے استدلال کرنا یہ آپ کی عقل
کا قصور ہے شاید آپ کو علم رجال مین بھی دخل نہین ہے کہ آپ اسناد کو اور صحت اور عدم صحت کو بھی
نہ سمجھے اور اگر جان بوجھ کر فریب عوام کے واسطے اور حدیثین گنوانے کے واسطے اس حدیث کو آپ
لائے ہین تو دلیل ہے آپ کے نفاق قلبی کی اور خطاکاری کی اور یہ خیال بھی ضرور تھا کہ حدیث ضعیف
و غریب و منقطع جسکے راوی تک ضعیف و خاطی ہین وہ کیونکر قابل استدلال ہو سکتی ہے اور بایہمہ
دلیل لانا آپ کا دلیل سفاہت و جہالت ہے اور جناب ابو طالب کا مومن اور سابق الاسلام ہونا
ثابت **قولہ** حدیث چہاردہم الی احدی من حدیث موسی بن عبیدۃ قال اخبرنا محمد
ابن کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابو طالب شکواہ التی قبض فیہا قالت لہ
قریش ارسل الی ابن اخیک یرسل الیک من ھذہ الجنۃ التی ذکرھا یکون لک شفاء
فارسل الیہ فقال رسول اللہ ان اللہ حرمہما علی الکافرین طعامہا و شرابہا یعنی ابو طالب
کے مرض الموت مین کافران قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے صلی اللہ سے عرض کر بھیجو کہ یہ
جنت جو وہ بیان کرتے ہین اس مین سے تمہارے لیے کچھ بھیجین کہ تم شفا پاؤ ابو طالب نے عرض
کر بھیجی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے جنت کا کھانا پانی کافرون پر

حرام کیا ہی **اقول** اولاً کافران قریش کا جناب ابو طالب کو صلاح دینا اور اُنکا اُس صلاح پر عمل
کرنا بعید از قیاس اور اتہام صریح ہی کہ مرتے دم تک تو ابو طالب اُن سب کو وصیت کرین کہ محمد صدوق
ہین اُنکی پیروی کرو فلاح پاؤگے اور تمام عرب کو نصیحتین اور وصیتین کرتے رہین اور وہ صلاح
قریش پر عمل کرین اور با این ہمہ فرض کرلین کہ کفار قریش نے صلاح دی تو صلاح دینا کفار قریش کا چند
وجہ سے خالی نہین (۱) یا تو کفار قریش کو تجربہ حاصل تھا اور طعام و شراب جنت سے اُنکو شفا حاصل
ہوئی تھی اور یہ محال بالبداہۃ ہی (۲) یا جناب رسالتمآب صلعم نے اپنے اصحاب اور مومنون کی
بیماری ہین طعام و شراب جنت سے علاج فرمایا تھا اور مشہور ہوگیا تھا کہ طعام و شراب جنت سے
مریض صحت پاتے ہین یہ بھی ثابت نہین یا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ طعام و شراب جنت کل امراض
کی دوا ہی اور واسطے ہر مریض کے اس ہین شفا ہی یہ بھی ثابت نہین پھر صلاح دینا کفار قریش کا
کیونکر معتبر ہوسکتا ہی اب رہی یہ وجہ کہ کفار قریش نے از روے طعن کے استہزا اور تمسخر کیا اور
صلاح دی تو ظاہر ہی کہ جناب ابو طالب ایسے جلیل القدر عظیم الشان تھے کہ باوجود اپنی کثرت اور
اتفاق کے کفار قریش نے کوئی کلمہ گستاخانہ سامنے جناب ابو طالب کے نہین نکالا چہ جائیکہ تمسخر
و استہزا اور اگر اس صلاح سے تکذیب اور تمسخر پیغمبر خدا مطلوب تھے تو کون سی عقل باور کریگی کہ اُس
صلاح کو جناب ابو طالب سنین اور تصدیق تکذیب کفار قریش کے واسطے اس صلاح پر عمل کرین
واے ہی آپ کی عقل پر کہ یہ وہ ابو طالب ہین کہ تنہا تمام کفار عرب کے مقابلہ پر کھڑے ہوکر فرمائین
فاصدع بامرك ما عليك غضاضة وابشر بذاك وقر منك عيونا والله لن يصلوا اليك
بجمعهم حتى اوسد في التراب دفينا اور یہ نسبت اقوال و اخبار جناب ابو طالب کے جو اُنھون نے
قبل بعثت اور بعد بعثت تا وقت وفات فرمائے ہین اور خبرین دی ہین اور نصیحتین اور وصیتین
کی ہین اور وہ سب مطابق واقع ہوئی ہین تنبیہاً ایک فصل مستقل مین بیان کردینگے کہ جناب
ابو طالب کس مرتبہ پر تھے تا جہلا اور بعض علماء متعصب جو حالت مغلطہ مین گرفتار ہین رہائی پائین
اور راہ راست پر آئین **ثانیاً** فرمانا پیغمبر برحق کا ان الله حرمهما على الكافرين یعنی اللہ نے طعام
و شراب جنت کافرون پر حرام کیا ہی کیا اسکا مفہوم آپ کے ذہن مین یہ ہی کہ مسلمین طعام و شراب
جنت سے اس دنیا مین سیر و سیراب ہوتے ہین اور کافرین پر حرام ہی تو تمثیلاً دو چار ہی اسم مبارک
مسلمین یا مومنین یا انصار یا مہاجرین ہین سے ارقام فرمایئے کہ کون کون سیراب ہوے یا حضرت
طعام و شراب جنت بوجہ حصول جنت ہی اور حصول جنت بعد مرگ علی الایمان جو داخل جنت ہوگا وہ
طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب ہوگا اگر فرمائین کہ دنیا مین بھی بعض مومنین طعام و شراب
جنت سے سیر و سیراب ہوے ہین تو جواب اُسکا یہ ہی کہ وہ مومنین وہی اہل بیت ہین جنکا اجماع ہی

ایمان ابوطالب پر یہ وہ مومنین ہین جنھون نے مدۃ العمر اصنام پرستی نہین کی جس شرک اور دنس کفر
سے طاہر ومطہر ہین جو اصلاب وارحام طاہرہ رکھتے ہین پیغمبر برحق نے جنکو خیر قرون اور خیر بیوت
خطاب فرمایا ہی جنکی شان مین اللھم ھؤلاء اھل بیتی فرمایا ہی جنکی شان مین آیۂ تطہیر نازل
ہوا ہی جو مصداق ابناءنا ونساءنا وانفسنا ہین وہ ہر وقت مستحق جنت اور طعام وشراب
جنت کے تھے بلکہ جنت خود انکی مشتاق تھی اور حق انکے ساتھ پھرتا تھا اور ظاہر ہی کہ اکثر کفار
جب مشرف باسلام ہوتے ہین مستحق جنت قرار پاتے ہین اور جب ان سے ارتداد ونفاق ظاہر
ہوتا ہی مستحق جہنم ہو جاتے ہین پھر کیونکر ممکن ہی کہ ہر مسلمان طعام وشراب جنت سے قبل موت
اس دنیا مین سیر وسیراب ہو سکے اور ان اللہ حرمہما علی الکافرین کو اگر حدیث صحیح بھی فرض
کرین تو مراد اس سے کل کافرین ہین کہ نہ وہ داخل جنت ہونگے نہ طعام وشراب جنت سے سیر وسیراب
ہونگے پھر یہ نہین ہوسکتی کہ اگر جناب ابوطالب ایمان لاوین تو طعام وشراب جنت سے سیر وسیراب
بھی ہون اور شفا بھی پاوین ثانیاً برزنجی اور زینی اور نبیرہ جوزی ابن سعد سے کہ امام الحدیث
والسیر ہین اور خطیب اور ابن عساکر عمرو بن سعد سے روایت کرتے ہین ان اباطالب قال کنت
بذی المجاز مع ابن اخی فادرکنی العطش فشکوت الیہ ولا اری عندہ شیئا قال فثنی
ورکہ ثم نزل فاھوی بعقبہ الی الارض فاذا بالماء وقال اشرب یا عم فشربت ماءً
باردا ما شربت مثلہ قط یعنی تحقیق کہ کہا ابوطالب نے کہ ہم مقام ذوالمجاز مین تھے اپنے بھتیجے
محمدؐ کے ساتھ کہ مجھکو پیاس معلوم ہوئی مین نے پیاس کا شکوہ کیا اپنے بھتیجے سے حالانکہ انکے پاس
بھی پانی نہ تھا پس انھون نے حرکت کی اور اترے اور اپنی ایڑی زمین پر ماری فوراً چشمہ نمایان ہوا
اور کہا انھون نے اشرب یا عم یعنی پیو پس مین نے وہ پانی کہ جو نہایت سرد وخوشگوار شیرین تھا کہ مدۃ العمر
مین مین نے نہ پیا تھا برزنجی وزینی کہتے ہین کہ اگر ابوطالب مومن اور موحد نہ ہوتے تو حق تعالی کبھی
انھین سیراب نہ کرتا اس پانی سے جو افضل تھا ماء کوثر وزمزم سے معارج النبوۃ رکن ۲ باب ۳ فصل ۳
وقائع سال ہشتم مین ملا معین کاشفی نے بھی نقل کیا ہی واخرج ابن عدی عن انس بن مالک
قال مرض ابوطالب فعادہ النبیؐ فقال یا ابن اخی ادع اللہ ان یعافینی فقال اللھم اشف عمی
فقام کانما نشط من عقال الخ ابن عدی نے انس بن مالک سے روایت کی ہی کہ کہا انس نے کہ
ابوطالب بیمار ہوے اور انکی عیادت کو آنحضرت تشریف لائے پس ابوطالب نے کہا یا ابن اخی خدا سے
میری صحت کی دعا کرو پس آنحضرت نے فرمایا خدایا میرے چچا کو شفا دے پس وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوے
اس طرح کہ جیسا کوئی [illegible] زندان سے شادمان ہوکر رہائی پاوے [illegible] حاصل یہ ہی کہ ان دونون روایتون
[illegible] بہت سے روایتین ہین کہ [illegible] ترک کیے [illegible] ثابت ہی

کہ جناب ابوطالب اُس پانی سے سیراب ہوئے کہ جو بہتر تھا ماء زمزم اور کوثر سے اور کیا نہ ہوئے کہ
وصی عبدالمطلب اور مربی و عاشق آنحضرتؐ تھے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آنحضرتؐ نے دعا کی صحت
جناب ابوطالب کی اور صحت پائی اُنھوں نے بس صلاح کفار سے اپنی شفا کے واسطے انکو جنت
طلب کرنا بعید از قیاس ہے کہ جناب ابوطالب اگر طالب صحت ہوتے تو خواہش دعا کرتے آنحضرتؐ
سے کہ اُس دعا کا تجربہ اُنکو حاصل ہو چکا تھا نہ خواہش انکو جنت اور طعام و شراب جنت افسوس ہے اُن
بے بصیروں پر کہ جو جنت سے اور طعام و شراب جنت سے محروم جانتے ہیں اُس وحید و فرید سابق
الاسلام مومن کامل کو اور اُنکے کفر پہ فتویٰ دیکر مفتی بنتے ہیں کہ جو ہمیشہ افضل طعام و شراب جنت
سے فیضیاب رہا حتی کہ اپنی گودیوں میں آنحضرت صلعم کو پرورش کیا ایک ظرف میں اکل و شرب
رہا جب تک آنحضرت صلعم ابتدا نہ فرماتے تھے جناب ابوطالب اُس طعام کو نوش نہ فرماتے
تھے کیا پس خورد جناب رسالت مآبؐ کا طعام و شراب جنت سے افضل نہیں تھا کیا جسم ابوطالب
مرتبہ میں جنت سے کم تھا جسپر پیغمبر خدا شب کو آرام فرماتے تھے کیا وہ سینہ مخزن اسرار الٰہی نہ تھا جس
سینہ سے جناب رسالت مآب صلعم ایک دم جدا نہ ہوتے تھے قولہ ثم اتاہ فعرض علیہ الاسلام
فقال لولا ان تعایر بہا قریش فیقال جزع عمک من الموت لاقررت بہا عینک و
استغفر لہ بعد ما مات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لآبائنا ولذوی قرابتنا
قد استغفر ابراھیم علیہ السلام لابیہ ومحمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعمہ فاستغفروا
للمشرکین حتی نزلت ما کان للنبی والذین امنوا الآیۃ یعنی پھر تشریف لا کر ابوطالب پر سلام پیش
کیا ابوطالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کرینگے کہ حضور کا چچا موت سے گھبرا گیا اسکا خیال نہ ہوتا تو میں
حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لیے دعاے مغفرت کی
مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدوں قریبوں کے لیے دعاے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ
الصلوۃ والسلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار
کر رہے ہیں یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعاے مغفرت کی اللہ عز وجل نے
آیت اُتاری کہ مشرکوں کے لیے دعا کرنا نہ نبی کو روا ہے نہ مسلمانوں کو جبکہ روشن ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں

اقول اولاً تو متواترات سے ہے کہ جناب ابوطالب کو انتہا درجہ کی محبت اور کمال معرفت نبوت آنحضرتؐ
حاصل تھی باوجود اسکے اگر فرض کر لیا جائے کہ آنحضرت صلعم نے عرض اسلام مجمع کفار میں حالت علالت
میں کیا اور جناب ابوطالب نے جواب دیا کہ لولا ان تعیرنی بہا قریش فیقال جزع عمک من الموت
لاقررت تو بھی اس جواب میں نہ کہیں تکذیب آنحضرتؐ ہے نہ انکار بلکہ اقرار اور تصدیق اور تنبیہ ہے اور
کیسا کلام متین ہے کہ جمیع کفار قریش کو متنبہ کر دیا کہ بعد میرے مت دوکے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو یہ بھی سمجھے

گوارا نہین ہی چہ جائیکہ ایذا دہی اور یہ بھی ظاہر فرمایا کہ بجز خوف اظہار یقین بھی کوئی عذر نہین ہی اور یہ بھی اس
ضمن مین ظاہر کر دیا کہ تمھارے طعن کو کوئی علاقہ دین اور ایمان سے نہین ہی اور نیز یہ کہ خوف موت سے
ایمان کو قبول نہین کیا بلکہ بعرفان و یقین اور یہ سب کو شش مین اسواسطے تھین کہ قریش متنبہ ہون
اور ترک طعن کر کے امر حق کو شاید قبول کر لین پس یہ کل امور مذکورہ جواب جناب ابو طالب سے بادنی
توجہ حاصل ہوتے ہین کہ امتناع جملۂ ثانیہ کا بشرط وجود جملۂ اولی کے ہی اور جملۂ اول فقط خوف تعییر ہی
اور ظاہر ہی کہ کسی قسم کا خوف مانع تصدیق قلبی نہین ہو سکتا اس لیے کہ کوئی شی ممدوح اور مذموم اور
مقدوح اور معیوب اور مطعون نہین ہو سکتے جب تک وہ مدرک بحواس خمسۂ ظاہری نہ ہوا اور کل افعال و
اعمال و اقوال عند الناس جب ہی متصف بصفات مذکورہ ہو سکتے ہین کہ وہ مدرک ہون اور ادراک
بحواس خمسہ بعد وقوع و اظہار فی الخارج ہوتا ہی اسوقت یہ سب صفتین اسکو لاحق ہو سکتی ہین عام
اس سے کہ وہ فی الحقیقت بھی متصف ہون یا نہ ہون اسوجہ سے کہ ایکسہی شی عند البعض ممدوح ہوتی
ہی اور وہی عند البعض مذموم اور اسی سے یہ بھی ظاہر ہی کہ اظہار و استتار یہ دونون صفتین ہین
کہ بعد وقوع قول و فعل و عمل لاحق ہوتی ہین پس بالضرور اظہار و اعلان سبب تعییر کا ہو سکتا ہی اور خوف
تعییر علت ہی عدم اظہار کی اور عدم اظہار مستلزم عدم تصدیق نہین ہی اور وجود اس علت اور معلول کا
بعض اوقات مین اور عدم انکا اکثر اوقات مین ثابت ہی کہ اجتماع کفار قریش اور منافقین اہل اسلام
کا بعض اوقات مین ہوتا تھا اور ارتفاع اکثر اوقات مین حاصل تھا پس ارتفاع خوف تعییر بلا
شک و لاریب مستوجب تقریر عین آنحضرت تھا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ ٭ اب اگر یہ کہا جائے کہ جناب پیغمبر خدا نے عرض اسلام کیا اور جناب ابو طالب نے
عذر طعن قریش کیا اسی کا نام عدم تصدیق ہی تو ہم پہلے ہی عرض کر آئے ہین کہ عدم اقرار بھی
مستلزم عدم تصدیق کا نہین ہی اور نیز یہ بھی ثابت کر چکے ہین اور عند الکل مقبول بھی ہی کہ جناب
رسالت مآب اور جناب ابو طالب آپس مین ایک دوسرے کے حبیب اور محبوب تھے اور ایک
دوسرے کے رازدار تھے جس طرح اور جس مصلحت سے جناب ابو طالب کو اخفاے اسلام منظور
تھا جناب رسالت مآب کو بھی اسی مصلحت سے اخفا اور استتار انکے ایمان کا منظور تھا پس مجمع
عام مین کفار قریش کے باوجود علم اسلام ابو طالب عرض اسلام فرمایا تو منظور یہ ہوا کہ روبروے کفار
قریش استتار ثابت ہو جاے پس جناب ابو طالب نے ویسا ہی جواب دیا کہ یہ لوگ آپ کو طعنہ
دینگے ورنہ مجھکو اسلام سے روگردانی نہین ہی اور کفار قریش کو کیسا مسخر کیا کہ تمھاری خاطر سے
باوجود حصول تصدیق قلبی کے مین اقرار نہین کرتا اور یہ سوال و جواب اسی وجہ سے تھا کہ کفار قریش
نصائح اور وصایا پر عامل رہین یعنی آنحضرت صلی اللہ پر ظلم تعدی نہ کرین اگرچہ بعضے ظلم وجور پر آمادہ

ہوں تو بعض میری وصیت پر عمل کر کے حفاظت بھی کریں افسوس ہے آپ پر اور آپ کے امثال پر کہ مصداق افلا یعقلون اور افلا یبصرون کے بنے جاتے ہیں اور باتباع کفار قریش انھیں میں شامل ہوئے جاتے ہیں اور بزعم خود جناب ابو طالب کو کافر قرار دیتے ہیں آپکا ناقل حدیث ہذا واحدی ہے جو احادیث موضوعہ کے وارد کرنے میں اپنے ابنائے جنس پر فائق ہیں چنانچہ علامہ محمد الملقب بالحنفی شرح رسالہ سید شریف میں جو علم اصول حدیث میں ہے فرماتے ہیں وقد اخطاء المفسرون فی ایداعہا ای فی ایداع الاحادیث الموضوعۃ وذکرہا فی تفاسیرہم کالواحدی الا من عصمہ اللہ تعالی کصاحب المدارک یہ قول انھیں واحدی کی نسبت میں ہے کہ جسکو ہم بحث آیات میں بیان کر آئے ہیں پھر اس حدیث کے موضوع ہونے میں کیا شک رہا اسپر طرہ یہ ہے کہ موسی بن عبیدہ جنکا احوال حدیث دوازدہم میں گذرا کہ ضعفا میں سے ہیں سبحان اللہ واحدی تو ناقل حدیث اور موسی بن عبیدہ روایت کرنے والے اور آپ ان سے استدلال کرنے والے اس سے بڑھکر کون سی دلیل کفر ابی طالب ہو سکتی ہے اور بھی ملاحظہ فرمائیے کہ علامہ عبد الاول بن علامہ حسینی اپنے رسالہ مختصرہ میں جو بزبان فارسی اصطلاحات علم حدیث میں ہے لکھتے ہیں کہ دونوں حدیث یعنی سیزدہم اور چہاردہم منقطع ہیں پھر لکھتے ہیں بلکہ منکرات سے ہیں یہی آپ کا مذہب اور یہ آپ کی تحقیق اور اسپر اثبات کفر جناب ابو طالب کے ہوس اتنا بھی نہیں خیال فرماتے کہ ان الباطل کان زھوقا حق تعالی فرماتا ہے فتبعہم ولا تغفل ولا تکن من الغافلین **قولہ** حدیث پانزدہم ابو نعیم حلیہ میں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کانت مشیئۃ اللہ عز وجل فی اسلام عمی العباس ومشیتی فی اسلام عمی ابی طالب فغلبت مشیئۃ اللہ مشیتی یعنی اللہ تعالی نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو اللہ تعالی کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابو طالب کافر رہا اور عباس رضی اللہ تعالی عنہ مشرف باسلام ہوئے فللہ الحجۃ البالغۃ **اقول** وباللہ التوفیق اولا تو آپ اثبات کفر حضرت ابو طالب میں ایسے مدہوش ہیں کہ آپ کو مراتب ومدارج وعزت وحرمت رسول جلیل کا بھی پاس ولحاظ نہیں یہ حدیث ہے کہ مذمت ہے رسول برحق کی ادنی ادنی صحابیوں سے عرفان وسلوک اور انکی احبیت اور محبوبیت میں دفتر کے دفتر سیاہ اور کمالات عارفین اور مدارج سالکین میں وہ لن ترانیاں کہ اللہ کی پناہ مدعیان ولایت وتصوف کی وہ صفتیں کہ العظمۃ للہ اور حبیب رب العالمین خاتم النبیین کی نسبت یہ اتہام کہ انکی مشیت وارادہ مخالف مشیت وارادہ خدا تھا اور بعض متصوفین کی یہ صفتیں کہ وہ بغیر استرضائے حضرت ذو الجلال تکلم ہی نہ کرتے تھے کیا پیغمبر برحق کو مراتب ومدارج عرفان وسلوک میں دستگاہ ہی نہ تھی کیا افعال واقوال آنحضرت مخالف استرضائے حضرت

ذوالجلال ہی واقع ہوا کرتے تھے فقط نام ہی نام کے حبیب اللہ تھے کیا مراتب و مدارج حقیقت محمدیہ و احمدیہ مین اُن حضرت کا حصہ ہی نہ تھا مطابق اصطلاح عارفین جو مراتب حقیقت محمدیہ اور احمدیہ کے مقرر کیے گئے ہین اُس مین سے کوئی مرتبہ حاصل ہی نہ تھا فقط نام ہی نام کے حبیب اللہ او محمدؐ اور احمدؐ مشہور تھے پناہ خدا یہ عقائد مومنین اور مسلمین کے ہین یا کفار و مشرکین کے ثانیاً موضوعیت اور رکاکت حدیث من حیث المفہوم اظہر من الشمس ہی اسواسطے کہ حدیث مذکورہ تین حال سے خالی نہین اول یہ کہ مشیت اللہ تعالیٰ اسلام عباس مین تھی اعم اس امر سے کہ ابوطالب اسلام لاوین یا نہ لاوین کذلک مشیت رسولؐ کو قیاس کرین کہ بہ نسبت ابوطالبؑ کے اسلام کے اور بہ نسبت عباسؓ کے اعم مشیت تھی کہ اسلام لاوین یا نہ لاوین دوسرے یہ کہ مشیت اللہ اسلام عباسؓ مین تھی فقط قطع نظر اسلام و کفر ابوطالبؑ کے اسی طرح مشیت رسولؐ اسلام ابوطالب مین تھی فقط قطع نظر اسلام و کفر عباسؓ کے تیسرے یہ کہ مشیت خدا اسلام عباس اور کفر ابوطالب مین تھی اور مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین تھی صورت اول مین اسلام و کفر ابوطالب کا مخالف ارادۂ خدا نہین ہوتا اور اسلام و کفر عباس کا مخالف ارادۂ رسول خدا نہین ہوتا اور بدون تخالف و تعارض کے غالب اور مغلوب ہونا محال پس کیونکر صحیح ہوگا کہنا کہ مشیت خدا غالب ہوئی مشیت رسولؐ پر اور صورت ثانیہ مین مشیت خدا اسلام عباس مین تھی فقط وہ اسلام لائے اور مشیت رسولؐ اسلام ابوطالب مین تھی فقط وہ اسلام نہ لائے اس مین بھی قاہر و غالب ہونا مشیت اللہ کا اور مقہور و مغلوب ہونا مشیت رسولؐ کا ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ مشیت خدا اسلام عباس مین تھی اور مثلاً عباس کافر تھے تو اُنکا ارادہ کفر پر مستقل تھا پس مشیت خدا کا غلبہ کیا مشیت عباس پر مشیت خدا غالب اور مشیت عباس مغلوب ہوئی اسی طرح قیاس کیا جائے کہ مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب مین تھی اور مشیت ابوطالب مثلاً کفر مین پس مشیت ابوطالب نے قہر و غلبہ کیا مشیت رسول اللہ پر مشیت ابوطالب غالب اور مشیت رسول اللہ مغلوب قرار پائے مگر مشیت خدا کا غالب ہونا مشیت رسولؐ پر اور مشیت رسول کا مغلوب ہونا دونون صورتون مین ثابت نہین ہوتا اب رہی صورت ثالثہ کہ مشیت خدا اسلام عباس اور کفر ابوطالب مین تھی اور مشیت رسولؐ اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین اور یہ دونون مشیتین متخالف زمانہ واحد مین واقع ہون کہ ایک دوسرے پر قہر و غلبہ کرے پس بالضرور یا دونون وقت معارضہ ساقط ہوجاینگے یا ایک قاہر و غالب اور دوسرے مقہور و مغلوب ہوجاینگے اور یہ صریح البطلان ہی کہ وفات جناب ابوطالب اور اسلام جناب عباس مین فاصلہ دراز ہی اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ وقت وفات جناب ابوطالب جناب عباس کافر تھے مشیت خدا کا غالب ہونا اور مشیت

رسول خدا کا مغلوب ہونا ثابت ہو سکتا ہی اور نیز یہ بھی لازم آتا ہی کہ بعد وفات جناب ابوطالب بھی مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب میں واقع نہ ہوئے ہمیشہ انکا کفر ہی مد نظر رہا اپنی دشمنی تھی جناب عباس اور حضرت رسالتمآب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ ثالثاً یہ حدیث موضوع ہی اور تہمت ہی آنحضرت پر اور مخالف عقل ونقل ہی اسواسطے کہ پہلے مشیت کو سمجھنا چاہیے کہ مشیت کس کو کہتے ہین لہذا مختصراً عرض کیا جاتا ہی کہ امکان صدور فعل و ترک کو قدرت کہتے ہین اور حکماے نے بھی قدرت کی تعریف اسطرح کی ہی کون الشئ ان شاء فعل وان شاء لم یفعل حاصل یہ ہی کہ جب تک نظر فاعل مین فعل و ترک دونون متساوی ہین اسوقت تک وہ فاعل قادر ہی مثلاً کہین کہ زید قادر ہی کتابت پر چاہے کتابت کرے اور اگر چاہے کتابت نہ کرے اسی کا نام امکان ہی اور یہ امکان اور تساوی اطرفین کی ضرور مانع ہوگی فعل کی بھی اور ترک کی بھی اسواسطے کہ قادر جبتک طرفین کو متساوی جانیگا نہ فعل نہ ترک کو اختیار کریگا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی پس لامحالہ کسی مرجح کا ہونا لازم ہوا کہ جو فعل کا باعث ہو یا ترک کا اور یہ منحصر ہی شعور منفعت و مضرت و مصلحت و مفسدہ پر پس جب حالت قادر کو علم منافع اور مضار اور مصالح اور مفاسد حاصل ہوگی تو اگر وہ فعل کا باعث ہو تو اسکو ارادہ اور مشیت کہتے ہین اور اگر ترک کا باعث ہی تو اسکو کراہت کہتے ہین پس مشیت خدا اقوی اور غالب ہی کل بندون کی مشیت پر اب اتنا اور بھی عرض کرنا لازم ہی کہ مشیت حضرت رسالتمآب کو متساوی یا اقوی سمجھنا مشیت خدا سے کفر ہی کہ آنحضرت سے شریک متساوی یا اقوی قرار پاسکتے ہین جو صریح البطلان ہی بلاشک و بلا ریب مشیت الٰہی اقوی ہی کل مشیت مخلوق و ذیشعور سے پس اگر کہا جائے کہ مشیت الٰہی اسلام عباس اور کفر ابوطالب مین واقع ہوئی اور مشیت رسول اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین اور دونون صاحبون نے پیروی کی مشیت الٰہی کی تو جناب عباس اور جناب ابوطالب دونون مطیع خدا ہوے کہ طاعت کہتے ہین امتثال امر اور فرمان برداری کو تو جناب عباس اور جناب ابوطالب نے اسلام و کفر بارادہ و حکم الٰہی قبول کیا بلکہ ارادہ رسول خدا جو مخالف اور معارض ارادہ و مشیت خدا واقع ہوا وہ البتہ بمخالفت ارادہ الٰہی نافرمانی اور معصیت قرار پایا نعوذ باللہ من ذلک الاعتقاد اور مطابق آپ کے مذاق کے تسلیم کر لیا جائے کہ ارادہ رسول خدا اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین مخالف اور متضاد اور متعارض ارادہ الٰہی واقع ہوا تو یہ بھی دو حال سے خالی نہین کہ اگر یہ ارادہ رسول خدا بارادہ خدا واقع ہوا تو لازم آیا کہ ارادہ خدا مخالف اور معارض و مناقض ارادہ خود خدا واقع ہوا اور اگر ارادہ رسول خدا بغیر ارادہ خدا واقع ہوا تو لازم آیا کہ ارادہ رسول خدا محتاج ارادہ خدا نہ تھا اور یہ باطل ہی اسلیے کہ شان آنحضرت مین حق تعالیٰ ما ینطق

عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرماتا ہی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ بغیر ارادہ نطق نہین واقع ہوتا اور کیونکر ممکن ہی کہ ارادہ رسول خدا اسلام ابو طالب اور کفر عباس مین واقع ہوتا اسواسطے کہ علم اصول مین ثابت ہی کہ لا یکون الطاعۃ الا مع الامر یعنی طاعت عبارت ہی امتثال امر اور فرمانبرداری حکم سے اور امر الہی متعلق ہی ارادہ الہی سے چنانچہ حق تعالی کلام ناطق مین فرماتا ہی انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اور اسمین شک نہین ہی کہ تکلیفات عباد مین امر الہی کو ارادہ اور نہی الہی کو کراہت کہتے ہین پس تکلیفات مین اگر ارادہ مکلف کا مطابق امر الہی ہو تو وہ طاعت اور اسکے فاعل کو مطیع کہتے ہین اور اگر ارادہ مکلف کا مخالف ارادہ خدا ہو تو وہ معصیت اور اسکے فاعل کو عاصی کہتے ہین پس خاتم النبیین کہ مکلف بہ اپنے نطق کے تھے اگر ارادہ انکا مخالف ارادہ خدا ہوتا تو حضرت مرتکب معصیت اور عاصی قرار پاتے اور باوجود اسکے خود اعتراف بھی فرماتے کہ میرا ارادہ مخالف ومعارض ارادہ خدا ہوا اور میرا ارادہ مغلوب ہوا اور کس طرح ممکن ہی کہ ارادہ رسول خدا مخالف اور معارض ارادہ خدا ہوتا خصوصا اسلام وکفر جناب ابو طالب اور جناب عباس مین کہ یہ دونون عموی بزرگوار آنحضرت تھے اور پیغمبر صلعم مامور اور محکوم بعدل تھے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی قل امر ربی بالقسط یعنی کہہ تو اے محمد کہ پروردگار نے مجھکو حکم کیا ہی عدل کا یعنی جمیع اقوال واعمال وافعال مین منصف بعدل رہون پس بدون افراط وتفریط کے پھر کیونکر ممکن ہی کہ دو چچا آنحضرت کے ہون اور آنحضرت ایک کا اسلام اور ایک کا کفر چاہین العیاذ باللہ اسی طرح ارادہ خدا اسلام جناب عباس اور کفر جناب ابو طالب مین کہنا یہ بھی مخالف عقل ونقل ہی اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط یعنی خدا نے گواہی دی ہی باین طور کہ نہین ہی کوئی خدا سے برحق مگر وہی وحدہ لاشریک ہی اور ملائکہ اور صاحبان علم نے دراینحالیکہ وہ خدا قائم بالقسط یعنی بالعدل ہی یا وہ خدا اور ملائکہ اور اولوا العلم سب قائم بالعدل ہین اور نیز اپنے بندون کو بھی حکم عدل کرنیکا فرماتا ہی کقولہ تعالی واوفوا الکیل والمیزان بالقسط جب یہ آیہ نازل ہوا تو بعض اصحاب آنحضرت نے عرض کی کہ یا حضرت عدل کیل ومیزان مین دشوار ہی کہ اگر ایک دانہ رائی کے برابر بھی فرق ہوگا تو ہم گنہگار ہونگے اور ہم سے یہ امر محال ہی تو حق تعالی نے وحی کی آنحضرت کو کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کہ اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اسکی وسعت کے موافق اس سے ثابت ہو گیا کہ کسی نفس کو تکلیف اسکی وسعت سے زیادہ نہین دیتا پس اگر خدا اپنے بندون مین ارادہ کفر کا کرے اور پھر انکو امر باسلام کرے تو کیونکر وہ کفار بندے کہ جو ترک کفر اور اختیار اسلام پر قدرت اور قوت نہین رکھتے اور انکی وسعت سے جو امر باہر ہین اسکے کیونکر محکوم

ہوسکتے ہین اور بدیہی امر ہی کہ ایسی تکلیف مالا یطاق سے بڑھکر کون سی تکلیف ہوسکتی ہی کہ باوجود عدم قدرت اور قوت کے ترک کفر اور اختیار اسلام پر محکوم اور مجبور کیے جائین اور نیز یہ بھی ظاہر ہی کہ اگر بندون کے تمام اقوال و اعمال و افعال بدون متوسطات اور موافق مشیت و ارادہ خدا ہوتے تو تمام انبیا و مرسلین کو واسطے ہدایت خلق کے پیدا کرنا عبث قرار پاتا اور اُن انبیا و مرسلین کا کل کفار و مشرکین کو مثل نمرود و فرعون و ابوجہل وغیرہ کو دعوت اسلام کرنا اور اُن سے ترک کفر و شرک چاہنا اور اُنپر جہاد کرنا خلاف مشیت و ارادۂ خدا ہوتا پس بالضرور بسبب عدم اطاعت امر الٰہی وہ سب عاصی ہوتے کہ خلاف مقصود و مراد الٰہی کے طالب ہوے اور وہ سب کفار و مشرکین جنتی قرار پاتے کہ مطابق مقصود و مراد حقتعالی کے شرک و کفر کو قبول کیا اور مطیع خدا ہوے علی ہذا القیاس کل اعمال و افعال مثل قتل و زنا و شرک وغیرہ کا فاعل خدا ہوتا پس قاتل و زانی وکافر نعوذ باللہ خود خدا قرار پاتا ہی پھر یہ الزام و ایلام اور حدود دنیا مین اور عذاب شدید آخرت مین اور خلود فی النار اور وعید ناحق و نار وا بندگان ضعیف پر کیون مقرر کرتا اس سے زیادہ کوئی ظلم صریح و اجب البطلان نہین ہوسکتا اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کا دعوی کاذب ہوجاتا تعالی اللہ عن ذلک پس کیونکر ممکن ہی کہ حق تعالی اسلام عباس اور کفر ابوطالب چاہتا یہ قول اُنھین صاحبون کا ہوگا کہ جنکے قلوب اور ابصار پر نشان یعنی مہر کردی گئی ہی کہ یوم النشور وہ پہچانے جاوین کہ اہل نار ہین انتہی ترجمۂ حدیث مذکور مین مخاطب والا فرماتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ اللہ تعالی نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابوطالب مسلمان ہو اللہ تعالی کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابوطالب کافر رہا اور عباس رضی اللہ مشرف باسلام ہوے فللہ الحجۃ البالغۃ اس ترجمہ مین بھی آپ نے مکر و فریب کیا ہی اور تہمت کی ہی آنحضرتؐ پر اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے عمی العباس و عمی ابوطالب دونون مقام پر فرمایا ہی درحالیکہ اس مزخرفات کو حدیث تسلیم کرین پس باوجود اسلام جناب عباس و کفر جناب ابوطالب الفاظ مین کچھ فرق مراتب کا نہین ہی لیکن آپ نے بہ نسبت جناب عباس کے میرے چچا اور بہ نسبت جناب ابوطالب کے میرا چچا اور عباس رضی اللہ مشرف باسلام ہوے اور ابوطالب کافر رہا لکھا ہی حالانکہ اُن حضرت کے کلام مین وہی عدل پایا جاتا ہی غرض اس ترجمہ کے بعد آپ فرماتے ہین فللہ الحجۃ البالغۃ پس کیا مشیت خدا سے حضرت عباس کا اسلام لانا اور مشیت خدا سے حضرت ابوطالب کا کافر رہنا یہ حجۃ بالغہ ہی یا خود خدا کا ایک مین فاعل اسلام ایک مین فاعل کفر ہونا اور ایک کو بہشت اور ایک کو دوزخ دینا

اسکا نام حجۃ بالغہ ہی یا تمام کفار و مشرکین مین شرک و کفر اور زانی مین زنا اور تمام دیگر قبائح
اور مفاسد کا باعث ہونا اور پھر اُنکو حکم اسلام کا کرنا اور اُنکو سنانا کہ لا یکلف اللہ نفسا
الا وسعہا اور پھر اُنکو تکلیف مالا یطاق کا مکلف بنانا اور پھر اُن سب مجبورون کو جہنم واصل
کرنا یہ حجۃ بالغہ ہی یا یہ ایسی حجۃ بالغہ ہی کہ سوائے پیران نابالغ کے کہ جو امثال آپ کے تھے اور مین
کوئی سمجھ ہی نہین سکتا بالغ کے معنی توجید و نافذ پہونچنے والے پہونچانے والے وغیرہ کے
ہین اور حجۃ دلیل و برہان کو کہتے ہین پس کیا برہان جید اور دلیل نافذ پہونچنے والے پہونچانے
والے اسی کا نام ہی کہ کافر مشرک کو شرک و کفر پر مجبور کرنا اور پھر اُنپر حکم اسلام لانے کا کرنا
اور چونکہ وہ مجبور ہین بہ سبب عدم اقتدار کے اسلام نہ لاسکین تو داخل جہنم کرنا یہ حجۃ بالغہ ہی
کہ اس سے بڑھکر کوئی ظلم و ستم بھی ہی حاصل یہ ہی کہ آپ کہہ دینگے کہ اسلام جناب عباس
ثابت کرنا اور کفر جناب ابو طالب ثابت کرنا یہ سب مشیت الٰہی سے واقع ہوا اور فللہ الحجۃ
البالغہ بھی اُسی خدا کی مشیت سے لکھا یہ سب فعل اُسی خدا کے ہین آپ تو مجبور اور مقہور اور
مخبوط ہین یا حضرت ہوش حواس آپ کے کسی وقت درست بھی ہوتے ہین یا ہر وقت عالم
وحدمین تفرقہ و تمیز آپ کا حدوث و قدم سے برطرف ہی رہتا ہی لیکن آیات حق سبحانہ تعالی
کی قطع و برید خوب یاد رہتی ہی کہ لا تقربوا الصلوۃ اور فللہ الحجۃ البالغہ سے خدا کا
فاعل اسلام ہونا حضرت عباس مین اور فاعل کفر ہونا حضرت ابو طالب مین اور ایک کو
خلود بہشت اور ایک کو دخول نار کا فتوی دیتے ہین ذرا ہوش حواس کو درست کیجیے کوئی
کلام مجید مترجم ہی اُٹھا کے دیکھ لیجیے کہ آیۂ فللہ الحجۃ البالغہ آپ کی تائید مین ہی کہ آپ کی رد مین
یا حضرت حق سبحانہ تعالی عالم ہی تمام کلیات اور جزئیات کا اور تمام مخلوقات کو اُسی نے پیدا کیا ہی اور علم
الٰہی مین گذر چکا ہی کہ امثال آپ کے الزام دین کے اور کل مفاسد اور قبائح کا فاعل ذات حق تعالی کو
قرار دینگے لہذا یہ آیۂ وافی ہدایہ اُنکی اور آپ کی رد مین نازل فرمایا ہی قبل اسکے کہ ہم اُن آیات کا ذکر
کرین افادۃ ایک امر یہ بھی ذکر کر دین کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جو کچھ معلوم خدا ہی وسی کے مطابق
دنیا مین واقع ہوتا ہی اگر اسکے مخالف واقع ہو تو علم مبدل بہ کذب و جہل ہو جائے تو لازم ہوا کہ
اُسکا خالق بھی وہی ہو تو جواب اسکا یہ ہی کہ علم کی تاثیر معلوم مین کلیۃً نہین پائی جاتی اور یہ بدیہیات
سے ہی کہ ہم جانتے ہین کہ آگ جلانے والی ہی اور آفتاب صبح کو مشرق سے نکلیگا اور وقت معائنہ
آگ کو جلانے والا اور وقت صبح آفتاب مشرق سے نکلا اور یہ دونون امر مطابق ہمارے علم کے واقع
ہوئے مگر کوئی تاثیر ہمارے علم نے معلوم مین نہین کی پس علم الٰہی مین جو کچھ گذرا ہی وہ ضرور ہوگا مگر یہ
لازم نہین ہی کہ کل معلومات کا فاعل اور کل تاثیرات کا مؤثر بھی وہی ہو حاصل یہ ہی کہ آنحضرت کے

وقت مین بھی امثال آپ کے تھے اسی واسطے حق سبحانہ تعالی نے اُنکی رد کی اور اپنے حبیب کو
متنبہ کیا کقولہ تعالی سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا
من شیٔ یعنی قریب ہی کہ کہین گے وہ لوگ جو شرک و کفر کرتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے
اور ہمارے آباے سلف بھی شرک نہ کرتے اور نہ حرام کرتے ہم کسی شی کو یعنی اگر مراد و مشیت
حق سبحانہ تعالی ہمارے اسلام مین ہوتی تو ہم اور آباے سلف ہمارے شرک و کفر و حرام وغیرہ
نہ کر سکتے یہ جو کچھ ہو گیا اور ہو رہا ہی شرک و حرام وغیرہ دیگر مفاسد و قبایح بہ مشیت و مراد
حق تعالی سے ہو رہا ہی ہم مجبور و لاچار ہین بعد اسکے حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کی تسلی کرتا ہی
کہ یہ تمھاری ہی تکذیب نہین کرتے ہین کذلک کذب الذین من قبلہم حتی ذاقوا باسنا اسی طرح
تکذیب انبیا علیہم السلام کرتے تھے وہ لوگ کہ قبل اُنکے تھے یہان تک کہ چکھا اُنھون نے ذائقہ
عذاب شدید کا اب حق تعالی اپنے حبیب کو جواب تعلیم فرماتا ہی قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا
کہہ تو اے حبیب ہمارے ان لوگون سے کہ آیا تمھارے پاس کوئی علم ہی یعنی دلیل و برہان قطعی ہی کہ
اُسکو حجت گردان سکو اور پیش کر سکو اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بغیر حجۃ و برہان کوئی
دعوی مقبول نہین پھر حق تعالی فرماتا ہی ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون یعنی تم
پیروی نہین کرتے مگر ظن یعنی گمان کی اور نہین ہو تم مگر دروغگو بعد ان آیات کے حق تعالی فرماتا ہی
قل فللہ الحجۃ البالغۃ یعنی کہہ تو اے محمدؐ ان مشرکین سے کہ تم تو شرک و کفر پر اپنے کوئی دلیل نہین
لا سکتے کہ تم سے شرک و کفر و افعال قبیحہ جو واقع ہوتے ہین وہ بہ مشیت و ارادہ و مقصود خدا واقع
ہوتے ہین پس واسطے خدا کے حجۃ بالغہ ہی یعنی خدا کی حجۃ کامل و رحیہ اور نافذ اور پہونچنے والی ہی
ہر حکم پر اور ہر امر پر بعد اسکے حق تعالی فرماتا ہی فلو شاء لہدیکم اجمعین پس اگر خدا چاہتا تو
ہدایت کرتا تم سب کو یعنی ایہا الغافلون منجملہ حجج بالغہ ایک حجۃ فلو شاء لہدیکم اجمعین بھی
ہی اسواسطے کہ جب کفار و مشرکین نے کہا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی اگر خدا چاہتا تو ہم شرک
نہ کرتے ہمارا شرک بہ مشیت و مقصود خدا ہی ہم مجبور ہین تو کانہ یہ جواب دیا حق تعالی نے کہ
اگر یہ مشیت میری اور مقصود میرا تمھارا شرک و کفر جبرًا قہرًا ہوتا تو میرا آئینہ تم سب کو جبرًا قہرًا
ہدایت اسلام کرتا لیکن شرک و کفر و اسلام و ایمان تمھارا بالجبر مقصود و مطلوب نہین ہی بلکہ وہ
امور اختیاری و ارادی کہ تمھارے اختیار اور ارادہ سے ہون وہ مقصود ہین تاکہ مطیع اور متمرد اور
مسلم و مشرک مین فرق ہو اور مدح و ذم و ثواب و عقاب کے مستحق ہون چنانچہ حق تعالی نے متعدد
مقامون پر تصریح فرمائی ہی کقولہ تعالی من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی جو شخص
چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اور دوسرے مقام پر بھی مثل اسی کے خبر دی

کقولہ تعالیٰ فاذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا آباءنا واللہ امرنا بہا یعنی جس وقت وہ
افعال فاحشہ اور قبیحہ کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہمارے آباے سلف بھی ایسا ہی کرتے تھے
اور خدا نے ہم کو ان افعال پر حکم دیا ہی یعنی بہ مشیت و ارادہ و مقصود خدا ہم سے یہ افعال
صادر ہوتے ہین اسکا جواب حق تعالیٰ فرماتا ہی قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء یعنی کہہ ای محمد کہ
تحقیق کہ خدا امر و ارادہ فواحش و قبائح کا نہین کرتا اور لغت مین الفاحشۃ الزنا و ما یشتد
قبحہ من الذنوب ہی اور زمخشری نے لکھا ہی الفاحشۃ الزنا و ما تبالغ فی قبحہ من الذنوب
صاحب بیضاوی لکھتے ہین الفاحشۃ فعلۃ متناھیۃ فی القبح کعبادۃ الصنم و کشف
العورۃ فی الطواف وغیرہ امام فخر الدین رازی کہتے ہین الفحشاء عبارۃ عن کل معصیۃ
کبیرۃ یدخل فیہ جمیع الکبائر یعنی آیہ یہ ہی کہ تحقیق کہ خدا امر بفواحش و قبائح و
ذنوب و شرک و کفر و کبائر نہین کرتا اور ثابت ہو چکا ہی کہ امر و نہی کہ فعل خدا ہین مسبوق بالعلم
و الارادہ خدا ہوتے ہین اس لیے کہ امر و نہی و فعل خدا موقوف ہین علم و ارادہ پر کہ آیہ
انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اس پر دال ہی پس کیونکر مشیت خدا اسلام
عباس اور کفر ابو طالب مین اور مشیت رسول خدا اسلام ابو طالب اور کفر عباس مین واقع
ہو سکتی ہی خذ ھذا و قل فللہ الحجۃ البالغۃ اور نیز آیہ کریمہ لا اکراہ فی الدین ای لا اجبار
فی الدین بھی اسی کا مصرح ہی پس آپ کا فللہ الحجۃ البالغۃ سے دلیل لانا سفاہت ہی کہ تمام
ادلہ عقلیہ و نقلیہ اور حجج بالغہ آپ کے اسی قول حق تعالیٰ سے مردود ہو گئے اور آپ اتقولون علی اللہ ما
لا تعلمون کے مصداق ہو گئے اعاذنا اللہ و المؤمنین عن ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ القبیحۃ بتوفیقہ

فصل جاننا مراتب انسان اور اسکے کمالات کا اور فرق فراست اور الہام اور وحی کا بنابر
مذاق حکما اور پہچاننا مرتبہ جناب ابو طالب کا اور انکے افعال و اقوال و اعمال کا کہ متعلق ہم سے تھا
تھے کہ بالہام و وحی اور یہ موقوف ہی چند امور پر کہ بایجاز و اختصار عرض کیے جاتے ہین اولا
جاننے کو جاننا چاہیے جسکو عربی مین علم و ادراک کہتے ہین اور معنی ادراک مکرر بیان کیے گئے
اور بقدر ضرورت خاص پھر عرض کیے جاتے ہین ادراک الشی ھو کون حقیقۃ الشی
متمثلۃ عند المدرک یعنی حقیقت شی کا متمثل ہونا ہی عند المدرک خواہ حقیقۃ سے وجود
فی الخارج رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اور اسکی چار قسمین ہین محسوسات متخیلات متوہمات معقولات
پس ادراک مدرکات ثلاثہ اولی کا متعلق ہی جزئیات سے اور صور مدرکات جزئیہ مرتسم ہوتے
ہین آلات حواس ظاہری اور باطنی مین اور ادراک معقولات کا خاص ہی ذات نفس ناطقہ سے
یعنی صور معقولات ذات نفس ناطقہ مین مرتسم ہوتے ہین اور مذہب محققین یہ ہی کہ مدرک

کلیات اور جزئیات کا نفس ناطقہ ہو معقولات کو بلا توسط اور جزئیات کو بتوسط حواس ادراک
کرتا ہی اور نسبت ادراک کی ساتھ حواس ظاہر و باطن کے مجازاً ہی نہ حقیقۃً ثانیاً نفس ناطقہ
ایک جوہر ہی مجرد جسم و جسمانی نہین ہی اور تغیرات بدن سے کہ فساد اور بطلان اور نقصان و
تشویش ہی اعضا بدن کے ضعیف ہو جاتے ہین اور وہ اعضا آلات اور محل قوی ہین اُسکے
ضعف سے فساد و بطلان و نقصان و تشویش قوی مین پیدا ہو جاتا ہی مگر نفس ناطقہ کو کسی طرح
کا تغیر نہین ہوتا ثالثاً اتفاق حکما ہی کہ قوی مخصوصہ نفس ناطقہ سے ایک قوت عاملہ ہی اور دوسری
قوت عاقلہ ہی قوت عاملہ کو عقل عملی اور قوت عملیہ اور نفس کہتے ہین کہ وہ محرک بدن انسان ہی
افعال جزئیہ کی طرف ساتھ فکر اور احساس و حدس کے اور قوت عاقلہ کو عقل نظری اور قوت
نظری کہتے ہین کہ بسبب اُسکے کلیات کا ادراک ہوتا ہی اُسکے چار مرتبہ ہین عقل ہیولانی عقل
بالملکہ عقل بالفعل عقل مستفاد عقل ہیولانی وہ قوت ہی کہ استعداد قابلیت معقولات و ادراک
کلیات رکھتی ہو اور فی نفسہ سب سے خالی ہو عقل بالملکہ وہ قوت ہی کہ جب حاصل ہون نفس انسان
کے واسطے معقولات اولیہ یعنی بدیہیہ بسبب احساس جزئیات کے اور وہ قابل و مستعد ہو کہ فیضان
ہو صور کلیہ اور اُنکے احکام کا اور قادر ہو اکتساب نظریات پر کہ معقولات ہین ساتھ فکر و حدس
کے عقل بالفعل وہ قوت ہی کہ جو معقولات ثانیہ اُسکو حاصل ہوے ہون قادر ہو اُسکے استحضار
پر کہ جسوقت چاہے اُسکو حاضر کر دے اور اکتساب جدید کی اُسکو حاجت نہ ہو عقل مستفاد وہ
قوت ہی کہ جو معقولات مکتسبہ ہین اور وہ ذہن مین پیدا ہوے ہین وہ مخزون اور متمثل و حاضر
رہین اور حضور معقولات کمال نفس ہی بہ نسبت نفس انسان کے پس عقل مستفاد مقصد اصلی اور
غایت قصوی اور رئیس مطلق ہی کہ تمام قواے نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ اُسکے خادم ہین رابعاً فکر
حرکت کرنا ہی نفس کا معانی مین باستعانت تخیل کہ بہ ترتیب معلومات طالب حد اوسط ہو اور اُن
چیزون کا جو قائم مقام اُنکے ہون اور اکتساب مجہولات کا کرے اعم اس سے کہ پہونچے مطلوب تک
یا نہ پہونچے خامساً حدس اور وہ متمثل ہونا ہی حد اوسط کا ذہن مین دفعۃً بدون حرکت کرنے نفس
کے یعنی بغیر فکر و نظر ایکبارگی ذہن مین در آئے اور مطلوب تک پہونچا دے اور فکر و حدس کے
دو طرف ہین ایک طرف نقصان اور ایک طرف کمال طرف نقصان یہ ہی کہ بجز بدیہیات کے کچھ نہ
جانے اور طرف کمال یہ ہی کہ جن علوم کے علم کا امکان بنی نوع انسان کو ہی وہ سب حاصل ہون اور
اس مرتبہ کمال حدس کو قوت قدسیہ کہتے ہین سادساً اتفاق عقلا ہی کہ قواے جسمانیہ قابل قسمت ہین
کہ جمیع اجسام قابل تجزیہ ہین پس قواے جسمانیہ منقسم دو جزون کی طرف ہو سکتے ہین کہ ایک جزو مدرکہ
ہو اور دوسرا حافظہ بخلاف قوت عاقلہ کے کہ وہ قابل قسمت نہین ہی اور تعقل اُسکا محتاج آلات

جسمانی بھی نہین ہی اور کبرسن اور ضعف بدن سے کسی طرح کا ضعف اور کلال قوت عاقلہ کو نہین ہوتا
جیسا کہ قواے بدنیہ مین بعد چالیس برس کے ضعف اور نقصان ظاہر ہونے لگتا ہی مگر اُس سن مین
قوت عاقلہ کو کمال شروع ہوتا ہی اور نیز یہ بھی ثابت ہی کہ قوت عاقلہ جسم و جسمانی نہین کہ انقسام
محل سے انقسام حال لازم آئے اور نیز یہی مدرک کلیات اور معقولات بھی ہی پس ممکن نہین کہ یہی
قوت مدرک بھی ہو اور حافظ بھی ہو پس بالضرور لازم ہوا کہ سوا قواے جسمانیہ کے کوئی شی حافظ معقولات
ہو اور یہ شی بھی جسم و جسمانی نہ ہو کہ ان دونون مین انقسام معقولات ممتنع ہی پس یہ حافظ معقولات
کہ جس مین جمیع صور معقولات مرتسمہ بالفعل موجود اور مخزون اور حاضر ہین اُسکو عقل فعال کہتے ہین
اور عقل فعال ایک جوہر ہی کہ جس مین تمام معقولات بالفعل مرتسم ہین کما قال الشیخ فی الشفاء ان
النفس الناطقة کمالها الخاص بها ان یصیر عالما عقلا مرتسما فیها صور الکل والنظام
المعقول فی الکل والخیر الفائض فی الکل یعنی شیخ نے شفا مین بیان کیا کہ تحقیق کہ نفس ناطقہ کا کمال
جو اُس سے مخصوص ہی یہ ہی کہ وہ عالم ہو عاقل ہو اور مرتسم ہون اُس مین صور کل ور نظام معقول کل و
خیر فائض کل ثم قال وافضل الناس من استکملت نفسه عقلا بالفعل محصلا وللاخلاق
التی تکون فضائل عملیة اور افضل ناس وہ شخص ہی کہ مستکمل ہو نفس اُسکا از روے عقل بالفعل
کے درانحالیکہ حاصل ہون اُسکو اخلاق ایسے کہ ہوتے ہین فضائل عملیہ وافضل هولاء هو
المستعد لمرتبة النبوة وهو الذی فی قوة النفسانیة خصائل ثلثة هی ان یسمع کلام
الله ویری ملائکة الله ویعلم جمیع المعلومات او اکثرها من عند الله وان یطیعه
مادة الکائنات باذن الله یعنی افضل ان سب کا وہ شخص ہی جو مستعد ہو واسطے مرتبہ نبوت کے
اور وہ وہ شخص ہی کہ جسکی قوت نفسانیہ مین تین خصلتین ہون ایک تو یہ کہ سنے کلام خدا کو اور
دیکھے ملائکہ خدا کو دوسرے عالم ہو جمیع معلومات یا اکثر معلومات کا من عند اللہ اور تیسرے
مطیع ہو اُسکا مادہ کائنات باذن اللہ حاصل کلام یہ ہی اور نیز اتفاق حکما اور عقلا ہی کہ نفس ناطقہ
کو کمال اُس وقت حاصل ہوتا ہی کہ اُسکو اتصال حاصل رہے عقل فعال سے اور معقولات کو
ہمیشہ دریافت کرتا رہے اور عقل فعال کو عقل فلک قمر بھی کہتے ہین اور نیز ثابت ہی کہ جمیع
صور جزئیات اور جو کچھ اس عالم مین پیدا ہوتا ہی سب منقوش و مرتسم ہی عالم عقلی مین کلیۃً اور
اجمالاً اور یہ بھی ثابت ہی کہ جو کچھ عالم عقلی مین منقش ہو نفس انسانی مین منقش ہو سکتا ہی بشرطیکہ
مشاغل حسیہ ظاہر و باطن کی طرف التفات کم ہو اور اتصال حاصل ہو عالم عقول سے تو نفس مین
صور غیبیہ عقول کے ساتھ ایک صورت کے بر وجہ کلی ظاہر ہونگے اور وہ صور تخیل مین آئینگی بعدہ
پھر وہ بصور جزئیہ کہ جو مناسبت رکھتی ہو صورت کلی سے حس مشترک مین منقش ہونگے اور کمال

قوت ادراک جزئی خصوصًا متخیلہ کا یہ ہی کہ بغایت قوی اور بہایت منقاد و مطیع ہو قوت عقلیہ کے
اور اُسکی طرف منجذب ہو جائے بحدیکہ جو صورت ذات نفس مین مرتسم ہو اور جو کچھ مدرک ہو صورت
اُسکی خیال اور حافظہ مین منتقش اور مرتسم اور مستقر ہو یا جو صورتین معقولات کی اُسی نفس
مین مرتسم ہون اور اُسکو اتصال عقل فعال سے ہو تو وہ صور مرتسمہ ذات نفس مین اگر
بعنوان تجرد و کلیۃ کے ہین تو مثالین وشبیہ اُسکی متخیلہ مین بعنوان تمثل و جزئیہ کے
مرتسم ہون اور وہ متخیلہ حکایت کرے مدرکات قوۃ عقلیہ کا اس طرح سے کہ اگر وہ ذوات
مجردہ ہین تو نیکی کو بصورۃ حسن اور بدی کو بصورۃ قبیح متمثل کردے مثلًا ذوات مجردہ
حسنہ کو بصورۃ انسان خوبصورت اور نیک سیرت متمثل کردے اور اگر معانی مجردہ ہون
یا احکام کلیہ تو اُنکو بقوالب الفاظ فصیحہ و بلیغہ متمثل کردے اور بکمال تطبیع اور ارتسام قوت
متخیلہ کا یہ ہی کہ صور ذوات مدرکہ کو حس بصر مین اور الفاظ مدرکہ کو حس سمع مین ادا کرے اس
حیثیت سے کہ کانہ کوئی شخص بہ نہایت حسن وخلق روبرو کھڑا ہوا القا کرتا ہی اور یا لفاظ فصیحہ
وبلیغہ کلام کرتا ہی اور ذوات مجردۂ کلیہ اور معانی و احکام مجردۂ کلیہ متمثل بجزئیہ اس طرح ہوتے
ہین جس طرح سے مثلًا مادیات مین اولًا ایک شخص خارج مین دکھائی دیتا ہی بعد ازان متخیل ہوتا
ہی اور بعد اُسکے معقول ہوتا ہی یعنی کلی ہو جاتا ہی اور حیوان ناطق اُس پر صادق آتا ہے
اسی طرح مجردات مین اول مجرد کلی معقول ہوتا ہی بعد ازان متخیل ہوتا ہی پھر محسوس ہوتا ہی اور تشخص
اُسپر صادق آتا ہی حاصل یہ ہی کہ افاضۂ عقل فعال اول قلب مین بعدہ خیال مین پھر حس مین
پھر بصورت انسان متشخص محسوس ہوتا ہی اسی طرح حصول معانی مجردہ کا اول قلب مین پھر خیال
مین بعدہ حس مین پھر وہ معانی یا لفاظ فصیحہ وبلیغہ مسموع ہوتے ہین اور اُن سے وہ معانی
سمجھے جاتے ہین اور جب کمال حاصل ہوا قوۃ تعقل یعنی نفس ناطقہ اور تخیل کو تو اُس مین دو
خاصیتین حاصل ہوئین ایک توجاننا جمیع علوم کا یا اکثر علوم کا بغیر توسط بشر دوسرے دیکھنا
ذوات مجردہ متشخص اور سننا کلام کا با لفاظ فصیحہ وبلیغہ پس یہ ذوات متشخصہ ملائکہ ہین اور کلام
کلام خدا ہی اور یہی وحی اور الہام اور رویا ے صادقہ ہی اور ایک امر یہ بھی قابل گذارش ہی کہ
عند الحکما ایک قوت تحریک ہی اور کمال قوت تحریک یہ ہی کہ نفس ناطقہ قوت اور فعل اور شدت
تاثیر مین اس مرتبہ پر پہونچے کہ جو کچھ تصور کرے اور جو صورت کہ خیال مین منتقش ہو اور اُسکے وجود
فی الخارج سے ارادہ متعلق ہو وہ فورًا موجود ہو جائے اور بدیہی ہی کہ ہر ایک نفس اپنے بدن مین
تاثیر کرتا ہی بمجرد شہوت وتنفر وغضب وخوف ورجا وحیا وخجالت وغیرہ کے اسی سے ثابت ہوا
کہ نفس مذکورہ ہر بدن اور ہر مادہ مین بمجرد تصور اور تعقل کے ارادہ تاثیر کا کرسکتا ہی اور جب یہ

نسبت متحقق ہوئی تو خاصیت ثالثہ بھی حاصل ہوگی تو ضرور مادۂ کائنات بھی اُسکا مطیع ہوگا اس
حیثیت سے کہ جس صورت کی وہ خواہش کریگا بحکم خدا وہ فوراً موجود ہوجائیگی اور جب قوت تحریک
اس مرتبۂ کمال پر پہونچیگی تو نفس ناطقہ کو قابلیت وحی الٓہی حاصل ہوگی اور یہ بھی ثابت ہوچکا ہو کہ
نقش موجودات اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہو سب عالم عقول مین موجود اور ثابت ہو جیسا کہ مذکور ہوا اور
عالم عقول کو جواہر عقلیہ اور عالم روحانی اور جواہر روحانی اور لوح محفوظ اور عالم علوی بھی کہتے ہین
پس اقصاے مراتب کمالات کمالات انسانی یہ ہو کہ جامع ہو خواص ثلاثہ مذکورہ کا اور قادر
ہو کہ محسوسات عالم سفلی کی طرف بھی متوجہ رہے اور عالم علوی اور معقولات کا بھی ناظر رہے اور
ایک دوسرے پر غالب نہ ہونے دے اور ایک حائل دوسرے کا نہ ہو پس ایسے ہی نفوس کاملہ
قابل مراتب نبوت و رسالت ہوتے ہین بحسب تفاوت خواص مذکورہ کے کمال و نقصان و شدت
وضعف مین اور بتفاوت مراتب انبیا کو اطلاع غیب پر یا بہ رویاے صادقہ یا بالقا یا بالہام یا
بوحی ہوتی ہو اور صورت رویاے صادقہ کی اس طرح واقع ہوتی ہو کہ نفس ناطقہ حالت نوم مین
شغل خواص سے فارغ ہوتا ہو پس اتصال حاصل ہوتا ہو اُسکو عالم روحانی سے کہ نقش موجودات
اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہو اُس مین ثبوت اور موجود ہو پس بمجرد اتصال وہ سب نفس ناطقہ مین منعکس ہوتا
ہو اس طرح سے کہ جیسے دو آئینہ مقابل مین ایک دوسرے کے ہون تو ایک دوسرے مین منعکس ہوتے
اور حصول اُنکا اس طرح ہوگا کہ اول ذوات مجردہ اور یا معانی مجردہ معقول ہونگے پھر متخیل ہونگے پھر
محسوس ہونگے حس بصر یا حس سمع مین پس انسان مشاہدہ کریگا اشکال مختلفہ کا اور سماعت کریگا
اصوات اور کلمات متنوعہ کا اور اسی صورت حاصلہ کو رویاے صادقہ کہتے ہین اور اگر یہی حالتین
بیداری مین حاصل ہونگے کہ فیضان عقل فعال پہلے قلب مین بعدہ متخیلہ مین پھر حس سمع مین ہوگا تو
وہ القا اور الہام ہو اور اگر یہی حالتین بیداری مین اس طرح واقع ہون کہ ذوات مجردہ متشخص ہو کر
محسوس ہون اور معانی مجردہ بقوالب الفاظ فصیحہ و بلیغہ بترتیب و تنظیم مسموع ہون تو وحی ہو پس
جناب ابو طالب اور اُنکے ہر ہر قول و فعل و عمل سے ثابت ہو کہ وہ جناب جامع خصائل ثلاثہ تھے
اور اقصاے مراتب کمالات انسانی پر فائز تھے اور ہر قول و فعل و عمل اُنکا یا بالقا یا بالہام یا
بوحی واقع ہوتا تھا چنانچہ مادری اُن معاملات اور سانحات کے جو بعد وفات بلکہ قریب وفات
حضرت عبد المطلب سے واقع ہوے ایک امر یہ بھی ہو کہ پندرہ برس قبل بعثت آنحضرت صلعم مجمع
عام مین کیسے کیسے فضائل و مناقب و مدارج عالیہ کے خبر دیتے تھے اور وقت عقد آنحضرت ہمراہ
جنابہ خدیجہ کبری جو خطبہ فرمایا ہو اُس مین فرماتے ہین الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ
ابراھیم و زرع اسمعیل و ضیئی معد و عنصر مضر و جعلنا حضنۃ بیتہ و سواس حرمہ

وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما امنا وجعلنا الحکام علی الناس یعنی جمیع حمد ثابت ہی واسطے اُس
اللہ کے کہ جسنے ہم کو ذریت ابراہیم اور اولاد اسمعیل اور اصل معد اور بنیاد مضر سے گرداناؔ اور کیا ہم کو
اپنے مکان کا محافظ اور سیاست کرنے والا اپنے حرم کا اور گردانا ہمارے لیے ایک مکان جسکا لوگ
حج کرتے ہین اور ایک حرم امن دینے والا اور ہم کو تمام آدمیون کا حاکم کیا پھر فرماتے ہین ثمران ابن
اخی هذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن برجل الا رجح شرفا ونبلا وفضلا وعقلا وهو واللہ
بعد هذا له نباء عظیم وخطر جسیم پس بتحقیق یہ میرا بھتیجا محمد ابن عبد اللہ ہی کہ نہین ہم پلہ
ہوگا اُسکا کوئی شخص مگر یہ کہ یہی غالب ہوگا اُسپر شرافت اور عظمت اور فضل وعقل مین یعنی کوئی
اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا اور قسم ہی خدا کی علاوہ اسکے اُسکے واسطے شہرت عظیم اور بزرگی جسیم
حاصل ہوگی پس جناب ابوطالب نے بو پندرہ برس قبل بعثت باین فصاحت وبلاغت بقسم فرمایا
کہ وهو واللہ بعد هذا له نباء عظیم وخطر جسیم پس یہ خبر کیسے مطابق واقع ہوئی اور یہی
خبر کی تصدیق ایمان قرار پائی پھر یہ مخبر صادق اگر مصدق اس خبر کا نہ تھا تو بقسم کیونکر اُسکا اظہار اور
اعلان کیا یہ کیا کم ثبوت ہی جناب ابوطالب کے صاحب القا اور الہام ہونیکا اور اس سے بڑھکر کونسی
تصدیق ہوگی کہ قبل بعثت آنحضرت اُنکی تصدیق بقسم ظاہر فرمائی اللہ اکبر یہ وہ ابوطالب ہین کہ جب
عقلاء قریش عمارہ ابن ولید کو لیکر آئے اور کہا جناب ابوطالب سے کہ بالعوض محمد کے آپ اسکو
لیکر پرورش کرین اور محمد کو ہمین دیدیجیے کہ ہم قتل کرین اُسوقت جناب ابوطالب نے فرمایا ما
انصفتمونی یا معشر قریش اخذ ابنکم اربیه واعطیکم ابنی نقتلونه یعنی واہ کیا انصاف
کیا تم نے ای گروہ قریش کہ تمھارے لڑکے کو تو مین لیکر پرورش کرون اور اپنا فرزند تم کو دیدون کہ تم
قتل کرو اور اسی وقت متوجہ ہوے طرف اُن حضرت کے اور فرمایا واللہ لن یصلوا الیک بجمعهم
حتی اوسد فی التراب دفینا یعنی قسم ہی خدا کی ہرگز نہ پہونچ سکین گے تجھہ تک یہ لوگ باوجود
اپنی جمعیت کے جب تک کہ مین زمین مین دفن نہ ہوجاؤن کیا کلام بلاغت نظام ہی جناب ابوطالب
کا کس ثبات اور شجاعت اور اطمینان قلب سے بقسم فرمایا کہ یہ لوگ باوجود جمعیت تمھارا کچھ
نہین کرسکتے اس اطمینان کا سبب وہی الہام تھا ورنہ کیا ممکن بھی ہی کہ تمام قبائل عرب اور خصوصًا
وہ لوگ جو شجاعان زمانہ سے شمار کیے جاتے ہون وہ اُن حضرت کے قتل پر آمادہ ہون اور جناب
ابوطالب تن تنہا اُن سب کے مقابلہ پر کھڑے ہوکر اُنکو غیرت دلائین کہ باوجود جمعیت تم کچھ نہین
کرسکتے اور فی الواقع وہ کچھ نہ کرسکین کیا قلب مطمئن تھا جناب ابوطالب کا کہ لیطمئن قلبی کی بھی
حاجت نہ ہوئی اور فورًا بے دہشت امر حق کا اظہار کردیا اور مصرع ثانی مین بھی ایک امر مخفی کی خبر
دی ہی کہ جب تک مین زندہ ہون یہ لوگ کچھ نہین کرسکتے یعنی بعد میرے تم کو آزار پہونچیگی پھر فرماتے ہین

فاصدع بامرک ماعلیک غضاضۃ وابشر بذاک وقر منک عیونا یعنی پس اپنے امر کو ظاہر کرو نہین ہی تم پر کوئی پستی اور خوف ذلت و نقصان اور بشارت ہو تم کو ساتھ اسکے اور خنک رکھو اپنی آنکھونکو جاے انصاف ہی کہ جو شخص اظہار امر رسالت کا حکم فرمائے اور کہے کہ اس سے خوش و مسرور و خنک چشم رہو وہ تو کافر بنایا جاوے اور جو اُن حضرت کی تکذیب کرے اور اُنکی رسالت مین شک کرے وہ پکا مسلمان اور قائم مقام اُسی رسول کا کیا جاوے پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا اور تم نے مجھے دعوت کی اور جانتا ہون مین کہ تحقیق تم صادق ہوا ور تم نے سچ کہا اور ہو تم اس جگہ (یعنی نزدیک خدا کے) امانت دار ولقد علمت بان دین محمد + من خیر ادیان البریۃ دینا اور بہ تحقیق جانا مین نے کہ دین محمدؐ بہترین ادیان خلق ہی از روے دین کے لولا الملامۃ او حذار ملامۃ + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا اگر نہ ہوتا خوف دشنام کا اور ملامت کا تو آپ پاتے مجھکو جوانمرد ساتھ اُس دین کے ظاہر بظاہر حاصل یہ ہی کہ ہم ان اشعار کی تشریح کر آسے ہین یہان پر مکتیلاً یہ اشعار عرض کیے کہ ان اشعار سے کیسی شجاعت اور حکمت ٹپک رہی ہی اور راس و رئیس فضائل عملیہ یہ ہی شجاعت اور حکمت اور عفت و عدالت ہی پس جناب ابوطالب کے صاحب الہام ہونے مین کیا شک باقی رہا ہان جو لوگ رسالت جناب خاتم المرسلین مین شک کرین یا اُنھین کے تابعین مین ہون تو وہ مصداق ختم اللہ قرار پائین گے اور یہ وہ ابوطالب ہین کہ جب محاصرہ کیا قریش نے شعب کا اُسوقت اُس جناب نے ایک خطبہ طولانی انشا فرمایا اُس مین فرماتے ہین الا ابلغا عنی علی ذات بیننا + لویا وخصا من لوی بنی کعب یعنی اے میرے دونون دوست پہونچاؤ میری طرف سے یہ خبر باوجود اُس مخالفت کے کہ جو ہمارے درمیان مین ہی بنی لوی کو اور خصوصًا بنی لوی سے قبیلۂ بنی کعب کو الم تعلموا انا وجدنا محمدا + رسولا کموسی خط فی الکتب کیا تم نہین جانتے کہ پایا ہم نے محمدؐ کو رسول مثل موسی کے اور یہ ثابت ہی کتب سماویہ سے کیون حضرات جاے انصاف ہی کہ جو آنحضرت صلعم کو رسول کموسی جانتا ہو اور بدلائل کتب سماویہ اُن حضرت کی رسالت کو تمام عرب پر ثابت کرے اور خود معترف ہو کہ ہم نے محمدؐ کو رسول مثل موسی کے پایا وہ تو کافر بنایا جاوے اور حسبنا کتاب اللہ کہے اور چھوڑ دے اُس رسول کو اور معاذ اللہ اُسکی شان مین ان الرجل لیھجر کہے وہ خلیفۂ رسول اور کامل مسلمان سمجھا جاوے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب وان علیہ فی العباد مودۃ ولا خیر ممن خصہ اللہ بالحب یعنی بہ تحقیق کہ اوپر اُسکے بندگان خدا کی محبت ہی اور نہین ہی بہتر اوس شخص سے

کہ جسے مخصوص کیا ہو اللہ نے ساتھ اپنی دوستی کے یعنی جو خاص بندگان خدا ہین وہ اُنکو دوست
رکھتے ہین اور یہ خاص حبیب خدا ہین کیون حضرات خیر البشر اور حبیب خدا اول ول کس نے کہا
آنحضرت کو کیا یہ الفاظ بغیر الہام جاری ہوے زبان جناب ابوطالب پر پھر فرماتے ہین فلسنا
ورب البیت نسلم احمد لعزاء من عض الزمان ولا کرب پس قسم ہو رب کعبہ کی
ہم کبھی نہ دینگے احمد کو بہ سبب کسی مصیبت زمانہ کے اور نہ بہ سبب کسی سختی زمانہ وکرب کے افسوس
ہو اُن بے بصیرتون پر کہ جو ایسے ایسے مضامین اور الفاظ کو جو بغیر الہام جاری ہو سکتے ہی
نہین فقط ایک لفظ فراست کہکر ٹال دیتے ہین یہ وہ ابوطالب ہین جو فرماتے ہین وشق له
من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود وھذا محمد یعنی مشتق کیا اُن حضرت کے نام کو اپنے
نام سے تاکہ اُنکی بزرگی ہو پس صاحب عرش یعنی خدا محمود ہی اور یہ محمدؐ ہین کیون صاحبو جناب
ابوطالب کو بغیر الہام کیونکر معلوم ہوا کہ حق تعالی نے اس نام کو اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ
اُنکی بزرگی ہو یہ وہ ابوطالب ہین کہ اُسی زمانۂ محاصرہ مین دوسرا قصیدہ فرمایا ہی کہ جسکی
بعض علما نے اسّی بیتین لکھی ہین اور بعض نے سو بیتون سے بھی زیادہ لکھی ہین تیمنًا وتبرکًا چند
بیتین عرض کی جاتی ہین کہ ان ابیات کا ایک ایک لفظ دلالت کرتا ہی جناب ابوطالب کے الہام پر اور
مکرر گذارش ہو چکا کہ جناب ابوطالب خود ملہم لنفسہ اور اوصیا انبیا اور مستودعین مین سے تھے
فرماتے ہین وابیض یستسقی الغمام بوجہہ + ثمال الیتامی عصمۃ للارامل یعنی محمد وہ ماہرو
ہی کہ جسکے چہرہ کے وسیلہ سے بادلون سے پانی طلب کیا گیا جاے پناہ ہی یتیمون کی اور ملجا ہی بیواؤن
کے یلوذ بہ الہلاک من ال ہاشم + فہم عندہ فی نعمۃ وفواضل یعنی پناہ گزین ہونگے
اُس سے وہ لوگ جو قریب بہلاکت ہون آل ہاشم سے پس وہ لوگ اُسکے پاس نعمتون اور احسانات
مین بسر کرینگے مراد یہ ہی کہ آل ہاشم کو بسبب اُنکے احسانات بزرگ اور نعمتین ملینگی کیون حضرات یہ
اخبار جو مطابق واقع ہوے اُس وقت کے ہین کہ جسوقت انتہاے سختی اور مصیبت مین تھے پھر بدون
الہام ووحی یہ اوصاف آنحضرتؐ اور یہ اخبار کیونکر مطابق واقع ہوے پھر فرماتے ہین لعمری لقد
کلفت وجدا باحمد واحببتہ + حب الحبیب المواصل قسم ہی اپنی حیات کی تحقیق کہ تکلیف
دی گئی ہی مجھے محبت کی احمد کے ساتھ (یعنی خدا نے مجھے مامور کیا ہی اُنکی دوستی پر) اور دوست رکھا
مین نے اُسکو اُس محبت اور دوستی سے کہ جو محب ہمدم رکھتے ہین وقد علموا ان ابننا لامکذب
لدینا + ولا یعزی لقول الاباطل اور بہ تحقیق کہ سب جانتے ہین کہ ہمارا فرزند جھوٹا نہین ہے
ہمارے نزدیک اور نہ قول اباطیل کی طرف منسوب ہو سکتا ہی فمن مثلہ فی الناس ای مؤمل
اذا قاسہ الحکام عند التفاضل سبحان اللہ کیا کلام ہی جناب ابوطالب کا کون مثل تھا جناب موصوفؐ کا

فصاحت اور بلاغت اور شجاعت اور حلم اور عفت مین اور بدیہی ہی کہ سردار تھے تمام عرب کے
اور قبیلۂ بنی ہاشم مین کون انکا نظیر تھا باوجود اسکے فرماتے ہین کہ کون ہی اُسکا مثل یعنی جناب
محمد مصطفے کا آدمیون مین یعنی فی العرب نہین فرمایا بلکہ فی الناس فرمایا یعنی نوع انسان مین اور کون
ہی جو محل امید ہو جسوقت قیاس کرین حکم لگانے والے ایک دوسرے پر فضیلت دینے کا یعنی سوا محمدؐ
کے کسی کو فضیلت نہین دے سکتے پھر فرماتے ہین حلیم رشید عاقل غیر طائش + یوالی الھا
لیس عنہ بغافل یعنی بردبار نیک راہ پانے والا عقلمند ہی سبک مزاج نہین ہی اور ایسے خدا کا
محب ہی جو کسی وقت اُس سے غافل نہین یعنی تم لوگ ایسے خدا کو دوست رکھتے ہو جو غافل ہین کہ وہ
لائق خدائی نہین ہین! اللہ اکبر یہ وہ کلام معجز نظام ہی جناب ابو طالب کا کہ بجز اوصیا سے انبیا کے
کوئی قدرت نہین رکھتا کہ مثل اسکا کہہ سکتا یا کہہ سکے فرماتے ہین واصبح فینا احمد فی ذروۃ
تقصر عنہا سورۃ المتطاول یعنی احمد ہم مین نکلا ہی ایسی اصل سے کہ قاصر ہو گئے اُس سے نیزے
طالب جاہ و حشمت کے فجدت بنفسی دونہ وحمیتہ ودافعت عنہ بالذری والکلاکل
یعنی اپنی جان دینے کو مین اُسکی حمایت مین تیار ہو گیا اور دفع کیا مین نے اُس سے ہر سختی والم
کو اُسکے سینہ سے کذبتم و بیت اللہ نبزی محمدا ولما نطاعن دونہ وتناضل جھوٹے
ہو تم قسم ہی بیت اللہ کی کیا چھوڑ دینگے ہم محمدؐ کو جب تک نیزون اور تیرون سے اُسکے دشمنون کا
مقابلہ نہ کر لین ونسلمہ حتی نصرع حولہ + وتذھل عن ابنائنا والحلائل قربان شجاعت و
حفاظت وحراست جناب ابو طالب فرماتے ہین اور کیا ہم تمھارے سپرد کر دینگے اُسکو یعنی محمدؐ کو جبتک
کہ گرد اُسکے ایسی جانفشانی اور مقابلہ نہ کرین کہ جس مین مر کر گر پڑین اور اپنے بچون اور عورتون کو
بھول جائین اللہ اللہ کیا قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی حق سبحانہ تعالی نے جناب ابو طالب کو اور کس مرتبہ
استکمال پر پہونچے تھے قوت نفسانیہ آپ کی از روے اخلاق اور عقل و علم کے انتہا یہ ہی کہ ہر قول
جناب ابو طالب کا نطق یا الہام ہی ایک دوسرے قصیدے مین فرماتے ہین اذا اجتمعت یوما قریش
لمفخر + فعبد مناف سرھا وصمیمہا یعنی جسوقت جمع ہون قریش واسطے فخر کے یعنی ایک
دوسرے پر فخر کرنے کو جمع ہون تو عبد مناف سارے قریش مین خالص اور برگزیدہ ہین فان حصلت
انساب عبد منافہا + ففی ہاشم اشرافہا وقدیمہا پس اگر عبد مناف کے نسب حاصل
ہون تو اولاد ہاشم شریف اور سردار اُنکے ہین وان فخرت یوما فان محمدا + ھو المصطفی
من سرھا وکریمہا اور اگر اولاد ہاشم کسی دن فخر کرین تو بہ تحقیق محمدؐ برگزیدہ اور کریم اُن سب مین ہین
مبصرین بنظر انصاف دیکھین کہ ایک زمانۂ دراز کے بعد حضرت ختمی مآبؐ نے ایک حدیث طولانی
مین ان سب مراتب کا ذکر فرمایا ہی اور آخر مین واصطفانی من بنی ھاشم فرمایا ہی اور جو امر تو

ظاہر ہی کہ حدیث بھی مثل وحی بلکہ وحی ہی اب مین اُس وصیت جناب ابوطالب کو لکھتا ہون کہ جو
قریش کو مکرر وصیت کی ہی اور قریب وفات تو عظما و سرداران قریش اور بنی عبد المطلب اور
بنی ہاشم کو جمع کیا ہی اور کما حقہ اُنکو نصیحت اور وصیت کی ہو اُسکے الفاظ و معانی و مطالب کو
دیکھنا چاہیے کہ جو جو اخبار کلیۃ اور جزئیۃ اور مجملاً اور مفصلاً جس فصاحت و بلاغت سے فرمائے
ہین کیا کسی فرد بشر کی بجز انبیا اور اوصیا کے مجال ہی کہ مثل جناب ابوطالب کے بیان کرسکے
اور یہ وصیت جناب ابوطالب کی مثل ایک معجزہ کے ہی کہ قیامت تک باقی رہیگی اور دلائل
واضحہ سے ہی کہ جناب ابوطالب کا نطق نطق بالالہام تھا اور وہ جناب مرتبۂ وصایت پر پہونچے
ہوے تھے اور مطابق تحقیق محققین حکما بھی ثابت ہوتا ہی کہ قوت نفسانیہ جناب ابوطالب
خصائل ثلثہ معتبرہ حکما حاصل تھے یعنی سنتے تھے کلام خدا کو اور دیکھتے تھے ملائکۃ اللہ کو
اور من عند اللہ عالم سے جمیع معلومات یا اکثر معلومات کے اور دلیل اُسپر یہی وصیت ہے
جناب ابوطالب کی فرماتے ہین یا معشر قریش انتم صفوۃ اللہ من خلقہ وقلب العرب
فیکم السید المطاع وفیکم المقدام الشجاع والواسع الباع یعنی ای گروہ قریش تم برگزیدۂ
خدا ہو مخلوق خدا سے اور قلب عرب ہو تم مین سردار قابل اطاعت ہوتا ہی اور تم مین دلاور اور
شجاع اور فراخ دست ہوتے ہین واعلموا انکم لم تترکوا للعرب فی المآثر نصیبا الا احرزتموہ
ولا شرفا الا ادرکتموہ اور جانو تم کہ نہین چھوڑا تم نے عرب کی خوبیون مین سے کوئی حصہ مگر
جمع کرلیا تم نے اُسکو اور نہ کوئی شرف چھوڑا مگر لے لیا تم نے اُسکو فلکم بذلک علی الناس
الفضیلۃ ولہم بہ الیکم الوسیلۃ والناس لکم حرب وعلی حربکم الب پس تم کو اسی سبب
سے سب آدمیون پر فضیلت ہی اور اُن سب کا انھین سببون سے تم تک وسیلہ ہی اور لوگ
تمھارے دشمن ہین اور تمھارے جدال کے وقت تمھارے مقابل مین مجتمع ہوتے ہین وانی
اوصیکم بتعظیم ھذہ البنیۃ یعنی الکعبۃ فان فیہا مرضات للرب وقواما للمعاش
وثباتا للوطاۃ اور بہ تحقیق وصیت کرتا ہون مین تم کو کہ تعظیم کرو اس مکان یعنی کعبہ کی پس
تحقیق کہ اُس مین خوشنودی ہی پروردگار کی اور نظام ہی واسطے معاش کے اور ثبات ہی
واسطے رفتار کے وصلوا ارحامکم فان فی صلۃ الرحم منساۃ ای فسحۃ فی الاجل
وزیادۃ فی العدد اور صلۂ رحمی کرو ذوالارحام سے پس بہ تحقیق صلۂ رحمی مین تاخیر ہی یعنی
وسعت ہی عمر کی اور زیادتی ہی عدد یعنی نسل کی واترکوا البغی والعقوق ففیہا ھلکۃ
القرون قبلکم اور ترک کرو بغاوت اور نافرمانی کو کیونکہ دونون مین تم سے پہلے بہت سے
قرون ہلاک ہوگئے ہین واجیبوا داعی اللہ اور قبول کرو اُسکی دعوت کو جو اللہ کی طرف

دعوة کرنے والا ہی واعطوا السائل فان فیہا شرف الحیاة والممات اور عطا کرو سائل کو پس تحقیق
ان دونون مین یعنے اجابت داعی اللہ اور اعطاء سائل مین شرف حیات و ممات ہی وعلیکم
بصدق الحدیث واداء الامانة فان فیہا محبة فی الخاص ومکرمة فی العام اور تم پر
لازم ہی سچ بولنا اور ادا کرنا امانت کا کہ ان دونون مین خواص سے محبت اور عوام مین عزت ہی
حضرات متوجہ ہون کہ کس شد و مد سے اور کس فصاحت و بلاغت سے مراتب وعظ و پند اور
ہدایت کو کیسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے کنایةً اور صراحةً جناب ابو طالب نے ادا
فرمایا ہی کہ کسی کو مجال انکار نہ رہے اور اس پر بھی اگر انکار کرین جحدوا بہا واستیقنتہا
انفسہم کے مصداق ہو جائین ختم حجة کر دیا ہی جناب ابو طالب نے ابلاغ و اظہار رسالت
ختمی مرتبت صلعم مین اب بگوش دل سماعت فرمائیے کہ فرماتے ہین واوصیکم بمحمد خیراً
اور وصیت کرتا ہون مین خیر و نیکی کی ساتھ محمد صلعم کے فانہ الامین فی قریش والصدیق فی العرب
کہ تحقیق وہ امین ہی قریش مین اور تمام عرب مین صدیق ہی وھو الجامع لکل ما اوصیتکم بہ
اور وہ جامع ہی کل ان وصیتون کا جو مین نے تم کو کی ہین وقد جاء بامر قبلہ الجنان و
انکرہ اللسان مخافة الشنان اور تحقیق وہ ایسا امر لیکر آیا ہی کہ قبول کر لیا ہی اسکو دل نے اور
انکار کرتے ہے زبان خوف سے دشمنی کی اس مقام پر اعمی القلوب اقرار لسانی جناب ابو طالب
کا انکار کرتے ہین اتنا بھی نہین سمجھتے کہ قبلہ الجنان روبرو تمام قبائل قریش اور بنی
عبد المطلب اور بنی ہاشم کے اور ان سب کو مخاطب کرکے فرمایا ہی یا نہین پس یہ فرمانا جناب
ابو طالب کا اقرار لسانی ہی اس امر کا جسکو انکے قلب نے قبول کیا ہی برخلاف اس جملہ
کے وانکرہ اللسان مخافة الشنان کہ اس مین اثبات جملۂ اولی یعنی انکرہ اللسان موقوف
ہی اثبات جملۂ ثانیہ پر یعنی مخافة الشنان پر مراد یہ تھی جناب ابو طالب کی کہ جب تک دشمن طعن
کرنے والے موجود ہین تم اسوقت تک انکار لسانی سمجھو اور جسوقت تم ایمان قبول کر لو یا چلے جاؤ
تو عدم مخافة شنان کے ساتھ ہی انکرة اللسان بھی معدوم ہوا اور عدم انکار مستلزم اقرار ہی حاصل
یہ ہی کہ بعد اسکے جناب ابو طالب اخبار گذشتہ اور پند و نصیحت سے فارغ ہو کر آیندہ کی خبر دیتے
ہین وایم اللہ کانی انظر الی صعالیک العرب واھل الاطراف والمستضعفین من
الناس قد اجابوا دعوته وصدقوا کلمته وعظموا امرہ یعنی قسم ہی خدا کی گویا کہ مین
دیکھ رہا ہون منصفین بنظر انصاف نظر کرین کہ وہی خصائل ثلثہ مین سے دوسری صفت ہی کہ
جسکو حکمانی بھی لکھا ہی کہ وعلم جمیع المعلومات او اکثرہا من عند اللہ کہ جناب
ابو طالب اسے خدا کی قسم سو فرماتے تھے کہ جانتا ہون مین گویا کہ دیکھ رہا ہون یعنی قوت نفسانیہ

جناب ابوطالب کو کمال اتصال حاصل تھا عقل فعال سے کہ جمیع صور جزئیات اور کلیات
عالم عقلی کا مشاہدہ فرما رہے تھے اور آئندہ کی خبر دیتے تھے حتی کہ مجملاً اور مفصلاً جو کچھ کہ جناب
ابوطالب کے بعد ہونے والا تھا زمانۂ رسالت آنحضرتؐ مین ان سب کی خبر فرما دی افسوس ہے
اون علما پر کہ جنھون نے ایسے نفس ذکی صاحب الہام کو متہم بکفر کیا ہی اور اُس جناب کی
نطق بالالہام کو فراست سے خطاب کیا ہی مین نہایت ادب سے پوچھتا ہون کہ یہ تفرس مخصوص
جناب ابوطالب ہی کے ساتھ تھا یا افراد بشر مین زید عمر بکر یا مثلاً کسی اور کو بھی حاصل تھا افسوس
کیسا نفاق سے نابینا کر دیا ہی الغرض جناب ابوطالب فرماتے ہین کہ قسم ہی خدا کی گویا کہ مین
دیکھ رہا ہون کہ فقراے عرب نے اور گرد و نواح کے باشندون نے اور جو مستضعفین شمار کیے جاتے ہین
آدمیون مین اُن سب نے قبول کر لیا ہی اُسکی دعوت کو اور تصدیق کی ہی اُسکے کلام کی اور تعظیم
کی ہی اُسکے حکم کی فخافوهم فی غمرات الموت فصارت رؤساء قریش وصنادیدها اذنابا
ودورها خرابا وضعفاءها اربابا یس کو دیڑا ہی اور دھس گیا ہی اُن سب کو لیکر غمرات موت
مین اور سب رؤساء قریش اور صنادید قریش ذلیل و خوار ہو گئے ہین اور مکانات اُنکے خراب
و برباد ہو گئے ہین اور ضعفا و فقرا جو تھے جنھون نے دعوت کو قبول کر لیا وہ سردار اور پرورش
کنندہ بن گئے ہین واذا اعظمهم علیه احوجهم الیه وابعدهم منه احظاهم عنده اور
جو بزرگی کرتے تھے اُس محمدؐ پر وہ سب اُسکے محتاج ہو گئے ہین اور جو بہت بعید تھے اُس محمدؐ
سے وہ بہرہ مند ہو گئے ہین اُسکی نزدیکی سے پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب قد محضته العرب
ودادها واعطته قیادها اور خالص دوستی اُنکی کر لی ہی عرب نے اور دیدی ہی اپنی زمام اختیار
اُنکو یا معشر قریش کونوا له ولاة ولحزبه حماة ای گروہ قریش ہو جاؤ تم سب اُسکے دوست
اور حامی ہو جاؤ اُسکے گروہ کے پھر جناب ابوطالب بقسم فرماتے ہین والله لا یسلك احد
سبیله الا رشد ولا یاخذ احد بهدیه الا سعد یعنی قسم ہی خدا کی کوئی نہ چلیگا اُسکی
راہ پر مگر جو رشید ہوگا اور نہ لیگا کوئی اُسکی ہدایت کو مگر جو سعید ہوگا الله اکبر فرماتے ہین جناب
ابوطالب ولو کان لنفسی مدة ولاجلی تاخیر لکففت عنه الهزاهز ولدفعت عنه
الدواهی یعنی اگر میری زندگی کی کچھ مدت باقی ہوتی اور میری اجل تاخیر کرتی تو بیشک سختیون کو روکتا اُسی
شدائد کو اور دفع کرتا مین اُس سے بلاؤن کو وقال لهم مرة لن تزالوا بخیر ما سمعتم من محمد
وما اتبعتم امره فاطیعوه ترشدوا اور ایک مرتبہ اُن سب سے فرمایا کہ تم ہمیشہ اچھے رہوگے
جب تک سنتے رہوگے کلام محمدؐ کا اور پیروی کروگے تم اُنکی پس اطاعت کرو تم اُنکی اور رشید
بن جاؤ

تمت

قطعۂ تاریخ

از نتیجۂ فکر جناب سید سجاد حسین صاحب تلمیذ جناب میر خورشید علیصاحب نفیس مرحوم

آن ذاکرِ حسین حکیم دقیقہ رس — کز یک سخن ہزار مطالب برآورد

از حرف حرفہائے غرائب دہد ظہور — وز نقطہ نکتہائے عجائب برآورد

آن جوہر خزانۂ مخفی کہ مختفی است — چون حاضرے ز مکمن غائب برآورد

رنگ موافقت فگند بر مخالفان — از نامناسب آنچہ مناسب برآورد

گر دعوۂ ثبات قدم رکند کسے — آن را ز رعب خائف و ہارب برآورد

گندم نمائے گندار جو فروشئے — آن را ز بزم خاسر و خائب برآورد

گہ جان از درون معاند برون کشد — گہ دود از دمار مخاطب برآورد

حیرت بچشم و لرزہ در اندام افگند — ہوش از دماغ و قلب ز قالب برآورد

اینک رخ کلام بشرح مطالب است — صد رد و قدح شرح مطالب برآورد

این شیر بیشۂ اسد اللہ غالب است — دشمن ہزار مکر ثعالب برآورد

بر ہر یکے سخن سخن آرد سخن سخن — گر در سخن سخن ز معائب برآورد

بر حرف حرف ہمے آورد اگر — حرفے ز رائے سالم و صائب برآورد

گاہے بدل لوف شداید دہر رجوع — گاہے بجان ہزار مصائب برآورد

دشمن بہ بدگمانے خود صد یقین کند — گر از دلش شکوک و شوائب برآورد

باید بحکم قل و دل نظر کنیم — جز درد سر چہ طول مطالب برآورد

تاریخ طبع نسخہ کان فتح غالب است — سنجاد از رسالۂ غالب برآورد

۱۳ ھ ۲۹

قطعۂ تاریخ

از نتیجۂ فکر جناب حکیم مرزا علی صاحب تلمیذ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس مرحوم مغفور

چو جان بوده برابر هر دو ریحان ابیطالب — نبی جان ابیطالب علی جان ابیطالب

جهان ممنون احسان نبیؐ و هم علیؑ لیکن — نبیؐ و هم علیؑ ممنون احسان ابیطالب

بهر ورد و بهر اندوه دست مصطفیٰ بوده — بسان دست حق بد امان ابیطالب

بعالم حفظ جان آن دو تن را از دل و از جان — چو جان انگاشته جانم بقربان ابیطالب

خموش ای طبع موزون هست این ترک ازخول — ز هر چه گفتم و گویم از آن شان ابیطالب

ز فتح الغالب از چه غافلے آیا نمی دانے — کتابی هست در اثبات ایمان ابیطالب

کتابی هست در اثبات ایمان با درخشان نسخه — بچرخ اوج ایمان مهر تابان ابیطالب

چو پرسد میرزا هر کس بگو با آن که بنوشته — دو تاریخش بیک مقطع تناخوان ابیطالب

ز فتح الغالب اسلام ابوطالب بیّن عادل — ادیب پاک ثابت کرده ایمان ابیطالب

سنه ۱۹۱۱ء — سنه ۱۳۲۹ھ

مختصر فہرست کتبخانہ تجارتی مطبع تصتوعالم ڈیوڑھی آغا میر لکھنؤ مالک داروغہ سید محمد صاحب

نام کتاب

ریاض المسلمین ترجمہ
حق الیقین جناب
ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ
مفاسر — ۱/۱۲ ۔ ۹/
عقائد حقہ مذہب
شیعہ اثنا عشریہ
مصنفہ مرحوم جناب اُستاد
بے نظیر منشی سید
مظفر علی خان
صاحب اسیر مرحوم
ینابیع المصائب
۱۶ مجلسین ہر مجلس
بطرز جدید اس
کتاب پر تقاریظ
جناب مولانا سید
ناصر حسین صاحب
قبلہ و مولانا جناب
سید محمد باقر صاحب
قبلہ دام فیوضہما
موجود ہین — ۱/۶ ۔ ۴/

نام کتاب

منتخب المصائب
معروف بمجالس حسینیہ
جس مین تیس مجلسین
ہین اور ہر مجلس مین
فضائل و قصائد
و مصائب درج
ہین اسوقت تک
کوئی کتاب اُردو
مین ایسی معتبر طبع
نہین ہوئی کیونکہ
اسپر کل علماے
لکھنؤ کے تقریظات
موجود ہین — ۱/۱۲ ۔ ۹/
شرح المصائب
خلاصہ در مصائب
دفتر المصائب — ۱/۱۲ ۔ عہ
چہاردہ مجالس
مسمی بہ تاریخ الائمہ — ۱/۱۲ ۔ ۹/
مرثیہ ہاے جناب
میر نفیس مرحوم

نام کتاب

جلد اول — عہ/
جلد دوم — ۱۵/
جلد سوم — عہ/
مجموعہ مراثی جناب
میر عشق مرحوم
جلد اول — ۱/۱۲
جلد دوم — عہ/
کلیات مراثی دبیر
و سلام از مرزا سلامت علی
صاحب کاغذ سفید
نولکشوری
جلد اول — عہ/
ایضاً جلد دوم — ۱/۱۲ ۔ ۹/
مرثیہ ہاے مفصلہ ذیل
مصنفہ شاعر شیرین
بیان مداح عترت
شاہ مرسلان جناب
مصحف حسین
صاحب شاگرد
رشید جناب

نام کتاب

مولوی علی میان — ۱/۱۲
صاحب کامل — ۱/۱۱
جنکے مطلع ذیل — ۱/۱۲
مین مرقوم ہین
قابل دید ہین
تقطیع کلان کاغذ — ۹/
سفید گندہ بہر — ۱/۸
نہایت اہتمام
سے طبع ہوئے
ہین اور ہر مرثیہ
مین سلام و رباعیات
بھی شریک کردئے
گئے ہین اے — ۱/۱۲
کلک رقم مدحکے — ۱/۵
دامن مین گذر کر
درحال جناب سید
الشہدا علیہ السلام
بند ۱۷۳ — ۲/۲ ۔ ۱/۱
آمد ہے کمیں لیر کی دشت
قتال مین درحال